ملفوظات
مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کنزالایمان۔ فتاویٰ رضویہ۔ احکام شریعت۔ حدائق بخشش۔ الامن والعلیٰ۔
شمع شبستانِ رضا جیسی شاہکار کتابوں کے مصنف
مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی شاہکار تصنیف

مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

ناشران

بک کارنر پرنٹرز پبلشرز مین بازار جہلم

فون نمبر دوکان: 624306 فون نمبر رہائش: 614977
ای میل: Bookcornerjm@yahoo.co.in

نام کتاب .... ملفوظات

مصنف .... مولانا احمد رضا خان بریلویؒ

سرورق .... امر شاہد

مطبع .... فرینڈز پرنٹرز، جہلم

ہدیہ .... -/100 روپے

ملنے کا پتہ

کتب خانہ شانِ اسلام، اُردو بازار لاہور

مکتبہ رحمانیہ، اقراء سنٹر اُردو بازار لاہور

شبیر برادرز، اُردو بازار لاہور

علم و عرفان پبلشرز، اُردو بازار لاہور

خزینہ علم و اَدب، اُردو بازار لاہور

رحمٰن بک ہاؤس، اُردو بازار کراچی

ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد شہید مسجد کھارادر کراچی

ادارۃ الانور، جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ خدیجۃ الکبریٰ، شاہ زیب ٹیرس (کتاب مارکیٹ) اُردو بازار کراچی

حیات فاضل بریلوی

فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ نسباً پٹھان مسلکاً حنفی اور مشرباً قادری تھے والد ماجد مولانا نقی احمد خان علیہ الرحمہ (م ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء) اور جدِ امجد مولانا رضا علی خان علیہ الرحمہ (م ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء) عالم اور صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ فاضل بریلوی کی ولادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی (یو۔پی بھارت) میں ہوئی۔ محمد نام رکھا گیا اور تاریخی نام المختار (۱۲۷۲ھ) تجویز کیا گیا، جدِ امجد نے احمد رضا نام رکھا بعد میں خود فاضل بریلوی نے عبدالمصطفےٰ کا اضافہ کیا۔

سنہ ولادت اس آیت کریمہ سے نکالا:

ولئک کتب فی قلوبھم الایمان و ایدھم بروح منه (۱۲۷۲ھ)

آپ بلند پایہ شاعر بھی تھے اور رضا تخلص کرتے تھے، آپ کے متبعین ''اعلیٰ حضرت'' اور ''فاضل بریلوی'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ آپ اکثر علوم وفنون مروّجہ میں دسترس رکھتے تھے بعض علوم وفنون معاصرین علماء سے حاصل کئے اور بعض میں ذاتی مطالعہ اور غور وفکر سے کمال حاصل کیا۔ مندرجہ ذیل ۲۱ علوم وفنون اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ سے حاصل کئے:

علم قرآن، علم حدیث، اصول حدیث، فقہ، جملہ مذاہب، اصول فقہ، جدل، تفسیر، عقائد، کلام، نحو، صرف، معانی، بیان، بدیع، منطق، مناظرہ، فلسفہ، تکسیر، ہیاۃ، حساب، ہندسہ۔

آپ شاہ آل رسول (م ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۷۹ء) شیخ احمد بن زینی دحلان مکی (۱۲۹۹ھ/ ۱۸۸۱ء) شیخ عبدالرحمن مکی (م ۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۳ء) شیخ حسین بن صالح مکی (م ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۴ء) شیخ ابو الحسین احمد النوری (م ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء) علیہم الرحمہ سے بھی استفادہ کیا اور مندرجہ ذیل ۱۰ علوم و

فنون حاصل کیے:

قراۃ، تجوید، تصوف، سلوک، اخلاق، اسماء الرجال، سیر، تاریخ، لغت، ادب۔

مندرجہ ذیل ۱۴ علوم وفنون ذاتی مطالعے اور بصیرت سے حاصل کیے:

ارثماطیقی، جبر و مقابلہ، حساب سینی، لوگارثمات، توقیت، مناظر ومرایا، اکر، زیجات، مثلث کروی، مثلث مسطح، ہیأۃ جدیدہ، مربعات، جفر، زائرچہ۔

اس کے علاوہ نظم ونثر فارسی، نظم ونثر ہندی، خط نسخ، خط نستعلیق وغیرہ میں بھی کمال حاصل کیا۔

علوم وفنون سے فراغت کے بعد تصنیف وتالیف، درس وتدریس اور فتویٰ نویسی میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ تقریباً ۵۰ علوم وفنون میں ہزار سے زیادہ کتب ورسائل آپ سے یادگار ہیں۔ بے شمار تلامذہ آپ سے مستفید ہوئے بعض کا شمار علماء متجرین میں کیا جا سکتا ہے، مثلاً مولانا حامد رضا خاں (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) مولانا ظفر الدین بہاری (م ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) والدمحترم پروفیسر مختار الدین آرزو، صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) مولانا سید احمد اشرف گیلانی (م ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء) مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم میرٹھی (م ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۴ء) والدمحترم مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا برہان الحق جبل پوری وغیرہ وغیرہ۔

(۲)

فاضل بریلوی ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء) میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۷۹ء) کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے اور مختلف سلاسل طریقت میں خلافت واجازت حاصل کی۔ مثلاً قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ، بدیعیہ، علویہ وغیرہ وغیرہ۔

۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء) میں پہلی بار حج بیت اللہ کے لئے والد ماجد کے ہمراہ عازم حرمین ہوئے، قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں امام شافعیہ شیخ حسین بن صالح جمل اللیل آپ سے بے حد

متاثر ہوئے اور فرطِ مسرت میں فرمایا:

انی لاجد نور اللّٰہ من ھذا الجبین

ترجمہ

بے شک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور پاتا ہوں۔

امام موصوف نے اپنی تالیف "الجوھرۃ المضیۃ" کی اردو شرح لکھنے کی فرمائش کی۔ چنانچہ مولانا شاہ احمد رضا خاں نے صرف دو روز میں اس کی شرح تحریر فرمائی اور یہ تاریخی نام رکھا: النیرۃ الوضیہ فی شرح الجوھرۃ المضیہ (۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء) پھر بعد میں تعلیقات و حواشی کا اضافہ فرما کے یہ تاریخی نام تجویز فرمایا: اطرۃ الرضیۃ علی النیرۃ الوضیۃ (۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء) (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) میں آپ دوسری بار زیارت حرمین شریفین کے علماء کبار نے بڑی قدر و منزلت فرمائی علمائے مکہ نے نوٹ کے متعلق ایک استفتاء پیش کیا جو اور حج بیت اللہ کے لئے حاضر ہوئے۔ اس سفر میں حرمین شریفین کے علمائے حرمین کے لئے عقدہ لاینحل بنا ہوا تھا۔ فاضل بریلوی نے محض حافظہ کی بناء پر قلم برداشتہ، عربی میں اس کا جواب تحریر فرمایا اور تاریخی نام رکھا: کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۴ء) اس جواب کو پڑھ کر علمائے حرمین بے حد متاثر ہوئے۔ ہندوستان واپسی کے بعد مندرجہ بالا جواب کا ضمیمہ تحریر فرمایا اور اس کا تاریخی نام رکھا کاسر السفیہ الواھم فی ابدال قرطاس الدراھم (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) کفل الفقیہ کے علاوہ ایک اہم کتاب علمائے مکہ کے ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرمائی اور اس کا یہ تاریخی نام تجویز کیا: الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبۃ ۱۳۱۲ھ/۱۹۰۵ء) پھر الفیوضات المکیہ لمحب الدولۃ المکیۃ کے عنوان سے اس کے تعلیقات و حواشی لکھے۔ اس رسالے میں مسئلہ علم غیب پر محققانہ بحث کی ہے۔ علمائے حرمین نے جو اس پر تقاریظ تحریر کی ہیں، ان سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ تعجب خیز بات یہ ہے کہ فاضل بریلوی نے یہ دونوں کتابیں دورانِ سفر بغیر کوئی کتاب مطالعہ کئے محض یادداشت کی بناء پر تالیف فرمائیں۔ یہ سرعت تحریر، قوت حافظہ اور جزئیاتِ فقہ پر ماہرانہ واقفیت کو دیکھ کر علمائے حرمین حیران تھے۔ (نزھۃ الخواطر ج ۸، ص ۳۹) مکہ معظمہ کے ایک عالم علامہ محمد علی بن حسین نے اس شعر کا اس طرف اشارہ کیا ہے۔

املی العلوم فهل سمعت میمثله
املی ذوا آیة قد شوهدت

(حسام الحرمین ص ۷۶)

فاضل بریلوی کو علمائے حرمین بڑی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ بعض علماء نے مجدّد دامت تک لکھا ہے۔ چنانچہ شیخ اسمٰعیل خلیل اللہ (حافظ کتب الحرم) تحریر فرماتے ہیں "لو قیل فی حقه انه، مجدد هذا القرن لکان حقاً و صدقاً." (حسام الحرمین ص ۱۴۰، ۱۷۲)

اسی طرح شیخ علی شامی ازہری، احمدی دروسری مدنی تحریر فرماتے ہیں۔

امام الائمة المجدد لهذه الامة،

(حسام الحرمین ص ۲۴۲)

اسی لئے فاضل بریلوی کے متبعین ان کو "مجدّد مأة حاضرة" کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ حرمین شریف اور دیگر بلادِ عرب کے تقریباً ایک سو سے زائد علماء فضلاء نے مولانا احمد رضا خاں کی علمیت اور فقاہیت کا اعتراف کیا ہے اور خوب تعریف کی ہے۔ اسی طرح علامہ اقبال الرحمہ نے فرمایا:

"ہندوستان کے اس دورِ متاخرین میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہ بمشکل ملے گا۔"

(مقالاتِ یومِ رضا، ج ۳، ص ۱۰)

فاضل بریلوی کی طبیعت کی شدت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ اقبال نے مزید فرمایا:

"اگر یہ چیز درمیان میں نہ ہوتی، تو اس دور کے ابوحنیفہ کہلا سکتے تھے۔"

اس میں شک نہیں کہ فن فتویٰ نویسی میں فاضل بریلوی اپنے معاصرین میں ممتاز تھے۔ انہوں نے تقریباً ۵۴ سال تک یہ فرائض بحسن وخوبی انجام دیے۔ اپنے ایک مکتب میں مولانا ظفر الدین بہاری کو تحریر فرماتے ہیں۔

"بحمد اللہ فقیر نے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء کو ۱۳ برس کی عمر میں پہلا

فتویٰ لکھا اگر ے دن اور زندگی بالخیر ہے، تو اس شعبان ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء
کو اس فقیر کو فتویٰ لکھتے ہوئے پچاس سال ہوں گے۔ اس نعمت کا شکر
فقیر کیا ادا کر سکتا ہے۔"

(حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۸، مکتوب محررہ شعبان ۱۳۳۹ھ)

فقہ میں جدالممتار، حاشیہ شامی اور فتاویٰ رضویہ کے علاوہ ایک اور علمی شاہکار ترجمہ قرآن کریم ہے جو ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء میں کنزالایمان فی ترجمہ القرآن کے نام سے منظر عام پر آیا اور جس کے تفسیری حواشی خزائن العرفان تفسیر القرآن کے نام سے مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے تحریر فرمائے جو ایجاز واختصار اور جامعیت کے لحاظ سے بے نظیر ہیں۔ اردو میں قرآن کریم کے مکمل اور جزوی تراجم کی تعداد کچھ کم نہیں۔ ہمارے اندازے کے مطابق مکمل اور جزوی تراجم کی تعداد تقریباً ۱۲۳ ہے۔ ان کثیر تراجم کی موجودگی میں فاضل بریلوی کا ترجمہ اردو بعض لوگوں کی نظر میں خاص اہمیت نہیں رکھتا، خصوصاً جبکہ اس سے قبل کئی ترجے ہو چکے ہوں۔ مثلاً:

ترجمہ قرآن، حکیم محمد شریف خان ۱۲۱۶ھ/ ۱۸۰۱ء
ترجمہ قرآن، مولوی امانت اللہ ۱۲۱۹ھ/ ۱۸۰۴ء
ترجمہ قرآن، نواب صدیق حسین خان ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۰ء
ترجمہ قرآن، مولوی نذیر احمد ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء
ترجمہ قرآن، سید احمد حسن دہلوی ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۶ء
ترجمہ قرآن، مولوی اشرف علی تھانوی ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۳ء

لیکن جہاں تک ہماری معلومات اور مطالعہ کا تعلق ہے یہ ترجمہ اس حیثیت سے جملہ تراجم میں ممتاز نظر آتا ہے کہ جن آیاتِ قرآنی کے ترجمے میں ذرا سی بے احتیاطی سے حق جل مجدہٗ اور حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں بے ادبی کا شائبہ نظر آتا ہے، فاضل بریلوی نے ایسی آیات کا ترجمہ ایسی احتیاط اور کامیابی کے ساتھ کیا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔

مندرجہ ذیل تقابلی مطالعے سے اس حقیقت کا اندازہ ہو سکے گا۔ خط کشیدہ الفاظ قابل توجہ ہیں۔

۱۔ اللہ ان سے ٹھٹھہ کرتا ہے۔(سرسید احمد خان۔تفسیر القرآن۔بقرہ/خطوط ۱۵)
اللہ ان سے استہزا فرماتا ہے۔(کنزالایمان)

۲۔ اللہ اپنا داؤ کر رہا تھا۔(ترجمہ مولوی نذیر دہلوی، انفال، ۳۰)
اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا۔(کنزالایمان)

۳۔ دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا دے گا۔(مولوی محمود حسن۔نساء ۱۴۲)
اللہ کو فریب دینا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا۔(کنزالایمان)

۴۔ اور آدام سے اپنے رب کا قصور ہوگیا۔تو غلطی میں پڑ گئے۔(مولوی اشرف علی۔بیان القرآن، طٰہٰ ۲۲)

اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا، اس کی راہ نہ پائی۔(کنزالایمان)

۵۔ اور پایا تجھ کو بھٹکتا، پھر راہ سجھائی (مولوی محمود حسن، ترجمہ قرآن، ضحیٰ)
اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا، تو اپنی طرف راہ دی۔(کنزالایمان)

فاضل بریلوی نے قرآن کریم کا جس نظر سے مطالعہ کیا، اس کا اندازہ ان کے اس مصرعے سے ہوتا ہے۔

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی

(حدائق بخشش حصہ دوم، ص۹۹)

وہ فن شعر میں کمال رکھتے تھے، نعت گوئی کو اپنا مسلک شعری بنایا، ہر صنف شاعری پر طبع آزمائی کی، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ہر جگہ نعت ہی کی جھلک نظر آتی ہے۔ان کے دیوان "حدائق بخشش" کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اردو، فارسی، عربی اور ہندی وغیرہ میں شعر گوئی پر پورا پورا عبور حاصل تھا، ان کا مشہور سلام جس کا مطلع ہے۔

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

پاک و ہند کے طول و عرض میں پڑھا جاتا ہے، ان کے مخالفین بھی ان کی عظمتِ شاعری

کے دل سے قائل تھے، چنانچہ افتخار اعظمی باوجود اختلاف مسلک فاضل بریلوی کی نعت گوئی پر اس طرح تبصرہ کرتے ہیں:

> ''ان کا نعتیہ کلام اس پایہ کا ہے کہ انہیں طبقہ اولیٰ کے نعت گو شعرا میں جگہ دی جانی چاہئے۔'' (ارمغان حرم، ص ۱۴)

افسوس ہے کہ تاریخ ادب اردو میں فاضل بریلوی کا نام یا تو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے یا کہیں ضمناً اور اشارۃً آ گیا ہے، وہ مقام نہیں دیا گیا جس کے وہ مستحق تھے۔

(۴)

تحریک آزادی کے سلسلے میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور ان کے تلامذہ، خلفاء کی خدمات قابلِ ذکر ہیں۔ انہوں نے انیسویں صدی کے آخر سے مسلمانوں کے سیاسی حالات بنظرِ غائر مطالعہ کئے اور تحریر و تقریر کے ذریعے اپنی اصلاحات اور تجاویز پیش کیں جو ۱۹۱۲ء میں کلکتہ سے شائع ہوئیں۔ اس سے قبل ۱۸۹۷ء میں پٹنہ کے اجلاس میں اسی موضوع پر تقریر فرمائی۔ فاضل بریلوی کے آخری دور میں سیاست نے ایک نیا رخ اختیار کر لیا تھا۔ تقریباً ۱۹۱۹ء/۱۳۳۸ھ میں تحریک خلافت کا آغاز ہوا اور دوسرے ہی سال (۱۹۲۰ء) (۱۳۳۹ھ) میں گاندھی کے ایماء پر تحریک ترک موالات کا آغاز ہوا۔ انجام سے بے نیاز ہو کر ہندو مسلم شیر و شکر ہو رہے تھے۔ مولانا احمد رضا خاں نے اس اختلاط کے خطرناک نتائج سے آگاہ فرمایا اور ایک معرکۃ الآراء رسالہ المحجۃ المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنۃ (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) تحریر کیا۔

راقم نے اس رسالے کے مضامین کو سامنے رکھ کر ایک کتاب ''فاضل بریلوی اور ترکِ موالات'' کے عنوان سے لکھی تھی، جس کا پہلا ایڈیشن صفر ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء میں اور دوسرا جمادی الآخر ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء میں لاہور سے شائع ہوا، اس کے بعد تیسرے، چوتھے اور پانچویں اور چھٹے ایڈیشن بھی شائع ہو چکے ہیں۔

فاضل بریلوی نے المحجۃ المؤتمنۃ میں کفار و مشرکین سے اختلاط اور ان کے ساتھ سیاسی اتحاد خطرناک نتائج سے متنبہ کیا ہے اور اس مسئلے پر مذہبی، تہذیبی، سیاسی، معاشی نقطہ نظر

سے تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ فاضل بریلوی کے انہیں افکار کو سامنے رکھ کر ان کے فرزندان گرامی خلفا اور متبعین نے سیاست میں قدم رکھا اور اس کے لئے صالح لٹریچر فراہم کیا، اپنے مقاصد کے حصول کے لئے انہوں نے انصار الاسلام اور جماعت رضائے مصطفےٰ کے نام سے دو دو تنظیمیں قائم کیں۔ اس کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کے نام سے تیسری تنظیم قائم کی جس کا دوسرا نام الجمعیة العالیة المرکزیة رکھا گیا۔ انصار الاسلام اور جماعت رضائے مصطفےٰ کے اراکین نے ہندو مسلم اتحاد اختلاط کے خلاف کام کیا۔ اس تنظیم کے ایک اہم رکن اور بانی صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (۱۳۶۸ھ/۱۹۴۸ء) جو فاضل بریلوی کے خلیفہ تھے۔ ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء میں مطالبۂ پاکستان کے اعلان کے ساتھ ساتھ علماء اہل سنت نے اپنی مساعی تیز تر کردیں ان کے خلوص اور جوش اور جذبے کا اندازہ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی کے اس عزم سے ہوتا ہے:

> ''پاکستان کی تجویز سے جمہوریت اسلامیہ کو کسی طرح دست بردار ہونا منظور نہیں، خود قائد اعظم محمد علی جناح اس کے اس کے حامی رہیں یا نہ رہیں۔''

(حیات صدر الافاضل، ص ۱۸۶، مکتوب ۲)

اسی طرح محدث اعظم ہند مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی (تلمیذ مولانا احمد رضا خاں) نے آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ اجمیر شریف (۵تا۶/ رجب ۱۳۳۵ھ/۱۹۴۶ء) میں خطبہ صدارت میں یہ پُر جوش کلمات کہے۔

> ''اٹھ پڑو، کھڑے ہو جاؤ، چلے چلو، ایک منٹ نہ رُکو، پاکستان بنالو، تو جا کر دم لو۔'' (الخطبة الاشرفیہ، ص ۳۸)

> مطالبۂ پاکستان کی تائید اور حمایت کے سلسلے میں ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۶ء کو آل انڈیا سنی کانفرنس کا چار روزہ حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء مشائخ اہل سنت، اسلامی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں، اسلامی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں۔'' (کتاب مذکور،

ص ۱۹۰)

اس کے ساتھ ساتھ حکومتِ اسلامیہ کے لئے لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے ۱۳ علماء و مشائخ کی ایک کمیٹی مقرر کر دی گئی جو مولانا احمد رضا خاں کے تلامذہ و خلفا اور مریدین پر مشتمل تھی۔ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد بھی ان کے متبعین نے پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے کے سلسلے میں بہت کوشش کی اور کر رہے ہیں۔

بعض حضرات کا یہ خیال ہے کہ فاضل بریلوی حکومتِ برطانیہ اور انگریزوں کے مخلصین میں سے تھے اور انہیں کے ایماء پر ایسی تحریکوں کی مخالفت کیا کرتے تھے جن سے حکومت برطانیہ کو خدشات ہوں۔

لیکن فاضل بریلوی اور ان کے تلامذہ، خلفاء اور متبعین کا جو سیاسی کردار اوپر پیش کیا گیا ہے، اس سے اس الزام کی نہ صرف تردید ہوتی ہے، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات انگریزوں کے مخالف اور نظریۂ پاکستان کے زبردست حامی تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ فاضل بریلوی سیاست کے اس نازک دور میں جوش و خروش سے زیادہ سلامت روی کو مسلمانوں کے لئے مفید سمجھتے تھے، اسی سلامت روی کو قائد اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے سامنے رکھا اور شاندار کامیابی حاصل کی۔ مولانا احمد رضا خاں انگریزوں کے حامی نہ تھے۔ لیکن بے جا مخالفت کو سلامت روی اور اعتدال کے خلاف سمجھتے تھے۔ ترکوں کی جان و مال حفاظت کو ضروری سمجھتے تھے، لیکن اس دور سیاست میں مالی امداد کو ترجیح دیتے تھے، وہ مسلمانوں کی معاشی اور سیاسی خوشحالی کے لئے ایک منصوبہ رکھتے تھے جس کے اہم نکات کا اظہار انہوں نے ۱۹۱۲ء میں حاجی لعل خاں (کلکتہ) کے نام ایک مفصل مکتوب میں کیا ہے جو بعد میں رام پور اور کلکتہ سے شائع ہوا جس کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ مسلمان اپنے تمام معاملات میں خصوصاً عدالتی مقدمات جن پر بے دریغ روپیہ ضائع ہوتا ہے، اپنے ہاتھ میں لیں۔

۲۔ مسلمان، مسلمان بھائیوں کے علاوہ کسی سے خرید و فروخت نہ کریں۔

۳۔ ہندوستان کے دولت مند مسلمان، مسلمانوں کے لئے غیر سودی بنکاری قائم کریں اور ایسے بینک کھول کر نفع کے لئے حلال ذرائع مہیا کریں۔

۴۔ مسلمان دین اسلام پر سختی کے ساتھ کاربند رہیں اور کسی دینی امر کے حصول کے لئے غیر دینی ذرائع استعمال نہ کریں۔

(دبدبہ سکندری، رام پور، شمارہ ۱۷، جلد ۳۹/۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء)

یہ خیال بھی درست نہیں کہ مولانا احمد رضا خاں نے دین اسلام میں ایک نئے فرقے کی بنیاد ڈالی جس کو "بریلوی" کہا جاتا ہے، حالانکہ ان کی تصانیف کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت محتاط ہیں اور کوئی نہیں چیز پیش نہیں کرتے، بلکہ وہی کہتے ہیں جو پہلے کہا جا چکا ہے چونکہ بعض مذہبی امور اور سیاسی تحریکوں کے زیر اثر وہ باتیں کچھ فراموش ہوگئی تھیں، اس لئے جب فاضل بریلوی نے از سر نو تحقیق کر کے پیش کیں، تو نئی معلوم ہونے لگیں۔ پاک و ہند کے علماء اور عوام کی ایک کثیر جماعت جو سلف صالحین کو پیرو ہے، دل سے ان کی تائید اور حمایت کرتی ہے، کیونکہ وہ ہمیشہ قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے اقوال و اعمال سے استناد و استشہاد کرتے ہیں اور دلائل و براہین کا ایک سیلاب بہاتے ہیں، اس لئے ان کی سیفِ قلم کے شہید بھی ان کی علمیت و فقاہت کے قائل نظر آتے ہیں۔ (نزہۃ الخواطر، ص ۳۹، ۴۱)

یہ بات فاضل بریلوی کی قابلیت اور علمیت پر شاہد ہے، لیکن اس میں شک نہیں کہ بعض مسائل میں ان کی تحقیقات سے علماء نے اختلاف کیا ہے۔

فاضل بریلوی نے ۲۵/صفر ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء کو بوقتِ نماز جمعہ ۲ بج کر ۳۸ منٹ پر وصال فرمایا۔ چند ماہ قبل قرآنِ کریم کی اس آیت سے الہامی طور پر اپنا سنۂ وفات نکالا تھا:

ویطاف علیهم بانیة من فضة و اکواب (وصایا شریف ص ۱۲۱)

آپ کے دو فرزند تھے، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ اور مفتی اعظم مولانا مصطفٰے رضا خاں مدظلہٗ العالی۔ مولانا حامد رضا خاں ربیع الاول ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵ء میں پیدا ہوئے۔ کتبِ معقول و منقول والد ماجد سے پڑھیں۔ عربی ادب پر بڑا عبور رکھتے تھے۔ ۷۰ برس کی عمر پائی، ۲۳ سال والد ماجد کے جانشین رہے اور برسوں دار العلوم منظرِ اسلام (بریلی) میں درسِ حدیث دیا اور ۱۷ جمادی الاوّل ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء کو وفات پائی، صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ الاجازۃ المتینۃ ترجمہ اردو الدولۃ المکیۃ الصارم الربانی علی اسراف القادیانی،

سدّالفراد حاشیہ رسالہ ملّا جلال، نعتیہ دیوان اور فتاویٰ آپ سے یادگار ہیں۔

مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاں اوائل ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے، برادرِ بزرگ مولانا حامد رضا خاں سے تعلیم حاصل کی اور والد ماجد سے علوم دینیہ کی تکمیل کی۔ دارالافتاء الرضویہ (بریلی) میں ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء سے فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دے رہے ہیں، تصانیف میں الفتاوی المصطفویہ آپ سے یادگار ہیں۔ اس وقت ۸۶ سال کی عمر شریف ہے۔ ہندوستان میں آپ کا روحانی اور علمی فیض جاری ہے۔

فاضل بریلوی کے خلفاء نہ صرف پاک و ہند بلکہ حرمین شریفین میں بھی پھیلے ہوئے تھے۔ حرمین کے بعض خلفاء کے اسماء گرامی یہ ہیں:

سید عبدالحیٔ مکی۔ شیخ حسین جلال مکی۔ شیخ صالح کمال مکی۔ (م ۱۳۲۵ھ/۱۹۱۹ء) سید اسمٰعیل خلیل مکی (م ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) سید مصطفےٰ خلیل مکی (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) شیخ احمد خضراوی مکی (م ۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۶ء) شیخ عبدالقادر کردی مکی (م ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء) شیخ فرید مکی (۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۶ء) سید مامون البری۔ شیخ اسعد الدھان۔ شیخ علی بن حسین، شیخ عبدالرحمٰن، شیخ عابد مفتی (مالکیہ) شیخ علی بن حسین، شیخ جمال بن محمد الامیر، شیخ عبداللہ بن احمد ابی الغیر میرداد، شیخ حسن العجمی۔ شیخ الدلائل شیخ محمد سعید۔ شیخ عمر الحرسی۔ شیخ عمر بن حمدان۔ شیخ سالم بن عیدروس۔ سید علوی بن حسین۔ سید ابوبکر بن سالم۔ شیخ محمد بن عثمان دحلان۔ شیخ محمد یوسف۔ مولانا ضیاءالدین احمد مدنی۔

پاک و ہند کے خلفاء میں قابلِ ذکر یہ ہیں۔

مولانا حامد رضا خاں (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء)

مولانا سید عبدالسلام (م ۱۳۹۳ھ/۱۹۴۴ء)

مولانا ظفرالدین بہاری (م ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء)

مولانا محمد امجد علی اعظمی (م ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۸ء)

مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی (م ۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۴ء)

حکیم غلام احمد فریدی (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء)

شاہ سید احمد اشرف گیلانی (م ۱۳۴۴ھ/۱۹۵۵ء)

مولانا سید محمد دیدار علی الوری (م ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء)
مولانا عبدالعلیم میرٹھی (م ۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۴ء)
مولانا عبدالاحد (م ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۹ء)

(خلف الرشید مولانا محمد وصی احمد محدث سورتی) مولانا احمد مختار، مولانا محمد عبدالباقی برہان الحق جبل پوری۔ مولانا حسنین رضا خاں۔ مولانا محمد شریف کوٹلی لوہاراں۔ پروفیسر سید سلیمان اشرف (مسلم یونیورسٹی۔ علی گڑھ) مولانا محمد ابراہیم رضا خاں۔ مولانا سید غلام جان جودھپوری وغیرہ وغیرہ۔

جناب محمد صادق قصوری نے ''خلفاء اعلیٰ حضرت'' کے نام سے کتاب لکھی ہے جو عنقریب لاہور سے شائع ہونے والی ہے۔

(۶)

فاضل بریلوی کثیر التصانیف بزرگ تھے، ان کی تصانیف کی تعداد ہزار سے متجاوز ہے۔ تصانیف کی کثرتِ تعداد کے لحاظ سے برصغیر پاک و ہند کے علماء میں وہ خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ تذکرۂ علمائے ہند میں ان کی ۵۰ تصانیف کا تفصیلی ذکر کیا ہے (تذکرۂ علماء ہند۔ ص ۱۶، ۱۷) اور آخر میں لکھا ہے کہ اس وقت تک ان کی تصانیف ۷۵ مجلدات تک پہنچ چکی ہے۔

''تذکرہ علمائے ہند'' کی تدوین کا آغاز ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء میں ہوا، جب مولانا احمد رضا خاں کی عمر ۳۱ سال تھی۔ اس کے بعد ۳۵ سال حیات رہے۔ اس طویل عرصے میں کیا کچھ نہ لکھا گیا ہوگا۔ مولانا حامد رضا خاں (ابن مولانا احمد رضا خاں) نے الدولتہ المکیہ ''(۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) کے حاشیہ میں لکھا ہے:

> 'بحمدہ تعالیٰ چار سو سے زائد کتب ہیں جن میں فتاویٰ مبارکہ بڑی تقطیع کے بارہ ضخیم مجلدوں میں ہے۔'' (حاشیہ الدولتہ المکیہ ص ۱۶۹)

یعنی ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء تک تعداد تصنیف ۴۰۰ سے زائد ہوگئی تھی۔ فاضل بریلوی نے

۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء میں وصال فرمایا، یعنی اس کے بعد پندرہ برس حیات رہے۔ بہر حال آخر میں یہ تعداد ہزار سے بھی متجاوز ہوگئی۔ مولانا ظفر الدین بہاری نے فاضل بریلوی کے حیات میں ان کی ۴۰۰ سے زائد تصانیف کی مفصل فہرست بعنوان المجمل المعدد لتالیفات المجدد (۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء) کے نام سے پیش کی۔ پھر موصوف ہی نے حیاتِ اعلیٰ حضرت (ج ۲ قلمی) میں چھ سو سے زیادہ کتابوں کی تفصیلات فراہم کیں۔ مدیر ماہنامہ اعلیٰ حضرت دسمبر ۱۹۶۲ء (بریلی) نے قلمی اور نادر مطبوعات کی ایک فہرست پیش کی تھی جو ڈھائی سو تصانیف پر مشتمل ہے۔ اس فہرست کو مولانا بدرالدین احمد نے سوانح اعلیٰ حضرت میں نقل کر دیا ہے۔ انجمن ترقی اردو (کراچی) کی قاموس الکتب اردو میں تقریباً ۴۲ مطبوعات کا ذکر ملتا ہے۔ ۱۹۷۶ء میں المیزان (بمبئی) کا امام احمد رضا نمبر شائع ہوا۔ اس میں بکثرت تصانیف کا ذکر ملتا ہے۔

الغرض فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب چودھویں صدی ہجری کے جلیل القدر عالم، عظیم المرتبت، مفتی، بلند پایہ مصنف، صاحب بصیرت، سیاستدان اور باکمال ادیب و شاعر تھے۔ پاک و ہند کے محققین نے ہنوز ان کی طرف توجہ نہیں کی۔ وہ دنیا کے ہر محقق کی توجہ کے لائق ہیں۔ اگر ان کی فقہی اور علمی تصانیف، سیاسی بصیرت اور ان کے ادب و شاعری پر تحقیق کی جائے، تو بہت سے رازہائے سربستہ معلوم ہوں گے اور ہم بجا طور پر فخر کر سکیں گے کہ برصغیر سے ایک ایسا یگانہ روزگار عالم پیدا ہوا جس کی نظیر نہ اس کے زمانے میں تھی اور نہ اب ہے، اور حکیم عبدالحی لکھنوی کا یہ اعتراف، حقیقت بن کر سامنے آ جائے۔

یندر نظیرہ فی عصرہ فی الاطلاع علی الفقہ الحنفی و جزیاتہ یشھد بذالک مجموع فتاداہ

(عبدالحی لکھنوی، نزہۃ الخواطر، جلد ہشتم، ص ۴۱)

ترجمہ:

فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر مولانا احمد رضا خاں کو جو عبور حاصل تھا، اس کی نظیر شاید ہی کہیں ملے اور اس دعویٰ پر ان کا مجموعہ فتاویٰ شاہد ہے۔

❁❁❁❁❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدَہٗ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ط

احسن المکتوبات، و عمدۃ الملفوظات، حمد مبدع انطق الموجودات بان لاَ الٰہ الاّ اللّٰہ وَ لاَ موجود اِلاّ اللّٰہ وَ الاَ موجود اِلاّ اللّٰہ وَاخرج المعدومات، من العدم الیٰ الوجود فشہدن ان لا مشہود الا اللّٰہ فالحمد لِلّٰہِ الَّذِی خَلَقَ الانسان وَ علَّمَہ البَیان، وانطقہ بفصیح اللّسان، وَالصَّلوٰۃ والسَّلام الاتمان الا کملان، علیٰ سیّد الانس وَ الجان، عمیم الجود و الاحسان، شفیعنا یوم الجزع وَ الفزع عندالملک المنّان، الدَّیانُ اَلَّذی ہُو علیٰ المومنین بمحض کرمہ حنان، مَنَانُ و قہار علےٰ اجیال البغی وَ العِنادِ والفساد وَ الکفران، جبار علی المرتدین وَ علیٰ من کفر بہ و بررسُوْلہ دیان، نبی الرحمۃ ذی الکرم وَ الغفران حامی الاِیْمَان، مَاحِی الطغیان، غافر الذنب وَ الفسوق و العصیان، سیّدنا و مولنا ناصرنا و ماونا، حَامِینَا وَ ملجانا، السطان اَبی القاسم محمد رسول اللّٰہ ربّنا الرّحمٰن، وَ عَلیٰ آلِہٖ وَ صحبِہ الَّذین صَدَقوہُ بالاذعان، وَاٰمنو بمولا ہم بالتصدیق وَالایقان، وسعدوا فِیْ وَ مَناھج الصدق و صعدوالمعارج الحق بالثبات وَالاتقان، ھُمْ للدین اساس و تبیان وارکان، اَللّٰھُمّ احشرنا معھم بکرمک وَادخلنا دارالجنان، برحمتک و مغفرتک، یَاکریم یَارحیم یَاغفَّار یا سُبحان، آمین، آمین، یا ارحم الرَّحِمِینَ٥

اللہ اللہ اہل اللہ کی زندگی اللہ تعالیٰ و تبارک کی ایک اعلیٰ نعمت ہے۔ ان کی ذات پاک سے ہر مصیبت ٹلتی ہے اور ہر اڑی مشکل بآسانی بدلتی ہے۔ سبحان اللہ انہیں نفوس قدسیہ کے قدم کے قدوم کی برکت سے وہ عقدہ وہ لاینحل چٹکی بجاتے حل ہوتے ہیں۔ جنہیں قیامت تک کبھی بھی ناخن

تدبیر نہ کھول سکے جس سے کیسا ہی کوئی عقل و مدبر ہو حیران رہ جائے کچھ نہ بول سکے جسے میزان عقل میں کوئی نہ تول سکے۔ اللہ اکبر! ان کی صورت، ان کی سیرت، ان کی رفتار، ان کی گفتار، ان کی ہر روش، ان کی ہر ادا، ان کا ہر ہر کردار اسرار پروردگار عز مجدہ کا ایک بہترین مرقع اور بولتی تصویر ہے کہ یہ انفاس نفیسہ مظہر ذات علیہ و صفات قدسیہ ہوتے ہیں مگر بفحوائے کل شئی ھالک الا وجھه اور کل من علیھا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال و الاکرام دوام کسی کے لئے نہیں ہمیشہ نہ کوئی رہا ہے نہ رہے۔ ہمیشگی رب عز و جل کو ہے باقی جو موجود ہے معدوم اور ایک دن سب کو فنا ہے۔ اسی لئے اسلاف کرام رحمۃ اللہ علیہم نے ایسے انفاس قدسیہ کے حالات مبارکہ و مکاتیب طیبہ و ملفوظات طاہرہ جمع فرمائے یا اس کا اذن دیا کہ ان کا نفع قیامت تک عام ہو جائے اور ہم ہی مستفید و محظوظ نہ ہوں بلکہ ہماری آئندہ نسلیں بھی فائدہ اٹھائیں اور پھر وہ بھی یوں ہی اپنے اخلاف کے لئے پند و نصائح و وصایا تنبیہات و اخلاص کے ذخیرے اذکار عشق و محبت مسائل شریعت و طریقت کے مجموعہ معرفت و حقیقت کے گنجینہ کو اپنے پچھلوں کے لئے چھوڑ جائیں اور یہ سلسلہ یونہی قیامت تک جاری رہے۔ سچ ہے۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کیں دولت از گفتار خیزد

فقیر جب تک سن شعور کو نہ پہنچا تھا اور اچھے برے کی تمیز نہ تھی، بھلائی برائی کا ہوش نہ تھا اس وقت میں ایسے خیال ہونا کیا معنی پھر جب سن شعور کو پہنچا تو اور زیادہ بے شعور ہوا۔ جوانی دیوانی مشہور ہے مگر الصحبۃ مؤثرۃ صحبت بغیر رنگ لائے نہیں رہتی اور پھر اچھوں کی صحبت اور وہ بھی کون جنہیں سید العلماء کہیں تو حق یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ جنہیں تاج العرفا کہیں بجا جنہیں مجدد وقت اور امام اولیا سے تعبیر کریں تو صحیح جنہیں حرمین طیبین کے علمائے کرام نے مدائح جلیلہ سے سراہا انہ السید المفرد الامام کہاں ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئے انہیں اپنا شیخ طریقت بنایا ان سے سندیں لیں اجازتیں لیں انہیں اپنا استاد مانا۔ پھر ایسے اچھے کی صحبت کیسی بابرکت صحبت ہوگی۔ سچ تو یہ کہ اس صحبت کی برکت نے انسان کر دیا۔ اس زمانے میں کہ آزادی کی تند و تیز ہوا چل رہی تھی کیا عجب تھا کہ میں غریب بھی اس باد صرصر کے تیز جھونکوں سے جہاں صد ہا بئس المصیر پہنچے وہیں جا رہتا مگر اپنے خود ہی مولا کے قربان جس کی نظر عنایت نے پکا مسلمان بنا دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک اب

نہ وہ بے خود ہے جو بے خود بنائے تھی نہ وہ مدہوشی جو بے ہوش کئے تھی نہ وہ جوانی کی اُمنگ نہ کسی قسم کی کوئی ترنگ مولینا معنوی رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

"صحبت صالح ترا صالح کند"

مولینا کے اس فرمان کی مجھے آنکھوں دیکھی تصدیق ہوئی۔ اس معنی میں حضرت سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اور کتنا اچھا فرمایا۔ میں بار باران کے اشعار پڑھتا ہوں اور حظ اُٹھاتا ہوں۔ جب پڑھتا ہوں ایک نیا لطف پاتا ہوں وہ فرماتے ہیں۔

قطعہ

گلے خوشبوے درحمام روزے رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری کہ از بوے دلآویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم ولیکن مدّتے باگل نشستم
جمالِ ہمنشیں درمن اثر کرد وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

غرض میری جان پاک قدموں پر قربان جب سے یہ قدم پکڑے آنکھیں کھلیں اچھے برے کی تمیز ہوئی اپنا نفع وزیاں سوجھا منہیات سے تا بہ مقدور احتراز کیا۔ اور اوامر کی بجا آوری میں مشغول ہوا۔ اور اب اعلیٰ حضرت مدظلہٗ الاقدس کی بافیضِ صحبت میں زیادہ رہنا اختیار کیا۔ یہاں جو دیکھا کہ شریعت وطریقت کے وہ باریک مسائل جن میں مدّتوں غور وخوض کامل کے بعد بھی ہماری کیا بساط بڑے بڑے سر ٹیک کر رہ جائیں فکر کرتے کرتے تھکیں اور ہرگز نہ سمجھیں اور صاف انالا ادری کا دم بھریں وہ یہاں ایک فقرے میں ایسے صاف فرما دیئے جائیں کہ ہر شخص سمجھ لے۔ گویا اشکال ہی نہ تھا اور وہ دقائق ونکات مذہب وملت جو ایک چیستاں اور ایک معمہ ہوں جن کا حل دشوار سے زیادہ دشوار ہو یہاں منٹوں میں حل فرما دیئے جائیں۔ تو خیال ہوا کہ یہ جواہر عالیہ وزواہر غالیہ یوں ہی بکھرے رہے تو اس قدر مفید نہیں جتنا انہیں سلک تحریر میں نظم کر لینے کے بعد ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ پھر یہ کہ خود ہی متنفع ہونا یا زیادہ سے زیادہ ان کا نفع حاضر باشان دربار عالی ہی کو پہنچنا باقی اور مسلمانوں کو محروم رکھنا ٹھیک نہیں۔ ان کا نفع جس قدر عام ہو اتنا ہی بھلا لہٰذا جس طرح ہو یہ تفریق

جمع ہو۔ مگر یہ کام مجھ سے بے بضاعت اور عدیم الفرصت کی بساط سے کہیں سوا تھا اور گویا چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانا تھا۔ اس لئے بار بار ہمت کرتا اور بیٹھ جاتا میری حالت اس وقت اس شخص کی سی تھی جو کہیں جانے کے ارادے سے کھڑا ہو مگر مذبذب ہو۔ ایک قدم آگے ڈالتا اور دوسرا پیچھے ہٹا لیتا ہو مگر دل بے چین تھا کسی طرح قرار نہ لیتا تھا۔ آخر السعی منی و الاتمام من اللہ کہتا کر ہمت چست کرتا اور حسبنا اللہ و نعم الوکیل پڑھتا اٹھا اور ان جواہر نفیسہ کا ایک خوشنما ہار تیار کرنا شروع کیا اور میں اپنے رب عزوجل کے کرم سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اس ہار ہی کو میری جیت کا باعث بنائے۔

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

وَ اللّٰہُ تعالیٰ وَلی التوفیق وَ ھُوَ حَسْبِیَ وَ خیر رفیق وَ صلّے اللہ تعالیٰ علیٰ خَیْرِ خَلْقِہٖ وسیّدنا وَ مولٰنا محمّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ صحبہٖ اجمعین وَ بارِک وَ سَلِّم۔

میں نے چاہا تو یہ تھا، کہ روزانہ کے ملفوظات جمع کروں مگر میری بے فرصتی آڑے آئی اور میں اپنے اس عالی مقصد میں کامیاب نہ ہوا غرض جتنا اور جو کچھ مجھ سے ہو سکا میں نے کیا آگے قبول واجر کا اپنے مولیٰ تعالیٰ سے سائل ہوں وَ ھُوَ حَسْبِیَ وَ رَبِّیَ وہ اگر قبول فرمائے تو یہی میری بگڑی بنانے کو بس ہے۔ میں اپنے سنی بھائیوں سے امیدوار ہوں کہ وہ مجھ بے بضاعت و مسافر بے توشہ آخرت کے لئے دعا فرمائیں کہ رب العزۃ تبارک و تقدس اسے میری فلاح و نجات کا ذریعہ بنائے۔
امین بحرمۃ سیّد المرسلین النبی الامین المکین صَلّے اللہ تعالیٰ وَ بارک و سَلّم عَلَیْہ و عَلیٰ کل من ھُوَ محبوبٌ و مَرْضی لَدَیْہِ ط

مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی حاضر خدمت تھے انہوں نے عرض کی۔

عرض: حضور سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی گئی؟

ارشاد: حدیث میں ارشاد فرمایا یا جابر ان اللہ قَدْ خَلَقَ قبل الاشیاء نور نبیک مِنْ نورہٖ۔
اے جابر بیشک اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

عرض: حضور میری مراد دنیا کی ہر چیز سے پہلے سے ہے۔

ارشاد: رب العزۃ تبارک تعالیٰ نے چار دن میں آسمان، اور دو دن میں زمین یکشنبہ تا چہارشنبہ آسمان پنجشنبہ تا جمعہ زمین تیز اس جمعہ میں بین العصر والمغرب آدم علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا۔

عرض: ادنی درجہ علم باطن کا کیا ہے؟

ارشاد: حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص و عام سب نے قبول کیا۔ دوبارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص نے قبول کیا۔ عوام نے نہ مانا سہ بارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جو خواص و عوام کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔

یہاں سفر سے مراد اقدام نہیں مگر سیر قلب ہے ان علوم کی حالت تو یہ ہے۔ اور ادنیٰ درجہ ان سے اعتقاد ان پر اعتماد و تسلیم ارشاد جو سمجھ میں آیا فبہا ورنہ **کل من عند ربنا و مایذکر الا اولو الالباب** حضرت شیخ اکبر اور اکابر فن نے فرمایا ہے کہ ادنیٰ درجہ علم باطن کا یہ ہے کہ اسکے عالموں کی تصدیق کرے اور اگر نہ جانتا تو ان کی تصدیق نہ کرتا نیز حدیث میں فرمایا ہے۔ **اغد عالماً او متعلّماً او مستمعاً او محباً وَ لاَ تکن الخامس فتهلک** صبح کر اس حالت میں کہ تو خود عالم ہے یا علم سیکھتا ہے یا عالم کی باتیں سنتا ہے یا ادنیٰ درجہ یہ کہ عالم سے محبت رکھتا ہے اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔

عرض: کیا واعظ کا عالم ہونا ضروری ہے؟

ارشاد: غیر عالم کو وعظ کہنا حرام ہے۔

عرض: عالم کی کیا تعریف ہے؟

ارشاد: عالم کی تعریف یہ ہے کہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے۔ بغیر کسی کی مدد کے۔

عرض: کتب بینی ہی سے علم ہوتا ہے؟

ارشاد: یہی نہیں بلکہ علم افواہ رجال سے بھی حاصل ہوتا ہے۔

عرض: حضور مجاہدے میں عمر کی قید ہے؟

ارشاد: مجاہدے کے لئے کم از کم اسی برس درکار ہوتے ہیں باقی طلب ضرور کی جائے۔

عرض: ایک شخص اسی برس کی عمر سے مجاہدات کرے یا اسی برس مجاہدہ کرے۔

ارشاد: مقصود یہ ہے کہ جس طرح اس علم میں مسببات کو اسباب سے مربوط فرمایا گیا ہے اسی طریقہ پر اگر چھوڑیں اور جذب وعنایت ربانی بعید کو قریب نہ کردے تو اس راہ کی قطع کو اسی برس درکار ہیں اور رحمت توجہ فرمائے تو ایک آن میں نصرانی سے ابدال کردیا جاتا ہے اور صدق نیت کے ساتھ یہ مشغول مجاہدہ ہو تو امداد الٰہی ضرور کارفرما ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِینَ جَاهدوا الینا لنهدینهم سبلنا وہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کریں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔

عرض: یہ تو حضور اسی کا رہے تو ہو سکتا ہے دنیوی ذرائع معاش اگر چھوڑ دیئے جائیں تو یہ بھی نہایت وقت طلب ہے اور یہ دینی خدمت جو اپنے ذمہ لی ہے اسے بھی چھوڑنا پڑے گا۔

ارشاد: اس کے لئے بھی خدمات مجاہدات ہیں بلکہ اگر نیت صالح ہے تو ان مجاہدوں سے اعلیٰ، امام ابو اسحٰق اسفرائنی جب انہیں مبتدعین کی بدعات کی اطلاع ہوئی پہاڑوں پر ان اکابر علماء کے پاس تشریف لے گئے جو ترک دنیا و مافیہا کر کے مجاہدات میں مصروف تھے۔ ان سے فرمایا۔ یا اکلة الحشیش انتم ههُنَا و اُمّة محمد صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَ سَلّم فی الفتن اے سوکھی گھاس کے کھانے والو تم یہاں ہو اور امت محمد ﷺ فتنوں میں ہے انہوں نے جواب دیا کہ امام یہ آپ ہی کا کام ہے ہم سے ہو نہیں سکتا وہاں سے واپس آئے اور مبتدعین کے رد میں نہریں بہائیں۔

عرض: کیا دنیوی تفکرات کا قلب[1] جاری پر اثر ہوتا ہے۔

ارشاد: ہاں دنیا کی فکریں جاری قلب کی حالت میں ضرور فرق ڈالتی ہیں۔

عرض: سفر کے لئے کون کون سے دن مخصوص ہیں؟

ارشاد: پنجشنبہ، شنبہ، دوشنبہ حدیث شریف میں ہے بروز شنبہ قبل طلوع آفتاب جو کسی حاجت طلب میں نکلے اس کا ضامن میں ہوں (اسی سلسلہ تقریر میں فرمایا۔ بحمد اللہ دوسرے بار کی حاضری حرمین طیبین یہاں سے جانے اور وہاں سے واپس آنے میں انہیں تین دن سے ایک دن میں روانگی ہوئی تھی۔ اور بفضلہ تعالیٰ فقیر کا یوم ولادت بھی شنبہ ہے۔

عرض: عمر شریف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبول اسلام کے وقت کیا تھی؟

ارشاد: ۳۸ سال اور سوائے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ حضور کی عمر شریف ۸۳ سال ہوئی۔ ہر

سہ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عمر مبارک نیز عمر شریف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کی عمر مبارک کے برابر ہوئیں۔ یعنی ۶۳ سال اگرچہ اس میں کچھ روز و ماہ کم و بیش ضرور تھی لیکن سالِ وفات یہی تھا۔

عرض: حضور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل قبول اسلام کیا مذہب رکھتے تھے؟

ارشاد: صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بت کو سجدہ نہیں کیا۔ ۴ برس کی عمر میں آپ کے باپ بت خانہ میں لے گئے اور کہا **ھٰؤلاءِ الھتک الشم العلیٰ فاسجدلھم** یہ ہیں تمہارے بلند و بالا خدا انہیں سجدہ کرو۔ جب آپ بت کے سامنے تشریف لے گئے۔ فرمایا میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے۔ میں پتھر مارتا ہوں اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا وہ بت بھلا کیا جواب دیتا۔ آپ نے ایک پتھر اس کے مارا جس کے لگتے ہی وہ گر پڑا۔ اور قوتِ خداد کی تاب نہ لا سکا۔ باپ نے یہ حالت دیکھی انہیں غصہ آیا انہوں نے ایک تھپڑ رخسار مبارک پر مارا اور وہاں سے آپ کی ماں کے پاس لائے۔ سارا واقعہ بیان کیا۔ ماں نے کہا اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ جب پیدا ہوا تھا تو غیب سے آواز آئی تھی کہ **یا امۃ اللّٰہ بالتحقیق البشریٰ بالولد العتیق اسمہ فی السماء الصدیق لمحمد صاحب و رفیق** (ﷺ) اے اللہ کی سچی لونڈی تجھے مژدہ ہو اس آزاد بچے کا آسمانوں میں اس کا نام صدیق ہے۔ محمد ﷺ کا یار و رفیق ہے۔ میں نہیں جانتی کہ وہ محمد ﷺ کون ہیں؟ اور کیا معاملہ ہے اس وقت سے صدیق اکبر کو کسی نے شرک کی طرف نہ بلایا یہ روایت صدیق اکبر نے خود مجلس اقدس میں بیان کی۔ جب یہ بیان کر چکے جبریل امین حاضر بارگاہ ہوئے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور عرض کی **صدق ابوبکر و ھُوَ الصدیق** ابوبکر نے سچ کہا اور وہ صدیق ہیں۔ یہ حدیث عوالی الفرش الی معالی العرش میں ہے۔ اور اس سے امام احمد قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں ذکر کی جب سے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ کسی وقت جدا نہ ہوئے یہاں تک کہ بعد وفات بھی پہلوئے اقدس میں آرام فرما ہیں۔ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے دہنے دست اقدس میں حضرت صدیق کا ہاتھ لیا۔ اور بائیں دست مبارک میں حضرت عمر کا ہاتھ لیا۔ اور فرمایا **ھٰکذا نبعث یوم القیامۃ** ہم قیامت کے روز یوں ہی اٹھائے جائیں گے۔ امامِ اہل سنت سیدنا امام ابوالحسن اشعری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ **لم یزل ابوبکر بعین الرضا من**

اللہ تعالیٰ۔ ابوبکر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نظر رضا سے منظور ہے۔ ابن عساکر امام زہری تلمیذ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی من فضل ابی بکر انہ لَمْ یَشُکَّ فی اللہ ساعۃ صدیق کے فضائل سے ایک یہ ہے کہ انہیں کبھی اللہ میں شک نہ ہوا۔ امام عبدالوہاب شعرانی الیواقیت والجواہر میں فرماتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ اتذکر یوم یوم کیا تمہیں اس دن والا دن یاد ہے عرض کی اور یہ بھی یاد ہے کہ اس دن سب سے پہلے حضور نے بلیٰ فرمایا تھا۔ بالجملہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روز الست سے روز ولادت روز ولادت سے روز وفات اور روز وفات سے ابدالآباد تک سردار مسلمین ہیں یوں ہی سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اس بارے میں میرا ایک خاص رسالہ ہے۔

تنزیہ المکانۃ الحدریۃ عن و صمۃ عہد الجاھلیۃ

استفتاء: دھوبی کے یہاں گیارھویں شریف کا کھانا جائز ہے یا نہیں اور فاحشہ کے یہاں کھانے اور اس سے قرآن شریف تلاوت کرنے کی تنخواہ لینے کا کیا حکم ہے۔

الجواب: دھوبی کے یہاں کھانے میں کوئی حرج نہیں یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ دھوبی کے یہاں کا کھانا ناپاک ہے محض باطل ہے۔ ہاں فاحشہ کے یہاں کھانا جائز نہیں وہ تنخواہ اگر اس ناپاک آمدنی سے دے تو وہ بھی حرام قطعی اور اگر اس کے ہاتھ کوئی چیز بیچی ہو اور وہ اپنے اسی مال سے دے اس کا لینا قطعی حرام البتہ اگر قرض لے کر قیمت دے تو جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عرض: اگر بچے کی ناک میں کسی طرح دودھ چڑھ کر حلق میں پہنچ گیا ہو تو کیا حکم ہے۔

قرآن عظیم کی تلاوت پر اجرت لینا دونوں حرام ہیں۔ نبی ﷺ فرماتے۔ اقرؤا القرآن ولا تاکلوا بہ۔ ہاں جبکہ اخلاص تلاوت پر معاہدہ نہ ہوا بلکہ ایک حافظ کو ملازم رکھا اور اسکے متعلق پھر یہ کام بھی کر دیا تو اب سے تنخواہ لینا جائز ہے کہ وہ اجرت تلاوت قرآن نہیں بلکہ اس کے وقت کی اجرت ہے۔ یہی مقصود اعلیٰ حضرت ہے اور تعلیم قرآن بخوف ذہاب قرآن پر جواز اجر کا فتویٰ متاخرین نے دے دیا ہے۔ اگر یہ صورت ہو تو بھی جائز ہے۔ اور محض تلاوت پر اجرت کا وہی حکم ہے۔ ۱۲۰

ارشاد: منہ یا ناک سے عورت کا دودھ جو بچے کے جوف میں پہنچے گا حرمت رضاعت لائے گا۔
یہ وہی فتویٰ ہے جو چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ کو سب سے پہلے اس فقیر نے لکھا تھا اور اسی ۱۴/شعبان ۱۲۸۶ھ کو منصب افتا عطا ہوا۔ اور اسی تاریخ سے بحمد اللہ تعالیٰ نماز فرض ہوئی اور ولادت دس شوال المکرم ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء ۱۱ جیٹھ سدی ۱۹۱۳ سمبت کو ہوئی۔ تو منصب افتا ملنے کے وقت فقیر کی عمر ۱۳ برس دس مہینہ چار دن کی تھی۔ جب سے اب تک برابر یہی خدمت دین لی جارہی ہے والحمد اللہ۔

عرض: رکوع وسجود میں بقدر سبحان اللہ کہہ لینے کے ٹھہرنا کافی ہے۔

ارشاد: ہاں رکوع وسجود میں اتنا ٹھہرنا فرض ہے کہ ایک بار سبحان اللہ کہہ سکے جو رکوع وسجود میں تعدیل نہ کرے، ساٹھ برس تک اسی طرح نماز پڑھے اس کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔ حدیث میں ہے انا نخاف لومت علیٰ ذلک لمت علیٰ غیر الفترۃ ای غیر دین محمد ﷺ ہم اندیشہ کرتے ہیں کہ اگر تو اسی حال پر مرا تو دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نہ مرے گا۔

عرض: کیا جس قدر ممکنات ہیں وہ تحت قدرت بایں معنی داخل ہیں کہ ان کو پیدا فرما چکا ہے۔

ارشاد: نہیں بلکہ بہت سی چیزیں وہ ہیں جو ممکن ہیں اور پیدا نہ فرمائیں مثلاً کوئی شخص ایسا پیدا کر سکتا ہے کہ سر آسمان سے لگ جائے مگر پیدا نہ فرمایا۔

عرض: حضور کیا جن وپری بھی مسلمان ہوتے ہیں۔

ارشاد: ہاں (اور اسی تذکرہ میں فرمایا) ایک پری مشرف باسلام ہوئی اور اکثر خدمت اقدس میں رہا کرتی تھی ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی۔ سبب دریافت فرمایا عرض کی۔ حضور میرے ایک عزیز کا ہندوستان میں انتقال ہو گیا تھا میں وہاں گئی تھی راہ میں میں نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ابلیس نماز پڑھ رہا ہے۔ میں نے اس کی یہ نئی بات دیکھ کر کہا کہ تیرا کام تو نماز سے غافل کر دینا ہے تو خود کیسے نماز پڑھتا ہے اس نے کہا کہ شاید رب العزت وتعالیٰ میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخش دے۔

عرض: زید محمد شیر میاں صاحب پیلی بھیتی سے بیعت ہوا، تھوڑا عرصہ ہوا کہ ان کا وصال ہو گیا اب کسی اور کا مرید ہو سکتا ہے۔

ارشاد: تبدیل بیعت بلا وجہ شرعی ممنوع ہے اور تجدید جائز بلکہ مستحب ہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں

نہ ہوا ہو اور اپنے شیخ سے بغیر انحراف کئے اس سلسلہ عالیہ میں بیعت کرے۔ یہ تبدیل بیعت نہیں بلکہ تجدید ہے کہ جمیع سلاسل اس سلسلۂ اعلیٰ کی طرف راجع ہیں (اسی سلسلہ میں ارشاد ہوا) تین قلندر نظام الحق والدین محبوب الٰہی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کھانا مانگا۔ خدام کو لانے کا حکم فرمایا، خادم نے جو کچھ اس وقت موجود تھا ان کے سامنے رکھا ان میں سے ایک نے وہ کھانا اٹھا کر پھینک دیا اور کہا اچھا کھانا لاؤ۔ حضرت نے اس ناشائستہ حرکت کا کچھ خیال نہ فرمایا۔ خدام کو اس سے اچھا کھانا لانے کا حکم فرمایا۔ خادم پہلے سے اچھا لایا انہوں نے پھر پھینک دیا اور اس سے بھی اچھا مانگا حضرت نے اچھے کا حکم دیا غرض انہوں نے اس بار بھی پھینک دیا۔ اور اس سے بھی اچھا مانگا اس پر اس قلندر کو اپنے پاس بلایا اور کان میں ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا اس مردار بیل سے اچھا تھا جو تم نے راستہ میں کھایا تھا۔ یہ سنتے ہی قلندر کا رنگ متغیر ہوا۔ راہ میں تین فاقوں کے بعد ایک مرا ہوا بیل جس میں کیڑے پڑ گئے تھے ملا تھا اس کا گوشت کھا آئے تھے۔ قلندر حضور کے قدموں پر گرا حضور نے اس کا سر اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا اور جو کچھ عطا فرمانا تھا عطا فرما دیا۔ اس وقت وہ وجد میں رقص کرتا اور یہ کہتا تھا کہ میرے مرشد نے مجھے نعمت عطا فرمائی۔ حاضرین نے کہا بے وقوف جو کچھ تجھے ملا وہ حضرت کا عطا کیا ہوا ہے یہاں تک تو بالکل خالی آیا تھا کہا بے وقوف تم ہو اگر میرے مرشد نے مجھ پر نظر نہ کی ہوتی تو حضور کیوں نظر فرماتے یہ اسی نظر کا ذریعہ ہے اس پر حضرت نے کہا ہے اور فرمایا بھائیو مرید ہونا اس سے سیکھو۔

مؤلف: ایک روز بعد نماز عصر مسجد سے تشریف لائے۔ اس وقت حاضرین میں مولنا امجد علی اعظمی بھی تھے۔ رسالہ انفس الفکر فی قربان البقر ان دنوں طبع ہو رہا تھا اس میں مولوی عبدالحی صاحب کے دو فتوے قربانی گاؤ سے متعلق تھے۔ اس رسالہ میں نقل کئے گئے تھے اسی رسالہ کی نسبت تذکرہ ہو رہا تھا ان فتوؤں کا بھی ذکر آیا اس پر مولانا سے فرمایا۔

ارشاد: مولوی صاحب ہنود کے دھوکے میں آ گئے مسلمان کے خلاف فتویٰ لکھ دیا۔ تنبیہ پر متنبہ ہوئے یہی سوال میرے پاس بھی آیا تھا بفضلہٖ تعالیٰ نگاہِ اولین مکر مکاران پہچان لیا۔ اور گربہ کشتن روزِ اوّل باید پر عمل کیا۔ وللّٰہ الحمد۔

عرض: حضور ان کے فتاویٰ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان کے اکثر اقوال متعارض ہیں اور یہ اس

لئے کہ یہ اپنے فہم پر بڑا اعتماد کرتے ہیں۔

ارشاد: ہاں اپنے فہم پر اعتماد اور وہ بھی ائمہ کرام کے مقابلہ پر کہیں لکھتے ہیں۔ **واستدلوا لابی حنیفة بوجوه والکل باطل** ابوحنیفہ کے لئے کئی طرح دلیلیں لائے اور سب باطل ہیں کہیں **قال ابو حنیفه کذا وَ الحق کذا** ابوحنیفہ نے یوں کہا اور حق یوں ہے امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے ہیں۔ **ههُنا وَ هم آخر لصاحب الکتاب** یہاں کتاب والے کا ایک اور وہم ہے۔ آدمی کو اپنی حالت کا لحاظ ضرور ہے نہ کہ اپنے کو بھولے یا ستایشِ مردم پر پھولے اپنے نفس کا علم تو حضور ہی ہے۔

علماء نے ابن تیمیہ کو لکھا ہے **علمه اکبر منْ عقله** اس کا علم اس کی عقل سے بڑا ہے۔ علم نافع وہ جس کے ساتھ فقاہت ہو۔ مولوی صاحب نے اپنی کتب نفع المفتی والسائل میں جس میں خود ہی سائل اور خود ہی مجیب ہیں سوال و جواب کو استفسار و استبشار لکھا ہے ایک سوال قائم کیا کہ جس مکان میں جانور ہو کوئی آدمی نہ ہو وہاں جماع جائز ہے یا نہیں؟ اس کا جواب لکھا نا جائز ہے۔ اس جواب سے لازم کہ مکان سے تمام مکھیوں کو نکالے اور چارپائیاں کھٹملوں سے صاف کرے اور یہ تکلیف مالا یطاق ہے حالانکہ فقہا تصریح فرماتے ہیں۔ جو بچہ سمجھتا اور دوسرے کے سامنے بیان کر سکتا ہے۔ اس کے سامنے جماع مکروہ ہے ورنہ حرج نہیں تو جب ناسمجھ بچے کے سامنے جائز ہے حالانکہ آدمی ہے جانور کے سامنے کیوں ممانعت۔

مؤلف: فقہاء کرام نے یہ شرط کیوں زائد کی کہ غیر سے بیان کر سکتا ہو، محض سمجھنا کافی تھا اور اس پر یہ پر بھی الزام آتا ہے کہ گونگے، اپاہج کے سامنے جائز ہو اور اسے کسی طرح عقل تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

ارشاد: سمجھنے کے دو معنی ہیں ایک نفس حرکات کو سمجھنا یہ بچے میں قوت بیان آنے سے پہلے ہوتا ہے اور یہ سمجھنا کہ یہ حرکات شرم و حیا ہیں ان کا اخفا ضرور ہے یہ قوت بیان آنے کے بہت بعد ہوتا ہے بیان کے لئے پہلا سمجھنا لازم ہے اور اسی قدر ممانعت کے لئے کافی کہ خود اگرچہ اسے کوئی امر شرم و حیا نہ سمجھا مگر دوسروں سے کہہ تو سکے گا بخلاف دوسرے معنی فہم کے کہ وہ مانع مستقل ہے اس میں دوسرے سے بیان کی حاجت نہیں تو جس میں دوسرے معنیٰ کا سمجھنا ہو اس کے سامنے بدرجۂ اولیٰ مطلقاً ممانعت ہے۔ اگرچہ بیان نہ کر سکے۔

عرض: حضور آج کیا پہلی تاریخ ہے؟

ارشاد: پہلی تاریخ تھی کل، چاند ہوا آج دوسری شب ہے۔ تاریخ کی ابتدا و انتہا میں چار طریقے ہیں۔ ایک طریقہ نصاریٰ کا کہ ان کے یہاں نصف شب سے نصف شب تک تاریخ کا شمار ہے۔ دوسرا ہنود کا طلوع آفتاب سے طلوع آفتاب تک تیسرا طریقہ فلاسفہ یونان کا ہے کہ نصف النہار سے نصف النہار تک علم ہیات میں یہی ماخوذ ہے۔ چوتھا طریقہ مسلمانوں کا کہ غروب آفتاب سے غروب تک اور یہی طریقہ عقل سلیم پسند کرتی ہے کہ ظلمت نور سے پہلے ہے۔

مؤلف: حاضرین میں گائے کا گوشت کھانے کا اور اس کے مضر ہونے کا ذکر آیا اس پر فرمایا۔

ارشاد: وہ قطعاً حلال اور نہایت غریب پرور گوشت اور بعض امر وجہ میں گوشت بز سے نافع تر ہے بہتیرے گوشت کے شوقین اسے پسند کرتے اور بکری کے گوشت کو بیمار خوراک کہتے ہیں۔ اور اس کی قربانی کا تو خاص قرآن عظیم میں ارشاد ہے اور خود حضور اقدس ﷺ نے اس کی قربانی ازواج مطہرات کی طرف سے فرمائی۔ ہندوستان میں بالخصوص شعائرِ اسلام ہے اور اس کا باقی رکھنا واجب، بعض لیڈر بننے والے کہ ہنود سے اتحاد منانے کے لئے اس کا انسداد چاہتے ہیں بد خواہ مسلمانان ہیں مگر عجیب ہے کہ کوئی ہندو اتحاد بگھارنے کو مساجد کے قریب بھی گھنٹہ یا سنکھ بند کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ یہ اتحاد کی یک طرفہ تالی ان لیڈروں ہی کو نصیب ہے۔ ہاں حضور اقدس ﷺ سے اس کا گوشت تناول فرمانا ثابت نہیں اور مجھے تو سخت ضرر کرتا ہے ایک صاحب نے میری دعوت کی بہ اصرار لے گئے۔ ان دنوں جناب سید حبیب اللہ صاحب دمشقی جیلانی فقیر کے یہاں مقیم تھے ان کی بھی دعوت تھی میرے ساتھ تشریف لے گئے وہاں دعوت کا یہ سامان تھا کہ چند لوگ گائے کے کباب بنا رہے تھے۔ اور حلوائی پوریاں یہی کھانا تھا۔ سید صاحب نے مجھ سے فرمایا تو (آپ) گائے کے گوشت کا (کے) عادی نہیں اور یہاں کوئی اور چیز موجود نہیں بہتر کہ صاحب خانہ سے کہہ دیا جائے میں نے کہا یہ میری عادت نہیں وہی پوریاں کباب کھائے اسی دن مسوڑوں میں ورم ہو گیا اور اتنا بڑھا کہ حلق اور منہ بالکل بند ہو گیا۔ مشکل سے تھوڑا دودھ حلق سے اتارتا اور اسی پر اکتفا کرتا۔ بات بالکل نہ کر سکتا تھا یہاں تک کہ قرأت سریہ بھی میسر نہ تھی۔ سنتوں میں بھی کسی کی اقتداء کرتا اس وقت مذہب حنفی میں عدم جواز قرأت خلف الامام کا یہ نفیس فائدہ مشاہدہ ہوا جو کچھ کسی سے کہنا ہوتا لکھ دیتا

بخار بہت شدید تھا اور کان کے پیچھے گلٹیں میرے منجھلے بھائی مرحوم ایک طبیب کو لائے ، ان دنوں بریلی میں مرض طاعون بشدت تھا۔ ان صاحب نے بغور دیکھ کر سات آٹھ مرتبہ کہا یہ وہی ہے وہی ہے وہی ہے یعنی طاعون ، میں بالکل کلام نہ کرسکتا تھا اس لئے انہیں جواب نہ دے سکا۔ حالانکہ میں خوب جانتا تھا یہ غلط کہہ رہے ہیں نہ مجھے طاعون ہے نہ انشاء اللہ العزیز کبھی ہوگا اس لئے کہ میں نے طاعون زدہ کر دیکھ کر بارہا وہ دعا پڑھ لی ہے جسے حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھ لے گا اس بلا سے محفوظ رہے گا وہ دعا یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَ فَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلاً ط جن جن امراض کے مریضوں جن جن بلاؤں کے مبتلاؤں کو دیکھ کر میں نے اسے پڑھا بِحَمْدِهٖ تعالیٰ آج تک ان سب سے محفوظ ہوں اور بعونہٖ تعالیٰ ہمیشہ محفوظ رہوں گا۔ البتہ ایک بار اسے پڑھنے کا مجھے افسوس ہے مجھے نوعمری میں آشوب چشم اکثر ہو جاتا اور بوجہ حدت مزاج بہت تکلیف دیتا تھا ۱۹ سال کی عمر ہوگی رامپور جاتے ہوئے ایک شخص کو رَمدِ چشم میں مبتلا دیکھ کر یہ دعا پڑھی جب سے اب تک آشوب چشم پھر نہ ہوا اسی زمانہ میں صرف دو مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک آنکھ کچھ دَبی معلوم ہوئی دو چار دن بعد وہ صاف ہوگئی دوسری دبی پھر وہ بھی صاف ہوگئی۔ مگر درد، کھٹک، سرخی، کوئی تکلیف اصلاً کسی قسم کی نہیں، افسوس اس لئے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ سے حدیث ہے کہ تین بیماریوں کو مکروہ نہ رکھو۔ زکام کہ اس کی وجہ سے بہت سی بیماریوں کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ کھجلی کہ اس سے امراض جلدیہ جذام وغیرہ کا انسداد ہو جاتا ہے۔ آشوب چشم نابینائی کو دفع کرتا ہے۔ اس دعا کی برکت سے یہ تو جاتا رہا ایک اور مرض پیش آیا۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۰ھ میں بعض مہم تصانیف کے سبب ایک مہینہ کامل باریک خط کی کتابیں شبانہ روز علی الاتصال دیکھنا ہوا۔ گرمی کا موسم تھا دن کو اندر کے دالان میں کتاب دیکھتا اور لکھتا اٹھائیسواں سال تھا۔ آنکھوں نے اندھیرے کا خیال نہ کیا ایک روز شدت گرمی کے باعث دوپہر کو لکھتے لکھتے نہایا سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز دماغ سے دہنی آنکھ میں اتر آئی۔ بائیں آنکھ بند کر کے دہنی آنکھ سے دیکھا تو وسط شے مرئی میں ایک سیاہ حلقہ نظر آیا اس کے نیچے شے کا جتنا حصہ ہوا وہ ناصاف اور دبا ہوا معلوم ہوتا۔ یہاں اس زمانہ میں ایک ڈاکٹر علاج چشم میں بہت سر برآوردہ تھا۔ سینڈرسن یا اینڈرسن کچھ ایسا ہی نام تھا۔ میرے استاد جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ نے اصرار فرمایا کہ اسے آنکھ دکھائی جائے علاج کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے ڈاکٹر نے اندھیرے کمرے میں صرف آنکھ پر روشنی ڈال کر آلات سے بہت دیر تک بغور دیکھا اور کہا کثرت کتاب بینی سے کچھ پیوست آگئی ہے پندرہ دن کتاب نہ دیکھو مجھ سے پندرہ گھڑی بھی کتاب نہ چھوٹ سکی۔ مولوی سید اشفاق حسین مرحوم سہوانی ڈپٹی کلکٹر طبابت بھی کرتے تھے اور فقیر کے مہربان تھے فرمایا مقدمۂ نزول آب ہے۔ بیس برس بعد (خدا نہ کردہ) پانی اتر آئے گا میں نے التفات نہ کیا اور نزول آب والے کو دیکھ کر وہی دعا پڑھ لی اور اپنے محبوب ﷺ کے ارشاد پاک پر مطمئن ہوگیا۔ ۱۳۱۶ھ میں ایک اور حاذق طبیب کے سامنے ذکر ہوا بغور دیکھ کر کہا چار برس بعد (خدا نخواستہ) پانی اتر آئے گا۔ ان کا حساب ڈپٹی صاحب کے حساب سے بالکل موافق آیا انہوں نے بیس برس کہے تھے انہوں نے سولہ برس بعد چار کہے مجھے محبوب ﷺ کے ارشاد پر وہ اعتماد نہ تھا کہ طبیبوں کے کہنے سے معاذ اللہ متزلزل ہوتا الحمد اللہ کہ بیس درکنار تیس برس زائد گذر چکے ہیں اور وہ حلقہ ذرہ بھر نہ بڑھا نہ بعونہ تعالیٰ بڑھے نہ میں نے کتاب بینی میں کبھی کمی کی نہ انشاء اللہ تعالیٰ کمی کروں یہ میں نے اس لئے بیان کیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے دائم و باقی معجزات ہیں۔ جو آج تک آنکھوں دیکھے جارہے ہیں اور قیامت تک اہل ایمان مشاہدہ کریں گے۔ میں اگر انہیں واقعات کو بیان کروں جو ارشادات کے منافع میں نے خود اپنی ذات میں مشاہدہ کئے تو ایک دفتر ہو۔ مجھے ارشاد حدیث پر اطمینان تھا۔ کہ مجھے طاعون کبھی نہ ہوگا۔ آخر شب میں کرب بڑھا میرے دل نے درگاہ الٰہی میں عرض کی۔ اَللّٰھُمَّ صدق الحبیب و کذب الطبیب کسی نے میرے دہنے کان پر منہ رکھ کر کہا کہ مسواک اور سیاہ مرچیں، لوگ باری باری سے میرے لئے جاگتے اس وقت جو شخص جاگ رہا تھا۔ میں نے اشارے سے اسے بلایا اور اسے مسواک اور سیاہ مرچ کا اشارہ کیا وہ مسواک تو سمجھ گئے۔ گول مرچ کس طرح سمجھیں غرض بہ مشکل سمجھے جب یہ دونوں چیزیں آئیں، بہ دقت میں نے مسواک کے سہارے پر تھوڑا تھوڑا منہ کھولا اور دانتوں میں مسواک رکھ کر چھوڑ دی۔ کہ دانتوں نے بند ہو کر دبالی پسی ہوئی مرچیں اسی راہ سے داڑھوں تک پہنچائیں۔ تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ ایک کلی خالص خون کی آئی مگر کوئی تکلیف واذیت محسوس نہ ہوئی۔ اس کے بعد ایک کلی خون کی اور آئی اور بحمد اللہ تعالیٰ وہ گلٹیں جاتی رہیں منہ کھل گیا۔ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور طبیب سے کہلا بھیجا

کہ آپ کا وہ طاعون بفضلہ تعالیٰ دفع ہوگیا اور تین روز میں بعونہ تعالیٰ بخار بھی جاتا رہا۔

مؤلف: چونکہ اثنائے گفتگو میں طاعون کا ذکر تھا لہٰذا مولوی حکیم امجد علی صاحب نے یوں عرض کیا۔

عرض: غالبًا یہ بلائیں کفار جن ہوں۔

ارشاد: ہاں کفار ہیں۔حدیث ہے۔**الطاعون و خز اعدائکم من الجن**۔طاعون تمہارے دشمن جنوں کا کونچا ہے۔لہٰذا طاعون زدہ خاص شہدا میں شامل کیا جائے گا۔

اسی سلسلے میں ایک حکایت بیان فرمائی کہ شیخ محقق عوثقی مدنی مجھ سے کہتے تھے کہ حضرت سید محمد یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لائے دیکھا کہ منبر پر ایک بچہ بیٹھا ہے سوا حضرت کے کسی نے نہ دیکھا۔آپ نے کچھ تعرض نہ فرمایا۔نماز پڑھ کر تشریف لے آئے۔پھر ظہر کے لئے آئے تو دیکھا کہ ایک جوان بیٹھا ہے نماز پڑھ کر چلے آئے اور اس سے کچھ نہ کہا۔پھر عصر کے لئے گئے تو وہیں منبر پر ایک بوڑھے کو پایا۔اب بھی کچھ نہ پوچھا اور نماز سے فارغ ہوکر واپس آئے۔پھر مغرب کے لئے گئے تو ایک بیل کو وہاں دیکھا۔اب فرمایا تو کیا ہے کہ اتنی مختلف حالتوں میں نے تجھے دیکھا اس نے کہا میں وبا ہوں اگر آپ اس وقت مجھ سے کلام کرتے جب میں بچہ تھا تو یمن میں کوئی بچہ باقی نہ رہتا اور اگر اس وقت دریافت فرماتے جب میں جوان تھا تو یہاں کوئی جوان نہ رہتا۔یونہی اگر اس وقت بات کرتے جب کہ میں بڈھا تھا تو اس شہر میں کوئی بوڑھا نہ رہتا۔ اب آپ نے اس حال میں کہ مجھے بیل دیکھا کلام فرمایا یمن میں کوئی بیل نہ رہے گا۔یہ کہہ کر غائب ہوگیا۔یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت تھی کہ آپ نے پہلی تین حالتوں میں سوال نہ فرمایا۔بیلوں میں مرگ عام ہوگئی اگر اس وقت کوئی بیل اچھا بھی ذبح کیا جاتا تو اس کا گوشت ایسا خراب ہوتا کہ کوئی کھا نہ سکتا اس میں گندھک کی بو آتی انہیں سید محمد یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک صاحبزادے مادر زاد ولی تھے۔ایک مرتبہ جب عمر شریف چند سال کی تھی باہر تشریف لائے اور اپنے والد ماجد کی جگہ تشریف رکھی۔ایک شخص سے کہا لکھ **فلان فی الجنۃ** یعنی فلاں شخص جنت میں ہے۔ یوہیں نام بنام بہت سے اشخاص کو لکھوایا پھر فرمایا لکھ **فلان فی النارِ**۔یعنی فلاں شخص دوزخ میں ہے انہوں نے لکھنے سے ہاتھ روک لیا۔آپ نے فرمایا انہوں نہ لکھا، آپ نے سہ بارہ ارشاد کیا انہوں نے لکھنے سے انکار کر دیا۔اس پر آپ نے فرمایا **اَنتَ فِی النَّارِ** تو آگ میں ہے وہ گھبرائے ہوئے ان

کے والد ماجد کے خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے فرمایا اَنْتَ فِیْ النَّارِ کہا یا اَنْتَ فِیْ جھنّم عرض کی اَنْتَ فِیْ النَّارِ فرمایا حضرت نے ارشاد فرمایا۔ میں اس کے کہے کو بدل نہیں سکتا، اب تجھے اختیار ہے دنیا کی آگ پسند کر یا آخرت کی، عرض کی دنیا کی آگ پسند ہے ان کا جل کر انتقال ہوا، حدیث میں آگ کے جلے ہوئے کو بھی شہید فرمایا ہے۔

عرض: حضور میرے بھتیجا پیدا ہوا ہے۔ اس کا کوئی تاریخی نام تجویز فرمائیں۔

ارشاد: تاریخی نام سے کیا فائدہ، نام وہ ہوں جن کے احادیث میں فضائل آئے ہیں میرے اور میرے بھائیوں کے جتنے لڑکے پیدا ہوئے میں نے سب کا نام محمد رکھا۔ یہ اور بات ہے کہ یہی نام تاریخی بھی ہو جائے۔ حامد رضا خان کا نام محمد ہے اور ان کی ولادت ۱۲۹۲ھ میں ہوئی اور اس نام مبارک کے عدد بھی بانوے ہیں۔ ایک دقت تاریخی نام میں یہ ہے کہ اسمائے حسنٰی سے ایک یا دو جن کے اعداد موافق عدد نام قاری ہوں عدد نام دو چند کر کے پڑھے جاتے ہیں وہ قاری کو اسم اعظم کا فائدہ دیتے ہیں۔ تاریخی نام سے مقدار بہت زیادہ ہو جائے گی۔ مثلاً اگر کسی کی ولادت اس ۱۳۲۹ھ میں ہوئی تو اس کے مطابق عدد کے اسمائے حسنٰی ۲۶۵۸ بار پڑھے جائیں گے اور محمد نام ہوتا تو ایک سو چوراسی بار دونوں میں کس قدر فرق ہوا اور پھر اس نام اقدس کے فضائل میں یہ چند حدیثیں ذکر فرمائیں ایک حدیث میں ہے۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔ جو میری محبت کی وجہ سے اپنے لڑکے کا نام محمد یا احمد رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ باپ اور بیٹے دونوں کو بخشے گا۔ ایک روایت میں ہے قیامت کے دن ملٰئکۃ کہیں گے کہ جن کا نام محمد یا احمد ہے جنت میں چلے جاؤ۔ ایک روایت میں ہے ملٰئکۃ اس گھر کی زیارت کو آتے ہیں جس میں کسی کا نام محمد یا احمد ہے۔ ایک روایت میں ہے تمہارا کیا نقصان ہے کہ تمہارے گھروں میں دو یا تین محمد ہوں۔

عرض: جوتا پہن کر نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں۔

ارشاد: نہیں عالمگیری میں تصریح ہے کہ مسجد میں جوتا پہن کر جانا بے ادبی ہے۔

عرض: غیر مقلدین پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سرور دو عالم ﷺ نے پڑھی ہے۔

ارشاد: بعض احکام میں عرف و مصالح کے سبب تغیر و تبدل ہوتا ہے۔ میں نے خاص اس بارے میں ایک رسالہ مسمی بنام تاریخی جمال الاجمال لتوقیف حکم الصلٰوۃ بالنعال لکھا

ہے اور اسکی ایک شرح کمال الأکمال کی ہے (پھر فرمایا، تعظیم وتوہین عرف پرمبنی ہے۔ ایک چیز ایک سے زمانہ میں تعظیم وتوہین ہوتی ہے۔ دوسرے زمانہ میں نہیں یا ایک قوم میں ہوتی ہے دوسری میں نہیں، مثلاً عرب میں بڑے چھوٹے سب کو صیغہ مفرد سے خطاب ہے۔ انت قلت تو نے کہا یہ وہاں کوئی توہین نہیں یا یورپ کا ادب یہ ہے کہ ملاقات معظم کے وقت سر ننگا کرلے اور جوتا پہنے ہو اور ہمارے یہاں یہ توہین ہے ادب اس میں ہے کہ پاؤں ننگے ہوں اور سر پر عمامہ ہو جب ہمارے یہاں یہ دربار بادشاہان مجازی کی توہین ہے تو دربار الٰہی کہ ملک الملوک اور حقیقی شاہنشاہ سچے بادشاہ کا دربار ہے احق بالتعظیم ہے۔

عرض: ریل گاڑی میں بنچ پر بیٹھ کر پاؤں لٹکا کر فرض یا وتر پڑھے نماز ہوئی یا نہیں بعض ایسا کرتے ہیں۔

ارشاد: نہیں کہ قیام فرض ہے اور جب تک عجز نہ ہو ساقط نہیں ہوسکتا فرض اور وتر اور صبح کی سنتیں یوں نہ ہوسکیں گے۔

عرض: ریل میں ایسا موقع کم ملتا ہے کہ کھڑے ہو کر نماز ادا کی جائے۔

ارشاد: مجھے بڑے بڑے سفر کرنے پڑے اور بفضلہٖ تعالیٰ پنج وقتہ جماعت سے نماز پڑھی۔ قیام اور رکوع تو ریل میں بھی بخوبی ہوسکتا ہے ہاں بعض وقت سجدے میں وقت ہوتی ہے جب کہ قبلہ بنچ کی طرف ہو وہ یوں ہوسکتا ہے کہ سر کو خم کر کے بنچ کے نیچے کرے صرف تھوڑا سا تکلف کرنا ہوگا۔ مگر اس قدر خم نہ کرے کہ ۴۵ درجے کسی جانب مائل ہوجائے۔ ۴۵ درجے کے قریب تک اجازت ہے۔ ایک خط کے نصف پر دوسرا خط عمود قائم کرو کہ دو زاویہ قائمے بنائے گا۔ ان دونوں قائموں کی دو خطوں سے تنصیف کرو۔ یہ ۴۵×۴۵ درجے کے زاویہ ہوں گے۔ فرض کرو خط ج، ء سمت قبلہ تو شمال کو ہ، یا جنوب کو، ر تک جھکنا مفسد نماز نہیں کہ سمت قبلہ نہ بدلے گی زیادہ میں فساد ہے۔
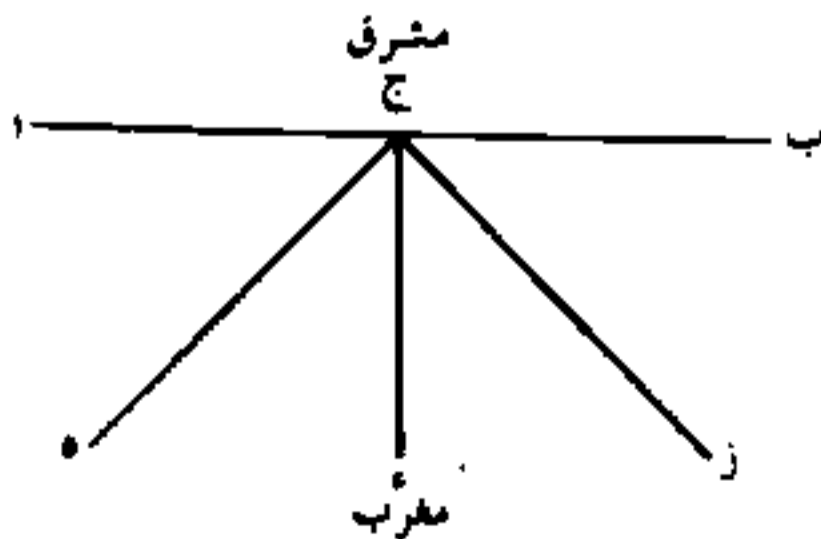
عرض: جتنی نمازیں اس طرح پڑھی ہوں ان کے اعادہ کی تو ضرورت نہ ہوگی۔ اس لئے کہ وہ نادانستگی میں پڑھی ہیں۔ ہاں آئندہ یونہی پڑھنا فرض ہے۔

ارشاد: جہل عدم اعادہ کا سبب نہیں ہوسکتا جہل خود گناہ ہے ہمارے علماء نے احکام شرعیہ شرق سے غرب تک روشن کردیئے۔ اور قرآن عظیم میں فرمایا۔ **فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون** ط تمہیں نہ معلوم ہو تو جاننے والوں سے پوچھو، اب نہ جاننے والے کی غلطی ہے اس نے کیوں نہ پوچھا ان نمازوں کا اعادہ ضرور ہے۔

عرض: پھر کس قدر کا اعادہ کیا جائے۔

ارشاد: اتنی کہ ظن غالب ہوجائے کہ اب باقی نہ رہی ہوں گی۔

عرض: ایک شخص نے نماز پڑھائی، مصلیٰ کج تھا۔ نہ انہوں نے استقبال قبلہ کیا نہ مصلے ہی کو ٹھیک کیا نماز ہوئی یا نہیں۔

ارشاد: اگر مصلی کا میلان قبلہ سے ۴۵ درجے کے اندر تھا تو نماز ہوگئی اور اگر زیادہ تھا تو باطل (پھر فرمایا) بریلی میں اکثر مساجد قبلہ سے دو درجہ جانب شمال کو ہٹی ہوئی ہیں اور بمبئی کی مساجد دس درجے جانب جنوب اگر شرع مطہر اس کی اجازت نہ دیتی تو لاکھوں نمازیں باطل ہوتیں (پھر فرمایا) انسان کی پیشانی کے قوسی شکل ہونے میں یہ بھی مصلحت ہے تاکہ یہ آسانی رہے کہ اگر قبلہ ۴۵ درجہ تک انحراف بھی ہوگا تو بھی پیشانی کے جز سے محاذات ہوجائے گی، اگر پیشانی مستوی ہوتی تو یہ بات حاصل نہ ہوتی (انحراف مساجد کی وجہ بیان فرمائی) لوگوں نے یہ سمجھا کہ مغرب کی طرف منہ کر کے اس طرح کھڑے ہوں کہ قطب داہنے شانے پر ہو تو جو جہت محاذی وجہ ہو وہی سمت قبلہ ہے۔ حالانکہ یہ تحقیق نہیں البتہ ہندوستان پر تقریب کے لئے کافی ہے۔

عرض: عورتوں کی نماز باریک کپڑوں سے ہوتی ہے یا نہیں۔

ارشاد: آزاد عورتوں کو سر سے پاؤں تک تمام بدن چھپانا فرض ہے مگر چہرہ یعنی پیشانی سے ٹھوڑی اور ایک کنپٹی سے دوسری کنپٹی تک (جسمیں سر کے بالوں کا کوئی حصہ داخل نہیں نہ ٹھوڑی کے نیچے کا) یہ تو بالاتفاق نماز میں چھپانا فرض نہیں اور گٹوں تک دونوں ہاتھ اور ٹخنوں تک دونوں پاؤں۔ ان میں اختلاف روایات ہے ان کے سوا اگر کسی عضو کا چوتھائی حصہ نماز میں قصداً کھولے اگرچہ ایک آن کو یا

بلا قصد بقدر ادائے رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی دیر تک کھلا رہے تو نماز نہ ہوگی اور باریک کپڑے جن سے بدن نظر آئے یا رنگت دکھائی دے یا سر کے بالوں کی سیاہی چمکے نماز نہ ہوگی۔

مؤلف: ایک صاحب جن کا میلان قدرے وہابیت کی طرف تھا انہوں نے علم غیب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نسبت سوال کیا تو فرمایا۔

ارشاد: کیا آپ مطلق علم غیب کو پوچھتے ہیں۔ یا علم ماکان و مایکون۔ جیسا سوال ہو اس کے موافق جواب دیا جائے۔

عرض: میں حضور سرور عالم ﷺ کو سب سے افضل و اعلیٰ جانتا ہوں اور حضور کو روشن ضمیر مانتا ہوں مگر یہ کہ وہ دلوں کی بات جانتے ہیں یہ نہیں مانتا۔

ارشاد: روشن ضمیر ہونے کے تو یہی معنی ہیں کہ دلوں کی حالتیں جانیں (پھر اس کے ثبوت کی طرف توجہ فرمائی۔ و ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب و لکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء۔ اے عام لوگوں اللہ اس لئے نہیں کہ تمہیں غیب پر مطلع فرمادے ہاں اپنے رسولوں سے چن لیتا ہے۔ جسے چاہے اور فرماتا ہے۔ علم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا۔ مگر اپنے پسندیدہ رسول کو صرف اظہار ہی نہیں بلکہ رسولوں کو علم غیب پر مسلط فرمادیا۔ (اس کے بعد ارشاد فرمایا) علمائے اہل سنت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اتفاق ہے کہ جو فضائل اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عنایت فرمائے گئے وہ سب باکمل وجوہ اور ان سے بدرجہا زائد حضور سید عالم ﷺ کو مرحمت ہوئے اور اہل باطن کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کچھ فضائل اور انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علی سیدہم و علیہم کو ملے وہ سب حضور کو دیئے سے اور حضور کے طفیل میں۔ اصحاب صحیح بخاری و مسلم نے روایت کی۔ قال رسول اللہ علیہ و سلم انما انا قاسم و اللہ یعطی میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت فرماتا ہے۔ و کذلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوات و الارض یعنی ایسا ہی ہم ابراہیم کو آسمان و زمین کی ساری سلطنت دکھاتے ہیں اور لفظ نری استمرار و تجدد پر دال ہے۔ جس کا یہ مطلب کہ وہ دکھانا ایک بار کے لئے نہ تھا بلکہ مستمر ہے تو یہ صفت حضور اکرم ﷺ میں اکمل طور پر ثابت، حضور کے دیئے سے اور حضور

کے طفیل میں حضور کے جد اکرم علیہ السلام ابیہ وبارک وسلم کو یہ فضیلت ملی کہ اس کا انکار نہ کرے گا مگر کو رباطن اَعَاذَنَا اللّٰہ تعالیٰ مِنْ ھٰذِہِ العقیدۃ الباطلۃ اور لفظ کذٰلک تشبیہ کے واسطے ہے جسے ہر معمولی عربی دان جانتا ہے اور تشبیہ کے لئے مشبہ بہ ضرور ہے۔ مشبہ تو خود قرآن کریم میں مذکور ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ باقی رہا مشبہ یہ وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ اے حبیب لبیب جیسے ہم آپ کو آسمان اور زمینوں کی سلطنتیں دکھا رہے ہیں۔ یونہی آپ کے طفیل میں آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بھی ان کا معائنہ کرا رہے ہیں۔

اور قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے۔ وما ھو علی الغیب بضنین یعنی میرا محبوب غیب پر بخیل نہیں۔ جس میں استعداد پاتے ہیں اسے بتاتے بھی ہیں اور ظاہر کہ بخیل وہ کہ جس کے پاس مال ہو اور صرف نہ کرے وہ کہ جس کے پاس مال ہی نہیں کیا بخیل کہا جائے گا اور یہاں بخیل کی نفی کی گئی تو جب تک کوئی چیز صرف کی نہ ہو نفی کا کیا مفاد ہوا لہٰذا معلوم ہوا کہ حضور غیب پر مطلع ہیں اور اپنے غلاموں کو اس پر اطلاع بخشتے ہیں اور فرماتا ہے نزلنا علیک الکتٰب تبیانا لکل شیئ ہم نے تم پر یہ کتاب ہر شے کا روشن بیان کردینے کے لئے اتاری۔ تبیانا ارشاد فرمایا بیانا نہ فرمایا کہ معلوم ہو جائے کہ اس میں بیان اشیاء اس طرح پر ہے کہ اصلا خفا نہیں اور حدیث میں ہے جسے امام ترمذی وغیرہ نے دس صحابہ سے روایت کیا کہ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم صبح کو نماز فجر کے لئے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے۔ اور حضور کی تشریف آوری میں دیر ہوئی حتیٰ کدنا ان نترای الشمس یعنی قریب تھا کہ آفتاب طلوع ہو کر آئے کہ اتنے میں حضور تشریف فرما ہوئے اور نماز پڑھائی پھر صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جانتے ہو کیوں دیر ہوئی سب نے عرض کی اللہ و رسولہ اعلم اللہ و رسول خوب جانتے ہیں ارشاد فرمایا اتانی رَبِّیْ فی احسن صورۃ میرا رب سب سے اچھی تجلی میں میرے پاس تشریف لایا یعنی میں ایک دوسری نماز میں مشغول تھا اس نماز میں عبد درگاہ معبود میں حاضر ہوتا ہے اور وہاں خود ہی معبود کی عبد پر تجلی ہوئی۔

قال یا محمد فیما یختصم الملاء الاعلیٰ اس نے فرمایا اے محمد ﷺ یہ فرشتے کس بات میں مخاصمہ اور مباہات کرتے ہیں فقلت لا ادری میں نے عرض کی کہ میں بے تیرے بتائے کیا جانوں فوضع کفہ بین کتفی فوجدت مرد انا ملہ بین ثدیی فتجلے لی کل

شئی و عرفت تو رب العزت نے اپنا دست قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا اور اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی اور میرے سامنے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی صرف اسی پر اکتفا نہ فرمایا کہ کسی وہابی صاحب کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ کل شے سے مراد ہر شے متعلق بشرائع ہے بلکہ ایک روایت میں فرمایا ما فی السّمٰوٰتِ وَالْاَرْض میں نے جان لیا جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اور دوسری روایت میں فرمایا فعلمت مابین المشرق و المغرب اور میں نے جان لیا جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے اور یہ تینوں روایتیں صحیح ہیں تو تینوں لفظ ارشاد اقدس سے ثابت ہیں یعنی میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ مشرق سے مغرب تک۔ ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نہ پہچان لی اور روشن ہونے کے ساتھ پہچان لینا۔ اس لئے فرمایا کہ کبھی شے معروف ہوتی ہے۔ پیش نظر نہیں۔ اور کبھی شے پیش نظر ہوتی ہے اور معروف نہیں جیسے ہزار آدمیوں کی مجلس کو چھت پر سے دیکھو وہ سب تمہارے پیش نظر ہوں گے مگر ان میں بہت کو پہچانتے نہ ہو گے۔ اس لئے ارشاد فرمایا کہ تمام اشیائے عالم ہمارے پیش نظر بھی ہو گئیں اور ہم نے پہچان بھی لیں کہ ان میں نہ کوئی ہماری نگاہ سے باہر رہی نہ علم سے خارج وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن مسلمان دیکھیں نصوص میں بلا ضرورت تاویل و تخصیص باطل و نامسموع ہے اللہ عزوجل نے فرمایا ہر چیز کا روشن بیان کر دینے کو یہ کتاب ہم نے تم پر اتاری، نبی ﷺ نے فرمایا ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی تو بلا شبہ یہ رویت و معروف جمیع مکنونات قلم و مکتوبات لوح کو شامل ہے۔ جس میں سب مَا کَانَ و مَا یکون من الیَوم الاول الیٰ یوم الاٰخر و جملہ ضمائر و خواطر سب کچھ داخل و لہٰذا طبرانی و نعیم بن حماد استاد امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ ہما نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان اللّٰہ قد رفع لی الدُّنیا فانا انظر الیْھَا والیٰ مَاھُوَ کَائنٌ فِیھَا الیٰ یوم القیٰمة کانّما انظر الی کفی ھذہٖ بے شک اللہ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے تو میں اسے اور اس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو اور حضور کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور کے غلاموں کو یہ مرتبہ عنایت فرمایا کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں وہ مرد نہیں جو تمام دنیا کو مثل ہتھیلی کے نہ دیکھے۔ انہوں نے سچ فرمایا اپنے مرتبہ کا اظہار کیا۔ ان کے بعد حضرت شیخ بہاء الملۃ والدین نقشبند قدس سرہٗ نے فرمایا میں کہتا

ہوں۔ مرد وہ نہیں جو تمام عالم کو انگوٹھے کے ناخن کی مثل نہ دیکھے اور وہ جو نسب میں حضور کے صاحبزادے اور نسبت میں حضور کے ایک اعلیٰ جاہ کفش بردار ہیں۔ اعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدۂ غوثیہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔

نظرتُ الی بلاد اللّٰہ جمعاً　　کخردلۃ علی حکم اتصال

یعنی میں نے اللہ کے تمام شہروں کو مثل رائی کے دانے کے ملاحظہ کیا اور یہ دیکھنا کسی خاص وقت سے خاص نہ تھا۔ بلکہ علی الاتصال یہی حکم ہے اور فرماتے ہیں ان ہوبوۃ عینی فی اللوح المحفوظ میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں لگی ہے۔ لوح محفوظ کیا ہے؟ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کل صغیرش و کبیر مستطر ہر بڑی چھوٹی چیز لکھی ہوئی ہے اور فرماتا ہے ما فرطنا فی الکتٰب من شئی اور ہم نے کتاب میں کوئی شے اٹھا نہ رکھی اور فرماتا ہے لا رطب وَلا یابس اِلّا فی کِتاب مُبِین کوئی تر و خشک ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو تو جب لوح محفوظ کی یہ حالت کہ اس میں تمام کائنات روز اوّل سے روز آخر تک محفوظ ہیں تو جس کو اس کا علم ہو بیشک اسے ساری کائنات کا علم ہوگا۔

عرض: ظہر کا وقت کب تک رہتا ہے۔

ارشاد: مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں دو مثل تک رہتا ہے اور یہی قول اصح ہے۔

عرض: اگر ایک مثل کے اندر ظہر پڑھی جائے اور بعد دو مثل عصر تو بہتر ہوگا کہ سب اقوال علماء جمع ہو جائیں گے۔

ارشاد: ہاں اچھا ہے امام و صاحبین کے قول جمع ہو جائیں گے۔ تمام اقوال علماء کا جمع کرنا ناممکن ہے کہ اصطخری شافعیہ سے اس امر کے قائل ہیں کہ بعد مثلین کسی نماز کا وقت ہی نہیں مولوی امجد علی صاحب۔ ظہر میں تاخیر گرمی کے زمانہ میں مستحب ہے اس قدر کہ شدت حرارت جاتی رہے۔ جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہوا۔ ابردوا بالظھر فان شدۃ الحرمن فیح جھنم۔

ارشاد: ہاں ایک مثل تک تو ہرگز شدت حر میں کمی نہیں ہوتی۔ یہ اعلیٰ درجہ کی حدیث صحیح امام کی اعلیٰ دلیل ہے اور اسے واضح تر کر دیا بخاری کی حدیث ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ ایک منزل میں تشریف فرما تھے۔ مؤذن اذان کہہ کر حاضر بارگاہ ہوئے فرمایا ابرد وقت ٹھنڈا کرو پھر دیر کے بعد

حاضر ہوئے فرمایا۔ ابرد وقت ٹھنڈا کرو۔ حتیٰ ساوی الظل التلول ۔ یہاں تک کہ ٹیلوں کے سائے ان کے برابر ہو گئے اس وقت نماز ادا فرمائی خود ائمہ شافعیہ تصریح فرماتے ہیں کہ ٹیلوں کا سایہ شروع اس وقت ہوتا ہے جب اکثر وقت ظہر نکل جاتا ہے تو ان کے برابر کس وقت ہوگا۔ یقیناً جب کہ مثل اول دیر کا نکل چکا ہو قائلان مثل اول کے پاس اس حدیث صحیح کا اصلاً کوئی جواب نہیں۔ غیر مقلدوں کے پیشوا نذیر حسین دہلوی نے معیار الحق میں جو حرکت مذبوحی اور حدیث سے مسخرگی کی ہے اس کا رد میری کتاب حاجز البحرین میں دیکھئے۔

عرض: اگر قبل دو مثل کے عصر کی نماز پڑھ لی جائے تو ہو جائے گی۔

ارشاد: ہاں صاحبین کے نزدیک ہو جائے گی۔

عرض: کیا اعادہ واجب نہ ہوگا۔

ارشاد: فرض نہ ہوگا کہ اس قول پر بھی فتویٰ دیا گیا ہے۔ اگرچہ صحیح و معتمد قول امام ہے۔

عرض: تو کیا تمام مسائل اختلافیہ کا یہی حکم ہے۔

ارشاد: نہیں بلکہ جس میں اختلاف فتویٰ ہے اس کا یہی حکم ہے کہ جس قول پر عمل کیا جائے گا۔ ہو جائیگا۔ اور چونکہ اس میں علماء دونوں طرف گئے ہیں۔ اور دونوں قولوں پر فتویٰ دیا ہے لہٰذا جس پر عمل کیا جائے گا ہو جائے گا مگر جو معتقد ترجیح قول امام ہے اسے احتراز چاہیے حرمین طیبین میں اب کچھ برسوں سے حنفی مصلے پر نماز عصر مثل ثانی ہونے لگی ہے۔ صبح کے سوا سب نمازیں پہلے مصلائے حنفی پر ہوتیں۔ شافعیہ نے شکایت کی کہ ہمارے لئے وقت عصر ہمارے مذہب کی رو سے تنگ ہو جاتا ہے اس پر تو یہ ہوا نہیں کہ نماز عصر مثل صبح مؤخر کر دی جائے رکھی مقدم اور مثل دوم میں کر دی اس بار کی حاضری میں یہ نئی بات دیکھی میں اور مکہ کے جلیل علماء حنفیہ مثل مولینا شیخ صالح کمال مفتی حنفیہ و مولینا سیّد اسمٰعیل محافظ کتب حرام اس جماعت میں شریک ہوتے تو نفل کی نیت سے پھر حنفی وقت پر اپنی جماعت کرتے جس میں وہ اکابر اس فقیر کو امامت پر مجبور فرماتے۔

عرض: جمعہ اگر عین زوال کے وقت پر پڑھ لیا جائے تو ہوگا یا نہیں۔

ارشاد: نہیں کتب فقہ بحر وغیرہ میں تصریح فرمائی کہ جمعہ مثل ظہر ہے۔

عرض: زوال کے وقت نماز کی کراہت اس بنا پر ہے کہ جہنم گرم کیا جاتا ہے اور یہ حدیث میں

ہے۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن جہنم بھڑکایا نہیں جاتا، لہذا چاہئے کہ زوال کے وقت مکروہ نہ ہو کہ مانع موجود نہیں۔

ارشاد: یہ اس وقت نوافل کی کراہت میں جاری ہو سکتا ہے۔ فرائض کے تو اول و آخر وقت مقرر ہیں اول سے پہلے باطل ہیں اور آخر کے بعد قضا، مثلاً نماز صبح کا اول وقت طلوع فجر ہے اس سے پہلے شروع کی تو نماز قطعاً نہ ہوگی نہ یہ کہ اسے جائز کہہ دیں کہ وہ وقت کراہت نماز کا نہیں یونہی جمعہ کے دن جہنم نہ سلگائے جانے سے اگر ثابت ہوا تو اتنا کہ وہ اوقات کراہت سے نہ رہا نہ یہ کہ جمعہ جس کا آغاز وقت بعد زوال ہے پیش از وقت جائز ہو جائے۔ ہاں دوبارہ نوافل اسی حدیث کی بنا پر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روز جمعہ وقت زوال کراہت نہ مانی اشباہ میں اسے صحیح و معتمد رکھا مگر یہ حاوی قدسی سے ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ صاحب حاوی یوسف المذہب ہیں ہر جگہ قول امام ابو یوسف کو بہ ناخذ کہتے ہیں ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب جس پر تمام متون و شروح میں اطلاق منع ہے اور یہی صحیح و معتمد ہے۔

مؤلف: آج حضرت مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی علیہ الرحمۃ جن کو اعلحضرت مدظلہ الاقدس نے (الاسد الاسد الأشد) سے مخاطب فرمایا تھا، اور جناب مولینا مولوی حمد اللہ صاحب پشاوری دولت کدۂ اقدس پر مہمان ہیں۔ دوپہر کا وقت ہے یہ حضرات اور حضرت قبلہ دامت برکاتہم کھانا ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ مولینا مولوی حکیم امجد علی صاحب بھی حاضر اور شریک طعام ہیں۔ بریلی کے پانی کی نفاست کا ذکر ہوا۔ اس پر ارشاد ہوا کہ پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس سے قرآن عظیم میں جا بجا بندوں پر منت رکھی اور ایک جگہ خاص اس پر شکر کی ہدایت فرمائی۔ اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ط لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ط کیا تم نے دیکھا یہ پانی جو پیتے ہو کیا تم نے اسے بادلوں سے اتارا یا ہم ہیں اتارنے والے (بلکہ تو ہی اے رب ہمارے) ہم چاہیں اسے سخت کھاری کر دیں پھر کیوں نہیں شکر کرتے (تیرے وجہ کریم کے لئے ہمیشہ حمد ہے اے رب ہمارے) حضور سرور عالم ﷺ نے کبھی کھانے پینے پہننے کی کوئی چیز کسی سے طلب نہ فرمائی مگر ٹھنڈا پانی دو بار طلب فرمایا۔ ایک بار فرمائش کی، رات کا باسی پانی لاؤ! میں نے مدینہ طیبہ سے بہتر پانی کہیں نہ پایا۔ خدام کرام حاضرین

بارگاہ کے لئے زورقوں میں پانی بھر کر رکھتے ہیں۔ گرمی کے موسم میں اس شہر کریم کی ٹھنڈی نسیمیں اتنا سرد کر دیتی ہیں کہ بالکل برف معلوم ہوتا ہے۔ عمدہ پانی کی تین صفتیں ہیں اور وہ تینوں اس میں اعلیٰ درجہ پر ہیں۔ ایک صفت یہ کہ ہلکا ہو اور وہ پانی اس قدر ہلکا ہے کہ پیتے وقت حلق میں اس کی ٹھنڈک تو محسوس ہوتی ہے۔ اور کچھ نہیں، اگر خنکی نہ ہو تو اس کا اترنا بالکل معلوم نہ ہو۔ دوسری صفت شیرینی وہ اپنی اعلیٰ درجہ کا شیریں ہے۔ ایسا شریں میں نے کہیں نہیں پایا۔ تیسری خنکی یہ بھی اس میں اعلیٰ درجہ پر ہے۔ میری عادت ہے کہ کھانا کھاتے میں تو پانی پیتا ہوں کھانا مکان پر کھایا جائے اور وہ جاں افزا پانی مسجد کریم میں لہٰذا کھانا کھاتے میں، پانی نہ پیتا کھانے کے بعد مسجد کریم میں بہ نیت اعتکاف حاضر ہوتا اور اس عطیہ سرکاری سے دل و جان سیراب کرتا اعتکاف تو ہر مسجد کی حاضری میں ہمیشہ ہوتا ہی اب پانی کے لئے اس کی منفعت یہ ہے کہ بغیر اعتکاف مسجد میں کھانا پینا جائز نہیں۔

عرض: کھانے پینے کے لئے اعتکاف جائز ہے۔

ارشاد: اعتکاف صرف ذکر الٰہی کے لئے کیا جائے۔ بالتبع اس کے منافع اور ہو سکتے ہیں۔ مثلاً روزے بارے میں حدیث میں ہے۔ صُوْمُوْا تَصِحُّوْا روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ روزہ تندرستی کی نیت سے رکھا جائے بلکہ روزہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگا اور تندرستی کی منفعت بھی اس سے تبعاً حاصل ہوگی پھر اسی حدیث میں فرمایا حُجُّوْا تَسْتَغْنُوْا حج کرو غنی ہو جاؤ گے تو یہ نہیں کہ حج مال کی نیت سے کیا جائے۔ بلکہ حج اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگا اور یہ نفع بھی ضمناً ملے گا تو جس طرح یہ دونوں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اور صحت و غنا ان کے ضمنی منافع اسی طرح اعتکاف اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگا اور کھانے پینے کا جواز نفع بالتبع فتاویٰ عالمگیری وغیرہا نہیں ہے اگر مسجد میں سونا چاہے اعتکاف کی نیت کر لے کچھ دیر ذکر الٰہی میں مشغول رہے پھر جو چاہے کرے۔

مؤلف: کھانے کے بعد ڈاک نکالنے کا حکم: فرمایا ڈاک نکالی گئی۔ مولینا مولوی حکم امجد علی صاحب نے خطوط سنانا شروع کئے جواب فرماتے جاتے مولینا لکھتے جاتے ان میں ایک خط حضرت سید شاہ نور عالم میاں صاحب صاحبزادہ سرکار خورد مارہرہ مطہرہ کا تھا انہوں نے تحریر فرمایا تھا کہ ایک مسئلہ حل طلب ہے شرم اس بات کی ہے کہ کوئی دینی مسئلہ جس میں مجھے ثواب ملتا اور آپ کا قیمتی وقت ضائع نہ ہوتا میں دریافت کرتا سو یہ دینی مسئلہ نہیں دوسرے کوئی سوال آپ کے شایان شان ہوتا

تو بھی مجھ کو پس و پیش نہ تھا جو بات دریافت کرتا ہوں وہ بھی آپ کے مرتبہ علیہ سے بہت دون دادون ہے بہر حال آپ ہی ایسے ہیں کہ ہر فن کے اکمل و مکمل آپ سے فیضیاب ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا بوجوہ اعتقاد و امید و شوق سودا کا مطلع کہ اس وقت زیر بحث اعزا ہے اور مجھ سے دریافت کیا گیا ہے۔ پیش کرتا ہوں۔

ہوا جب کفر ثابت ہے یہ تمغائے مسلمانی
نہ ٹوٹے شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

کچھ سمجھ میں نہ آیا، ہر چند اس ناچیز سوال میں آپ کے ہمایوں ساعات کو تلف کرنا بہت گستاخی ہے۔ مگر کیا کریں آپ ہی ایسے ہیں جو ان مشکلات کو بھی حل فرمائیں تو آپ کو ہر فن میں امام اور علم الاعلام خیال کرتا ہوں خداوند تعالیٰ آپ کے وجود مسعود باجود کو زندہ سلامت باخریت رکھے۔ انہ علی کل شیء قدیرہ ط بالا جابۃ جدید اس شعر کی شرح مختصر اور تھوڑی ترکیب عبارت اور خلاصہ اور نتیجہ مطلب خیز بذریعہ کسی طالب علم صاحب کے افادہ فرمایا جائے۔ ہم سب لوگ آپ ہی کے ارشاد و حل مطلب پر نظر کر رہے ہیں۔ ایک بار علی حزیں کا مطلع توحید جس کو بڑے بڑے ذہین و سخن سنج نہ حل کر سکیں گے۔ پہلے آپ نے آن کی آن میں حل فرما دیا تھا یہ تو اس کے سامنے ہیچ معلوم ہوتا ہے۔ بہر حال متوقع ہوں کہ جواب سے مسرور مفخر فرمایئے۔ فقط

مولینا امجد علی صاحب: حضور اس کا کیا مطلب ہے۔

ارشاد: بہت آسان اور بظاہر ہے اچھا اس کا جواب لکھئے۔ اور اسی ڈاک سے روانہ فرما دیجئے۔

مؤلف: پھر حضرت قبلہ مدظلہ الاقدس نے یہ جواب لکھوا کر روانہ فرما دیا۔

بشرف ملاحظہ حضرت والا دامت برکاتہم، ظاہر مطلب شعر جہاں تک شاعر نے مراد لیا ہوگا۔ صرف اتنی مناسبت دیکھ لینا چاہئے کہ دانہ سلیمانی میں جس کی تسبیح عباد وزہاد رکھتے ہیں۔ شکل زنار موجود ہے اور اس کا رکھنا تمغائے فقر قرار پایا ہے شاعر کہ مذہباً سنی نہ تھا اور بدگمانی تمغائے شعرا ہے غالباً اس سے زائد کچھ نہ سمجھا ہوگا اور یہ ایک بیہودہ معنی تھے۔ مگر اتفاقاً اس کے قلم سے ایک ایسا لفظ ایسا نکل گیا جس نے اس شعر کو بامعنی و پُر مغز کر دیا۔ یعنی لفظ ثابت زنار کہ کفار باندھتے ہیں۔ زنار زائل ہے کہ ایک جھٹکے میں ٹوٹ سکتا ہے۔ اور دانہ سلیمانی میں اس کی تصویر ثابت ہے کہ جب

تک دائم قائم رہے گا۔ یوں ہی کفر دو قسم ہے ایک کفر زائل جو کفر کفار ہے اور جس کی سزا خلود فی النار ہے۔ ہر کافر موت کے بعد اس سے باز آتا ہے۔ قال تعالیٰ[1] وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّیَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا سَیَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَ یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِمْ ضِدًّا ۝

دوسرا کفر ثابت جو ابد الآباد تک قائم رہے گا جسے علمائے دین نے جزو ایمان فرمایا ہے وہ ہے۔ جسے قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے[2] فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنی قوم سے فرمایا۔ اَنَا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ ہم بیزار ہیں تم سے اور اللہ کے سوا تمہارے معبودوں سے ہم تم سے کفر و انکار رکھتے ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے جب مینہ برستا ہے اور مسلمان کہتا ہے ہمیں اللہ کے فضل و رحمت سے مینہ ملا۔ اللہ عزوجل اسے فرماتا ہے۔ مؤمن بی و کافر بالکوکب مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور نچھتر سے کفر و انکار۔ الحمد للہ طاغوت و شیطان و بت جملہ معبودان باطل کے ساتھ مسلمانوں کا یہ کفر و انکار ابدالآباد تک قائم رہے گا۔ بخلاف کفر کفار کے کہ اللہ و رسول سے انکار کفر قیامت بلکہ برزخ بلکہ سینے پر دم آتے ہی جس وقت ملائکہ عذاب کو دیکھیں گے زائل ہو جائے گا مگر کیا فائدہ الشن و عصیت قبل اب معنی واضح ہو گئے کہ جو کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمان بلکہ جز و ایمان ہے بخلاف کفر زائل وَ الْعِیَاذُ بِاللّٰهِ تعالیٰ اسی وقت صحیفہ شریفہ ملا فوری جواب حاضر ہے۔

مؤلف: اس وقت وہ حافظ صاحب حاضر ہیں۔ جنہوں نے وہابی خیال شخص کو پیش کیا تھا جس نے مسئلہ علم غیب دریافت کیا تھا۔

---

1. انہوں نے اللہ کے سوا اور خدا ٹھہرائے کہ ان سے ان کی عزت ہو۔ ہرگز نہیں، عنقریب ان کی عبادت سے کفر کریں گے۔ اور ان کے مخالف ہوں گے۔۱۲

2. جو شیطان کے ساتھ کفر کرے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے بیشک بڑی مضبوط گرہ تھام لی جو کبھی نہ کھلے گی اور اللہ سنتا جانتا ہے۔۱۲

عرض: حضور وہ شخص جب یہاں سے گیا تو راستہ ہی میں کہنے لگا کہ اعلیٰحضرت مدظلہم کی باتیں میرے دل نے قبول کیں اور اب میں انشاء اللہ تعالیٰ ان کا مرید ہوں گا۔

ارشاد: دیکھو نرمی کے فوائد ہیں وہ سختی میں ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے اگر اس شخص سے سختی برتی جاتی تو ہرگز یہ بات نہیں ہوتی۔ جن لوگوں کے عقائد مذبذب ہوں ان سے نرمی برتی جائے۔ کہ وہ ٹھیک ہو جائیں۔ یہ جو وہابیہ میں بڑے بڑے ہیں ان سے بھی ابتداً بہت نرمی کی گئی۔ مگر چونکہ ان کے دلوں میں وہابیت راسخ ہو گئی تھی اور مصداق ثم لا یعودون حق نہ مانا اس وقت سختی کی گئی کہ رب عزوجل فرماتا ہے۔ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْھِمْ اے نبی جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو۔ اور مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے وَ لیجدوا فیکم غلظۃ لازم ہے کہ وہ تم میں درشتی پائیں۔ ایک شخص خدمت اقدس حضور سرور عالم ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یَارَسُوْلَ اللّٰہ میرے لئے زنا حلال فرما دیجئے۔ صحابہ کرام نے انہیں قتل کرنا چاہا کہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ گستاخی کے الفاظ کہے۔ حضور نے منع فرمایا اور اس سے فرمایا، قریب آؤ وہ قریب حاضر ہوا اور قریب فرمایا یہاں تک کہ ان کے زانو زانوئے اقدس سے مل گئے۔ اس وقت ارشاد فرمایا۔ کیا تو چاہتا ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے زنا کرے عرض کی نہ فرمایا تیری بیٹی سے، عرض کی نہ، فرمایا تیری بہن سے، عرض کی نہ، فرمایا تیری پھوپھی سے، عرض کی نہ، فرمایا تیری خالہ سے، عرض کی نہ، فرمایا تیری بیٹی سے عرض کی نہ فرمایا کہ جس سے تُو زنا کرے گا آخر وہ بھی کسی کی ماں یا بیٹی یا بہن یا پھوپھی یا خالہ ہوگی۔ یعنی جو بات اپنے لئے نہیں پسند کرتا دوسرے کے لئے کیوں پسند کرتا ہے۔ دستِ اقدس اس کے سینہ پر مار کر دعا فرمائی۔ کہ الٰہی زنا کی محبت اس کے دل سے نکال دے۔ وہ صاحب کہتے ہیں جب میں حاضر ہوا تھا تو زنا سے زیادہ محبوب میرے نزدیک کوئی چیز نہ تھی۔ اور اب اس سے زیادہ کوئی چیز مجھے مبغوض نہیں اس کے بعد حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ میری تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی کا اونٹ بھاگ گیا۔ لوگ اسے پکڑنے کو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں وہ زیادہ بھاگتا ہے۔ اس کے مالک نے کہا تم لوگ ٹھہر جاؤ اس کی راہ میں جانتا ہوں۔ سبز گھاس کا ایک مٹھا لے کر چمکارتا ہوا اونٹ کے قریب گیا اور اسے پکڑ لیا اور بٹھا کر اس پر سوار ہو لیا۔ فرمایا اگر اسوقت تم اس کو قتل کر دیتے تو جہنم میں جاتا۔

عرض: حضور میرے کچھ روپے ایک صاحب پر ہیں وہ نہیں دیتے۔

ارشاد: اس زمانہ میں قرض دینا اور یہ خیال کرنا کہ وصول ہو جائے گا ایک مشکل خیال ہے۔ میرے پندرہ سو روپے لوگوں پر قرض ہیں۔ جب قرض دیا یہ خیال کر لیا کہ دیدے تو خیر ورنہ طلب نہ کروں گا، جن صاحبوں نے قرض لیا دینے کا نام نہ لیا۔ (پھر خود ہی فرمایا) جب یوں قرض دیتا ہوں تو ہبہ کیوں نہیں کر دیتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا۔ جب کسی کا دوسرے پر دین ہو اور اس کی میعاد گذر جائے تو ہر روز اسی قدر روپیہ کی خیرات کا ثواب ملتا ہے جتنا دین ہے اس ثواب عظیم کے لئے میں نے قرض دیئے ہبہ نہ کئے کہ پندرہ سو روپے روز میں کہاں سے خیرات کرتا۔

عرض: حضور حافظ کتنوں کی شفاعت کرے گا۔ سنا گیا ہے کہ اپنے اعزا سے دس شخصوں کی۔

ارشاد: ہاں اور اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا جس سے مشرق سے مغرب تک روشن ہو جائے اور شہید پچاس شخصوں کی، حاجی ستر کی اور علماء بے گنتی۔

لوگوں کی شفاعت کریں گے۔ حتیٰ کہ عالم کے ساتھ جن لوگوں کو کچھ بھی تعلق ہوگا اس کی شفاعت کریں گے۔ کوئی کہے گا میں نے وضو کے لئے پانی دیا تھا۔ کوئی کہے گا میں نے فلاں کام کیا تھا۔ لوگوں کو حساب ہوتا جائے گا اور جنت کو بھیجے جائیں گے۔ علماء کا حساب کب کا ہو چکا ہوگا اور وہ رو کے جائیں گے، عرض کریں گے الٰہی لوگ جا رہے ہیں ہم کیوں روگے گئے ہیں۔ فرمایا جائے گا تم آج میرے نزدیک فرشتوں کی مانند ہو شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت سے لوگ بخشے جائیں۔ ہر سنی عالم سے فرمایا جائے گا اپنے شاگردوں کی شفاعت کرو اگرچہ آسمان کے ستاروں کی برابر ہوں۔

عرض: حضور اقدس ﷺ کا نام اقدس کیا ہے۔

ارشاد: حضور ﷺ کے اسم ذات دو ہیں۔ کتب سابقہ میں احمد اور قرآن کریم میں محمد ہے (ﷺ) اور حضور کے اسمائے صفات بے گنتی ہیں علامہ احمد خطیب قسطلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پانچ سو جمع فرمائے۔ سیرت شامی میں تین سو اور اضافہ کئے اور میں نے چھ سو اور ملائے۔ کل چودہ سو ہوئے۔ اور حضور کے اسماء ہر طبقہ میں مختلف ہیں اور ہر ہر جنس میں جداگانہ ہیں۔ دریا میں اور نام ہیں، پہاڑوں میں اور۔

عرض: یہ کثرت اسماء کثرتِ صفات پر دلالت کرتی ہے۔

ارشاد: ہاں۔

عرض: ہر طبقہ اور ہر جنس میں جدا جدا نام ہونا اس لئے کہ ہر جگہ حضور کی ایک خاص تجلی ہے جس جگہ صفت کا ظہور ہے اسی کے مناسب نام بھی ہے۔

ارشاد: یہ بھی ہے (اس کے بعد بیان فرمایا) انجیل شریف کی بہت سی آیات ہیں جو حضور کے اوصاف بیان کر رہی ہیں۔ اگر چہ نصاریٰ نے بہت تحریف کی ہے اور اپنی چلتی وہ کل آیتیں جو حضور کے اوصاف میں تھیں نکال ڈالیں مگر جس امر کو اللہ تعالیٰ پورا کرنا چاہے اس کو کون ناقص کر سکتا ہے۔ بہت سی آیتیں اب بھی رہ گئیں مگر انہیں سوجھتی نہیں علیٰ ہذا القیاس توراۃ اور زبور میں۔

مؤلف: ایک صاحب شاہ جہاں پور سے حاضر خدمت ہوئے انہوں نے عرض کی۔ میں نے سنا ہے اور بعض دیو بندیوں کی کتابوں میں بھی دیکھا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کے علم شریف کو جناب اللہ تعالیٰ کے علم کریم کی برابر فرماتے ہیں۔ مگر چونکہ یہ بات سمجھ نہیں آتی۔ اس لئے میں نے چاہا کہ حضور کا شرف ملاقات حاصل کر کے اسے عرض کروں اور جو کچھ حضرت کا اس بارے میں خیال ہو دریافت کروں۔

ارشاد: اس کا فیصلہ قرآن عظیم نے فرمادیا **فنجعل لعنة اللّٰه علی الکٰذبین** جو میرے عقائد ہیں وہ میری کتابوں میں لکھے ہیں وہ کتابیں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں۔ اس کا کچھ نام نشان ہو تو کوئی دکھاوے۔ ہم اہل سنت کا مسئلہ علم غیب میں یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب[1] عنایت

---

[1] قرآن کریم کی بکثرت آیات کریمہ مثل **و علمک مالم تکن تعلم و کان فضل اللّٰه علیک عظیما** ۵ اور بہت احادیث شریفہ مثل **فتجلی لی کل شیء و عرفت** نیز کثیر اقوال ائمہ سے آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے کہ حضور کو علم غیب عنایت ہوا۔ تفصیل کے لئے خالص الاعتقاد، انباء المصطفےٰ، الدولۃ المکیہ، مالی الجیب وغیرہ رسائل شریف امام اہل سنت مجدد المائۃ الحاضرہ دامت برکاتہم نیز وقعات السنان وادخال السنان وقصیدہ مبارکہ الاستمداد اعلی اجیال الارتداد ملاحظہ ہوں ۱۲ مؤلف غفرلہ حضور۔ معاذ اللہ اپنے خاتمہ کا بھی علم نہیں اور دیوار کے پیچھے بھی خبر نہیں۔ اور حضور کے لئے علم غیب ماننا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ اور شیطان کا علم وسیع ہے اپنے خاتمہ کا علم نہ ہونا۔ دہلی کے ایک وہابی نے کہا تھا۔ باقی سب کفریات براہین قاطعہ میں ہیں۔ ۱۲ مؤلف غفرلہ۔

فرمایا۔ رب عزوجل فرماتا ہے۔ وَمَاهُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ﴿ یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔ تفسیر معالم وتفسیر خازن میں ہے۔ یعنی حضور کو علم غیب آتا ہے وہ تمہیں بھی تعلیم فرماتے ہیں اور وہابیہ دیوبندیوں کا یہ خیال ہے کہ کسی غیب کا علم حضور کو نہیں اپنے خاتمہ کا بھی علم نہیں۔ دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں بلکہ حضور کے لئے علم غیب کا ماننا شرک ہے اور شیطان کی وسعت علم نص سے ثابت ہے۔ اور اللہ کے دیئے سے بھی حضور کو علم غیب حاصل نہیں ہوسکتا۔ برابری تو درکنار میں نے اپنی کتابوں میں تصریح کردی ہے کہ اگر تمام اولین وآخرین کا علم جمع کیا جائے تو اس علم کو علم الٰہی سے وہ نسبت ہرگز نہیں ہوسکتی جو ایک قطرے کو کروڑویں حصہ کو کروڑ سمندر سے ہے کہ یہ نسبت متناہی کے ساتھ ہے اور وہ غیر متناہی، متناہی کو غیر متناہی سے کیا نسبت ہوسکتی ہے۔

عرض: صدقہ کا جانور بلا ذبح کئے کسی مصرف صدقہ کو دے دیا جائے تو جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر صدقہ واجبہ ہے اور وجوب خاص ذبح کا ہے تو بے ذبح ادا نہ ہوگا۔ مگر اس حالت میں کہ ذبح کے لئے وقت معین تھا جیسے قربانی کے لئے ذی الحجہ کی دسویں گیارہویں بارہویں اور وقت نکل گیا تو اب زندہ تصدق کیا جائے گا۔

عرض: عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ، نانا نانی، دادا دادی، ماموں چچا وغیرہ کھائیں یا نہیں۔

ارشاد: سب کھاسکتے ہیں کلوا وتصدقوا وابحر والعقور الدریہ میں ہے احکامها احکام الاضحية

عرض: کیا محرم وصفر میں نکاح کرنا منع ہے۔

ارشاد: نکاح کسی مہینے میں منع نہیں یہ غلط مشہور ہے۔

عرض: زید کی ربیبہ لڑکی کا نکاح زید کے حقیقی بھائی سے ہوسکتا ہے۔

ارشاد: ہاں جائز ہے۔

عرض: کیا عدت کے اندر بھی نکاح ہوسکتا ہے۔

ارشاد: عدت میں نکاح تو نکاح، نکاح کا پیام دینا بھی حرام ہے۔

عرض: اگر کوئی پیش امام یا قاضی عدت میں نکاح پڑھائے تو اسکے لئے کیا حکم ہے۔ اس پڑھانے والے کے نکاح میں تو کچھ فرق نہ آئے گا۔ اور ایسے شخص کو امامت کا کیا حکم ہے اور اس پر

کچھ کفارہ بھی لازم ہوگا یا نہیں اور اس نکاح میں جو لوگ شریک ہوئے ان کی نسبت بھی ارشاد ہو۔ پیش امام نے اقرار کیا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی اب مجھے مسلمان معاف فرمائیں مگر ایک مولوی صاحب نے اس سے کہہ دیا کہ تم کہہ دو" مجھے اطلاع نہ تھی میں نے بےخبری میں نکاح پڑھادیا۔'' ان صاحب کے لئے شرعاً کیا حکم ہے۔

ارشاد: جس نے دانستہ عدت میں نکاح پڑھایا، اگر حرام جان کر پڑھایا سخت فاسق اور زنا کا دلال ہوا۔ مگر اس سے اس کا اپنا نکاح نہ گیا۔ اور اگر عدت میں نکاح حلال جانا تو خود اسکا نکاح جاتا رہا اور وہ اسلام سے خارج ہوگیا۔ بہرحال اس کی امامت جائز نہیں جب تک کہ توبہ نہ کرے یہی حکم شریک ہونے والوں کا ہے جو نہ جانتا تھا کہ نکاح پیش از عدت ہورہا ہے۔ اس پر الزام نہیں اور جو دانستہ شریک ہوا اگر حرام جان کر تو سخت گنہگار ہوا اور حلال جانا تو اسلام بھی گیا اور وہ شخص جس نے امام کو جھوٹ بولنے کی تعلیم دی سخت گناہگار ہوا اس پر توبہ فرض ہے۔

عرض: ہندہ کے نکاح و رخصت کو دو سال ہوئے۔ رخصت کے بعد صرف چودہ پندرہ روز شوہر کے یہاں رہی۔ پھر اپنے میکے چلی آئی جب سے نہ شوہر بلاتا ہے نہ روٹی کپڑا دیتا ہے اور ہندہ کا مہر نصف معجل اور نصف معجل ہے اب شرعاً وہ نصف غیر معجل اور نان نفقہ مل سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہاں نصف معجل کا ابھی یا جب چاہے دعویٰ کرسکتی ہے۔ اور اگر وہ شوہر کے یہاں جانے سے انکاری ہوکر نہ بیٹھی بلکہ وہاں جانا چاہتی ہے اور شوہر نہیں آنے دیتا تو نان نفقہ کی بھی مستحق ہے مگر جتنا زمانہ گذر گیا اس کا دعویٰ نہیں کرسکتی جب تک کچھ ماہوار مقرر نہ ہوگیا ہو (پھر ایک استفتا پیش ہوا) کہ زید نے اپنی عورت کو طلاق دی۔ دو تین روز کے بعد دوسرے شخص نے نکاح کرلیا ابھی عدت نہ گذری تھی آیا اس کا نکاح ہوا یا نہیں اور اگر نہیں ہوا تو تین برس تک اس نے حرام کیا اور وہ حرام کا مرتکب ہوا اب ہم برادری والے اس پر جرمانہ ڈالنا چاہتے ہیں شریعت کیا حکم دیتی ہے ہم اسے سزا بھی دینا چاہتے ہیں جو شرع فرمائے وہ سزا ہم اسے دیں۔ یا اسے برادری سے جدا کردیں یا کچھ لوگوں کو کھانا کھلادیں۔

ارشاد: وہ نکاح نہیں ہوا حرام محض ہوا۔ اور مرد و عورت پر فرض ہے کہ فوراً جدا ہوجائیں۔ نہ مانیں تو برادری والے انہیں قطعاً برادری سے خارج کردیں۔ ان سے میل جول بول چال نشست،

برخاست یک لخت ترک کردیں۔ اس کے سوا یہاں اور کیا سزا ہو سکتی ہے اور جبراً کھانا ڈالنا یا جرمانہ لینا جائز نہیں۔

عرض: ہمارے یہاں اب یہ رواج ہو چلا ہے کہ نکاح کے وقت شاہدین بہمراہی وکیل نہیں جاتے اور قاضی بوکالت وکیل اور حاضرین کی شہادت سے نکاح پڑھا دیتا ہے۔ یہ امر عند الشرع محمود ہے یا مردود نیز مذہب حنفی میں اس طور پر نکاح صحیح بھی ہوگا یا نہیں۔ کیا وکیل کو اپنے ساتھ دو شاہد رکھنا اور ان گواہوں کا عورت کی اجازت سننا ضروری نہیں۔ اگر بطریق اول نکاح نہ ہوا تو سب گناہ گار ہوتے ہیں یا نہیں۔

ارشاد: وکیل کے ساتھ شاہدوں کی کچھ حاجت نہیں، اگر واقع میں عورت نے وکیل کو اذن دیا اور اس نے نکاح پڑھا دیا۔ نکاح ہوگیا۔ ہاں اگر عورت انکار کرے گی کہ میں نے اذن نہ دیا تھا تو حاکم کے یہاں گواہوں کی ضرورت ہوگی یہ تو کوئی غلطی نہیں، ہاں یہ ضرور غلطی ہے۔ کہ وکیل ہوتا ہے کوئی اور نکاح پڑھاتا ہے۔ اور دوسرا مذہب صحیح و ظاہر الروایۃ میں وکیل بالنکاح دوسرے کو وکیل نہیں کر سکتا۔ اس میں بہت دقتیں ہیں جن کی تفصیل میرے فتاوے میں ہے لہٰذا یہ چاہئے کہ جس سے نکاح پڑھوانا منظور ہو اسی کے نام کی اجازت لی جائے یا اذن مطلق لے لیا جائے۔

عرض: حضور نوشہ کا وقت نکاح سہرا باندھنا نیز باجے گاجے سے جلوس کے ساتھ نکاح کو جانا شرعاً کیا رکھتا ہے۔

ارشاد: خالی پھولوں کا سہرا جائز ہے اور یہ باجے جو شادی میں رائج و معمول ہیں سب ناجائز و حرام ہیں۔

عرض: حضور ولیمہ کا کھانا شریعت کے کس حکم میں داخل ہے اور اس کا تارک کیسا ہے۔

ارشاد: ولیمہ بعد زفاف سنت ہے اور اس میں صیغہ امر بھی وارد ہے۔ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا۔ اولم و لو بشاۃ ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی دنبہ۔ یا اگرچہ ایک دنبہ دونوں معنی متحمل ہیں اور اول اظہر۔

عرض: جس شہر کے لوگوں میں سے ایک بھی ولیمہ نہ کرتا ہو بلکہ نکاح سے پہلے اول روز جیسا رواج ہے کھلا دیتا ہو تو ان سب کے لئے کیا حکم ہے۔

ارشاد: تارکان سنت ہیں مگر یہ سنن مستحبہ ہے تارک گنہگار نہ ہوگا۔ اگر اسے حق جانے۔
عرض: حضور اگر ہندہ بوقت شیر خوارگی عمرو پسر خود بکر کو مدت رضاعت کے اندر اپنا دودھ پلائے۔ اس کے بعد ہندہ کے تین لڑکے سعید، فاضل، سلیم پیدا ہوئے تو اب بکر کی لڑکی سے سلیم کا نکاح جو عمرو کا برادر حقیقی ہے جائز ہے یا نہیں۔
ارشاد: بکر کی لڑکی ہندہ کی اگلی پچھلی سب اولاد کی حقیقی بھتیجی ہے اور باہم مناکحت حرام قطعی۔
عرض: زید و بکر آپس میں چچازاد بھائی بھی ہیں اور رضائی بھی زید کے حقیقی چھوٹے بھائی کا بکر کی حقیقی چھوٹی ہمشیرہ سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔
ارشاد: جائز ہے۔
مؤلف: تحفہ حنفیہ کی جلد پیش نظر تھی۔ اس میں یہ مکالمہ ملا خیال ہوا کہ اسے بھی ملفوظات میں شامل کر لیا جائے کہ نہایت مفید اور ناظرین کی دل چسپی کا باعث ہے۔ ۲۵/ جمادی الاولیٰ روز پنجشنبہ ۱۳۱۶ھ کو وقت چاشت جناب مولوی سید محمد شاہ صاحب صدر دوم ندوہ ابن مولوی سید حسن شاہ محدث رامپوری مع گرامی جناب سید نوشہ میاں صاحب و جناب مولوی سید محمد نبی صاحب مختار و جناب تصدق علی صاحب وکیل، صاحب حجت قاہرہ مجدد ملۃ حاضرہ حامی اہل سنت اعلٰحضرت قبلہ دامت برکاتہم کے یہاں آئے اور دیر تک ایک نفیس جلسہ دلکشا مذاکرہ علمی رہا۔

میاں صاحب: سے مراد جناب صدر دوم ندوہ ہیں۔

جو الفاظ دو خط ہلالی کے اندر ہوں وہ فقیر محرر سطور کے ہیں۔

میاں صاحب: (بعد سلام و مصافحہ و باہمی گفتگوئے مزاج پرسی) میں حسن شاہ محدث کا بیٹا ہوں۔
ارشاد: جناب میں ان کے فضائل سے واقف ہوں اور آپ سے بھی ایک بار نیاز حاصل ہوا تھا۔
.میاں صاحب: میں بالقصد ایک بات آپ سے گذارش کرنے آیا ہوں۔ اگرچہ آپ کی طبیعت علیل ہے (مسہلات ہو رہے ہیں) آپ کو تکلیف ضرور ہوگی مگر بات ضروری ہے اور اس میں آپ کی رائے دریافت کرنی ہے۔
ارشاد: میں حاضر ہوں جو فہم قاصر میں آئے اسے گذارش بھی کروں گا اگرچہ رای

العلیل علیل

میاں صاحب: میری رائے یہ ہے کہ کسی کو برا نہ کہنا چاہئے اس لئے کہ صائب نے کہا ہے۔

دہن خویش بدشنام میالا صائب

کیں زقلب بہر کس کہ دہی باز دہد

(رسالہ سل السیوف الہندیہ علی کفریات بابا النجدیہ میاں صاحب کے پاس پہنچ چکا تھا، یہ نصیحت اس بنا پر تھی)

ارشاد: بہت بجا فرمایا جہاں اختلاف فرعیہ ہوں جیسے باہم حنفیہ و شافعیہ وغیرہما۔ فرق اہل سنت میں وہاں ہرگز ایک دوسرے کو برا کہنا جائز نہیں اور فحش و شنام جس سے دہن آلودہ ہو کسی کو بھی نہ چاہئے۔

میاں صاحب: کچھ اختلافات فروعی قید کی نہیں زمانہ رسالت دیکھئے منافق لوگ کیسے مسلمانوں میں گھلے ملے رہتے تھے۔ نمازیں ساتھ پڑھتے مجالس میں پاس بیٹھتے شریک رہتے۔

ارشاد: ہاں صدر اسلام میں ایسا تھا۔ مگر اللہ عزوجل نے صاف ارشاد فرمادیا تھا کہ (ندوے کا سا) یہ گھال میل جو ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں یوں رہنے نہ دے گا ضرور خبیثوں کو طیبوں سے الگ کردے گا۔ قَالَ اللّٰہ تعالیٰ. وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْہِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ ط اس کے بعد آپ کو معلوم ہے کیا ہوا بھری مسجد میں خاص جمعہ کے دن۔ عَلٰی رُؤُسِ الْاَشْہَادِ حضور اقدس ﷺ نے نام بنام ایک ایک کو فرمایا۔ اخرج یا فلان فانک منافق اے فلاں نکل جا تو منافق ہے۔ نماز سے پہلے سب کو نکال دیا۔ (یہ حدیث طبرانی و ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی)۔ مخالفین دین کے ساتھ یہ برتاؤ ان کا ہے جنہیں رب العزت جلالہ رحمۃ للعلمین فرماتا ہے جن کی رحمت رحمتِ الٰہیہ کے بعد تمام جہان کی رحمت سے زیادہ ہے (ﷺ)۔

میاں صاحب: دیکھئے فرعون کے پاس جب موسیٰ (علی نبینا وعلیہ والسلام) کو بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے فرمادیا قولا لہ قولاً لینا اس سے نرم بات کہنا۔

ارشاد: مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا۔ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ

وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ اے نبی جہاد کر کافروں اور منافقوں سے اور ان پر شدت سختی کر، یہ انہیں حکم دیتا ہے جن کی نسبت فرماتا ہے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ تو بے شک بڑے خلق پر ہے تو معلوم ہوا کہ مخالفانِ دین پر شدت غلظت منافی اخلاق نہیں بلکہ یہی خلق حسن ہے۔

میاں صاحب: میری مراد کافروں سے نہیں (منافقین اور فرعون شاید مسلمان ہوں گے۔)

ارشاد: جی آپ کی بہرکیں تو سب کو عام تھی۔ خیر اب کوئی دائرہ محدود کیجئے۔

میاں صاحب: جو کلمۂ کفر کہے اسے ان لفظوں سے بیان کیجئے کہ میرے فلاں بھائی نے جو یہ بات کہی ہے میرے نزدیک یہ کلمۂ کفر معلوم ہوتی ہے۔

ارشاد: کفریات بکنے والا بحمد اللہ میرا بھائی نہیں اور جب اس کا کلمۂ کفر ہونا ثابت ہو تو ان گرے لفظوں کی کیا حاجت، کہ میرے نزدیک ایسا معلوم ہوتا ہے جس سے عوام سمجھیں کہ احتمالی بات ہے شک ہے۔

میاں صاحب: میرے نزدیک ضرور کہنا چاہئے۔

ارشاد: جب دلیل شرعی قائم ہو ضرور کہنا چاہئے۔

میاں صاحب: خیر یہ کہو کہ کلمۂ کفر کہا مگر گمراہ نہ کہو۔

ارشاد: کیا خوب گمراہی کفریات بکنے سے بھی کسی بدتر چیز کا نام ہے۔

میاں صاحب: یوں تو داڑھی منڈا فاسق بھی ہے مگر عرف میں گمراہ بہت بُرا لقب ہے۔

ارشاد: داڑھی منڈانے والا اسے فعل حرام جانے فاسق ہے گمراہ نہیں (کہ راہِ سنت جانتا اور اس پر اعتقاد رکھتا ہے اگرچہ شامتِ نفس سے اختیار نہ کی) مگر قائل کفریات ضرور گمراہ ہے۔

میاں صاحب: کوئی قائل کفریات ہو بھی۔ اب آپ نے اتنے بڑے عالم محدث (اسمٰعیل دہلوی) کو جس کی عمر خدمت حدیث میں کٹی قائل کفریات بنا دیا۔

ارشاد: سل السیوف آپ نے ملاحظہ فرمائی ہے۔

میاں صاحب: ہاں۔

ارشاد: میں نے اس میں کافر لکھا ہے۔

میاں صاحب: نہیں کافر نہیں لکھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یہ بھی غنیمت ہے ورنہ بہت وہابیہ تو یہی رد

رہے ہیں کہ تکفیر کر دی)

ارشاد: تو جس قدر میں نے لکھا ہے وہ ضرور ثابت اور خدمت حدیث مسلم بھی ہو تو اس سے انتفائے ضلالت لازم نہیں۔قالَ اللّٰہ تعالیٰ. اَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلیٰ عِلْمٍ۔

میاں صاحب: اب آپ نے لکھ دیا کہ انہوں نے کہا ہے کہ خدا کے سوا کسی کو نہ مانو۔

ارشاد: جی چھپی ہوئی کتاب موجود ہے۔یہی لفظ جابجا دیکھ لیجئے۔

میاں صاحب: یہ کون کہے گا کہ نبی کا اعتقاد نہ رکھو۔

ارشاد: حضرت اُردو زبان ہے آپ ہی فرمایئے کہ ماننے کے معنی کیا ہیں۔

میاں صاحب: بھلا ہم نبی کو نہ مانتے تو مڈل نہ پڑھتے کہ نوکری ملتی حدیث کیوں پڑھتے۔

ارشاد: یہ آپ اپنی نسبت کہئے اس کے وقت میں نہ مڈل تھا نہ مڈل کی نوکری۔

مولانا حسن رَضا خانصاحب: حضرت پچیس برس کی عمر کے بعد نوکری ملتی بھی تو نہیں۔

میاں صاحب: بھلا کوئی نبی کی شان میں گستاخیاں کرے گا۔

ارشاد: کیا معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل جانا بتانا گستاخی نہیں۔

میاں صاحب: (انکاری لہجے میں) ہوں کس نے کہا ہے۔

ارشاد: اسمٰعیل نے۔

میاں صاحب: کوئی نہیں بھلا کوئی رسول کو ایسا کہے ہے۔

ارشاد: تقویۃ الایمان چھپی ہوئی موجود ہے۔دیکھ لیجئے۔

میاں صاحب: بھلا کوئی رسول کو ایسا کہے ہے۔

ارشاد: جی رسول ہی کی شان میں کہا ہے دیکھ لیجئے نا۔

سید مختار صاحب: جناب میاں صاحب اس کے کلمات ضرور یہاں ایسے ہیں۔جن سے دل دُکھتا ہے یہ (اعلیٰ حضرت قبلہ) ان کے سبب جوش میں ہیں۔

میاں صاحب: مولوی روم نے مثنوی میں لکھا ہے کہ اے اللہ تو ظالم ہے جتنا چاہے مجھ پر ظلم کیے جا تیرا ظلم مجھے اوروں کے انصاف سے اچھا لگتا ہے۔

ارشاد: مولینا قدس سرہٗ نے اللہ عزوجل سے یوں عرض کی ہے۔

میاں صاحب: جی مولانا نے۔

ارشاد: مثنوی شریف لاؤ۔

مولوی محمد رضا خانصاحب: مثنوی شریف لائے جناب میاں صاحب کے سامنے رکھ دی، میاں صاحب نے ہاتھ سے ہٹادی۔

ارشاد: حضرت بتایئے کہاں لکھا ہے۔

میاں صاحب: (مثنوی شریف اور ہٹا کر) اب اسی میں لکھا ہے۔ ع

''گہ شہیدے دیدہ از......غر''۔

غر کے ساتھ شہید کا لفظ دیکھئے۔

ارشاد: یہ فسق پر استہزا ہے۔ (قرآن مجید میں فرمایا) اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْکَرِیْم ط اسی حکایت کی سرخی میں ہے جان من......راویدی وکدور اندریدی جناب نے یہ نہ دیکھا کہ مولینا کا یہ ارشاد تو ہماری دلیل ہے۔ جب ایک فاسقہ کی نسبت اکابر دین ایسے کلمات فرماتے ہیں۔ تو گمراہانِ بددین زیادہ مستحق تشنیع وتوہین ہیں۔

میاں صاحب: اب آپ ہی جو اپنے آپ عبد المصطفیٰ لکھتے ہیں۔

ارشاد: یہ مسلمان کے ساتھ حسن ظن کی خوبی ہے۔ رب العزۃ جل جلالہٗ نے قرآن عظیم میں جو فرمایا وَاَنْکِحُوْ الْاَیَامیٰ مِنْکُمْ وَ الصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَ اِمَائِکُمْ اسے بھی شرک کہہ دیجئے (حضرت عالم اہل سنت نے اپنے قصیدۂ اکسیر اعظم کی شرح مجیر معظم میں تحریر فرمایا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا میں حدیث نقل کی ہے۔ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی نسبت فرمایا کُنْتُ عبدہٗ وَ خادِمہ میں حضور کا بندہ اور حضور کا خادم تھا۔ اس مسئلہ کی بحث کافی کتاب مستطاب میں ہے۔

میاں صاحب: خیر بھائی تمہیں اختیار ہے بُرا کہو بُرا سنو۔

ارشاد: کافر کو کافر، رافضی کو رافضی، خارجی کو خارجی، وہابی کو وہابی ضرور کہا جائیگا اور وہ ہمیں بُرا کہیں تو اس کی کیا پرواہ، ہمارے پیشواؤں صدیق وفاروق کو انتقال فرمائے ہوئے تیرہ سو برس گذر گئے۔ آج تک ان کو بُرا کہنا نہیں چھوٹا۔

میاں صاحب: ایسے ہی وہ بھی کہتے ہیں پھر اس سے کیا حاصل۔

ارشاد: ضرور حاصل ہے حدیث میں فرمایا، **اترعون عن ذکر الفاجر متیٰ یعرفه الناس اذکر والفاجر بمافیه یحذره' النّاس**۔ کیا فاجر کو بُرا کہنے سے پرہیز کرتے ہو لوگ اسے کب پہچانیں گے۔ فاجر کی بُرائیاں بیان کرو۔ کہ لوگ اس سے بچیں (یہ حدیث امام ابوبکر ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم الغیبہ اور امام ترمذی محمد علی نے نوادر الاصول اور حاکم نے کتاب الکنی اور شیرازی نے کتاب الالقاب اور ابن عدی نے کامل اور طبرانی نے معجم کبیر اور بیہقی نے سُنن کبریٰ اور خطیب نے تاریخ میں حضرت معویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خطیب نے رواۃ مالک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی)

میاں صاحب: تو یہ فاسق کو کہا ہے۔

ارشاد: فسق عقیدہ فسق عمل سے بدرجہا بدتر ہے۔

میاں صاحب: بے شک۔

ارشاد: خود حضور اقدس ﷺ نے سب بدمذہبوں کو جہنمی بتایا۔ **کلھم فی النار الّا واحدۃً**۔ اب کیا نہ کہا جائے گا کہ رافضی گمراہ جہنمی ہیں۔

میاں صاحب: رافضی جہنمی نہیں۔

ارشاد: حدیث کا کیا جواب۔

میاں صاحب: (سکوت......فرمایا)

ارشاد: کیا آپ کے نزدیک ابوبکر، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کافر کہنے والا جہنمی نہیں۔

میاں صاحب: کون کہتا ہے کوئی نہیں۔

ارشاد: رافضی کہتے ہیں۔

میاں صاحب: کوئی رافضی ایسا نہیں کہتا۔

مولوی سید تصدق علی صاحب: چھپی ہوئی کتابیں تو موجود ہیں اور کوئی کہتا ہی نہیں۔

میاں صاحب: میرے دس بارہ ہزار ملاقاتی اور عزیز رافضی ہیں۔ کسی نے میرے سامنے اس کا اقرار نہیں کیا۔ کوئی ایسا نہیں کہتا۔

سید مختار صاحب: حضور وہ ضرور ایسا کہتے ہیں آپ کے سامنے تقیۃً کچھ اور کہہ دیا ہوگا۔
ارشاد: حضرت اب وجہ حمایت معلوم ہوئی۔
میاں صاحب: پھر بھائی تم انہیں بُرا کہو وہ تمہیں بُرا کہیں۔
ارشاد: اس کی پرواہ نہیں ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جواب تک بُرا کہا جاتا ہے۔
میاں صاحب: ایسے ہی وہ بھی کہتے ہیں۔
ارشاد: آپ کے نزدیک یہود و نصاریٰ گمراہ ہیں یا نہیں۔
میاں صاحب: ہوں گے۔
ارشاد: ہیں یا نہیں۔
میاں صاحب: ہوں گے (اللہ اللہ ضروریات دین میں بھی تامل)
سید مختار صاحب: اس سوال کا مطلب یہ ہے کہ ایسے ہی وہ بھی آپ کو کہتے ہیں۔ (تو اہلِ باطل اگر اہلِ حق کو اہل باطل کہیں۔ اس سے اہل حق انہیں اہل باطل کہنے سے باز نہیں رہ سکتے)
میاں صاحب: تشدد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگلے زمانے میں رافضیوں نے سنیوں کو قتل کیا۔ سنیوں نے رافضیوں کو مارا ہمارے نزدیک دونوں مردود (اللہ اللہ کفریات بکنے والے کو گمراہ نہ کہئے) رافضیوں کو جہنمی نہ بتائے مگر سنی ضرور مردود۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط۔
ارشاد: آپ ایسا فرمایئے مگر اہل سنت ایسا ہرگز نہیں کہہ سکتے۔
میاں صاحب: جب دونوں مسلمان ہیں اور باہم لڑے دونوں مردود ہوئے (سبحان اللہ اسی دلیل سے خارجیوں نے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہل جمل و اہل صفین سب پر معاذ اللہ حکم ناپاک لگایا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)
ارشاد: بھلا امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جو ایک دن میں پانچ ہزار کلمہ گو قتل فرمائے جو نہ صرف مسلمان بلکہ قراء و علماء کہلاتے اس کی نسبت کیا ارشاد ہے۔
سید مختار صاحب: میاں صاحب یہ بحث ختم نہ ہوگی، اب تشریف لے چلئے اور اس جلسہ کو خوشی اور خوش اسلوبی پر ختم کیجئے۔
میاں صاحب: (کھڑے ہو کر تشریف لے جاتے وقت) ابوبکر صدیق کو کسی نے ان کے

سامنے بُرا کہا۔ لوگوں نے اس قتل کرنا چاہا۔ صدیقؓ نے فرمایا کہ قتل میرے بُرے کہنے والے کے لئے نہیں ہے۔ (آگے تتمۂ حدیث یوں ہے کہ جو رسول اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کرے۔ میاں صاحب یہیں تک پہنچے تھے کہ اس کے لئے ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے سبقت کرکے فرمایا) جو رسول اللہ علیہ کو کہے۔ معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل گئے۔

حاضرین: سوائے میاں صاحب سب ہنسنے لگے۔

ارشاد: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہم امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے تابع ہیں جنہوں نے خوارج کو نہ گلے لگایا نہ بھائی بنایا۔ بد مذہبی کے ہوتے ہوئے کچھ پاس نہ فرمایا۔

میاں صاحب: السّلام عَلَیْکُمْ۔ (جلسہ بالخیر ختم وتمام وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ)

مؤلف: حدیث ارشاد فرمایا اتقُوْا مَوَاضِعَ التُّھَمْ بچو تہمت کی جگہوں سے۔ یہ امر کسی کے ساتھ خاص نہیں سب مسلمانوں کو عام ہے وہ عام ہوں یا خاص اور ظاہر کہ اولیاء کرام مکلف ہیں تو وہ بھی مامور ہوئے پھر انہیں اس امر کا خلاف کیوں جائز ہوگا اور پھر اس صورت میں صرف تہمت کے موقع سے بچنا ہی نہیں بلکہ لوگوں کو بلاوجہ بدگمانی کا مرتکب کرنا بھی ہے جو حرام ہے۔

ارشاد: شریعت میں احکام اضطرار احکام اختیار سے جدا ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ خمر و خنزیر حرام قطعی ہیں مگر ساتھ ہی ارشاد ہوا۔ اِلَّا مَنِ اضْطُرَّنِیْ مَخْمَصَۃٍ ۔ بھوک یا پیاس سے جان نکلی جاتی ہے اور کھانے یا پینے کو حرام کے سوا کچھ نہیں۔ اب اگر ترک کرے تو گنہگار ہوگا۔ اور حرام موت مرے گا۔ بلکہ فرض ہے۔ جان بچانے کی قدر استعمال کرے۔ یونہی اگر نوالہ اٹکا دم نکلا جاتا ہے اور اُتارنے کو سوائے خمر کچھ نہیں، شریعت کا کلیہ قاعدہ ہے۔ اَلضُّرُوْرَاتُ تَبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ اللہ عزوجل کے ساتھ قلب کی محافظت اہم و اعظم فرائض سے ہے۔ جب بحالت ضعف وتنگی ظرف اس کا حفظ بے ایسے کسی اظہار کے نہ بن پڑے تو یہ واجب ہوگا۔ حقیقت فعل سے جاہل اسے مرتکب حرام جانے گا۔ حالانکہ وہ ایک مباح کر رہا ہے اور فعل سے واقف حال فاعل سے غافل اسے موضوع تہمت میں پڑتا۔ لوگوں کو بدگمانی میں ڈالنا۔ یوں خلاف امر کرتا گمان کرلے گا حالانکہ وہ ادائے واجب اعظم کر رہا ہے۔ کیا اپنے کسی عضو کا کاٹ ڈالنا حرام نہیں۔ لیکن معاذ اللہ آکلہ ہو جائے تو کاٹا جائے گا کہ اور بدن محفوظ رہے۔ سیدنا ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سو اشرفیاں ملیں۔ کنارہ دجلہ پر

ایک صاحب خط بنوا رہے تھے ان کو دیں قبول نہ کیں حجام کو دیں کہا میں نے ان کا خط اللہ عزوجل کے لئے بنانا چاہا ہے۔ اس پر عوض نہ لوں گا۔ شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مال سے فرمایا کہ تو ایسی ہی چیز ہے جسے کوئی قبول نہیں کرتا۔ اور دریا میں پھینک دیا جاہل گمان کرے گا کہ تضیع مال ہوئی۔ حاشا بلکہ حفظ قلب، کہ اس وقت یہی اس کا ذریعہ تھا۔ دو صاحب سامنے تھے، کسی نے قبول نہ کیں۔ اب ان کو پاس رکھتے اور ایسے فقیر کی تلاش میں نکلتے جو قبول کرلیتا اور معصیت میں اٹھا تا اتنی دیر تک کی زندگی پر تم لوگوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ وہاں ہر آن موت پیش نظر ہے اور ڈرتے ہیں کہ اس وقت آجائے اور اس غیر خدا کا خطرہ قلب میں ہو جنگل میں پھینک دیتے تو نفس کا تعلق قطع نہ ہوتا کہ ابھی دست رس رہتی اب بتایئے سوا اس کے ان کے پاس کیا چارہ تھا کہ اس سے فوراً فوراً اس طرح ہاتھ خالی کر لیں کہ نفس کو یاس ہو جائے اور اس کے خیال سے باز آئے یہ صفائے قلب و دفع خطرہ غیر کی دولت کروڑوں اشرفیوں بلکہ تمام ہفت اقلیم کی سلطنت سے کروڑوں درجہ اعلیٰ و افضل ہے کیا اگر سو اشرفیاں خرچ کر کے سلطنت ملی کوئی اس تضیع مال کہہ سکتا ہے۔ بلکہ بڑی دولت کا بہت ارزاں حاصل کرنا یہی یہاں ہے۔

عرض: وحدۃ الوجود کے کیا معنی ہیں۔

ارشاد: وجود ہستی بالذات واجب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اس کے سوا جتنی موجودات ہیں سب اسی کی ہیں اس کی ظل پرتو ہیں تو حقیقتاً وجود ایک ٹھہرا۔

عرض: اس کا سمجھنا تو کچھ دشوار نہیں پھر یہ مسئلہ اس قدر کیوں مشکل مشہور ہے۔

ارشاد: اس میں غور تامل یا موجب حیرت ہے یا باعث ضلالت اگر اس کی تھوڑی بھی تفصیل کروں تو کچھ سمجھ نہ آئے گا۔ بلکہ اوہام کثیرہ پیدا ہو جائیں گے۔ اس کے بعد کچھ مثالیں بیان فرمائیں ان میں ایک یاد رہی۔ مثلاً روشنی بالذات آفتاب و چراغ میں ہے۔ زمین و مکان اپنی ذات میں بے نور ہیں۔ مگر بالعرض آفتاب کی وجہ سے تمام دنیا منور اور چراغ سے سارا گھر روشن ہوتا ہے۔ ان کی روشنی انہیں کی روشنی ہے ان کی روشنی ان سے اُٹھائی جائے وہ ابھی تاریک محض رہ جائیں۔

عرض: یہ کیونکر ہوتا ہے کہ ہر جگہ صاحب مرتبہ کو اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے۔

ارشاد: اس کی مثال یوں سمجھئے کہ جو شخص آئینہ خانہ میں جائے وہ ہر طرف اپنے آپ ہی کو دیکھے

گا۔اس لئے کہ یہی اصلی ہے اور جتنی صورتیں ہیں سب اسی کی ظل ہیں مگر یہ صورتیں ان کی صفات ذات کے ساتھ متصف نہ ہوں گی۔ مثلاً سننے والی دیکھنے والی وغیرہ وغیرہ نہ ہوں گی۔اس لئے کہ یہ صورتیں صرف اس کی سطح ظاہری کی ظل ہیں ذات کی نہیں۔اور سمع وبصر ذات کی صفتیں ہیں۔سطح ہی بری کی نہیں۔لہٰذا جواثر ذات کی نہیں۔اور سمع وبصر ذات کی صفتیں ہیں۔سطح ظاہر کی نہیں۔لہٰذا جواثر ذات کا ہے وہ ان ظلال میں پیدا نہ ہوگا۔بخلاف حضرت انسان کے کہ ظل ذات باری تعالیٰ ہے۔ لہٰذا ظلال صفات سے بھی حسب استعداد بہرہ ور ہے۔

مؤلف: حضور یہ اب بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ ہر جگہ خدا کیونکر دیکھتے ہیں۔اگر ان ظلال وعکوس کو کہا جائے تو یہ اتحاد ہے وحدت نہیں اور اتحاد کھلا الحاد وزندقہ تو ہے اور اگر یہ ظلال وعکوس کو نہیں دیکھتے بلکہ انہیں عدم محض میں سلاتے ہیں۔ایک اللہ کا جلوہ نظر آتا ہے۔تو یہ خود بھی ایک ظل ہیں یہ بھی معدوم ہوئے نہ ناظر رہا نہ نظر پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے کیا معنے وہ اس سے پاک ہے کہ کوئی نظر اسے احاطہ کرے وہ سب کو محیط ہے نہ کہ محاط یہ میرا ایمان ہے کہ قیامت میں انشاء اللہ تعالیٰ دیدار الٰہی سے ہم مسلمان فیضیاب ہوں گے۔مگر یہ نہیں سمجھ سکتا کہ رویت کیونکر ممکن ہے جب کہ احاطہ ناممکن اگر یہ کہا جائے کہ منظور کو نظر کا محیط ہو جانا کچھ ضرور نہیں مثلاً فلک ہے کہ اس کا ایک حصہ انسان کی نظر میں سما سکتا ہے۔جہاں تک اس کی نظر پہنچتی ہے تو یہ تقریر وہاں جاری نہیں کہ وہ تجزی سے پاک ہے۔ میں اپنا مافی الضمیر اچھی طور پر ظاہر نہ کرسکا۔مگر یہ جانتا ہوں کہ حضور میرے ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ سے میرا مطلب خیال فرمالیں گے۔

ارشاد: ظلال وعکوس مرأت ملاحظہ میں مرأت کا مرئی سے متحد ہونا کیا ضرور علم بالوجہ میں وجہ مرأت ملاحظہ ہوتی ہے۔حالانکہ ذوالوجہ سے متحد نہیں بلاشبہ آئینہ میں جو اپنی صورت دیکھتے ہو کیا اس میں کوئی صورت ہے۔نہیں بلکہ شعاع بصری آئینہ پر پڑ کر واپس آتی ہے۔اور اس رجوع میں اپنے آپ کو دیکھتی ہے۔لہٰذا دنی جانب بائیں اور بائیں جانب دنی معلوم ہوتی ہے تو آئینہ تمہارا عین نہیں مگر دکھایا اس نے تمہیں کو ظلال اپنی ذات میں معدوم ہیں کہ کسی کی ذات مقتضی وجود نہیں۔كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ مگر وجود عطائی سے ضرور موجود ہیں۔اسلام کا پہلا عقیدہ ہے کہ حقائق الاشیاء ثابتۃ نظر سے ساقط ہونا واقع سے عدم نہیں کہ نہ ناظر رہے نہ نظر فی الواقع اس مشاہدہ میں خود

اپنی ذات بھی ان کی نگاہ میں نہیں ہوتی اہل سنت کا ایمان ہے کہ قیامت و جنت میں مسلمانوں کو دیدار الٰہی بے کیف و بے جہت و بے محاذات ہوگا۔ قَالَ اللّٰہُ تعالٰی وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ ۝ کچھ منہ تر و تازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے ہوئے۔ کفار کے حق میں فرماتا ہے کَلَّا اِنَّھُمْ عَنْ رَّبِّھِمْ یَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝ بے شک اس دن اپنے رب سے حجاب میں رہیں گے۔ یہ کافروں پر عذاب بیان فرمایا گیا تو ضرور مسلمان اس سے محفوظ ہیں۔ بصر احاطہ مرئی نہیں چاہتی۔ آیہ کریمہ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَ ھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ ۝ کا یہی مفاد ہے کہ وہ ابصار و جملہ اشیاء کا محیط ہے اسے بصر اور کوئی شے محیط نہیں۔ فلک وغیرہ کی مثالیں اس کے بیان کو ہیں کہ بصر کو احاطہ لازم نہیں نہ یہ کہ وہاں بھی عدم احاطہ معاذ اللہ اسی طرح کا ہے وہاں معنی عدم ادراک حقیقت وکنہ ہی رہا یہ کہ "رویت کیونکر" یہ کیف سے سوال ہے وہ اور اس کی رویت کیف سے پاک ہے پھر کیونکر کو کیا دخل۔

عرض: ذات باری کے پرتو تو صرف حضور سید عالم اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں۔ چنانچہ شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ جلد ثانی کے خاتمہ میں فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مظہر صفات الٰہیہ ہیں اور عامہ مخلوق مظہر اسماء الٰہیہ ہے و سید کل مظہر ذات حق پرست وظہور حق درو بالذات ست تو تمام مخلوق ظلال ذات کس طرح ہوگی۔

ارشاد: اسماء مظہر صفات ہیں اور صفات مظہر ذات اور مظہر کا مظہر مظہر ہے تو سب خلق مظہر ذات ہے اگرچہ بواسطہ یا بوسائط شیخ کا کلام مظہر ذات بلا واسطہ میں ہے وہ نہیں مگر حضور مظہر اول ﷺ ان کے لفظ دیکھئے کہ ظہور حق درو بالذات ست۔

عرض: دو شخصوں میں کچھ روپیہ کا جھگڑا تھا چودھری نے صلح کرادی اور مدعی کو مدعا علیہ سے روپے مل گئے اور برادری میں یہ دستور ہے کہ جب چودہری تصفیہ کرتا ہے تو اپنی کچھ حق مقرر کر رکھا ہے۔ وہ لے لیتا ہے چنانچہ اس صلح میں بھی چودہری اپنے حق کا طالب ہوا اس نے دینے سے انکار کیا جب اس نے اصرار کیا تو اس نے سب روپے چودھری کو دے دیئے۔ چودھری نے کہا میں صرف اپنا حق لوں گا اس نے کہا میں خوشی سے دیتا ہوں۔ چودھری نے وہ سب روپے لے لئے بعد اس واقعہ کے مدعی نے کچہری میں نالش دائر کی کہ مجھے روپے نہیں ملے۔ اور شخصوں نے جو اس واقعہ میں موجود تھے اور

جن کے سامنے روپے دیئے گئے تھے۔ قسم کھا کر شہادت دی کہ اس کو روپے نہیں ملے۔ ان سب کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: مدعی سے چودھری کو روپیہ لینا حرام ہے ہاں اپنی خوشی سے دیدے تو مضائقہ نہیں اور مدعی اور گواہوں پر توبہ فرض ہے کہ جھوٹا دعویٰ کیا اور جھوٹی گواہی دی۔ اور جھوٹی قسم کھائی۔

مؤلف: رشوت بھی اپنی خوشی سے دے جاتی ہے بلکہ چودھری نے تو مانگا اور مدعی نے انکار کیا پھر جب چودہری کا بہت اصرار ہوا تو اس نے سب دیدیئے۔ جس سے معلوم ہوا کہ وہ ناخوش تھا اور یہ کہ خوشی سے دیتا ہوں جھوٹ تھا اور رشوت تو بغیر طلب خود ہی دی جاتی ہے پھر یہ کیوں جائز اور وہ تو حرام ہی ہے اور چودھری کو جو پہلے لینا حرام تھا اس کی وجہ بھی نیت رشوت ہوگی۔

ارشاد: انسانی خواہش وہاں تک معتبر ہے جہاں تک نہی شرعی نہ ہو رشوت شرع نے حرام فرمائی ہے وہ کسی کی خوشی سے حلال نہیں ہوسکتی۔ صحیح حدیث فرمایا۔ اَلرَّاشِیْ وَالْمُرتَشِیْ کُلَاهُمَا فِی النَّارِ ۔ رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ چودہری جو صلح ہوجانے پر صلح کرانے کا معاوضہ لیتے ہیں وہ رشوت نہیں ہے۔ بلکہ ایک ناجائز اُجرت ہے۔ جاہلان بے خرد ایسی جگہ حق کا لفظ بولتے ہیں یہاں تک کہ رشوت خوار بھی یہی کہتا ہے کہ ہمارا حق دلوایئے یہ کفر ہے کہ حرام کو حق کہا۔ ورع کا مرتبہ وہی ہے جو تم نے کہا کہ ظاہر انداز سے مظنون ہوتا ہے کہ اس کا یہ دینا حقیقۃً خوشی سے نہ ہوا اگرچہ بظاہر صاف کہہ رہا ہے کہ میں خوشی سے دیتا ہوں مگر شریعتِ مطہرہ میں زبان مظہر مافی الضمیر مانی گئی ہے وہ جو کچھ ہے قیاسی دلالت ہے اور یہ کہ خوشی سے دیتا ہوں صریح تصریح ہے اور فتاویٰ قاضی خاں وغیرہ میں مصرح ہے اَلصَّرِیْحُ یَفُوْقُ الدَّلَالَۃَ صریح کے آگے دلالت نہ لی جائے گی فقہ میں بہت مسائل اس پر مبنی ہیں کہ خانیہ و ہندیہ و درمختار میں ہیں اور تمام کتاب حیل کی بنا ہی اس پر ہے۔ ورنہ اصل غرض قلبی اس عقد ملفوظ کے مطابق نہیں ہوتی درزی سے کپڑا سلوایا اور اُجرت دینے کا کچھ ذکر نہ آیا اُجرت واجب ہوگی کہ اس کا پیشہ ہی دلیلِ اُجرت ہے لیکن اگر اس نے کہہ دیا تھا کہ میں تم سے اجرت نہیں چاہتا اب نہیں لے سکتا اگرچہ دوستانہ میں کہا ہو اگرچہ ایسی صورت میں غالبًا یہ کہنا دل سے نہیں ہوتا بلکہ محض مروّت ولحاظ حتی الامکان مسلمان کا حال صلاح پر محمول کرنا واجب ہے قیاس سے ٹھہرا لینا کہ اس نے خوشی سے دینا جھوٹ کہا اس کی طرف تمن

کبیروں کی نسبت ہے ایک تو جھوٹ دوسرے دھوکا دینا کہ دیا ناراضی سے اور اس پر رضا ظاہر کی۔ تیسرے حرام مال دینا جس کا لینا حرام ہے دینا بھی حرام ہے لہٰذا اس کا قول واقعیت پر محمول کریں گے۔

عرض: حضور قسم کا کفارہ کچھ نہیں۔

ارشاد: اس صورت میں کفارہ کچھ نہیں توبہ ہے۔ کفارہ اس قسم کا ہوتا ہے جو آئندہ کے لئے کسی کام کے کرنے نہ کرنے پر کھائی اور اس کے خلاف کیا گزشتہ پر قسم کھانے سے کفارہ نہیں۔

مؤلف: شب جمعہ میں اعلیٰ حضرت مدظلہ کے چھوٹے بھائی مولینا مولوی محمد رضا خان صاحب تشریف لائے اور عرض کیا کہ آج ایک اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ سلطنت بخارا شریف روسیوں سے نکل ہو کر سلطان المعظم کے زیر اثر آ گئی۔ اس پر ارشاد ہوا کہ یہ ایک قدیمی سلطنت ہے جہاں بڑے بڑے ائمہ و مجتہدین گذرے ہیں۔ اور جن کے برکات اس وقت تک یہ موجود ہیں کہ ایک وقت میں سب جگہ اذان ہوتی ہے اور ایک ہی وقت میں نماز دوکاندار کاروباری لوگ اپنا کام فوراً چھوڑ کر شامل جماعت ہو جاتے ہیں، پھر اس تذکرہ سلطنت میں فرمایا کہ میں ایک روز حکیم وزیر علی صاحب کے یہاں قریب دس بجے دن کے جا رہا تھا میری عمر اس وقت جیلانی (اعلیٰ حضرت مدظلہ، کے پوتے یعنی برخوردار ابراہیم رضا خان) کے برابر تھی (دس سال) کہ سامنے سے ایک بزرگ سفید ریش نہایت شکیل وجیہ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا۔ سنتا ہے بچے آج کل عبدالعزیز ہے۔ اس کے بعد عبدالحمید اور اس کے بعد عبدالرشید ہوگا۔ اور فوراً نظر سے غائب ہو لئے چنانچہ اس وقت تک ان بزرگ کا قول بالکل مطابق ہوا ایسے ہی ایک صاحب مسجد کے قریب ملے میرے بچپن کا زمانہ تھا۔ مجھے بہت دیر تک غور سے دیکھتے رہے، پھر فرمایا کہ تو رضا علی خاں کا کون ہے میں نے کہا پوتا۔ جبھی اور فوراً تشریف لے گئے۔

عرض: نماز فرض سے قبل کی سنتیں نہ ملنے سے کیا وہ قضا ہو جاتی ہیں۔

ارشاد: اپنے وقت سے قضا سمجھی جائیں گی نہ وقت نماز سے۔

عرض: کیا ائمہ مجتہدین میں اختلاف ہے جو ہاتھوں کے باندھنے میں اختلاف ہے کہ بعض سینہ پر اور بعض ناف پر باندھتے ہیں۔

ارشاد: خربوزہ کھایئے۔ فالیز سے کیا غرض، اس میں نہ پڑیئے جو کچھ ائمہ نے فرمایا مطابق شرع ہے۔ اور جو خلاف کرے امام ہی کس بات کا، ہر ایک کو امام کی تقلید کرنی چاہئے۔

عرض: حبیب اکرم ﷺ کی زیارت شریفہ حاصل ہونے کا طریقہ کیا ہے۔

ارشاد: درود شریف کی کثرت شب میں اور سوتے وقت کے علاوہ ہر وقت تکثیر رکھے۔ بالخصوص اس درود شریف کو بعد عشاء سو بار یا جتنی بار پڑھ سکے پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّیَ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّمَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ ۔ حصول زیارت اقدس کے لئے اس سے بہتر صیغہ نہیں مگر خالص تعظیم شانِ اقدس کے لئے پڑھے اس نیت کو بھی جگہ نہ دے کہ مجھے زیارت عطا ہو آگے ان کا کرم بے حد و بے انتہا ۔

فراق و وصل چہ خواہی رضائے طلب دوست
کہ حیف باشد از رو غیر او تمنائی

پھر ایک مسئلہ معمولی پیش ہوا۔ جس کے آخر میں لکھا تھا کہ جواب بحوالہ کتب ارقام فرمایا جائے۔

ارشاد: صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں بھی استفتاء پیش ہوتے تھے جن کے جواب فرما دیئے جاتے تھے۔ حوالہ کتب وہاں کہاں تھا اور آج کل مدلل مفصل صفحہ سطر دریافت کرتے ہیں۔ حالانکہ سمجھتے کچھ بھی نہ ہوں۔

عرض: بحضور ایک استغاثہ پیش کرنا ہے۔ اس کے واسطے کون سا دن مناسب ہے۔

ارشاد: اس کے لئے کوئی خاص دن نہیں، البتہ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جو شخص کسی حاجت کو ہفتہ کے دن صبح کے وقت قبل طلوع آفتاب اپنے گھر سے نکلے تو اس کی حاجت روائی کا میں ضامن ہوں۔

عرض: حضور اقدس ﷺ نے ہر حاجت کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔

ارشاد: ہاں جائز حاجت ہونا چاہئے۔

عرض: الم کے پارے میں ایک جگہ عَذَابٌ عَظِیْم آیا ہے اگر نماز میں اَلِیْم پڑھا ہو جائے گی یا نہیں۔

ارشاد: ہاں ہو جائے گی، نماز اس غلطی سے جاتی ہے۔ جس سے معنی فاسد ہو جائیں۔

عرض: نماز اگر بسم اللہ شریف بالجہر نکل جائے تو کیا حکم ہے۔

ارشاد: بلا قصد نکل جائے تو خیر ورنہ قصداً مکروہ۔

عرض: دو مسجدیں قریب قریب ہیں۔ ایام بارش میں ایک شہید ہوگئی، اب اس کا سامان دوسری مسجد میں کہ وہ بھی شکستہ حالت میں ہے لگا سکتے ہیں یا نہیں۔

ارشاد: ناجائز ہے۔ حتیٰ کہ ایک مسجد کا لوٹا بھی دوسری مسجد میں لے جانے کی ممانعت ہے۔ مسلمانوں پر دونوں کا بنانا فرض ہے اور اس قدر قریب بنانے کی ضرورت ہی کیا۔

عرض: حضور! مسجد کے نام سے چندہ وصول کر کے خود کھائے تو کیا حکم ہے۔

ارشاد: جہنم کا مستحق ہے۔

عرض: اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں پختہ قبر بنوا کر تیار کر رکھے۔ جائز ہے یا ناجائز۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا۔ قبر تیار رکھنے کا شرعاً کوئی حکم نہیں۔ البتہ کفن سلوا کر رکھ سکتا ہے۔ کہ جہاں کہیں جائے اپنے ساتھ لے جائے اور قبر ہمراہ نہیں رہ سکتی۔

عرض: جمعہ و عیدین کا خطبہ مع بسم اللہ جائز ہے۔

ارشاد: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ آہستہ پڑھے اس کے بعد خطبہ پڑھے۔

عرض: اگر نماز کے وقت عمامہ باندھ لے اور سنتوں کے وقت اُتار لے کے دردِ سر کا گمان ہے تو جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: خیر! مگر اولیٰ یہ ہے کہ نہ اتارے، ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستر جمعہ بغیر عمامہ کے برابر ہے۔ (اسی بیان میں ارشاد ہوا کہ) دردِ سر اور بُخار وہ مبارک امراض ہیں جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ہوتے تھے۔ ایک ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دردِ سر ہوا۔ آپ نے اس شکریہ میں تمام رات نوافل میں گذار دی کہ رب العزت تبارک تعالیٰ نے مجھے وہ مرض دیا جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو

ہوتا تھا۔ اَللّٰہُ اَکْبَر یہاں یہ حالت ہے کہ اگر برائے نام درد معلوم ہوا تو یہ خیال ہوتا ہے کہ جلد نماز پڑھ لیں۔ پھر فرمایا ہر ایک مرض یا تکلیف جسم کے جس موضع پر ہوتی ہے وہ زیادہ کفارہ اسی موقع کا ہے۔ کہ جس کا تعلق خاص اس سے ہے۔ لیکن بخار وہ مرض ہے کہ تمام جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔ جس سے باذنہٖ تعالیٰ تمام رگ رگ کے گناہ نکال لیتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ مجھے اکثر حرارت و دردسر رہتا ہے۔

عرض: حضور خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی فرقہ وہابیہ تھا۔

ارشاد: ہاں یہی وہ فرقہ ہے جسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فہمائش کی اجازت چاہی تھی اور بحکم امیر المومنین تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا کیا بات امیر المومنین کی تم کو ناپسند آئی۔ انہوں نے کہا واقعہ صفین میں ابوموسیٰ اشعری کو حکم بنایا۔ یہ شرک ہوا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ حکم نہیں مگر اللہ کے لئے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اسی قرآن کریم میں یہ آیت بھی ہے۔ فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا۔ زن وشوہر میں خصومت ہو ایک حکم اس کی طرف سے بھیجو ایک حکم اس کی طرف سے اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا۔ دیکھو وہی طریقہ استدلال ہے جو وہابیہ کا ہوتا ہے کہ علم غیب و امداد وغیرہما میں ذاتی و عطائی کے فرق سے آنکھ بند اور نفی کی آیتوں پر دعویٰ ایمان اور اثبات کی آیتوں سے کفر اس جواب کو سن کر ان سے پانچہزار تائب ہوئے اور پانچہزار کے سر پر موت سوار تھی وہ اپنی شیطنت پر قائم رہے۔ امیر المومنین نے ان کے قتل کا حکم فرمایا۔ امام حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اکابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ان کے قتل میں تامل ہوا کہ یہ قوم رات بھر تہجد اور دن بھر تلاوت میں بسر کرتی ہے ہم کیونکر ان پر تلوار اٹھائیں مگر امیر المومنین کو تو حضور عالم ماکان و ما یکون علیہ السلام نے خبر دے دی تھی کہ نماز روزہ وغیرہ ظاہری اعمال کے بہ شدت پابند ہوں گے باایں ہمہ دین سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے قرآن پڑھیں۔ گے مگر ان کے گلوں کے نیچے نہیں اترے گا۔ امیر المومنین کے حکم سے لشکر ان کے قتل پر مجبور ہوا عین معرکہ میں خبر آئی کہ نہر کے اُس پار اتر گئے، امیر المومنین نے فرمایا۔ واللہ ان میں سے دس پار نہ جانے پائیں گے۔ سب اسی طرف قتل ہوں گے۔ جب سب قتل ہو چکے امیر المومنین نے لوگوں کے دلوں سے ان

کے تقویٰ وطہارت وتہجد وتلاوت کا وہ خدشہ رفع کرنے کے لئے فرمایا۔ تلاش کرو اگر ان میں ذوالثدیہ پایا جائے تو تم نے بدترین اہلِ زمین کو قتل کیا۔ اور اگر وہ نہ ہو تو تم نہ بہترین اہلِ زمین کو قتل کیا۔ تلاش کیا گیا، لاشوں کے نیچے نکلا جس کا ایک ہاتھ پستانِ زن کے مشابہ تھا۔ امیر المومنین نے تکبیر کہی اور حمد الٰہی بجالائے اور لشکر کے دل کا شبہ اس غیب کی خبر بتانے اور مطابق آنے سے زائل ہو گیا۔ کسی نے کہا حمد ہے اسے جس نے ان کی نجاست سے زمین کو پاک کیا۔ امیر المومنین نے فرمایا کیا سمجھتے ہو یہ لوگ ختم ہو گئے ہرگز نہیں۔ ان میں سے کچھ ماں کے پیٹ میں ہیں کچھ باپ کے پیٹھ میں، جب ان میں سے ایک گروہ ہلاک ہو جائے گا۔ دوسرا سر اٹھائے گا۔ حَتّٰی یَخرُجَ اٰخِرُھُم مَعَ الدَّجَّالِ یہاں تک کہ ان کا پچھلا گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا یہی وہ فرقہ ہے کہ ہر زمانہ میں نئے رنگ نئے نام سے ظاہر ہوتا رہا۔ اور اب اخیر وقت میں وہابیہ کے نام سے پیدا ہوا اور ان کی جو جو علامتیں صحیح حدیثوں میں ارشاد فرمائی ہیں سب ان میں موجود ہیں۔ تَحقِرُونَ صَلَاتَکُم عِندَ صَلَاتِھِم وَ صِیَامَکُم عِندَ صِیَامِھِم اَعمَالَکُم عِندَ اَعمَالِھِم تم ان کی نماز کے آگے اپنی نماز کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے آگے اپنے روزوں کو اور اپنے اعمال کے آگے اپنے اعمال کو یَقرَءُونَ مِنَ القُراٰنَ لَا تُجَاوِزُ طَرَاقِیَھُم قرآن پڑھیں گے ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا۔ یَقُولُونَ مِن قَولِ خَیرِ البَرِیَّہ۔ بظاہر وہ بات کہیں گے کہ سب کی باتوں سے اچھی معلوم ہو یَا مِن قَولِ خَیرِ البَرِیَّہ بات بات پر حدیث کا نام لیں گے اور حال یہ ہو گا کہ یَمرُقُونَ مِنَ الدِّینِ کَمَا یَمرُقُ السَّھمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے سِیمَاھُمُ التَّحلِیقُ ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر سر مونڈے مُشَمِّرِی الاُزُرِ گھٹنی ازاروں والے ان کے پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی کو سر منڈانے میں یہاں تک غلو تھا کہ عورت اس کے دین ناپاک میں داخل ہوتی اس کا سر بھی منڈا دیتا کہ یہ زمانہ کفر کے بال ہیں انہیں دور کر یہاں تک کہ ایک عورت نے کہا۔ جو مرد تمہارے دین میں آتے ہیں ان کی داڑھیاں منڈوایا کرو کہ وہ بھی تو زمانہ کفر کے بال ہیں۔ اس وقت سے باز آیا اور اب وہابیہ کو دیکھئے ان میں اکثر وہی سر منڈانے اور گھٹنے پانچے والے ہیں۔ (اسی سلسلے میں ارشاد فرمایا) غزوہ حنین میں حضور اقدس ﷺ نے جو غنائم تقسیم فرمائے اس پر ایک وہابی نے کہا کہ میں اس تقسیم میں عدل نہیں پاتا۔ کیونکہ کسی کو زیادہ کسی کو کم عطا فرمایا۔ اس پر

فاروق اعظم نے عرض کی کیا کہ یارسول اللہ اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں۔ فرمایا کہ اسے رہنے دے اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہونے والے ہیں (وہابیہ کی طرف اشارہ فرمایا) اس نے فرمایا افسوس اگر میں تجھ پر عدل نہ کروں تو کون عدل کرے گا اور فرمایا اللہ رحم فرمائے۔ میرے بھائی موسیٰ پر کہ اس سے زائد ایذا دیئے گئے۔ علماء فرماتے ہیں حضور اقدس ﷺ کی ایک اس دن کی عطائیں بادشاہوں کی عمر بھر کی داد و دہش سے زائد تھی، جنگل غنائم سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور عطا فرمارہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور پیچھے ہٹتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب سب اموال تقسیم ہولئے۔ ایک اعرابی نے روائے مبارک بدن اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ و پشت مبارک پر اس کا نشان بن گیا۔ اس پر اتنا فرمایا۔ اے لوگو جلدی نہ کرو۔ واللہ کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے۔ حق اے مالک عرش کے نائب اکبر قسم ہے اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا کہ دونوں جہاں کی نعمتیں حضور ہی کی عطا ہیں۔ دونوں جہاں حضور کی عطا سے ایک حصہ ہیں۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَ ضَرَّتَهَا
وَ مِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

بے شک تمام دنیا و آخرت حضور کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم ما کان و ما یکون حضور کے علوم سے ایک ٹکڑا صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَ سَلَّمَ وَ عَلٰی آلِکَ وَ صَحْبِکَ وَ بَارِکْ وَ کَرِّمْ۔

ایک روز بارگاہ رسالت میں صحابہ کرام حاضر ہیں، ایک شخص آیا، اور کنارہ مجلس اقدس پر کھڑے ہو کر مسجد میں چلا گیا۔ ارشاد فرمایا کہ کون ہے اسے قتل کرے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور جا کر دیکھا وہ نہایت خشوع و خضوع سے نماز پڑھ رہا ہے۔ صدیق اکبر کا ہاتھ نہ اٹھا کہ ایسے نمازی کو عین حالت نماز میں قتل کریں، واپس حاضر ہوئے اور سب ماجرا عرض کیا۔ ارشاد فرمایا کہ کون ہے کہ اسے قتل کرے، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور انہیں بھی وہی واقعہ پیش آیا۔ حضور نے پھر ارشاد فرمایا، کون ہے کہ اس قتل کرے۔ مولیٰ علی اٹھے اور عرض کی کہ یارسول اللہ میں، فرمایا ہاں تم، اگر تمہیں ملے مگر تم اسے نہ پاؤ گے۔ یہی ہوا۔ مولےٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تک جائیں وہ نماز پڑھ

کر چلتا ہوا۔ ارشاد فرمایا، اگر تم اسے قتل کر دیتے تو امت پر سے بڑا فتنہ اٹھ جاتا۔ یہ تھا وہابیہ کا باپ جس کی ظاہری و معنوی نسل آج دنیا کو گندہ کر رہی ہے۔ اس نے مجلسِ اقدس کے کنارے پر کھڑے ہو کر ایک نگاہ سب پر کی اور دل میں یہ کہتا ہوا چلا گیا تھا کہ مجھ جیسا ان میں ایک بھی نہیں، یہ غرور تھا اس خبیث کو اپنی نماز تقدس پر اور نہ جانا کہ نماز ہو یا کوئی عملِ صالح وہ سب اس سرکار کی غلامی و بندگی کی فرع ہے جب تک ان کا غلام نہ ہولے کوئی بندگی کام نہیں دے سکتی، ولہٰذا قرآن عظیم میں ان کی تعظیم کو اپنی عبادت سے مقدم رکھا کہ فرمایا: لِتُؤمِنُوا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ تُعَزِّرُوْہُ وَ تُوَقِّرُوْہُ وَ تُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا ۔ تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ اور رسول پر اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو، اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو یعنی نماز پڑھو تو سب میں مقدم ایمان ہے کہ بے اس کے تعظیم رسول مقبول نہیں اس کے بعد تعظیم رسول ہے کہ بے اس کے نماز او کوئی عبادت مقبول نہیں، یوں تو عبداللہ تمام جہان ہے مگر سچا عبداللہ وہ ہے جو عبدالمصطفےٰ ہے ورنہ عبد شیطان ہوگا۔ العیاذ باللّٰہ تعالیٰ۔

مؤلف: ایک روز مولوی سعید احمد ابن مولوی فتح محمد صاحب نائب لکھنوی اعلیٰ حضرت مدظلہٗ سے آ کر دست بوس ہوئے اور قربانی کی کھال کے بارے میں دریافت کیا کہ مدارس میں دی جا سکتی ہیں یا نہیں۔ ارشاد ہوا بلا شبہ ان کا صرف مدرسہ میں جائز ہے۔ مولوی صاحب نے صاحب ہدایہ کا قول نقل کیا کہ ان کے نزدیک قربانی کی کھال بیچنے سے اس کی قیمت کا صدقہ واجب ہو جاتا ہے اور صدقات واجبہ کا مصرف مصرف زکوٰۃ ہے اور مصرف زکوٰۃ میں تملیک و فقرا شرط ہے اس پر ارشاد فرمایا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ تمول کے لئے بیچے کہ وہ بوجہ تقرب صالح تمول نہ رہی، بخلاف اس صورت کے کہ فی سبیل اللہ مصارف خیر میں صرف کے لئے بیچے کہ یہ بھی قربت ہے اور یہاں قربت ہی مقصود ہے علاوہ بریں مدارس میں دینا بیچ کر ہی نہیں ضرور ہے اکثر کھالیں مدارس میں بھیج دیتے ہیں اور کھال تو غنی کو بھی دے سکتا ہے، پھر مدرسہ دینیہ نے کیا قصور کیا ہے اس وقت مولوی حسنین رضا خاں بھی حاضر خدمت تھے انھوں نے عرض کی کہ جب صدقات واجبہ میں تملیک شرط ہے تو زکوٰۃ اور ایسے صدقات مدارس میں کیونکر صرف کیے جا سکیں گے۔

ارشاد: مہتمم کو چاہیے کہ زکوٰۃ و صدقات واجبہ کی رقوم سے ضرورت پر طلبہ کو کتابیں خرید دے اور انھیں مالک بنا دے یا یہ کہ جو کھانا طلبہ کو مدرسہ سے بطریق اباحت دیا جاتا ہے طلبا کو پہلے روپیہ

دے کر مالک بنا دے پھر وہ روپیہ مہتمم کو واپس کریں اور کھانے میں شریک ہو جائیں البتہ مدرسین کی تنخواہ میں یہ روپیہ صرف کرنا جائز نہیں۔

عرض: حضور اگر قرآن عظیم صندوق میں بند ہو اور ریل کا سفر یا کسی دوسری سواری میں سفر کر رہا ہے اور تنگی جگہ کے باعث مجبور ہے تو ایسی صورت میں صندوق نیچے رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہرگز نہ رکھے انسان خود مجبوریاں پیدا کر لیتا ہے۔ ورنہ کچھ دشوار نہیں، جس کے دل میں قرآن عظیم کی عظمت ہے وہ ہر طرح سے اس کی تعظیم کا خیال رکھے گا۔

عرض: وقت عصر میں کراہت کس وقت آتی ہے۔

ارشاد: غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل تک کراہت نہیں یعنی سلام کے بعد بیس منٹ غروب میں باقی رہیں۔ اس کے بعد کراہت ہے کہ اس وقت تخمینی میں آفتاب پر نگاہ جمنے لگتی ہے۔

عرض: ایک شخص نے نماز میں سورۃ زلزال وعادیات پڑھیں اور اثقال اور تحدث کی ث کو س کے مخرج سے ادا کیا اور اَوحیٰ کی ح کو ہ اور ضبحاً کے ض کو دمخم بھی نہیں پڑھا بلکہ صریح دبھاً پڑھا اور حُصِلَ کے ص کو مشابہ س تو اس صورت میں اعادہ نماز ہوگا یا نہیں۔

ارشاد: نماز نہ ہوئی پھر پڑھے!

عرض: بعض حاضرین نے عرض کیا کہ حضور دنیوی مکروہات نے ایسا گھیرا ہے کہ روز ارادہ کرتا ہوں آج قضا نمازیں ادا کرنا شروع کر دوں گا مگر نہیں ہوتا کیا یوں ادا کروں کہ پہلے تمام نمازیں فجر کی ادا کر لوں پھر ظہر کی پھر اور اوقات کی، تو کوئی حرج ہے مجھے یہ بھی یاد نہیں کہ کتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں۔ ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے۔

ارشاد: قضا نماز جلد سے جلد ادا کرنا لازم ہیں، نہ معلوم کس وقت موت آ جائے، کیا مشکل ہے کہ ایک دن کی بیس رکعتیں ہوتی ہیں (یعنی فجر کے فرضوں کی دو رکعت اور ظہر کی چار اور عصر کی چار اور مغرب کی تین اور عشاء کی سات رکعت یعنی چار فرض اور تین وتر) ان نمازوں کو سوائے طلوع و غروب و زوال کے (کہ اس وقت سجدہ حرام ہے) ہر وقت ادا کر سکتا ہے اور اختیار ہے کہ پہلے فجر کی سب نمازیں ادا کر لے، پھر ظہر کی پھر عصر پھر مغرب، پھر عشاء کی یا سب نمازیں ساتھ ساتھ ادا کرتا جائے اور ان کا ایسا حساب لگائے کہ تخمینہ میں باقی نہ رہ جائیں زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں اور وہ

سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ جلد ادا کرلے، کاہلی نہ کرے۔ جب تک فرض ذمہ پر باقی رہتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا نیت ان نمازوں کی اس طرح ہو مثلاً سو بار کی فجر قضا ہے تو ہر بار یوں کہے کہ سب سے پہلے جو فجر مجھ پر قضا ہوئی۔ ہر دفعہ یہی کہے یعنی جب ایک ادا ہوئی تو باقیوں میں جو سب سے پہلی ہے اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کرلے جس پر بہت سی نمازیں قضا ہوں اس کے لئے صورت تخفیف اور جلد ادا ہونے کی یہ ہے کہ خالی رکعتوں میں بجائے الحمد شریف کے تین بار سبحٰن اللّٰہ کہے، اگر ایک بار بھی کہہ لے گا، تو فرض ادا ہو جائے گا نیز تسبیحات رکوع وسجود میں صرف ایک ایک بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سبحان رَبِّیَ الْاَعْلٰے پڑھ لینا کافی ہے۔ تشہد کے بعد دونوں درود شریف کے بجائے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰے سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وتروں میں بجائے دعائے قنوت کے رَبِّ اغْفِرْلِیْ کہنا کافی ہے۔ طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد اور غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل نماز ادا کرسکتا ہے۔ اس سے پہلے یا اس سے بعد ناجائز ہے۔ ہر ایسا شخص جس کے ذمہ نمازیں باقی ہیں چھپ کر پڑھے کہ گناہ کا اعلان جائز نہیں۔

(اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا) اگر کسی شخص کے ذمہ تیس یا چالیس سال کی نمازیں ہیں واجب الادا، اس نے اپنے ان ضروری کاموں کے علاوہ جن کے بغیر گزر نہیں کاروبار ترک کرکے پڑھنا شروع کیا اور پکا ارادہ کرلیا کہ کل نمازیں ادا کرکے آرام لوں گا اور فرض کیجئے اسی حالت میں ایک مہینہ یا ایک دن ہی کے بعد اس کا انتقال ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے اس کے سب نمازیں ادا کردے گا۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِہٖ مُھَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِکْہُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَے اللّٰہِ جو اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا نکلے پھر اسے راستہ میں موت آجائے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ کرم پر ثابت ہو چکا، یہاں مطلق فرمایا: گھر سے اگر ایک ہی قدم نکالا اور موت نے آلیا تو پورا کام اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا اور کامل ثواب پائے گا وہاں نیت دیکھتے ہیں، سارا دارومدار حسنِ نیت پر ہے۔

عرض: حضور جب رسل وملائکہ معصوم ہیں تو ان کو علیہ الصلوٰۃ والسلام کہہ کر ایصال ثواب کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

ارشاد: اول تو علیہ الصلوٰۃ والسلام ایصال ثواب نہیں بلکہ اظہار تعظیم ہے، اور پر نزول درود وسلام

کی دعا اور ہو بھی تو ملائکہ زیارتِ ثواب سے مستغنی نہیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام ـــــ غسل فرما رہے تھے، رب العزت تبارک وتعالیٰ نے سونے کا مینہ ان پر برسایا۔ آپ چادر مبارک پھیلا کر سونا اٹھانے لگے۔ ندا آئی: اے ایوب کیا ہم نے تمہیں اس سے غنی نہ کیا۔ عرض کرتے ہیں بے شک تو نے غنی کیا ہے لیکن تیری برکت سے مجھے کسی وقت غنا نہیں (اسی تذکرے میں فرمایا) کہ ایک صاحب سادات کرام سے اکثر میرے پاس تشریف لاتے اور غربت و افلاس کے شاکی رہتے ایک مرتبہ بہت پریشان آئے، میں نے ان سے دریافت کیا کہ جس عورت کو باپ نے طلاق دے دی ہو کیا وہ بیٹے کو حلال ہوسکتی ہے۔ فرمایا نہیں، میں نے کہا حضرت امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جن کے آپ اولاد میں ہیں تنہائی میں اپنے چہرۂ مبارک پر ہاتھ پھیر کر ارشاد فرمایا: اے دنیا کسی اور کو دھوکا دے میں نے تجھے طلاق دی جس میں کبھی رجعت نہیں، پھر سادات کرام کا افلاس کیا تعجب کی بات ہے۔ سید صاحب نے فرمایا واللہ میری تسکین ہوگئی وہ اب زندہ موجود ہیں اس روز سے کبھی شاکی نہ ہوئے۔

مولوی عبدالرحمٰن صاحب جے پوری: حضور حاجی عبدالجبار صاحب کو اکثر اوقات پریشانی رہتی ہے۔

ارشاد: لاحول شریف کی کثرت کریں یہ ۹۹ بلاؤں کو دفع کرتی ہے۔ ان میں سب سے آسان تر پریشانی ہے اور ۶۰ پڑھ کر پانی پر دم کرکے روز پی لیا کریں۔

عرض: برکتِ رزق کی کوئی دعا حضور ارشاد فرمائیں میں آج کل بہت پریشان ہوں۔

ارشاد: ایک صحابی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی۔ فرمایا کیا وہ تسبیح تمہیں یاد نہیں جو تسبیح ہے ملائکہ کی اور جس کی برکت سے روزی دی جاتی ہے۔ خلق دنیا آئے گی تیرے پاس ذلیل وخوار ہو کر طلوع فجر کے ساتھ سو بار کہا کر سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحٰنَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ط وَ بِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔ ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سات دن گزرے تھے۔ کہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی حضور دنیا میرے پاس اس کثرت سے آئی، میں حیران ہوں کہاں اٹھاؤں کہاں رکھوں، اس تسبیح کا آپ بھی ورد رکھیں، حتے الامکان طلوع صبح صادق کے ساتھ ہو ورنہ صبح سے پہلے جماع قائم ہو جائے تو اس میں شریک ہو کر بعد کو عدد پورا کیجئے

ور جس دن قبل نماز بھی نہ ہو سکے تو خیر طلوع شمس سے پہلے۔

مؤلف: مصر کے میناروں کا تذکرہ ہوا، اس پر فرمایا:

ارشاد: ان کی تعمیر حضرت آدم علےٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چودہ ہزار برس پہلے ہوئے نوح علیہ والسلام کی اُمت پر جس روز عذاب طوفان نازل ہوا ہے، پہلی رجب تھی بارش بھی ہو رہی تھی اور زمین سے بھی پانی ابل رہا تھا بحکم رب العٰلمین نوح علیہ السلام نے ایک کشتی تیار فرمائی جو ۱۰ رجب کو تیرنے لگی، اس کشتی پر ۸۰ آدمی سوار تھے جس میں دو نبی تھے (حضرت آدم علیہ السلام و حضرت نوح علیہ السلام) حضرت نوح علیہ السلام نے اس کشتی پر خصرت آدم علیہ السلام کا تابوت رکھ لیا اور اس کے ایک جانب مرد اور دوسری جانب عورتوں کو بٹھایا تھا۔ پانی اس پہاڑ سے جو سب سے بلند تھا۔ ۳۰ ہاتھ اونچا ہو گیا تھا دسویں محرم کو چھ ماہ کے بعد سفینہ مبارکہ جودی پہاڑ پر ٹھہرا۔ سب لوگ پہاڑ سے اترے اور پہلا شہر جو بسایا اس کا سوق الثمانین نام رکھا۔ یہ بستی جبل نہاوند کے قریب متصل موصل واقع ہے، اس طوفان میں دو عمارتیں مثل گنبد و منارہ باقی رہ گئی تھیں جنھیں کچھ نقصان نہ پہنچا۔ اس وقت روئے زمین پر سوائے ان کے اور عمارت نہ تھی، امیر المومنین حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے انہیں عمارتوں کی نسبت منقول ہے **بنی الھرمان النسر فی سرطان** یعنی دونوں عمارتیں اس وقت بنائی گئیں جب ستارہ نسر نے برج سرطان میں تحویل کی تھی، نسر دو ستارے ہیں: نسر واقع و نسر طائر اور جب مطلق بولتے ہیں تو اس سے نسر واقع مراد ہوتا ہے۔ ان کے دروازہ پر ایک گدھ کی تصویر ہے اور اس کے پنجہ میں گنگچہ ہے جس سے تاریخ تعمیر کی طرف اشارہ ہے۔ مطلب یہ کہ جب نسر واقع برج سرطان میں آیا اس وقت یہ عمارت بنی جس کے حساب سے بارہ ہزار چھ سو چالیس سال ساڑھے آٹھ مہینے ہوتے ہیں کہ ستارہ چونسٹھ برس قمری سات مہینے ستائیس دن میں ایک درجہ طے کرتا ہے اور اب برج جدی کے سولھویں درجہ میں ہے تو جب سے چھ برج ساڑھے پندرہ درجے سے زائد طے کر گیا۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق سے بھی تقریباً پونے چھ ہزار برس پہلے کے بنے ہوئے ہیں کہ ان کی آفرینش کو سات ہزار برس سے کچھ زائد ہوئے لاجرم یہ قوم جن کی تعمیر ہے کہ پیدائش آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے ساٹھ ہزار برس زمین پر رہ چکی ہے۔

عرض: حضور انہیں ۸۰ انسانوں کی اولاد ہو کر دنیا بڑھی۔

ارشاد: پسماندگان طوفان سے کسی کی نسل نہ بڑھی، صرف نوح علیہ السلام کی نسل تمام دنیا میں ہے۔ قرآن عظیم فرماتا ہے: وَ جَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ اسی لئے انہیں آدم ثانی کہتے ہیں۔

عرض: کیا حضرت نوح علیہ السلام نے دنیا میں ایک ہزار برس قیام فرمایا؟

ارشاد: نہیں! بلکہ سولہ سو برس تک تشریف فرما رہے۔

عرض: حضور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بھی حج فرض ہوا تھا۔

ارشاد: ان پر فرضیت کا حال خدا جانے، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حج کرتے رہے۔ حضرت سلیمان علیہ والسلام کا تخت ہوا پر اڑتا جارہا تھا جب کعبہ معظمہ سے گزرا تو کعبہ رویا اور بارگاہ احدیت میں عرض کی کہ ایک نبی تیرے انبیاء سے اور لشکر تیرے لشکروں سے گزرا نہ مجھ میں اترا نہ نماز پڑھی، اس پر ارشاد باری تعالیٰ ہوا: نہ رو! میں تیرا حج اپنے بندوں پر فرض کروں گا جو تیری طرف ایسے ٹوٹیں گے جیسے پرندہ اپنے گھونسلے کی طرف اور ایسے روتے ہوئے دوڑیں گے جس طرح اونٹنی اپنے بچہ کے شوق میں اور تجھ میں نبی آخر الزمان کو پیدا کروں گا جو مجھے سب انبیاء سے زیادہ پیارا ہے ﷺ۔

عرض: غرور بالفتح اور غرور بالضم میں کیا فرق ہے۔

ارشاد: غرور بالفتح فریبی اور بالضم فریب۔

عرض: زید اپنے عیال واطفال کو اپنے بھانجے یا بھتیجے کی نگرانی میں چھوڑ کر خود باہر چلا گیا، اس کے چلے جانے کے بعد عورت کے بچہ پیدا ہوا، اس کی اطلاع خاوند کی دی گئی۔ اس نے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ جب واپس آیا تب بھی محض خاموش رہا، نہ کچھ کہا نہ سنا اور پھر باہر چلا گیا۔ پھر ایک لڑکی پیدا ہوئی اس کی خبر اطلاع دینے پر اس نے جواب لکھا کہ تم میری عورت پر تہمت لگاتے ہو، اس صورت میں اولاد حرامی ہوگی یا نہیں۔

ارشاد: تاوقتیکہ چار مرد مسلمان آزاد عادل گواہان ثبوت اس طرح دیکھنے کی گواہی نہ دیں جیسے سرمہ دانی میں سلائی۔ ان کی شہادت شریعت مطہرہ میں قابل سماعت نہ ہوگی۔

عرض: حضور عہد رسالت میں کوئی ایسا واقعہ گزرا ہے یا نہیں!

ارشاد: عہدِ رسالت اقدس میں زنا کا ثبوت گواہوں سے کبھی نہیں ہوا، البتہ دوبار یہ ہوا کہ مجرموں نے خود اقرار کرلیا۔ پہلا واقعہ حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوسرا ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا۔

دونوں مجرم بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے اور شرعی سزا کے خواستگار ہوئے کہ ہم پاک ہو جائیں، دونوں کو سنگسار کیا گیا، جس وقت حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنگسار کیا آپ بھاگے لیکن سنگساریوں نے پکڑ کر قتل کر دیا، اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کل واقعہ بیان کیا۔ فرمایا: تم نے چھوڑ کیوں نہیں دیا۔ جب وہ بھاگا تھا، اور فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر تمام شہر پر تقسیم کی جائے سب کو کافی ہو۔ صحابہ کرام میں سے ایک صاحب نے حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت برے الفاظ فرمائے، اس پر ارشاد ہوا: برا نہ کہو میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ جنت کی نہروں میں غوطہ لگا رہا ہے۔

اسی صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے جرم کا خدمت اقدس ﷺ میں حاضر ہو کر اقرار کیا، اور سزا کی خواستگار ہوئیں۔ ارشاد فرمایا: تیرے پیٹ میں حمل ہے بعد وضع حمل آنا۔ بعد فراغ حمل کہ لیکر حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ اس بچہ کو اب کیا کروں، فرمایا اس کو دودھ پلاؤ۔ یہ ارشاد عالی سنکر وہ بی بی واپس گئیں اور دو برس بعد بچہ کو لے کر حاضر ہوئیں، بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ عرض کی حضور اب یہ روٹی کھاتا ہے، بچہ لے کر رجم فرمایا۔

عرض: کیا حضور حد شرعی سے پاک ہو جاتا ہے۔

ارشاد: حد سے پاک ہو جاتا ہے اور قصاص سے نہیں ہوتا۔ خونِ ناحق کرنے والے پر تین حق ہیں: ایک مقتول کے اعزا کا، دوسرا مقتول کا، تیسرا رب العزت تبارک وتعالیٰ کا، جن میں سے اعزاء کا حق قصاص لینے سے ادا ہو جاتا ہے، اور دو حق باقی رہتے ہیں۔

عرض: اس شخص پر جو قصاص میں قتل کیا گیا، نماز پڑھی جائے۔

ارشاد: ہاں، خودکشی کرنے والے اور اپنے ماں باپ کو قتل کرنے والے اور باغی ڈاکو، کہ ڈاکہ میں مارا گیا، ان کے جنازہ کی نماز نہیں۔

عرض: ایک صاحب نے وہابی کے جنازہ کی نماز پڑھی، ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

ارشاد: وہابی، رافضی، قادیانی وغیرہ ہم کفار مرتدین کے جنازہ کی نماز انہیں ایسا جانتے ہوئے کفر ہے۔

عرض: اگر امام منبر چھوڑ کر خطبہ پڑھے اور جب کہا جائے تو کہے کوئی حرج نہیں اس صورت میں نماز ہوگی یا نہیں۔

ارشاد: خلاف سنت ہے امام کو سمجھانا چاہئے نماز ہوگئی۔ حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں برسوں کے بعد منبر شریف بنا، اکثر ستون کے سہارے حضور نے خطبہ فرمایا ہے۔

عرض: حضور نمازی کے سامنے سے نکلنے کے لئے کتنا فاصلہ درکار ہے!

ارشاد: خاشعین کی سی نماز پڑھے کہ قیام میں نظر موضع سجود پر جمائی تو نظر کا قاعدہ ہے جہاں جمائی جائے اس سے آگے کچھ بڑھتی ہے۔ میرے تجربہ میں یہ جگہ تین گز ہے یہاں تک نکلنا مطلقاً جائز نہیں، اس سے باہر باہر صحرا، اور بڑی مسجد میں نکل سکتا ہے۔ مکان اور چھوٹی مسجد میں دیوار قبلہ تک سامنے نہیں جاسکتا۔ فقہائے کرام نے جس کو بڑی مسجد فرمایا ہے، یہاں کوئی نہیں سوائے مسجد خوارزم کے جس کا ایک رُبع چار ہزار ستون پر ہے۔ بڑی مسجد ہے یا مسجد حرم شریف میں نمازی کے سامنے طواف جائز ہے کہ وہ بھی مثل نماز عبادت ہے۔

(اسی سلسلہ میں فرمایا کہ) اگر کوئی شخص تنہا اپنے گھر یا مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے اور دوسرا شخص دستک دے یا مسجد میں نمازی کے سامنے سے نکلنا چاہتا ہو تو نمازی اس کو آگاہ کرنے کی غرض سے بالجہر لا الٰہ الا اللہ کہہ دے اور اگر نماز میں بچہ سامنے آکر بیٹھ جائے تو اس کو ہٹادے اور اگر تخت پر پڑھ رہا ہو اور بچہ کے گر جانے کا احتمال ہو تو اس کو گود میں اٹھالے۔ خود حضور اقدس ﷺ نے حضرت امامہ بنتِ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گود میں لے کر نماز پڑھی ہے۔ اگر بچے کے کپڑے یا بدن میں نجاست لگی ہے اور وہ اس قابل ہے کہ گود میں خود رک سکتا ہے تو نماز جائز ہے کہ بچہ حاملِ نجاست ہے، ورنہ نماز نہ ہوگی کہ اب یہ خود حاملِ نجاست ہوا۔

عرض: جھوٹے مدعی نبوت سے معجزہ طلب کیا جاسکتا ہے۔

ارشاد: اگر مدعی نبوت سے اس خیال سے کہ اس کا عجز ظاہر ہو معجزہ طلب کرے تو حرج نہیں اور اگر تحقیق کے لئے معجزہ طلب کیا کہ یہ معجزہ بھی دکھا سکتا ہے یا نہیں تو فوراً کافر ہوگیا۔ (اسی تذکرہ میں فرمایا کہ) مباحثہ میں لوگ یہ شرط کر لیتے ہیں کہ جو ساکت ہو جائے گا وہ دوسرے کا مذہب اختیار کرے گا، یہ سخت حرام ہے اور اشد حماقت ہے ہم اگر کسی سے لاجواب بھی ہو جائیں تو مذہب پر کوئی الزام نہیں کہ ہمارے مقدس مذہب کا مدار ہم پر نہیں، ہم انسان ہیں اس وقت جواب خیال میں نہ آیا۔

مؤلف: اس وقت مولینا مولوی نعیم الدین صاحب اور مولانا مولوی ظفر الدین صاحب اور مولینا مولوی احمد افتخار صاحب صدیقی میرٹھی اور مولینا مولوی احمد علی صاحب میرٹھی و مولینا مولوی رحم الٰہی صاحب ناظم انجمن اہل سنت و مدرس مدرسہ اہلِ سنت و مولینا مولوی امجد علی صاحب مدرس مدرسہ اہلسنت و مہتمم مطبع اہل سنت وغیرہ حضرات علمائے کرام حاضر خدمت تھے۔ انجمن کے آریہ تاریہ کے مقابل جلسے ہو رہے تھے۔ یہ سب حضرات جلسہ مناظرہ سے مظفر و منصور واپس آئے تھے راجچند ر مناظرہ آریہ کی چرب زبانی اور بے حیائی کا ذکر ہو رہا تھا کہ بات سمجھنے کی لیاقت نہیں رکھتا، بے حیائی سے کچھ نہ کچھ کہے ضرور جاتا ہے۔ اس پر ارشاد فرمایا: سخت غلطی ہے کہ ایسوں سے زبانی بات چیت ہو، اس کا حاصل یہی ہوتا ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ کہے جائے گا جس سے لوگ جانیں کہ بڑا مقرر ہے، برابر جواب دے رہا ہے۔ انسان میں یہ قوت نہیں کہ زبان بند کردے، بے حیا کفار اللہ عزوجل کے حضور نہ چوکیں گے وہاں بھی زبان چلی ہی جائے گی، یہاں تک کہ منہ پر مُہر فرمائی جائے گی، اور اعضاء کو حکم ہوگا بول چلو اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤی اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ تو ایسوں سے ہمیشہ تحریری گفتگو ہونا چاہئے، کہ مکرنے بدلنے بچلنے کی گلی نہ رہے۔ بہت دھوکا ہوتا ہے کہ وہابیہ وغیرہ سے فرعی مسائل پر گفتگو کر بیٹھتے ہیں۔ وہابی غیر مقلد قادیانی وغیرہ تو چاہتے ہی یہ ہیں کہ اصول چھوڑ کر فرعی مسائل میں گفتگو ہو، انھیں ہرگز موقع نہ دیا جائے، ان سے یہی کہا جائے کہ تم اسلام کے دائرہ میں آلو اپنا مسلمان ہونا تو ثابت کرلو پھر فرعی مسائل میں گفتگو کا حق ہوگا۔

عرض: مصافحہ واپسی کے وقت کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے!

ارشاد: نہیں اصحاب نبی ﷺ جب آپس میں ملتے تھے مصافحہ فرماتے اور جب رخصت ہوتے معانقہ کرتے۔

عرض: معانقہ ایک جانب یا دونوں سے کرے۔

ارشاد: ایک طرف سے بھی ہو جائے گا لیکن عرب شریف میں دونوں طرف سے کرتے ہیں۔

عرض: نماز جمعہ یا عیدین یا بعد صلاۃ پنجگانہ مصافحہ کرنا کیسا ہے۔

ارشاد: جائز ہے نسیم الریاض میں ہے اَلَا صَحَّ اِنَّهَا بِدْعَةٌ مُبَاحَةٌ۔

عرض: اذان میں نام اقدس لیتے وقت روضۂ منورہ کی طرف منہ کرسکتا ہے۔

ارشاد: خلاف سنت ہے سوائے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے اور کسی کلمہ پر کسی طرف منہ نہیں پھیر سکتا یا خطبہ میں عزجلالہ' و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہے یہ قلبی محبت نہیں، قلبی محبت وہی ہے کہ شریعت کے دائرہ میں رہے اس میں اپنی اصلاح کی مداخلت نہ کرے البتہ خطبہ میں اگر کلمہ شریف خطیب پڑھے تو رفع سبابہ میں کوئی حرج نہیں۔

عرض: گناہ کبیرہ وصغیرہ میں کیا فرق ہے۔

ارشاد: گناہ کبیرہ سات سو ہیں، ان کی تفصیل بہت طویل اللہ کی معصیت جس قدر ہے سب کبیرہ ہے۔ اگر صغیرہ وکبیرہ کو علیحدہ شمار کرایا جائے تو لوگ صغائر کو ہلکا سمجھیں گے، وہ کبیرہ سے بھی بدتر ہو جائے گا۔ جس گناہ کو ہلکا جان کر کریگا وہی کبیرہ ہے ان کے اعتبار کے لئے صرف اس قدر کافی ہے کہ فرض کا ترک کبیرہ ہے۔ اور واجب کا صغیرہ جو گناہ بے باکی اور اصرار سے کیا جائے کبیرہ ہے۔

عرض: کون کون عورتیں غیرمحرم کے یہاں جاسکتی ہیں۔

ارشاد: مریضہ، غاسلہ، قابلہ کا غیرمحرم کے یہاں جانا جائز ہے۔

عرض: لامذہب کو مسلمان بنانے کا کیا طریقہ ہے۔

ارشاد: لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ)۔ اللہ ایک ہے۔ آسمان سے پانی اتارنے والا ایک اللہ ہے۔ زمین سے کھیتی اگانے والا۔ ایک اللہ ہے جلانے والا۔ ایک اللہ ہے مارنے والا۔ ایک اللہ ہے روزی دینے والا۔ ایک اللہ ہے۔ ایک اللہ ہے مارنے والا۔ ایک اللہ کی پوجا ہے۔ اللہ کے سوا کسی کی پوجا نہیں۔ لوگ اللہ کے سوا جن جن کو پوجتے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں۔ اللہ نے اپنے بندوں کو سچا راستہ دکھانے کے لئے اپنے نیک بندے بھیجے جنہیں نبی اور رسول کہتے ہیں، وہ جو کچھ خدا کے پاس سے لائے وہ سب حق ہے۔ میں ان نبیوں اور کتابوں پر ایمان لایا، ان میں سب سے بڑے اور سب کے سردار محمد ﷺ ہیں، وہ جو کچھ اللہ کے پاس سے لائے سب سچ ہے میرا دین مسلمانوں کا دین ہے، مسلمانوں کا دین سچا ہے۔ مسلمانوں کے دین کے سوا اور دین جتنے ہیں سب جھوٹے ہیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ۔

عرض: وسوسہ کے دفع کے لئے کیا پڑھے۔

ارشاد: اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ مَلٰئِکَتِہٖ وَ رَسُوْلِہٖ ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَ الظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَ ھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْم۔ پڑھنے سے فوراً وسوسے رفع ہو جاتے ہیں بلکہ صرف اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ ہی کہنے سے دور ہو جاتے ہیں۔

عرض: اگر ریا کے لئے نماز روزہ رکھا تو فرض ادا ہوگا یا نہیں۔

ارشاد: (معاذ اللہ) فقہی نماز روز ہو جائے گا کہ مفسد نہ پایا گیا، ثواب نہ ملے گا، بلکہ عذاب نار کا مستحق ہوگا، روز قیامت اس سے کہا جائے گا: وافاجر و غادر او خاسر او کافر تیرا عمل حبط ہوا، اپنا اجر اس سے مانگ جس کے لئے کرتا تھا، یہی ایک برائی ریا کی مذمت کو کافی ہے۔

عرض: تبارک بعد مرنے ہی کے ہو سکتا ہے یا زندگی میں بھی کر سکتا ہے، اور مقدار سوا من صحیح ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہر سال کیا کریں یا ایک ہی سال تبارک شریف سے مقصود ایصال ثواب ہے اور شریعت میں اس کی کوئی مقدار مقرر نہیں جتنا ہو اور جب ہو پاک مال اور خالص نیت سے اللہ کے لئے ہو مرنے کے بعد یا زندگی میں ہر سال کریں کوئی حرج نہیں بلکہ مقرر کر کے موقوف کرنا نہ چاہئے۔ اس کے فوائد بیشمار ہیں، اس میں سورۂ تبارک شریف پڑھی جاتی ہے۔ اس سورۂ کریمہ کے برابر عذاب قبر سے بچانے والی اور راحت پہنچانے والی کوئی چیز نہیں، اگر اس کے پڑھنے والے کے پاس ملائکہ عذاب آنا چاہتے ہیں تو ان کو روکتی ہے وہ دوسری طرف سے آنا چاہتے ہیں تو ادھر حائل ہو جاتی ہے اور فرماتی ہے کہ اس کے پاس نہ آؤ، یہ مجھے پڑھتا ہے فرشتے عرض کرتے ہیں ہم اس کے حکم سے آئے ہیں جس کا تو کلام ہے تو فرماتی ہے کہ ٹھہر جاؤ جب تک میں واپس نہ آؤں اس کے پاس نہ آنا۔ اور بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو کر اپنے پڑھنے والے کی مغفرت کے لئے ایسا جھگڑا کرتی ہے کہ مخلوق کو ایسا جھگڑنے کی طاقت نہیں، انتہا یہ کہ اگر مغفرت میں تاخیر ہوتی ہے عرض کرتی ہے وہ مجھے پڑھتا تھا اور تو نے اسے نہ بخشا۔ اگر میں تیرا کلام نہیں تو مجھے اپنی کتاب میں سے چھیل دے۔ اس پر ارشاد باری ہوتا ہے: جا ہم نے اسے بخشا تو وہ فوراً جنت میں جاتی ہے اور وہاں سے ریشمی کپڑے اور آرام دہ تکیے اور پھول اور خوشبوئیں لے کر قبر میں آتی ہے اور فرماتی ہے: مجھے آنے میں دیر ہوئی تو گھبرایا تو نہ تھا۔ پھر بچھونے بچھاتی اور تکیہ لگاتی ہے۔ فرشتے بحکم رب العلمین واپس جاتے ہیں۔

عرض: حضور ایک شخص نے اپنی لڑکی کے انتقال کے بعد دیکھا کہ وہ علیل اور برہنہ ہے۔ یہ خواب چند بار دیکھ چکا ہے۔

ارشاد: کلمہ طیبہ ستر ہزار مرتبہ معہ درود شریف پڑھ کر بخش دیا جائے انشاء اللہ پڑھنے والے اور جس کو بخشا ہے، دونوں کے لئے ذریعہ نجات ہوگا۔ اور پڑھنے والے کو دونا ثواب ہوگا اور اگر دو کو بخشے گا تو تگنا اسی طرح کروڑوں بلکہ جمیع مومنین و مومنات کو ایصال ثواب کر سکتا ہے۔ اسی نسبت سے اس پڑھنے والے کو بڑا ثواب ہوگا۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے، آپ نے دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے، کھانا کھاتے ہوئے دفعتاً رونے لگا۔ وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ میری ماں کو جہنم کا حکم ہے اور فرشتے اسے لئے جاتے (اس شہر میں یہ لڑکا کشف میں مشہور تھا) حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس یہی کلمہ طیبہ ستر ہزار مرتبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا آپ نے اس کی ماں کو دل میں ایصال ثواب کر دیا فوراً وہ لڑکا ہنسا، آپ نے سبب ہنسنے کا دریافت فرمایا، لڑکے نے جواب دیا کہ حضور میں نے ابھی دیکھا میری ماں کو فرشتے جنت کی طرف لئے جا رہے ہیں۔ شیخ ارشاد فرماتے ہیں: اس حدیث کی تصدیق مجھے اس لڑکے کے کشف سے ہوئی اور اس کے کشف کو تصدیق اس حدیث سے!

عرض: عذاب فقط روح پر ہوتا ہے یا جسم پر بھی۔

ارشاد: روح و جسم دونوں پر، یوں ہی ثواب بھی، حدیث میں ہے: ایک لنجھا کسی باغ کے سامنے پڑا تھا اور میوے دیکھ رہا تھا، مگر اس تک جا نہ سکتا تھا۔ اتفاقاً ایک اندھے کا اسطرف گزر ہوا کہ باغ میں جا سکتا تھا مگر میوے اسے نظر نہ آتے، لنجھے نے اندھے سے کہا تو مجھے باغ میں لے چل وہاں جا کر ہم اور تم دونوں میوے کھائیں، اندھا اس کو اپنی گردن پر سوار کر کے باغ میں لے گیا، لنجھے نے میوے توڑے اور دونوں نے کھائے۔ اس صورت میں کون مجرم ہوگا۔ دونوں ہی مجرم ہیں اندھا جسم ہے اور لنجھا روح۔

عرض: ہر ایک کے ساتھ کتنی روحیں ہیں۔

ارشاد: صرف ایک روح ہے اگر مسلمان ہے تو علیین میں اور کافر ہے تو سجین میں جو شخص قبر پر جاتا ہے اس کو بخوبی دیکھتی ہے، اس کی بات سنتی سمجھتی ہے۔ مرنے کے بعد روح کا ادراک بے شمار

بڑھ جاتا ہے۔ خواہ مسلمان کی ہو یا کافر کی۔ شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں: روح کو قرب و بعد مکانی یکساں ہے۔ روح بصر کو دیکھو کنوئیں کے اندر سے ستاروں کو دیکھتی ہے یعنی نگاہ اٹھتی ہے زمین سے فلک ثوابت تک پہنچتی ہے جو یہاں سے آٹھ ہزار برس کی راہ پر ہے۔ حدیث میں روح زندہ و مردہ کی مثال پرند کی فرمائی، کہ جب تک پنجرے میں بند ہے اسی کے لائق پر کھول سکتا ہے جس قفس سے نکال دو پھر اس کی اڑان دیکھو۔

عرض: قبر کھودی وہاں مردے کی ہڈیاں نکلیں تو کیا کیا جائے۔

ارشاد: اگر اور جگہ مل سکتی ہے تو ہرگز اس میں دفن نہ کریں اور اس قبر کو بدستور درست کردیں ورنہ ان ہڈیوں کو ایک طرف رکھ کر حائل کا فصل دے کر اس کو دفن کریں، اور اگر یہ معلوم ہو کہ پہلے یہاں قبر تھی اگرچہ اب یہاں نشان باقی نہ رہا تو اس صورت میں وہاں قبر کھودنا جائز نہیں، ہاں اگر کوئی اور جگہ نہ مل سکے اور یہ قبر پرانی ہو چکی ہو تو مجبوراً جائز ہے۔

عرض: داڑھی منڈانا اور کترانا گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ۔

ارشاد: کتروانا یا منڈانا ایک دفعہ کا صغیرہ گناہ ہے اور عادت سے کبیرہ جس سے فاسق معلن ہو جائے گا، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب، اگر اعادہ نہ کیا گیا گناہ گار ہوگا۔ ایک روز حضرت مولانا شاہ سید احمد اشرف صاحب کچھوچھوی تشریف لائے ہوئے تھے رخصت کے وقت انہوں نے عرض کیا کہ مولوی سید محمد اشرفی اپنے بھانجے کو میں چاہتا ہوں کہ حضور کی خدمت میں حاضر کردوں، حضور جو مناسب خیال فرمائیں ان سے کام لیں، ارشاد ہوا ضرور تشریف لائیں یہاں فتوے لکھیں اور مدرسے میں درس دیں ردوہابیہ اور افتا یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ میں بھی ایک طبیب حاذق کے مطب میں سات برس بیٹھا، مجھے وہ وقت وہ دن وہ جگہ، وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں۔ میں نے ایک بار ایک نہایت پیچیدہ حکم کو بڑی جانفشانی سے نکالا اور اس کی تائیدات مع تنقیح آٹھ ورق میں جمع کیں مگر جب حضرت والد ماجد قدس سرہٗ کے حضور میں پیش کیا تو انھوں نے ایک جملہ ایسا فرمایا کہ اس سے یہ سب ورق رد ہو گئے، وہی جملے اب تک دل میں پڑے ہوئے ہیں اور قلب میں اب تک ان کا اثر باقی ہے خود

ستائی جائز نہیں مگر وقت حاجت اظہار حقیقت تحدیث نعمت ہے۔ سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بادشاہ مصر سے فرمایا: اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ڈ زمین کے خزانے میرے ہاتھ میں دیدے بیشک میں حفظ والا ہوں اور علم والا ہوں بفضل ورحمت الٰہی پھر بعون وعنایت رسالت پناہی ﷺ افتا اور رد وہابیہ کے دونوں کامل فن دونوں نہایت عالی فن انہیں یہاں سے اچھا انشاء اللہ تعالیٰ ہندوستان میں کہیں نہ پایئے گا۔ غیر ممالک کی بابت نہیں کہتا میں تو ہر شخص کو بطیب خاطر سکھانے کو تیار ہوں۔ سید محمد اشرفی صاحب تو میرے شاہزادے ہیں میرے پاس جو کچھ ہے وہ انہیں کے جدّ امجد یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدقہ ہے عطیہ ہے، آپ کے یہاں موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی صاحب میں زیادہ پایئے گا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ استفتا سنایا کرتے ہیں اور جو میں جواب دیتا ہوں لکھتے ہیں، طبیعت اخاذ ہے، طرز سے واقفیت ہو چلی ہے اسی طرح علم توقیت بھی ایک ایسا فن ہے کہ اس کے جاننے والے بھی معدوم ہیں۔ حالانکہ ائمہ دین نے اس فرض کفایہ بتایا ہے۔ علمائے موجودین میں تو کوئی بھی نہیں جانتا کہ فلاں دن آفتاب کب طلوع ہوگا اور کب غروب ہوگا۔ بہت سی عمر گذر گئی تھوڑی باقی ہے۔ جن صاحب کو جو کچھ لینا ہو وہ حاصل کرلیں..... سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ۔ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے اور شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا قول بالکل صحیح ہے "قدر نعمت پس از زوال بود" پھر لینے والے کو چاہئے کہ جب کسی چیز کے حاصل کرنے کا ارادہ کرلے تو اگرچہ کمالات سے بھرا ہوا ہو، اپنے تمام کمالات کو دروازہ پر ہی چھوڑ دے اور یہ جانے کہ میں کچھ جانتا ہی نہیں خالی ہو کر آئے گا تو کچھ پائے گا، اور جو اپنے آپ کو بھرا سمجھے گا تو:

انائے که پرشد دگر چون برد

بھرے برتن میں اور کوئی چیز نہیں ڈالی جاسکتی اور آج کل تو حاصل کرنے والے ایسے ہیں کہ جب میں حسن میاں مرحوم کے مکان میں رہتا تھا، اس میں ایک زینہ سے جو باہر سے چھت پر گیا ہے۔ اس زمانے میں ایک مدرس صاحب کے ہدایہ اخرین سپرد ہوا یہ کوئی آسان کتاب نہیں جب اُنھوں نے کام چلتا نہ دیکھا تو مجھ سے پڑھنا چاہا۔ مگر شرط یہ کی کہ اس باہر کے زینہ سے چھت پر مجھے بلالیا کیجئے اور وہاں تنہائی میں پڑھا دیا کیجئے کسی کو معلوم نہ ہو۔ میں نے کہا: مولینا ہدایہ اخریں کا سبق

کوئی سرقہ نہیں جو لوگوں سے چھپ کر ہو مجھ سے یہ نہ ہوگا۔ ایک صاحب یہیں فتوے نویسی کرتے تھے وہ اس طرح لکھتے تھے کہ باہر سے جواب لکھ کر بھیج دیا، میں نے اصلاح دے کر بھیج دیا ایک روز ان سے کہا گیا: مولٰینا یوں جواب تو ٹھیک ہو جائے گا مگر آپ کو یہ معلوم نہ ہوگا کہ آپ کی لکھی ہوئی عبارت کیوں کاٹی گئی اور دوسری عبارتیں کس مصلحت سے بڑھائی گئیں۔ مناسب یہ ہے کہ آپ بعد نماز عصر اپنے لکھے ہوئے فتوؤں پر اصلاح لے لیا کریں۔ انھوں نے کہا کہ اس وقت آپ کے پاس بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں اس مجمع میں آپ فرمائیں گے کہ تم نے یہ غلط لکھا وہ غلط لکھا اور مجھے اس میں ندامت ہوگی اس بندۂ خدا کے نام افریقہ اور امریکہ سے استفتے آتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں سے ان کے نام سے جواب جاتا تو لوگ انہیں کے نام استفتے بھیجتے۔ اس زمانے میں مکہ معظمہ کے ایک عالم جلیل حضرت مولٰینا سید اسمٰعیل حافظ کتب حرم رحمۃ اللہ تعالیٰ فقیر کے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ مکہ معظمہ سے صرف ملاقات فقیر کے لئے کرم فرمایا تھا، ان کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا فرمایا: ایسا شخص برکت علم سے محروم رہتا ہے۔ یہی ہوا کہ وہ صاحب چھوڑ کر بیٹھ رہے۔

اب ادب کی تلاش میں ہیں، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جب میں بغرض تحصیل علم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درِ دولت پر جاتا اور وہ باہر تشریف نہ رکھتے ہوتے تو براہِ ادب ان کو آواز نہ دیتا، ان کی چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹ رہتا۔ ہوا خاک اور ریتا اڑا کر مجھ پر ڈالتی، پھر جب حضرت زید کاشانہ اقدس سے تشریف لاتے فرماتے: ابن عم رسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہ کرادی۔ میں عرض کرتا مجھے لائق نہ تھا کہ میں آپ کو اطلاع کراتا۔ یہ وہ ادب ہے جس کی تعلیم قرآن عظیم نے فرمائی: اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَ لَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ وہ جو حجروں کے باہر سے تمہیں آواز دیتے ہیں، ان میں بہت کو عقل نہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم باہر تشریف لاؤ تو ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ایک مرتبہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے رکاب تھامی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے اے ابن عم رسول اللہ ﷺ انہوں نے کہا ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ علماء کے ساتھ ادب کریں، اس پر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے

سے اترے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور فرمایا: ہمیں یہی حکم ہے کہ اہل بیت اطہار کے ساتھ ایسا ہی کریں۔ ہارون رشید جیسے جبار بادشاہ نے مامومون رشید کی تعلیم کے لئے حضرت امام کسائی سے (جو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خالہ زاد بھائی اور اجلہ علماء قراسبعہ میں سے ہیں) عرض کیا میں یہاں پڑھانے نہ آؤں گا شہزادہ میرے ہی مکان پر آجایا کرے۔ ہارون رشید نے عرض کی وہ وہیں آجایا کرے گا مگر اس کا سبق پہلے ہو۔ فرمایا یہ بھی نہ ہوگا بلکہ جو پہلے آئے گا اس کا سبق پہلے ہوگا۔ غرض مامون رشید نے پڑھنا شروع کیا۔ اتفاقاً ایک روز ہارون رشید کا گزر ہوا، دیکھا کہ امام کسائی اپنے پاؤں دھورہے ہیں اور مامون رشید پانی ڈالتا ہے۔ بادشاہ غضب ناک ہو کر اُترا اور مامون رشید کے کوڑا مارا، اور کہا: او بے ادب! خدا نے دو ہاتھ کس لئے دیئے ہیں ایک ہاتھ سے پانی ڈال اور دوسرے ہاتھ سے ان کا پاؤں دھو۔ ایک مرتبہ ہارون رشید نے ابومعاویہ عزیز کی دعوت کی وہ آنکھوں سے معذور تھے، جب آفتابہ اور چلمچی ہاتھ دھونے کے لئے لائی گئی تو چلمچی خدمت گار کو دی اور آفتابہ خود لے کر ان کے ہاتھ دھلائے اور کہا: آپ نے جانا کون آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا ہے کہا نہیں ہارون جیسی آپ نے علم کی عزت کی ایسی ہی اللہ آپ کی عزت کرے۔ ہارون رشید نے کہا اسی دعا کے حاصل کرنے کے لئے یہ کیا تھا۔ ہارون رشید کے دربار میں جب کوئی عالم تشریف لاتے، بادشاہ ان کی تعظیم کے لئے سروقد کھڑا ہوتا ایک بار درباریوں نے عرض کیا! یا امیر المومنین رُعب سلطنت جاتا ہے، جواب دیا اگر علمائے دین کی تعظیم سے رعب سلطنت جاتا ہے تو جانے ہی کے قابل ہے، یہی وجہ تھی کہ ان کا رعب روئے زمین کے بادشاہوں پر بدرجۂ اتم تھا۔ سلاطین نصاریٰ ان کا نام لئے تھراتے تھے۔ تخت قسطنطنیہ پر ایک عیسائیہ عورت حکمران تھی اور وہ ہر سال خراج ادا کرتی جب وہ مرگئی تو اس کا بیٹا تخت پر بیٹھا اور خراج حاضر نہ کیا، ادھر سے خراج کا مطالبہ ہوا تو اس نے حضرت ہارون رشید کی خدمت میں ایک ایلچی کے ہاتھ اس مضمون کی تحریر بھیجی کہ:

''وہ مرگئی جو خود پیادہ بنی تھی اور آپ کو رُخ بنایا تھا۔'' ؏

یہ تحریر لے کر ایلچی جب حاضر دربار ہوا، وزیر کو حکم ہوا سناؤ! وزیر نے اسے دیکھ کر عرض کی، حضور مجھ میں تاب نہیں جو اسے سنا سکوں۔ فرمایا: لا مجھے دے، اور اس تحریر کو پڑھا۔ بادشاہ کو دیکھتے ہی

ایسا جلال آیا جسے دیکھ کر تمام دربار بھاگ گیا۔ صرف وزیر اور ایلچی رہ گئے۔ وزیر کو حکم ہوا کہ جواب لکھ! اس نے ارادہ لکھنے کا کیا مگر رعب شاہی اس قدر غالب تھا کہ ہاتھ تھرتھرانے لگا اور قلم نہ چلا پھر فرمایا: لا مجھے دے اور یوں لکھا:

''یہ خط ہے خدا کے بندے امیر المومنین ہارون رشید کی طرف سے روم کے کتے فلاں کو کہ او کافرہ کے جنے جواب وہ نہیں جو تو سُنے جواب وہ ہے جو تو دیکھے گا''

یہ فرمان ایلچی کو دیا اور فوراً لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ ایلچی کو ساتھ لشکر لے کر پہنچے اور جاتے ہی قسطنطنیہ کو فتح کر کے اس بادشاہ عیسائی کو گرفتار کر لیا۔ اس نے بہت گریہ زاری کی، ہاتھ پاؤں جوڑے، خراج دینے کا وعدہ کیا، چھوڑ دیا اور تاج بخشی کر کے واپس آئے۔ ابھی ایک منزل آئے تھے کہ خبر پائی: اس نے پھر سرتابی کی۔ فوراً واپس گئے اور فتح کیا اور پھر اسے گرفتار کیا۔ پھر اس نے ہاتھ جوڑے اور خوشامد کی پھر چھوڑ دیا ____ ایسے جبار بادشاہ کی علماء کے ساتھ یہ طرزِ تعلیم تھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

عرض: بندوں کو قرب الی اللہ کا مرتبہ علاوہ نماز بھی ہوتا ہے۔

ارشاد: ہاں ہر سجدہ میں رب کے قریب ہوتا ہے اور سجدہ چار قسم ہیں: (۱) سجدہ نماز (۲) سجدہ تلاوت (۳) سجدۂ سہو (۴) سجدۂ شکر۔

عرض: سجدۂ شکر مسنون ہے یا مستحب۔

ارشاد: سنتِ مستحبہ ہے جس وقت ابوجہل لعین کا سر کٹ کر سرکار میں آیا تو سجدۂ شکر فرمایا۔

عرض: اس لعین سے بھی قلب اقدس کو بہت تکلیف پہنچی۔

ارشاد: یہ ان بارہ لعینوں سے تھا جو سب کے سب تباہ و برباد ہوگئے۔ کسی کے سر پر بجلی گری، کسی پر پتھر برسے غرض طرح طرح کے عذاب الٰہی ان خبثا پر نازل ہوئے۔ ایک مرتبہ عاص سفر کو گیا۔ تکان کے باعث ایک درخت سے تکیہ لگا کر بیٹھ گیا۔ جبریل امین بحکم رب العالمین تشریف لائے اور اس کے سر پکڑ کر درخت سے ٹکرانا شروع کر دیا۔ وہ چلاتا تھا کہ ارے کون میرے سر کو درخت سے ٹکرا رہا ہے اس کے ساتھی کہتے تھے کہ ہمیں کوئی نظر نہیں آتا۔ یہاں تک کہ جہنم واصل ہوا۔ قیامت

کے دن اس جہنمی کی سب سے جدا حالت ہوگی: یہ اپنے آپ کو معاذ اللہ عزیز وکریم کہا کرتا یعنی عزت والا وکرم والا، داروغہ دوزخ کو حکم ہوگا کہ اس کے سر پر گرز مارو جس کے لگتے ہی ایک بڑا خلا سر میں ہو جائے گا اور جس کی وسعت اتنی نہ ہوگی جتنی تم خیال کرتے ہو بلکہ جس کی ایک داڑھ کوہ احد کے برابر ہوگی اس کے سر پھٹنے سے جو خلا ہوا وہ کس قدر وسیع ہوگا غرض اس خلا میں جہنم کا کھولتا ہوا پانی بھرا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا ذُقۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡکَرِیۡمُ ۔ چکھ تو عزت وکرم والا ہے اور کافر کو یہی پانی پلایا جائے گا کہ جب منہ کے قریب آئے گا منہ اس میں گل کر گر پڑے گا۔ اور جب پیٹ میں اترے گا، آنتوں کے ٹکڑے کردے گا، اور اس پانی کو ایسا پئیں گے جیسے تونس کے مارے اُونٹ بھوک سے بیتاب ہوں گے تو خاردار تھوہر کھولتا ہوا چرخ دیئے تانبے کے طرح اُبلتا ہوا کھلائیں گے جو پیٹ میں جا کر پانی کی طرح جوش مارے گا اور بھوک کو کچھ فائدہ نہ دے گا۔ انواع انواع کے عذاب ہوں گے ہر طرف موت آئے گی اور مریں گے کبھی نہیں ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ یہی حال تمام رافضیوں وہابیوں اور قادیانیوں نیچریوں تمام مرتدین کا ہے۔ جس نے کسی دوسرے کے بہکانے سے کفر کیا ہوگا وہ بارگاہِ رب العزت میں عرض کرے گا اس نے مجھے بہکایا ہے اس پر دونا عذاب کر۔ رب العزۃ فرمائے گا: سب پر دونا ہے مگر تم جانتے نہیں اور ناریوں کے جسم ایسے ایسے بڑے ہوں گے جن کی ایک ایک داڑھ مثل کوہ احد کے۔

عرض: مسجد میں کپڑا سینا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر اجرت پر سیتا ہے تو ناجائز ورنہ کوئی حرج نہیں۔

عرض: کھانا کھانے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

ارشاد: داہنا پاؤں کھڑا ہو اور بایاں بچھا ہو اور روٹی بائیں ہاتھ میں لے کر داہنے سے توڑنا چاہئے۔ ایک ہاتھ سے توڑ کر کھانا اور دوسرا ہاتھ نہ لگانا عادت متکبرین ہے۔

عرض: فاتحہ میں الحمد شریف پڑھنے کو وہابیہ منع کرتے ہیں، آیا کچھ زیادہ ثواب ہے۔

ارشاد: جو کچھ تمیں پاروں میں ہے وہ شرف الحمد شریف میں ہے اس کی بابت حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رب عزوجل فرماتا ہے: اِنِّی قَسَمۡتُ الصَّلٰوۃَ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَ عَبۡدِیۡ نِصۡفَیۡنِ ۔ میں نے سورۂ فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم فرمایا۔ نصف اول میرے لئے

اور نصف آخر میرے بندے کے لئے ہے۔ جب بندہ پہلے تین آیتوں کو پڑھتا ہے تو ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تمجید کی، اور جب بیچ کی آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن پڑھتا۔ ارشاد فرماتا ہے: یہ آدھی میرے لئے اور آدھی میرے بندے کے لئے۔ جب اخیر کی تین آیات پڑھتا ہے، ارشاد فرمایا ہے: ھٰذَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَأَلَ : یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے وہ جو اس نے مانگا یہ اس لئے ارشاد ہوا کہ پہلی تین آیتوں میں: مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْن ۝ تک مولا عزوجل کی خالص حمد وثنا ہے اور پچھلی میں اھدنا سے آخر سورہ تک اپنے لئے دعا ہے اور بیچ کی آیت میں ذکر عبادت اور استعانت ہے۔ عبادت مولیٰ تعالیٰ کے لئے ہے اور استعانت بندے کا نفع، وہابیہ کی بدعقلی کو کیا کہیے کہ ایسی متبرک سورۃ کے پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔

عرض: حضور زمانہ صحابہ میں بھی قرآن عظیم کے پارے ہوگئے تھے۔

ارشاد: امام جلال الدین سیوطی نے کتاب الاتقان میں جس قدر احادیث و روایات و اقوال قرآن عظیم کے اسے امور کے متعلق ہیں جمع فرمادیے ہیں۔ اس میں پاروں کا کہیں ذکر نہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے وقت تک یہ تقسیم نہ تھی ہاں رکوع جاری ہوئے آٹھ سو برس ہوئے۔ مشائخ کرام نے الحمد شریف کے بعد پانچ سو چالیس رکھے کہ تراویح کی ہر رکعت میں ایک رکوع پڑھے تو ستائیسویں شب میں کہ شب قدر ہے ختم ہو۔

عرض: یہ احزاب وغیرہ کیسے شروع ہوئے۔

ارشاد: احزاب و اعشار زمانہ مبارک سے ہیں۔ اعشار دس دس آیتوں کے مجموعہ کا نام تھا یعنی صحابۂ کرام ایک عشر حضور اقدس ﷺ سے پڑھتے اور اس کے متعلق علوم و معارف جو ان کے لائق ہوتے ان سب کو حاصل کرنے کے بعد دوسرا عشر شروع کرتے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آٹھ برس میں سورۂ بقرہ شریف ختم فرمائی اور بعد اختتام ایک اونٹ قربانی فرمایا سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سورۂ بقرہ شریف بارہ برس میں پڑھی۔

عرض: کیا یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر شریف میں ننگے سر کھڑے ہوکر گانے والوں پر لعنت [illegible] تھے۔

ارشاد: یہ واقعہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے کہ آپ کے مزار شریف پر مجلس سماع میں قوالی ہو رہی تھی اب تو لوگوں نے بہت اختراع کر لئے ہیں، ناچ وغیرہ بھی کراتے ہیں حالانکہ اس وقت بارگاہوں میں مزامیر بھی نہ تھے۔ حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ہمارے پیران سلسلہ میں ہیں باہر مجلس سماع کی تشریف فرما تھے۔ ایک صاحب صالحین میں سے آپ کے پاس آئے اور گزارش کی مجلس میں تشریف لے چلئے۔ حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: تم جاننے والے ہو مواجہ اقدس میں حاضر ہو اگر حضرت راضی ہوں میں ابھی چلتا ہوں۔ انہوں نے مزار اقدس پر مراقبہ کیا، دیکھا کہ حضور قبر شریف میں پریشان خاطر ہیں اور ان قوالوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں ایں بدبختاں وقت مارا پریشاں کردہ اندوہ واپس آئے اور قبل اس کے کہ عرض کریں، فرمایا آپ نے دیکھا۔

عرض: حضور کاکی کے کیا معانی ہیں اور اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔

ارشاد: حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں چند مسافر حاضر ہوئے، حضور کے یہاں اس وقت کچھ سامانِ خورد و نوش موجود نہ تھا غیب سے کاک (روٹیاں) آئیں جو سب کو کافی و وافی ہوگئیں جب سے آپ کاکی مشہور ہوگئے۔ (اسی تذکرہ میں فرمایا) کہ ایک مرتبہ مولانا فضل رسول صاحب جو میرے پیر و مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت مولینا نور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے (جو مولینا بحر العلوم ملک العلماء کے شاگرد (تھے) پڑھتے تھے۔ دہلی میں تھے، جلسہ وہابیہ میں تشریف لے گئے، وہاں حاضرین پر کاک اور چھوہارے برسا کرتے تھے چنانچہ حسب دستور آپ کے سامنے بھی بوچھاڑ ہوئی ایک کاک اور ایک چھوہارا آپ کو بھی ملا۔ آپ نے چھوہارا توڑا، تو اس میں سے کیڑا نکلا اور کاک کا کنارا جلا ہوا۔ یہ دیکھ کر تبسم کیا اور آواز کہا: صاحبو! آج تک تو سنا کرتے تھے کہ فرشتے بھولتے نہیں یہ کیسا بھول گئے کہ روٹی بھی جلادی اور سنتے تھے کہ جنت کا میوہ سڑتا گلتا نہیں، تعجب ہے کہ چھوہاروں میں کیڑے پڑ گئے۔ اس پر بہت شور وغل ہوا، آپ کو غصہ آیا، پردہ کو ہٹا دیا جس کے پیچھے سے یہ بارش ہو رہی تھی، دیکھا تو اسماعیل دہلوی کا ایک غلام جس کا نام عبد اللطیف تھا ایک جھولی میں کاک اور ایک میں چھوہارے لئے بیٹھا ہے۔ پردہ ہٹتے ہی پردہ فاش ہوگیا اس کے بعد حضرت مولانا فضل رسول صاحب دہلی سے لکھنؤ حضرت مولانا

نور رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اندر سے خبر آئی کہ آنے کی ممانعت ہے، آپ چوکھٹ پر بیٹھ گئے اور رونے لگے اور عرض کی کہ میری کیا خطا ہے معلوم ہو کہ وہ قابل معافی بھی ہے یا نہیں جب بہت دیر گزر گئی تو مولانا نور صاحب رحمتہ اللہ علیہ باہر تشریف لائے اور فرمایا: تمہیں میں نے اسی لئے پڑھایا تھا کہ وہابیوں کے جلسوں میں جاؤ۔ آپ نے عرض کی کہ اتنا تو معلوم ہو گیا کہ میری خطا قابل معافی ہے اور پھر آپ نے سارا واقعہ اسمٰعیل دہلوی کے مکر وفریب والا عرض کیا اور کہا میں اس کا صرف پردہ فاش کرنے کو گیا تھا کہ نہ معلوم کتنے بندگانِ خدا اس کی عیاری سے گمراہ ہو رہے تھے۔ آپ سن کر خوش ہوئے، اور راضی ہو گئے۔

یہی مولانا نور صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک روز راستے میں تشریف لئے جا رہے تھے، سامنے علی بخش وزیر بادشاہ اودھ جو اس کی ناک کا بال ہو رہا تھا، ہاتھی پر چلا آ رہا تھا۔ اس نے حضرت کو دیکھ کر اتنا ادب کیا کہ ہاتھی کو بٹھا دیا اور اتر کر قریب حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور سلام نہ لیا وہ رافضی تھا اور داڑھی منڈھی ہوئی تھی۔ سمجھا شاید مجھے دیکھا نہیں، دوسری طرف جا کر سلام عرض کیا۔ آپ نے ادھر سے منہ پھیر لیا۔ اور سلام قبول نہ فرمایا، تیسری دفعہ پھر سلام کیا۔ آپ نے جواب نہ دیا۔ اس خبیث کو غصہ آیا اور ہاتھی پر چڑھ کر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ فرنگی محل کے مردودوں کی داڑھی اور عورتوں کے سر نہ منڈوایا تو علی بخش نام نہیں۔ آپ جب مکان میں تشریف لے گئے تو ایک طالب علم نے علی بخش کا وہ فقرہ عرض کیا۔ آپ فوراً باہر تشریف لائے آستانے پر اس وقت میرے پیرومرشد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور مولانا فضل رسول صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حاضر تھے۔ عرض کیا: حضور کہاں کا قصد فرماتے ہیں: فرمایا بچو نورا کی حماقتے تو ہے (آپ کی زبان پوربی تھی) رافضی آیا تھا، سلام کیا تھا، جواب دے دیا ہوتا۔ اب کسی کی داڑھی مونڈھے ہے کسی کا مونڈ موڑے ہے۔ نورا کی حماقتے تو ہے اور آپ سیدھے بادشاہ کے محل کو تشریف لے چلے کہ اس سے بیشتر کبھی نہ گئے تھے، پیچھے پیچھے یہ دونوں حضرات بھی ہو لئے۔ اس دن نوروز کا دن تھا اس کے محل میں جشن ہو رہا تھا۔ شراب وکباب اور گانے بجانے کے سامان موجود تھے۔ جب دربان نے آپ کو تشریف لاتے دیکھا، گھبرا کر دوڑتا ہوا گیا، اور بادشاہ کو خبر دی۔ بادشاہ سن کر گھبرا گیا اور حکم دیا کہ فوراً تمام منہیات شرع اٹھا دیے جائیں اور خود دروازہ تک استقبال کر کے حضرت کو اندر

لے گیا اور باعزاز تمام بٹھایا۔ علی بخش کھڑا ہوا یہ واقعہ دیکھ رہا تھا، کاٹو تو بدن میں خون نہیں، سمجھ رہا ہے کہ اب یہ شکایت فرمائیں گے اور خدا جانے بادشاہ کیا کچھ کرے گا، مگر یہ وسیع ظرف اس بلکے قیاس سے وراہیں۔ یہ شکایت فرمانے تشریف نہ لے گئے بلکہ اسے اپنی عظمت دکھانے کہ وہ ایذا رسانی کے خیال سے باز رہے۔ بادشاہ نے عرض کی حضرت نے کیسی تکلیف فرمائی۔ ارشاد فرمایا: تیری زمین میں رہتے ہیں ہم نے کہا ہو آئیں، بادشاہ نے وہ شیرینی جو نوروز کے لئے آئی تھی پیش کی، فرمایا ہمارے دو بچے بھی باہر ہیں۔ چنانچہ ان حضرات کو بھی بلا لیا گیا۔ تھوڑی دیر تشریف رکھ کر واپس تشریف لائے۔

یہ دونوں حکائتیں مجھ سے حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھنؤ میں بیان فرمائیں جب میں اور وہ ۱۲۰۹ھ دیکھنے لکھنؤ گئے تھے ایک روز نواب وزیر احمد خان صاحب ایک کتاب جس میں انہوں نے تعریفات اشیاء لکھی تھیں۔ اعلیٰ حضرت مدظلہ کو بغرض اصلاح بعد ظہر سنا رہے تھے۔ علم جفر کی تعریف سناتے وقت حضور نے ارشاد فرمایا: آپ نے علم زایرچہ کی تعریف نہ لکھی، یہ علم جفر ہی کا ایک شعبہ ہے: اس میں جواب منظوم عربی زبان بحر طویل اور حرف ل کی روی سے آتا ہے اور جب تک جواب پورا نہیں ہوتا مقطع نہیں آتا جس کو صاحب علم کی اجازت نہیں ہوتی نہیں آتا میں نے اجازت حاصل کرنا چاہی اس میں کچھ پڑھا جاتا ہے۔ جس میں حضور اقدس ﷺ خواب میں تشریف لاتے ہیں۔ اگر اجازت عطا ہوئی حکم مل گیا ورنہ نہیں میں نے تین روز پڑھا، تیسرے روز خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے اور اس میں ایک بڑا پختہ کنواں ہے۔ حضور اقدس ﷺ تشریف فرما ہیں اور چند صحابۂ کرام بھی حاضر ہیں جن میں سے میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچانا۔ اس کنوئیں میں سے خود حضور اقدس ﷺ اور صحابۂ کرام پانی بھر رہے ہیں اس میں سے ایک بڑا تختہ نکلا کہ عرض میں ڈیڑھ گز اور طول میں دو گز ہوگا اور اس پر سبز کپڑا چڑھا ہوا تھا جس کے وسط میں سفید روشن بہت جلی قلم سے ا ہ ذ اسی شکل میں لکھے ہوئے تھے جس سے میں نے یہ مطلب نکالا کہ اس کا حاصل کرنا ہذیان فرمایا جاتا ہے۔ اس سے بقاعدۂ جفر اذن نکل سکتا تھا۔ ہ کو بطور صدر موخر آخر میں رکھا۔ اس کے عدد پانچ ہیں اب وہ اپنی پہلی جگہ سے ترقی کر کے دوسرے مرتبہ [illegible] پانچ کا دوسرا مرتبہ پانچ دہائی ہے یعنی پچاس جس کا حرف نون ہے یوں اذن

سمجھا تا مگر میں نے اس طرف التفات نہ کیا اور لفظ کو ظاہر پر رکھ کر اس فن کو چھوڑ دیا کہ اھـذ کے معنی کے معنی ہیں فضول بک۔

عرض: مرید کو بعد وفات شیخ قبر پر کس طرح ادب کرنا چاہئے۔

ارشاد: چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کی حیات میں جیسا ادب کرتا تھا سامنے ہو کر کہ بالیں سے حاضر ہونے میں مڑ کر دیکھنا پڑتا ہے اور اس میں تکلیف ہوتی ہے۔(اسی سلسلہ میں یہ حکایت بیان فرمائی) ایک بزرگ کا انتقال ہوا۔ ان کی صاحبزادی روزانہ قبر پر حاضر ہوتیں اور تلاوت قرآن عظیم کیا کرتیں۔ کچھ مدت گزرنے کے بعد وہ جوش جاتا رہا، ایک روز حاضر ہوئیں، شب کو خواب میں تشریف لائے، فرمایا: ایسا نہ کرو، آؤ اور میرے مواجہ میں کھڑے ہو۔ یہاں تک کہ تمہیں جی بھر کے دیکھ لوں، پھر میرے لئے دعائے رحمت کرو اور پھر چلی جاؤ رحمت آ کر مجھ میں اور تم میں حجاب ہو جائے گی۔ ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا: میرا کفن ایسا خراب ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم آتی ہے پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے، اس کے کفن میں اچھے کپڑے کا کفن رکھ دینا صبح کو صاحبزادہ نے اٹھ کر اس شخص کو دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں تیسرے روز خبر ملی اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ لڑکے نے فوراً نہایت عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا: یہ میری ماں کو پہنچا دینا، رات کو وہ صالحہ خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا: خدا تمہیں جزائے خیر دے تم نے بہت اچھا کفن بھیجا ابان بن صفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں، ان کے کفن میں ایک تہ بند زائد چلا گیا، شب کو اپنے صاحبزادے کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: یہ تہ بند لو اور الگنی پر ڈال دیا۔ صبح ان کی آنکھ کھلی تو وہیں رکھا ملا۔ ایک شخص قبرستان میں ایک قبر کے پاس بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر میں غافل ہو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہے کہ ایک بی بی اس قبر میں فرماتی ہیں: اے خدا کے بندے! اس بلا کو میرے پاس سے دور کر جو تھوڑی دیر میں آنے والی ہے۔ اس کی فوراً آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ ایک قبر وہیں کھد رہی ہے اور سامنے جنازہ جو کسی رئیس کا تھا چلا آ رہا ہے، اس نے سب کو منع کیا کہ یہ جگہ ٹھیک نہیں ہے خراب ہے ایسی ہے ویسی ہے، غرض وہ لوگ باز رہے اور دوسری جگہ اس میت کو لے گئے، شب کو اس شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ بی بی فرماتی ہیں کہ خدا تجھے جزائے خیر دے کہ تو نے آگ کو میرے پاس

سے دور کیا۔

مؤلف: ایک روز مولوی امجد علی صاحب بعد عصر بہار شریعت حصہ سوم بغرض اصلاح سنا رہے تھے۔ اس میں ایک مسئلہ اس بارہ میں تھا کہ رب العزۃ جل وجلالہٗ کے طرف مؤنث کا صیغہ زبان سے نماز میں نکل جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

ارشاد: فرمایا صیغہ ہو یا ضمیر۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفعتاً سوتے سوتے اٹھ بیٹھے اور بہت روئے، لوگوں نے سبب دریافت کیا، فرمایا: میں نے دیکھا رب العزت کو کہ فرماتا ہے تو اشعار لیلیٰ وسلمہ کو مجھ پر محمول کرتا ہے، اگر میں نہ جانتا کہ تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو وہ عذاب کرتا جو کسی پر نہ کیا ہوتا۔

عرض: حضور دعا کے وقت اگر کسی شخص کے ہاتھ سردی کی وجہ سے ڈھکے رہیں تو کیسا ہے۔

ارشاد: ایک بزرگ شاید حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعا میں سردی کے سبب صرف ایک ہاتھ نکالا تھا، الہام ہوا: ایک ہاتھ اٹھایا ہم نے اس میں رکھ دیا جو رکھنا تھا۔ دوسرا اٹھاتا تو اسے بھی بھر دیتے۔

عرض: دعا ہر وقت مقبول ہوتی ہے۔

ارشاد: حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ حیادالاکرم والا ہے اس سے شرم فرماتا ہے کہ اس کا بندہ اس کی طرف ہاتھ اٹھائے اور انہیں خالی پھیر دے فرمایا جو دعا نہ مانگے اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرماتا ہے۔

عرض: کیا صفِ اول میں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے۔

ارشاد: حدیث میں فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ صف اوّل میں نماز پڑھنے کا اس قدر ثواب ہے تو ضرور اس پر قرعہ اندازی کرتے یعنی ہر ایک صف اوّل میں کھڑا ہونا چاہتا اور جگہ کی تنگی کے سبب قرعہ اندازی پر فیصلہ ہوتا۔ سب سے پہلے امام پر رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے پھر صف اوّل میں جو اس کے محاذی کھڑا ہو، اس محاذی کے دائیں جانب پھر بائیں اسی طرح دوسری صف میں پہلے محاذی امام پر پھر دائیں پھر بائیں پر یوں ہی۔ آخر صفوف تک۔

مؤلف: برکاتِ اولیاء کرام کے ذکر میں فرمایا: سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بیمار ہوئے۔ آپ کا قارورہ ایک طبیب نصرانی کے پاس گیا۔ بغور دیکھتا رہا پھر دفعتاً کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ (ﷺ) لوگوں نے سبب پوچھا کہا میں دیکھتا ہوں: یہ قارورہ ایسے شخص کا ہے جس کا جگر عشق الٰہی نے کباب کر دیا۔ اَللّٰهُ اَكْبَر حال ان بزرگوں کو بول وہ ہدایت کرتا ہے جو دوسروں کا قول نہیں کرتا۔ یمن کے ایک نصرانی نے یہ حدیث صحیح سنی کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ: مسلمان کی فراست سے ڈرو، کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اس نصرانی نے چاہا کہ امتحان کرے، ادھر کے نصاریٰ زنار باندھتے ہیں، اس نے زنار نیچے چھپایا اور اوپر مسلمانی لباس پہنا، عمامہ باندھا اور مسلمان بن کر مشائخ کرام کی مجلسوں پر دورہ شروع کیا۔ ہر ایک کے پاس جاتا اور حدیث کے معنی پوچھتا۔ وہ کچھ فرما دیتے یہ دوسرے کے پاس حاضر ہوتا۔ یوں ہی بغداد شریف آیا اور حضرت سید الطائفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس وعظ میں حاضر ہوا۔ عرض کی یا سیدی! اس حدیث کے کیا معنی ہیں: اِتَّقُوْ فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ: فرمایا اس کے یہ معنی ہیں کہ زنار توڑ، اور نصرانیت چھوڑ، اسلام لا۔ وہ یہ سنتے ہی بے تاب ہوا، اور کلمہ شہادت پڑھا۔ اور کہا یا سیدی میں اتنے مشائخ کرام کے پاس گیا اور کسی نے مجھے نہ پہچانا۔ فرمایا سب نے پہچانا، مگر تجھ سے تعرض نے کیا کہ تیرا اسلام میرے ہاتھ پر لکھا ہے!

عرض: مجاہدے کے کیا معنی ہیں۔

ارشاد: سارا مجاہدہ اس آیہ کریمہ میں جمع فرما دیا ہے: وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور نفس کو خواہشوں سے روکے بے شک تو جنت ہی ٹھکانہ ہے۔ یہی جہادِ اکبر ہے۔ حدیث میں ہے: جہاد کفر سے واپس آتے ہوئے فرمایا: رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ۔ ہم اب اپنے چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف پھرے۔ ایک صاحب کو انار کی خواہش میں تیس برس گزر گئے اور نہ کھایا، اس کے بعد خواب میں زیارت حضرت اقدس حضور اکرم ﷺ سے مشرف ہوئے کہ فرماتے ہیں: اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا: تیرے نفس کا بھی کچھ تجھ پر حق ہے: صبح اٹھے انار کھایا۔ اب نفس نے دودھ کی خواہش کی، فرمایا تیس برس خواہش کر پھر شاید حضور تشریف لائیں اور

فرمائیں اس سے یہی بہتر ہے کہ صبر کر۔ فوراً خواہش دور ہوگئی۔ اس قسم کی خواہش یا تو نفسانی ہوا کرتی ہے یا شیطانی۔ جس کے دو امتیاز سہل ہیں: ایک یہ کہ شیطانی خواہش میں بہت جلد کا تقاضا ہوتا ہے کہ ابھی کرلو اَلْعِجلَۃُ مِنَ الشَّیْطَانِ اور نفس کو ایسی جلدی نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ نفس اپنی خواہش پر جمار ہتا ہے جب تک پوری نہ ہو اسے بدلتا نہیں۔ اسے واقعی اسی شے کی خواہش ہے۔ اگر شیطانی ہے تو ایک چیز کی خواہش ہوتی۔ وہ نہ ملی۔ دوسری چیز کی ہوگئی۔ وہ نہ ملی تیسری کی ہوگئی اس واسطے کہ اس کا مقصد گمراہ کرنا ہے خواہ کسی طور پر ہو۔ ایک صاحب ایک بزرگ کے یہاں آئے دیکھا کہ پانی پینے کا گھڑا دھوپ میں رکھا ہے۔ انہوں نے کہا پانی دھوپ میں رکھا رہ گیا، گرم ہو گیا۔ فرمایا: صبح تو سایہ ہی تھا پھر دھوپ آ گئی۔ میں نے اللہ سے شرم کی کہ نفس کی خاطر قدم اٹھاؤں۔ حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روزہ تھا۔ طاق میں پانی ٹھنڈا ہونے کے لئے آب خورہ میں رکھ دیا تھا۔ عصر کے مراقبہ میں تھے۔ حوران بہشتی نے یکے بعد دیگرے سامنے سے گزرنا شروع کر دیا۔ جو سامنے آتی اس سے دریافت فرماتے تو کس کے لئے ہے؟ وہ ایک بندۂ خدا کا نام لیتی، ایک آئی اس سے پوچھا۔ اس نے کہا: میں اس کے لئے ہوں جو روزہ میں پانی ٹھنڈا ہونے کے لئے نہ رکھے۔ فرمایا اگر تو سچ کہتی ہے تو اس کوزہ کو گرا دے، اس نے گرا دیا اس کی آواز سے آنکھ کھل گئی، دیکھا آب خورہ ٹوٹا پڑا ہے۔ دو فرشتے آپس میں ملے۔ ایک نے پوچھا: کہاں جاتے ہو، دوسرے نے کہا: فلاں عابد کے ہاتھ میں دودھ کا پیالہ ہے اور وہ پیا چاہتا ہے مجھے حکم ہے کہ جا کر پَر ماروں اور گرا دوں اور تم کہاں جاتے ہو، کہا ایک فاسق دیر سے دریا میں بنچھی ڈالے بیٹھا ہے اور مچھلیاں نہیں پھنستیں مجھے حکم ہے جاؤں اور پھانس دوں۔

(اسی تذکرہ میں ارشاد فرمایا) اگر چالیس دن گزر جائیں کہ کوئی علت یا قلت یا ذلت نہ ہو تو خوف کرے کہ کہیں چھوڑ نہ دیا گیا۔ حدیث میں ہے جب کوئی مقبول بندہ رب عزوجل کی طرف اپنی کسی حاجت کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے۔ اور گڑگڑاتا ہے، جبریلِ امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ارشاد ہوتا ہے: اے جبریل! اس کی حاجت رہنے دے مجھے اس کا گڑگڑانا اور میری طرف منہ اٹھانا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور جب کوئی فاسق اپنی حاجت کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے ارشاد ہوتا ہے۔ اے جبریل! اس کی حاجت جلد روا کر دے کہ مجھے اپنی طرف اس کا منہ اٹھانا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ اس

حدیث میں ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام حاجت روا ہیں، پھر حضور اقدس ﷺ کو حاجت روا، مشکل کشا و دافع البلاء ماننے میں کس کو تامل ہو سکتا ہے۔ وہ تو جبریل کے بھی حاجت روا ہیں ﷺ۔

ایک روز مولوی مختار احمد صاحب میرٹھ سے تشریف لائے اور بعد نماز عشاء اعلیٰ حضرت مدظلہٗ سے دست بوس ہوئے اور یہ مسئلہ پوچھا کہ آیا شرعی امامت کبریٰ کے لئے قرشی ہونا شرعاً ضروری ہے کہ بے اس کے شرعی امامت کبریٰ نہ پائی جائے گی اگرچہ عرفی ہو یا یہ کوئی استحسانی شرط ہے۔

ارشاد: مولانا یہ مذہبی مسئلہ ہے اس میں ہمارا روافض و خوارج کا خلاف ہے۔ خوارج کچھ تخصیص نہیں کرتے اور روافض نے اس قدر تنگی کی کہ صرف ہاشمیوں سے خاص کر دی اور یہ بھی مولیٰ علی کی خاطر ورنہ بنی فاطمہ کی تخصیص کرتے اہل سنت صراطِ مستقیم و طریق وسط پر ہیں۔ ہمارے تمام کتب عقائد میں تصریح ہے کہ اہلِ سنت کے نزدیک امامت کبریٰ کے لے ذکورت و حریت و قرشیت لازم ہے اور تصریح فرماتے ہیں کہ اس کا اشتراط قطعی یقینی اجماعی ہے۔

عرض: خلافت راشدہ کسے کہتے ہیں؟ اور اس کے مصداق کون کون ہوئے، اور اب کون کون ہوں گے!

ارشاد: خلافتِ راشدہ وہ خلافت کہ منہاج نبوت پر ہو جیسے حضرات خلفاء اربعہ و امام حسن مجتبےٰ و امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کی، اور اب میرے خیال میں ایسی خلافتِ راشدہ امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی قائم کریں گے والغیب عنداللہ۔

عرض: قیامت کب ہوگی اور ظہور امام مہدی کب۔

ارشاد: قیامت کب ہوگی اسے اللہ جانتا ہے اور اس کے بتائے سے اس کے رسول ﷺ قیامت ہی کا ذکر کے ارشاد فرماتا ہے عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ: اللہ غیب کا جاننے والا ہے، وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ امام قسطلانی وغیرہ نے تصریح فرمائی کہ اس غیب سے مراد قیامت ہے جس کا اوپر متصل آیت میں ذکر ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے بعض علمائے کرام نے

بملاحظہ احادیث حساب لگایا کہ یہ اُمت سن ہزار ہجری سے آگے نہ بڑھے گی۔ امام سیوطی نے اس کے انکار میں رسالہ لکھا **الكشف عن تجاوز هذه الامة الالف**: اس میں ثابت کیا کہ یہ اُمت ۱۰۰۰ھ سے ضرور آگے بڑھے گی۔ امام جلال الدین کی وفات شریف ۹۱۱ھ میں ہے، اور اپنے حساب سے یہ خیال فرمایا کہ ۱۳۰۰ھ میں خاتمہ ہوگا۔ بحمد اللہ تعالیٰ اسے بھی چھبیس برس گذر گئے اور ہنوز قیامت تو قیامت، اشراط کبریٰ میں سے کچھ نہ آیا امام مہدی کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں اور بعض علوم کے ذریعہ سے مجھے ایسا خیال گذرتا ہے کہ شاید ۱۸۳۷ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے اور ۱۹۰۰ھ میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں۔

مؤلف: جب میں مکہ معظمہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ قاضی رحمت اللہ وہابی کو حاضر خدمت پایا اور یہ وہ وقت تھا کہ مولانا اس کو سندِ حدیث دے چکے تھے۔ مجھے یہ نہایت ہی گراں گزرا۔ میں نے مولانا عبدالحق صاحب سے عرض کیا کہ میں بھی آپ کی غلامی میں حاضر ہوا ہوں، اور یہ بھی آپ سے سند حاصل کر چکے ہیں تو یہاں وہ اختلاف جو ہم میں ان میں دربارہ مسئلہ غیب رسول اللہ ﷺ ہے بآسانی طے ہوسکتا ہے، اس پر مولانا نے تین دن میں ایک رسالہ بفوائد السنیہ فی الفوائد البهیه تحریر فرما کر قاضی رحمت اللہ کو دیا اس رسالہ میں مولانا نے آثارِ قیامت کے متعلق بہت سی احادیث جمع فرمائیں لیکن ان میں بھی تعین وقت نہیں!

ارشاد: حدیث میں ہے: دنیا کی عمر سات دن ہے۔ میں اس کے پچھلے دن میں مبعوث ہوا۔ دوسری حدیث میں ہے: میں امید کرتا ہوں کہ میری امت کو خدائے تعالیٰ نصف دن اور عنایت فرمائے، ان حدیثوں سے اُمت کی عمر پندرہ سو برس ثابت ہوئی: اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔ تیرے رب کے یہاں ایک دن تمہاری گنتی کے ہزار برس کے برابر ہے۔ ان حدیثوں سے جو مستفاد ہوا وہ اس توقیت کے منافی نہیں جو اس علم سے میرے خیال میں آئی ہے کیونکہ یہاں حضور سرورِ عالم ﷺ کی طرف سے اپنے رب عز وجلالہٗ سے استدعا ہے آئندہ انعام الٰہی وہ جس قدر زیادہ عمر عطا فرمائے جیسے جنگِ بدر میں حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تین ہزار فرشتے مدد کے لئے آنے کی اُمید دلائی:

اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ اَنْ یُّمِدَّ کُمْ رَبُّکُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُنْزَلِیْنَ.

''کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے اتار کر تمہاری مدد فرمائے۔''

اس پر سبحانہ تعالیٰ نے فرشتوں کا اضافہ فرمایا کہ:

بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا یَاْتُوْ کُمْ مِّنْ فَوْرِھِمْ ھٰذَا یُمْدِدْ کُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُسَوِّمِیْنَ.

''کیوں نہیں اگر تم صبر کرو اور تقویت پر رہو اور کافر ابھی کے ابھی تم پر آ گئیں تو تمہارا رب پانچ ہزار نشان والے فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائے گا۔''

عرض: حضور نے جفر سے معلوم فرمایا۔

ارشاد: ہاں (اور پھر کسی قدر زبان دبا کر فرمایا) آم کھائیے پیڑ نہ گنیے، (پھر خود ہی ارشاد فرمایا) کہ میں نے یہ دونوں وقت (۱۸۳۷ھ میں سلطنت اسلامی کا بڑھنا اور ۱۹۰۰ھ میں امام مہدی کا ظہور فرمانا) سید المکاشفین حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے اخذ کئے ہیں، اللہ اکبر! کیسا زبردست واضح کشف تھا کہ سلطنت ترکی کا بانی اوّل عثمان پاشا حضرت کے مدتوں بعد پیدا ہوا مگر حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنے زمانے پہلے عثمان پاشا سے لے کر قریب زمانہ آخر تک جتنے بادشاہ اسلامی اور ان کے وزراء ہوں گے۔ رموز میں سب کا مختصر ذکر فرمایا۔ ان کے زمانے کے عظیم وقائع کی طرف بھی اشارے فرما دیئے، کسی بادشاہ سے اپنی اس تحریر میں بہ نرمی خطاب فرماتے ہیں اور کسی پر حالت غضب کا اظہار ہوتا ہے، اس میں ختم سلطنت اسلامی کی نسبت لفظ ایقظ فرمایا اور صاف تصریح فرمائی کہ لا اقول ایقظ الهجرية بل ایقظ الجفرية۔ میں نے اس اَیْقَظ جفری کا جو حساب کیا تو ۱۸۳۷ھ آتے ہیں اور انہیں کے دوسرے کلام سے ۱۹۰۰ھ ظہور امام مہدی کے اخذ کئے ہیں وہ فرماتے ہیں۔ رباعی

اذا دار الزمان علی حروف — بسم اللہ فالمهدی قاما
ویخرج فی الحطیم عقیصوم — الا فاقراه من عندی سلاما

خود اپنی قبر شریف کی نسبت بھی فرمادیا کہ اتنی مدت تک میری قبر لوگوں کی نظروں سے غائب رہے گی مگر اِذَا دَخَلَ السِّيْنُ فِي الشِّيْنِ ظَهَرَ قَبْرُ مُحْيِ الدِّيْن ۔جب شین میں سین داخل ہوگا تو محی الدین کی قبر ظاہر ہوگی۔ سلطان سلیم جب شام میں داخل ہوئے تو ان کو بشارت دی کہ فلاں مقام پر ہماری قبر ہے۔ سلطان نے وہاں ایک قبہ بنوادیا جو زیارت گاہِ عام ہے (پھر فرمایا) چند جداول ۲۸۔۲۹ خانوں کی آپ نے تحریر فرمادی ہیں جن میں ایک ایک خانہ لکھا اور باقی خالی چھوڑ دیئے اب اس کا حساب لگاتے رہیئے کہ اس سے کیا مطلب ہے۔

عرض: کافر جو ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں، مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اس روز نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے نہ یہ سمجھ کر ان خبثا کے تیوہار کی مٹھائی ہے بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھے۔

عرض: اگر نماز میں بلغم آجائے تو کیا کرے۔

ارشاد: دامن یا آنچل میں لے کرمل دے۔

ارشاد: حضور ہر سائل پر رحم کھانا چاہئے خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو کہ قرآن عظیم میں وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۔فرمایا ہے۔

ارشاد: پھر سائل بھی تو ہو؟ بحر الرائق وغیرہ میں تصریح ہے کہ کافر حربی پر کچھ تصدیق کرنا اصلاً جائز نہیں، فرمایا یہ بھی ارشاد ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃ نماز پڑھو تو کیا اس نے مطلب خواہ وضو ہو یا نہ شرط بھی تو موجود ہونا چاہئے نہ کہ مطلق فقہائے کرام فرماتے ہیں اگر آدمی کے پاس ایک پیاس کا پانی ہو اور جنگل میں ایک کتا اور ایک کافر شدت تشنگی سے جان بلب ہو تو کتے کو پلا دے اور کافر کو نہ دے۔ حدیث شریف میں ہے: قیامت کے دن ایک شخص حساب کے لئے بارگاہِ رب العزت میں لایا جائے گا۔ اس سے سوال ہوگا کیا لایا۔ وہ کہے گا: میں نے اتنی نمازیں پڑھیں علاوہ فرض کے اتنے روزے رکھے علاوہ رمضان کے اس قدر خیرات کی علاوہ زکوٰۃ کے اور اسقدر حج کیے علاوہ حج فرض کے وغیرہ ذلک ۔ارشاد باری ہوگا: هَلْ وَ الَيْتَ لِيْ وَلِيًّا وَ عَادَيْتَ لِيْ عَدُوًّا :کبھی میرے محبوں سے محبت اور میرے دشمنوں سے عداوت بھی رکھی تو عمر بھر کی عبادت ایک طرف اور خدا اور رسول ﷺ کی محبت ایک طرف، اگر محبت نہیں سب عبادات و ریاضات بے کار۔ بر کے کاٹنے سے ایک

ذرا سی آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر کہیں اسے زمین پر پڑا دیکھیں کہ اس کا ایک پاؤں یا پَر بے کار ہوگیا ہے اور اس میں طاقت پرواز نہیں ہے تو اس پر رحم کیا جاتا ہے کہ پَیر سے مسل دیتے ہیں تو خدا و رسول عز جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کریں اور ان سے دشمنی و عداوت رکھیں وہ قابلِ رحم ہیں خواہ خدا اور سول کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ذرا سی اعانت کافر کی کرنا جیسے کہ اگر وہ راستہ پوچھے اور کوئی مسلمان بتا دے اتنی بات اللہ تعالیٰ سے اس کا علاقہ مقبولیت قطع کر دیتی ہے۔ ہاں ذمی مستامن کافروں کے لئے شرح میں رعایت کے خاص احکام ہیں، یہ اس لئے کہ اسلام اپنے ذمہ کا پورا ہے اور اپنے عہد کا سچا۔

عرض: حضور یہ واقعہ کس کتاب میں ہے کہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یا اللہ فرمایا، اور دریا میں اُتر گئے، پورا واقعہ یاد نہیں۔

ارشاد: غالباً حدیقہ ندیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے، بعد کو ایک شخص آیا، اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی۔ کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی۔ جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا، عرض کی: میں کس طرح آؤں فرمایا: یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا، حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں۔ میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں، اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا: حضرت میں چلا: فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید کہتا چلا آ اس نے یہی کیا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا۔ کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا: عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں، فرمایا: ارے نادان ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے، اللہ اکبر!

دو صاحب اولیائے کرام سے ایک دریا کے اس کنارے اور دوسرے اس پار رہتے تھے، ان میں سے ایک صاحب نے اپنے یہاں کھیر پکائی اور خادم سے کہا: تھوڑی ہمارے دوست کو بھی دے آؤ، خادم نے عرض کی: حضور راستے میں تو دریا پڑتا ہے کیوں کر پار اتروں گا، کشتی وغیرہ کا کوئی

سامان نہیں، فرمایا: دریا کے کنارے جا اور کہہ کہ میں اس کے پاس سے آیا ہوں جو آج تک اپنی عورت کے پاس نہیں گیا۔ خادم حیران تھا کہ یہ کیا معمہ ہے اس واسطے کہ حضرت صاحب اولاد تھے، بہر حال تکمیل حکم ضرور تھی، دریا پر گیا اور وہ پیغام جو ارشاد فرمایا تھا کہا! دریا نے فوراً راستہ دے دیا، اس نے پار پہنچ کر ان بزرگ کی خدمت میں کھیر پیش کی۔ انہوں نے نوش جان فرمائی اور فرمایا: ہمارا سلام اپنے آقا سے کہہ دینا۔ خادم نے عرض کی کہ سلام تو جبھی کہوں گا جب دریا سے پار اتر جاؤں۔ فرمایا: دریا پر جا کر کہہ دینا میں اس کے پاس سے آتا ہوں جس نے تیس برس سے آج تک کچھ نہیں کھایا۔ خادم شش و پنج میں تھا، یہ عجیب بات ہے ابھی تو میرے سامنے کھیر تناول فرمائی اور فرماتے ہیں اتنی مدت سے کچھ نہیں کھایا مگر بلحاظ ادب خاموش رہا دریا پر آ کر جیسا فرمایا تھا کہہ دیا۔ دریا نے پھر راستہ دے دیا، جب اپنے آقا کی خدمت میں پہنچا تو اس سے نہ رہا گیا اور عرض کی: حضور یہ کیا معاملہ تھا، فرمایا ہمارا کوئی فعل اپنے نفس کے لئے نہیں ہوتا۔

عرض: وہابیہ کی جماعت چھوڑ کر الگ نماز پڑھ سکتا ہے۔

ارشاد: نہ ان کی نماز، نماز ہے نہ ان کی جماعت، جماعت!

عرض: وہابیوں کی مسجد بنوائی ہوئی مسجد ہے یا نہیں۔

ارشاد: کفار کی مسجد مثل گھر کے ہے۔

عرض: وہابی مؤذن کی اذان کا اعادہ کیا جائے یا نہیں۔

ارشاد: جس طرح ان کی نماز باطل اسی طرح اذان بھی، ہاں تعظیماً اللہ کے نام پر جل شانہ اور نام اقدس پر درود شریف پڑھے۔

عرض: حضور یہ روایت صحیح ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے کاشانۂ اقدس میں ایک کافر مہمان ہوا، اور اس خیال سے کہ اہل بیت اطہار بھوکے رہیں سب کھانا کھا گیا۔ حضور اقدس ﷺ نے حجرہ میں ٹھہرایا پچھلی رات کے وقت پیٹ میں گرانی معلوم ہوئی اور تھوڑی دیر بعد اجابت کی ضرورت ہوئی۔ شرمندگی کی وجہ سے کہیں کوئی دیکھ نہ لے حجرہ شریف میں غلاظت پھیلائی اور تمام بستر وغیرہ خراب کر دیا اور صبح ہوتے ہی وہاں سے چل دیا۔ جب حضور حجرہ شریف میں مہمان کی خیریت معلوم کرنے کی غرض سے تشریف لائے تو یہ کیفیت ملاحظہ فرمائی۔ آپ نے خود نجاست کو

صاف کیا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کی ناشائستہ حرکت پر سخت غصہ آیا۔ اتفاقاً عجلت میں وہ اپنی تلوار بھول گیا، اور تلوار بہت اچھی تھی جس کے لئے اس مجبوراً پھر لوٹنا پڑا۔ یہاں آ کر دیکھا، حضور اپنے دستِ اقدس سے بستر دھو رہے ہیں۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سزا دینے کا ارادہ کیا۔ حضور اقدس ﷺ نے منع فرمایا کہ یہ میرا مہمان ہے اور اس سے فرمایا: تم اپنی تلوار بھول گئے تھے جہاں رکھی تھی وہاں سے اٹھا لو۔ وہ حضور کے اس خلق عظیم کو دیکھ کر فوراً مشرف با اسلام ہو گیا تو حضور اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ کفار پر بھی نظر عنایت کرنا چاہئے۔

ارشاد: اس کے قریب روایت مثنوی شریف میں مذکور ہے حضور اقدس ﷺ ان ہی سے خلق فرماتے جو رجوع لانے والے ہوتے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے اور کفار و مرتدین کے ساتھ ہمیشہ سختی فرماتے۔ ان کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروائیں، ہاتھ کاٹے پاؤں کاٹے۔ پانی مانگا تو پانی تک نہ دیا۔ یہ سلوک کس کے ساتھ تھے؟ وہ جو رجوع لانے والے نہ تھے۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت ہے آپ مسجد نبوی سے نماز پڑھ کر تشریف لئے جاتے ہیں ایک مسافر نے کھانا مانگا، امیر المومنین اسے ہمراہ لے آئے۔ خادم بحکم امیر المومنین کھانا حاضر کرتا ہے۔ اتفاقاً کھاتے کھاتے اس کی زبان سے ایک بدمذہبی کا فقرہ نکل جاتا ہے جس پر حضور فوراً اس کے سامنے سے کھانا اٹھوا لیتے ہیں اور خادم کو حکم دیتے ہیں کہ اسے نکال دے، رب العزت کی شان ہے کہ بدمذہب کیسا ہی جامۂ عیاری پہن کر میرے سامنے آئے۔ خود بخود دل نفرت کرنے لگتا ہے۔ حضرت والد ماجد قدس سرہٗ کے زمانہ حیات میں دہلی کا ایک واعظ حاضر ہوا، اور اس وقت مولانا عبد القادر صاحب بدایوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تشریف رکھتے تھے۔ اسمٰعیل دہلوی اور وہابیہ پر بڑے شد و مد سے دیر تک لعن طعن کی اور اس نے اپنے سُنی ہونے کا پورا پورا ثبوت دیا۔ میرے بچپن کا زمانہ تھا۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے اپنا خیال حضرت کی خدمت میں ظاہر کیا کہ مجھے تو یہ پکا وہابی معلوم ہوتا ہے۔ مولانا بدایوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ابھی تو وہ تمہارے سامنے وہابیوں اور اسمٰعیل پر تبرا کہہ گیا ہے میں نے عرض کی کہ میرا قلب گواہی دیتا ہے کہ یہ سب تقیہ تھا، اسے جامع مسجد میں وعظ کہنے کی اجازت ہمارے حضرت سے ملی ہے کہ بے حضرت کی اجازت کے یہاں وعظ نہیں کہہ سکتا، اس لئے اس نے تمہید ڈالی، دوسرے دن شام کو پھر حاضر ہوا میں نے اسے مسائل وہابیت

میں چھیڑا، ثابت ہوا کہ پکا وہابی ہے دفع کر دیا گیا۔ اپنا سامنہ لے کر چلا گیا۔ حضرت والد ماجد قدس سرہٗ العزیز کے وصال شریف کے کچھ دنوں بعد جب کہ اپنے منجھلے بھائی مرحوم کے مکان میں رہتا تھا۔ باہر تنہا بیٹھا تھا گلی میں سے ایک عربی صاحب نظر آئے جب قریب آئے میں نے چاہا ان کے لئے قیام کرتا کہ اہلِ عرب کے لئے قیام میری عادت تھی مگر اس بار دل کراہت کرتا ہے۔ میں اٹھنا چاہتا ہوں اور دل اندر سے دامن کھینچتا ہے، آخر میں نے کہا کہ یہ تیرا تکبر ہے۔ جبراً قہراً قیام کیا وہ آ کر بیٹھے، میں نے نام پوچھا کہا: نجد، اب تو میں کھٹکا اور میں نے اس سے مسائل متعلقہ وہابیت پوچھے اتنا اشد وہابی نکلا کہ یہاں کے وہابیہ اس کی شاگردی کریں۔ بار بار حضور اقدس ﷺ کا نام پاک لیتا نہ اوّل میں کلمہ تعظیم نہ آخر میں درود، میں ہر بار روکتا اور کلمات تعظیم اور درود شریف کی ہدایت کرتا اور وہ نہ مانتا آخر میں نے سختی کے ساتھ اس سے کہا تو مجبور ہو کر بولا: اَقُولُ لِقَولِکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ ، میں تمہارے کہنے سے کہتا ہوں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ میں نے اسے دفع کیا۔ اخیر فقرہ یہ تھا کہ ہمارا رخصتانہ دو۔ میں نے شہر کے دو ایک وہابیوں کا پتہ بتا دیا کہ ان کے پاس جا یہاں تیرے لئے کچھ نہیں۔ بالآخر وہ خائب وخاسر دفع ہوا۔ میں نے اپنے دل کو شاباش دی کہ تو نے ہی ٹھیک کہا تھا، بے شک اس شیطان کے لئے قیام ناجائز تھا۔

ایک دفعہ علی گڑھ سے ایک شخص اپنی بیگ وغیرہ لئے آیا۔ اس کی صورت دیکھ کر میرے قلب نے کہا، یہ رافضی ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ واقعی رافضی ہے کہا: میں اپنے مکان کو لکھنؤ جاتا تھا۔ راستے میں صرف آپ کی زیارت کے لئے اُتر پڑا ہوں، کہا آپ اہل سنت میں ایسے ہی ہیں جیسے ہمارے یہاں مجتہدین۔ میں نے التفات نہ کیا۔ غرض وہ رافضی اپنی طرف مجھے مخاطب کرتا تھا اور میں دوسری طرف منہ پھیر لیتا تھا۔ آخر اُٹھ کر چلا گیا، اس کے جانے کے بعد ایک صاحب شاکی بھی ہوئے کہ وہ اتنی مسافت طے کر کے آیا اور آپ نے قطعی التفات نہ فرمایا میں نے یہی روایت (امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ جس وقت آپ کو معلوم ہوا کہ یہ بدمذہب ہے فوراً کھانا سامنے سے اٹھوالیا اور اسے نکلوا دیا) بیان کی کہ ہمارے ائمہ نے ان لوگوں کے ساتھ ہمیں یہ تہذیب بتائی ہے۔ اب بھلا وہ کیا کہہ سکتے تھے، خاموش ہو گئے۔ مسلمانو! ذرا ادھر خدا اور رسول کی طرف متوجہ ہو کر ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو، اگر کچھ لوگ تمہارے ماں باپ کو

رات دن بلاوجہ محض فحش مغلظہ گالیاں دینا اپنا شیوہ بنالیں بلکہ اپنا دین ٹھہرالیں، کیا تم ان سے بکشادہ پیشانی ملوگے حاشا ہرگز نہیں۔ اگر تم میں نام کی غیرت باقی ہے۔ اگر تم میں انسانیت باقی ہے اگر تم ماں کو ماں سمجھتے ہو، اگر تم اپنے باپ سے پیدا ہو تو انہیں دیکھ کر تمہارے دل بھر جائیں گے، تمہاری آنکھوں میں خون اُترے گا، تم ان کی طرف نگاہ اٹھانا گوارا نہیں کرو گے للہ انصاف صدیق اکبر و فاروق اعظم زائد یا تمہارے باپ۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ زائد یا تمہاری ماں ہم صدیق و فاروق کے ادنیٰ غلام ہیں اور الحمد اللہ کہ ام المومنین کے بیٹے کہلاتے ہیں ان کو گالیاں دینے والوں سے اگر یہ برتاؤ نہ برتیں جو تم اپنی ماں بلکہ اپنے آپ کو گالیاں دینے والوں سے برتتے ہو تو ہم نہایت نمک حرام غلام اور حد بھر کے برے ناخلف بیٹے ہیں۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے آگے تم جانو اور تمہارا کام نیچری تہذیب کے مدعیوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ذرا کوئی کلمہ ان کی شان خلاف کہا ان کا تھوک اڑنے لگتا ہے۔ آنکھیں لال ہو جاتی ہیں، گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں، اس وقت وہ مجنوں تہذیب بکھری پھرتی ہے۔ وجہ کیا ہے کہ اللہ و رسول و معظمان دین سے اپنی وقعت دل میں زیادہ ہے۔ ایسی ناپاک تہذیب انہیں کو مبارک فرزندانِ اسلام اس پر لعنت بھیجتے ہیں، خود حضور اقدس ﷺ نے مسجد نبوی سے بدمذہبوں کو نام لے لے کر اٹھا دیا۔ ایک مرتبہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز جمعہ میں دیر ہوگئی، راستے میں دیکھا چند لوگ مسجد سے لوٹے ہوئے آرہے تھے۔ آپ اس ندامت کی وجہ سے کہ ابھی میں نے نماز نہیں پڑھی ہے۔ چھپ گئے، اور وہ اس ذلت کی وجہ سے جو مسجد شریف سے نکال دینے میں ہوئی تھی الگ چھپ کر نکل گئے۔ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ

''اے نبی جہاد فرما سختی فرما کافروں اور منافقوں پر''

اور فرماتا ہے عزوجل۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ۔

''محمد اللہ کے رسول ہیں (ﷺ) اور جو ان کے ساتھی ہیں کفار پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔''

اور فرماتا ہے جل وعلا وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ط لازم ہے کہ کفار تم میں سختی پائیں تو ثابت ہوا کہ کافروں پر حضور علیہ ﷺ سختی فرماتے تھے۔

عرض: اگر کسی شخص کا ستر کھل جائے تو جس نے دیکھا یا جس کا ستر کھلا، وضو رہے گا یا نہیں۔

ارشاد: وضو کسی چیز کے دیکھنے یا چھونے سے نہیں جاتا (پھر فرمایا) تمیں عضو عورت کے عورت ہیں اور ۹ مرد کے، ان میں سے کسی عضو کا چہارم بقدر رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے تک بلا قصد کھلا رہنا مفسدِ نماز ہے اور بالقصد تو اگر ایک آن کے لئے کھولے جب بھی نماز جاتی رہے گی۔

عرض: حضور وحدۃ الوجود کسے کہتے ہیں۔

ارشاد: وجود ایک اور موجود ایک ہے باقی سب اس کے ظل ہیں۔

عرض: اسمٰعیل دہلوی کو کیسا سمجھنا چاہیے؟

ارشاد: میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے، اگر کوئی کافر کہے منع نہ کریں گے، اور خود کہیں گے نہیں۔ البتہ غلام احمد، سید احمد، خلیل احمد، رشید احمد، اشرف علی کے کفر میں جو شک کرے وہ خود کافر مَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ وَ عَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ۔

عرض: ہر کافر ملعون ہے۔

ارشاد: ہاں عند اللہ جو کافر ہے قطعاً ملعون ہے۔

عرض: اگر مرتے وقت توبہ کر لی مسلمان ہو گیا۔

ارشاد: کسی خاص کا نام لے کر اگر پوچھا جائے گا ہم اسے ملعون نہ کہیں گے ممکن ہے کہ توبہ کر لے اور اگر عام کفار کی بابت سوال ہوا تو ملعون کہیں گے۔

عرض: خدا اور رسول عز وجلالہ وعلیہ ﷺ کی محبت کس طرح دل میں پیدا ہو۔

ارشاد: تلاوت قرآن مجید اور درود شریف کی کثرت اور نعت شریف کے صحیح اشعار خوش الحانوں سے بکثرت سنے اور اللہ و رسول کی نعمتوں اور رحمتوں میں جو اس پر ہیں غور کرے۔ ایک روز خاکسار مدیر کچھ استفتا سن رہا تھا اور حضور جوابات ارشاد فرماتے جاتے تھے۔ ایک کارڈ پر اسم جلالت لکھ گیا اس پر ارشاد فرمایا: یاد رکھو کہ میں کبھی تین چیزیں کارڈ پر نہیں لکھتا۔ اسم جلالت اللّٰہ اور محمد اور احمد اور نہ کوئی آیت کریمہ، مثلاً اگر رسول اللہ علیہ ﷺ لکھنا ہے تو یوں لکھتا ہوں: حضور اقدس علیہ

افضل الصلاۃ والسلام یا اسم جلالت کی جگہ مولیٰ تعالیٰ۔

عرض: لفظ شہر ہر مہینہ کے ساتھ بولا جاتا ہے یا نہیں، یہ کہہ سکتے ہیں: شہر رجب المرجب۔

ارشاد: نہیں، یہ لفظ ان تینوں مہینوں کے لئے ہے۔ شہر ربیع الاول، شہر ربیع الاخر، شہر رمضان المبارک۔

عرض: حضور اللہ میاں کہنا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: زبان اُردو میں لفظ میاں کے تین معنی ہیں، ان میں سے دو ایسے ہیں جن سے شان الوہیت پاک و منزہ ہے اور ایک کا صدق ہو سکتا ہے۔ تو جب لفظ دو خبیث معنوں میں اور ایک اچھے معنی میں مشترک ٹھہرا، اور شرع میں وارد نہیں تو ذات باری پر اس کا اطلاق ممنوع ہوگا اس کے ایک معنی مولیٰ تعالیٰ بے شک مولی اللہ ہے، دوسرے معنی شوہر، تیسرے معنی زنا کا دلال کہ زانی اور زانیہ میں متوسط ہو۔

عرض: میلاد شریف میں جھاڑ وفانوس فروش وغیرہ سے زیب و زینت اسراف ہے یا نہیں۔

ارشاد: علماء فرماتے ہیں:

لَاخَيْرَ فِي الْإِسْرَافِ وَ لَااِسْرَافَ فِي الْخَيْرِ۔

جس شے سے تعظیم ذکر شریف مقصود ہو، ہرگز ممنوع نہیں ہو سکتی۔

امام غزالی نے احیاء العلوم شریف میں سید ابو علی رود باری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا کہ ایک بندۂ صالح نے مجلس ذکر شریف ترتیب دی اور اسمیں ایک ہزار شمعیں روشن کیں۔ ایک شخص ظاہر بین پہنچے اور یہ کیفیت دیکھ کر واپس جانے لگے۔ بانیٔ مجلس نے ہاتھ پکڑا، اور اندر لے جا کر فرمایا کہ جو شمع میں نے غیر خدا کے لئے روشن کی ہو وہ بجھا دیجئے۔ کوشش کی جاتی تھیں اور کوئی شمع ٹھنڈی نہ ہوتی۔

عرض: تحیۃ الوضو کی کیا فضیلت ہے؟

ارشاد: ایک بار حضور اقدس ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: اے بلال! کیا سبب ہے کہ میں جنت میں تشریف لے گیا تو تم کو آگے آگے جاتے دیکھا۔ عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ) میں جب وضو کرتا ہوں دو رکعت نفل پڑھ لیتا ہوں۔ فرمایا یہی سبب ہے!

عرض: حضور بعض لوگوں کی عادت ہے کہ رکوع کے بعد پائنچے اوپر اٹھا لیتے اس پر کیسا ہے؟

ارشاد: مکروہ ہے اور اگر دونوں ہاتھ سے ہو تو بعض علماء کے نزدیک مفسدِ صلوٰۃ ہے۔

خواب: ایک مسجد معمولی وسعت کی ہے اور نماز تیار ہے، ایک شخص جس کو میں جانتا ہوں عقائد وہابیہ کا پیرو، اذان کہتا ہے لیکن نام اقدس ﷺ تک پھر مکبر تکبیر کہتا ہے وہ بھی نام نامی تک۔ میں نے کہا یہ عجیب وہبڑوں نے دستور نکالا ہے۔ میں اندر مسجد کے اس وقت پہنچا جب کہ امام اپنی جگہ پر پہنچ گیا تھا اور چاہتا تھا کہ تکبیر تحریمہ کہے، میں نے بآواز بلند السلام علیکم کہا۔ جس سے امام نے چونک کر میری طرف رُخ کیا اور پیچھے ہٹ آیا اور میں فوراً اس کی جگہ کھڑا ہو کر امامت کرنے لگا جب سلام پھیرا فوراً آنکھ کھل گئی دیکھا تو فجر کا وقت تھا۔

تعبیر: انشاء اللہ وہابیہ کی دعوت بند ہوگی اور اہل سنت کی ترقی ہوگی۔

عرض: نوافل میں رکوع کس طرح کرنا چاہئے، اگر بیٹھ کر پڑھ رہا ہے۔

ارشاد: اتنا جھکے کہ سر گھٹنے کے محاذی آجائے اور اگر کھڑے ہو کر پڑھے تو پنڈلیاں مقوس نہ ہوں اور کف دست گھٹنوں پر قائم کر کے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے سے علیحدہ رہیں، ایک صاحب کو میں نے دیکھا کہ حالت رکوع میں پشت بالکل سیدھی اور منہ اٹھائے تھے جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا گیا۔ یہ آپ نے کیسا رکوع کیا، حکم تو یہ ہے کہ گردن نہ اتنی جھکاؤ جیسے بھیڑ اور نہ اتنی اٹھاؤ جیسے اونٹ، وہ صاحب کہنے لگے کہ منہ اس وجہ سے اٹھالیا تھا کہ سمت قبلہ سے نہ پھر جائے میں نے کہا تو آپ سجدہ بھی ٹھوڑی پر کرتے ہوں گے، ان کی سمجھ میں بات آگئی، اور آئندہ اصلاح ہوگئی۔

عرض: حضور ایک بی بی تنہا حج کرنا چاہتی ہیں اور سفر خرچ قلیل اور خود علیل اس صورت میں کیا حکم ہے۔

ارشاد: عورت کو بغیر محرم حج کو جانا جائز نہیں۔

عرض: حضور اقدس ﷺ کو اے خداوند عرب کہہ کر ندا کر سکتے ہیں۔

ارشاد: کر سکتے ہیں خداوند عرب کے معنی مالک عرب۔

عرض: حضور والا عجم کے معنی بے پڑھی ولائتیں۔

ارشاد: گونگی زبان اور عرب کے معنی تیز زبان۔

عرض: حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں۔

ارشاد: اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔

عرض مؤلف: حضور اس سے یہ خیال ظاہر ہوتا ہے کہ عالم مثال سے اجسام مثالیہ اولیاء کے تابع ہو جاتے ہیں اس لئے ایک وقت میں متعدد جگہ ایک ہی صاحب نظر آتے ہیں۔ اگر یہ ہے تو اس پر شبہ ہوتا ہے کہ مثل تو شے کا غیر ہوتا ہے۔ امثال کا وجود شے کا وجود نہیں۔

ارشاد: امثال اگر ہوں گے تو جسم کے ان کی روح پاک ان تمام اجسام سے متعلق ہو کر تصرف فرمائے گی تو از روئے روح وحقیقت وہی ایک ذات ہر جگہ موجود ہے یہ بھی فہم ظاہر میں ورنہ سبع سنابل شریف میں حضرت سیدی فتح محمد قدس سرہٗ الشریف کا وقت واحد میں دس مجلسوں میں تشریف لے جانا تحریر فرمایا اور یہ کہ اس پر کسی نے عرض کی حضرت نے وقت واحد میں دس جگہ تشریف لے جانے کا وعدہ فرمالیا ہے، یہ کیونکر ہو سکے گا، شیخ نے فرمایا کرشن کنہیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا۔ فتح محمد اگر چند جگہ ایک وقت میں ہو کیا تعجب ہے۔ یہ ذکر کر کے فرمایا: کیا یہ گمان کرتے ہو کہ شیخ ایک جگہ موجود تھے۔ باقی جگہ مثالیں حاشا بلکہ شیخ بذات خود ہر جگہ موجود تھے۔ اسرار باطن فہم ظاہر سے وراہیں خوض وفکر بے جا ہے۔

عرض: حضور ہندوستان میں اسلام حضرت خواجہ غریب نواز کے وقت سے پھیلا۔

ارشاد: حضرت سے کئی سو برس پہلے اسلام آ گیا تھا۔ مشہور ہے کہ سلطان محمود غزنوی کے سترہ حملے ہندوستان پر ہوئے۔

عرض: اس شعر کا کیا مطلب ہے۔

اہلِ نظر نے غور سے دیکھا تو یہ کھلا
کعبہ جھکا ہوا تھا مدینے کے سامنے

ارشاد: شب میلاد کعبہ نے سجدہ کیا اور جھکا مقام ابراہیم کی طرف اور کہا حمد ہے اس کے وجہ کریم کو جس نے مجھے بتوں سے پاک کیا۔

عرض: غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے۔

ارشاد: بغیر غوث کے زمین وآسمان قائم نہیں رہ سکتے۔

عرض: غوث کے مراقبے سے حالات منکشف ہوتے ہیں۔

ارشاد: نہیں بلکہ انہیں ہر حال یوں ہی مثل آئینہ پیش نظر ہے (اس کے بعد ارشاد فرمایا) ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں۔ غوث کا لقب عبداللہ ہوتا ہے اور وزیر دست راست عبدالرب اور وزیر دست چپ عبدالملک۔ اس سلطنت میں وزیر دستِ چپ وزیر راست سے اعلیٰ ہوتا ہے۔ بخلاف سلطنت دنیا کے اس لئے کہ یہ سلطنت قلب ہے اور دل جانب چپ۔ غوث اکبر وغوث ہر غوث حضور سید عالم ﷺ ہیں۔ صدیق اکبر حضور کے وزیر دست چپ تھے اور فاروق اعظم وزیر دست راست، پھر امت میں سب سے پہلے درجے غوثیت پر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المومنین حضرت فاروق اعظم وعثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عطا ہوئی، اس کے بعد امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت رحمت ہوئی اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وامام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر ہوئے مولیٰ علی کو اور امامین محترمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وزیر ہوئے، پھر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک یہ سب حضرات مستقل غوث ہوئے۔ امام حسن عسکری کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے۔ ان کے بعد سیدنا غوث اعظم مستقل غوث، حضور تنہا غوثیت کبریٰ کے درجے پر فائز ہوئے۔ حضور غوث الاعظم بھی ہیں اور سید الافراد بھی، حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے حضرت امام مہدی تک سب نائب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے پھر امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت کبریٰ عطا ہو گی۔

عرض: حضور افراد کون اصحاب ہیں۔

ارشاد: اجلۂ اولیائے کرام سے ہوتے ہیں۔ ولایت کے درجات ہیں، غوثیت کے بعد فردیت۔ ایک صاحب اجلۂ اولیائے کرام سے کسی نے پوچھا: حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں، فرمایا ابھی ابھی مجھ سے ملاقات ہوئی تھی، فرماتے تھے، میں نے جنگل میں ٹیلے پر ایک نور دیکھا۔ جب میں قریب گیا تو معلوم ہوا کہ وہ کمبل کا نور ہے۔ ایک صاحب اسے اوڑھے سو رہے ہیں۔ میں

نے پاؤں پکڑ کر ہلایا، اور جگا کر کہا: اٹھو مشغول بخدا ہو، کہا آپ اپنے کام میں مشغول رہیں مجھے میری حالت پر رہنے دیجئے۔ میں نے کہا کہ میں مشہور کئے دیتا ہوں، یہ ولی اللہ ہے۔ کہا: میں مشہور کردوں گا کہ یہ حضرت خضر ہیں۔ میں نے کہا میرے لئے دعا کرو کہا: دعا تو آپ ہی کا حق ہے میں نے کہا: تمہیں دعا کرنی ہوگی کہا: وَ فَرَ اللّٰہُ حَظَّکَ مِنۡہُ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے اور کہا: میں اگر غائب ہو جاؤں تو ملامت نہ فرمائیے گا اور فوراً نظر سے غائب ہو گئے حالانکہ کسی ولی کی طاقت نہ تھی کہ میری نگاہ سے غائب ہو سکے۔ وہاں سے آگے بڑھا ایک اور اسی طرح کا نور دیکھا کہ نگاہ کو خیرہ کرتا ہے۔ قریب گیا تو دیکھا ٹیلے پر ایک عورت کمبل اوڑھے سو رہی ہے۔ وہ اس کے کمبل کا نور ہے۔ میں نے پاؤں ہلا کر ہوشیار کرنا چاہا، غیب سے ندا آئی ''اے خضر احتیاط کیجئے'' اس بی بی نے آنکھ کھولی اور کہا: حضرت نہ رُکے یہاں تک کہ رو کے گئے۔ میں نے کہا: اٹھ مشغول بخدا ہو، کہا حضرت اپنے کام میں مشغول رہیں، مجھے اپنی حالت پر رہنے دیں، میں نے کہا تو میں مشہور کئے دیتا ہوں۔ یہ ولی اللہ ہے، کہا: میں مشہور کردوں گی کہ یہ حضرت خضر ہیں۔ میں نے کہا: میرے لئے دعا کرو۔ کہا: دعا تو آپ کا حق ہے۔ میں نہ کہا: تمہیں دعا کرنی ہوگی کہا: وَفَرَ اللّٰہُ حَظَّکَ مِنۡہُ: اللہ اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے۔ پھر کہا: اگر میں غائب ہو جاؤں تو ملامت نہ فرمائیے گا۔ میں نے دیکھا یہ بھی جاتی ہے کہا: یہ تو بتائیے کیا تو اسی مرد کی بی بی ہے، کہا: یہاں ایک ولیہ کا انتقال ہو گیا تھا اس کی تجہیز و تکفین کا ہمیں حکم ملا تھا۔ یہ کہا اور میری نگاہ سے غائب ہوگئی۔ حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا: یہ کون ہیں، فرمایا: یہ لوگ افراد ہیں۔ میں نے کہا وہ بھی کوئی ہے جس کی طرف یہ رجوع لاتے ہیں فرمایا: ہاں! شیخ عبدالقادر جیلانی۔

عرض: غوث کے انتقال کے بعد درجۂ غوثیت پر کون مامور ہوتا ہے۔

ارشاد: غوث کی جگہ امامین سے غوث کر دیا جاتا ہے اور امامین کی جگہ اوتاد اربعہ سے اور اوتاد کی جگہ بدلا سے بدلا کی جگہ پر ابدال سبعین سے اور ان کی جگہ تین سو نقبا سے۔ پھر اولیائے کی جگہ عامۂ مومنین سے کر دیا جاتا ہے۔ کبھی بلا لحاظ ترتیب کافر کو مسلمان کر کے بدل کر دیتے ہیں، ان کا مرتبہ ابدال سے زیادہ ہے۔

عرض: پانی میں مسام ہیں یا نہیں۔

ارشاد: نہیں، کہ پانی میں بالطبع خلا بھرنے کی قوت رکھی گئی ہے ضرور ہے، کہ جو مسام فرض کیے جائیں وہ پانی کہ ان سے اوپر ہے ان کی طرف اُترے گا اور انہیں بھرے گا اور مسام ہونے پر فلسفۂ جدیدہ کی یہ دلیل کہ شکر ڈالنے سے پانی میں حل ہو جاتی ہے اور اس کا حجم نہیں بڑھتا مقبول نہیں، جب زیادت قدر احساس کو پہنچے گی ضرور حجم بڑھتا ہوا محسوس ہوا مگر ایک استدلال اس پر نہ خیال میں آتا ہے حوض کے کنارے ایک شخص کھڑا ہے، دوسرا غوطے لگائے اور باہر والا شخص بآواز پکارے اگر مسام ہیں تو ضرور سنے گا اور سنتا ہے، تو معلوم ہوا کہ مسام ہیں بخلاف اس کے ایک کمرہ صرف آئینوں کا فرض کیجیے جس میں کہیں وزن نہ ہو، اس کے اندر کی آواز باہر نہ آئے گی اور باہر کی اندر نہ جائے گی اگر چہ اندر باہر وہ شخص متصل کھڑے ہو کر ایک دوسرے کو بآواز بلند پکاریں، مگر یہ استدلال بھی کافی نہیں آواز پہنچنے کے لیے ملاء فاضل میں تموج چاہیے مسام کی کیا حاجت، ہاں جہاں تموج نہ ہو بذریعہ مسام پہنچے گی، آئینے میں نہ تموج نہ مسام لہٰذا نہ پہنچے گی پختہ و خام عمارات میں تموج نہیں منافذ و مسام ہیں ان سے پہنچتی ہے آب و ہوا خود اپنے تموج سے پہنچاتے ہیں اور یہ ہی اصل ذریعہ صوت ہے ہوا میں تموج زائد ہے کہ پانی سے الطف ہے، وہ زیادہ پہنچاتی ہے اور پانی کم تالاب میں دو شخص دونوں کناروں پر غوطہ لگائیں اور ان میں سے ایک اینٹ پر اینٹ مارے، دوسرے کو آواز پہنچے گی مگر نہ اتنی کہ ہوا میں۔

قطعہ تاریخ عطیہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ مدظلہ الاقدس ﷺ

میرے ملفوظ کے کچھ محفوظ مصطفیٰ، مصطفیٰ کا ہو ملحوظ

نام تاریخی اس کا رکھتا ہوں زبر و بینہ میں الملفوظ

۱۳۳۸ھ

ملفوظات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ط

مؤلف: حضور بعد نماز عصر صحن میں تشریف فرما ہیں، مریدین و معتقدین حاضر خدمت کہ مولوی رحم الٰہی صاحب مدرس دوم مدرسہ مناظر اسلام اور طالب علم مولوی نجیب الرحمٰن ایک کتاب ہمراہ لائے۔ حضور نے دریافت فرمایا: کیا کتاب ہے۔ عرض کیا: حضور اعمال تسخیر میں ہے، ایک عبارت کا مطلب دریافت کرنا تھا۔

ارشاد: میرے پاس ان عملیات کے ذخار بھرے پڑے ہیں لیکن بحمد للہ تعالیٰ آج تک کبھی اس طرف خیال نہیں کیا۔ ہمیشہ ان دعاؤں پر جو احادیث میں ارشاد ہوئیں عمل کیا۔ میری تو تمام مشکلات انہیں سے حل ہوتی رہی ہیں، دوسری بار جب کعبہ معظمہ حاضر ہوا یکایک جانا ہو گیا، اپنا پہلے سے کوئی ارادہ نہ تھا۔ پہلی بار کی حاضری حضرات والدین ماجدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے ہمراہ رکاب تھی۔ اس وقت مجھے تیئسواں سال تھا۔ واپسی میں تین دن طوفان شدید رہا تھا، اس کی تفصیل میں بہت طول ہے۔ لوگوں نے کفن پہن لئے تھے۔ حضرت والدہ ماجدہ کا اضطراب دیکھ کر ان کی تسکین کے لئے بے ساختہ میری زبان سے نکلا کہ آپ اطمینان رکھیں خدا کی قسم! یہ جہاز نہ ڈوبے گا۔ یہ قسم میں نے حدیث ہی کے اطمینان پر کھائی تھی جس میں کشتی پر سوار ہوتے وقت غرق سے حفاظت کی دعا ارشاد ہوئی ہے، میں نے دعا پڑھ لی تھی لہٰذا حدیث کے وعدۂ صادقہ پر مطمئن تھا۔ پھر بھی قسم کے نکل جانے سے خود مجھے اندیشہ ہوا، معاً حدیث یاد آئی:

مَنْ یَّتَأَلَّ عَلَی اللّٰہِ یُکَذِّبْہُ

حضرت عزت طرف رجوع کی اور سرکار رسالت سے مدد مانگی الحمد للہ کہ وہ مخالف ہوا کہ تین دن سے بشدت چل رہی تھی دو گھڑی میں موقوف ہو گئی۔ اور جہاز نے نجات پائی۔ ماں کی محبت وہ تین شبانہ روز کی سخت تکلیف یاد تھی، مکان میں قدم رکھتے ہی پہلا لفظ مجھ سے یہ فرمایا کہ حج

فرض اللہ تعالیٰ نے ادا فرما دیا۔ اب میری زندگی بھر دوبارہ ارادہ نہ کرنا۔

ان کا یہ فرمانا مجھے یاد تھا، اور ماں باپ کی ممانعت کے ساتھ حج نفل جائز نہیں، یوں خود ادا کرنے سے مجبور تھا۔ یہاں سے ننھے میاں (برادر خورد) اور حامد رضا خان (خلف اکبر) معہ متعلقین بارادۂ حج روانہ ہوئے۔ لکھنؤ تک ان لوگوں کو پہنچا کر میں واپس آ گیا، لیکن طبیعت میں ایک قسم کا انتشار رہا۔ ایک ہفتہ یہاں رہا طبیعت سخت پریشان رہی، ایک روز عصر کے وقت زیادہ اضطراب ہوا۔ اور دل وہاں کی حاضری کے لئے زیادہ بے چین ہوا۔ بعد مغرب مولوی نذیر احمد صاحب کو اسٹیشن بھیجا کہ جا کر بمبئی تک سیکنڈ کلاس ریزرو کر والیں کہ نمازوں کا آرام رہے۔ انہوں نے اسٹیشن ماسٹر سے گاڑی مانگی اس نے پوچھا کس ٹرین سے ارادہ ہے۔ انہوں نے کہا: اسی شب کے دس بجے والی سے۔ وہ بولا: یہ گاڑی نہیں مل سکتی۔ اگر آپ کو اس سے جانا تھا تو چوبیس گھنٹے بیشتر اطلاع دیتے۔ بیچارے مایوس ہو کر لوٹنا چاہتے تھے کہ ایک (ٹکٹ کلکٹر) جو قریب رہتا تھا، مل گیا۔ اس نے کہا گھبراؤ مت! میں چلتا ہوں اور اسٹیشن ماسٹر سے جا کر کہا کہ یہ تو مجھ سے کل کہہ گئے تھے، میں آپ سے کہنا بھول گیا اس نے ایک سو تریسٹھ روپے پانچ آنے لے کر سیکنڈ کلاس کا کمرہ ریزرو کر دیا۔ عشاء کی نماز سے اول وقت فارغ ہو گیا۔ شکرم بھی آ گئی۔ صرف والدہ ماجدہ سے اجازت لینا باقی رہ گئی جو نہایت اہم مسئلہ تھا اور گویا اس کا یقین تھا کہ وہ اجازت نہ دیں گی کس طرح عرض کروں اور بغیر اجازت والدہ حج نفل کو جانا حرام، آخر اندر مکان میں گیا دیکھا کہ حضرت والدہ ماجدہ چادر اوڑھے آرام فرماتی ہیں۔ میں نے آنکھیں بند کر کے قدموں پر سر رکھ دیا، وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھیں اور فرمایا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: حضور مجھے حج کی اجازت دیجئے۔ پہلا لفظ جو فرمایا، یہ تھا: ''خدا حافظ!''

یہ انہیں دعاؤں کا اثر تھا۔ میں الٹے پاؤں باہر آیا اور فوراً سوار ہو کر اسٹیشن پہنچا۔ بعد سنجی کے معلوم ہوا کہ اسٹیشن تک بھی نہ پہنچا ہوں گا، انہوں نے فرمایا ''میں اجازت نہیں دیتی اسے بلا لو'' مگر میں جا چکا تھا۔ کون بلاتا۔ چلتے وقت جس مکان میں، میں نے وضو کیا تھا اس کا پانی میری واپسی تک نہ پھینکنے دیا کہ اس کے وضو کا پانی ہے۔ بریلی اسٹیشن سے میں نے ایک تار اپنی روانگی کا بمبئی روانہ کیا۔ وہاں سب نے یہ خیال کیا کہ شاید حسن میاں (اعلیٰ حضرت مدظلہ کے منجھلے بھائی) تشریف لا رہے ہیں، اس واسطے کہ ان کا سال آئندہ میں ارادہ تھا، میرا کسی کو گمان بھی نہ تھا غرض دن کے دن

تک سب کو تذبذب رہا۔ ادھر مجھے راستہ میں ایک دن کی دیر ہوگئی کہ آگرہ میل نکل گیا اور ہماری گاڑی نے پسنجر کا انتظار کیا۔ مولوی نذیر احمد صاحب نے اسٹیشن ماسٹر سے پوچھا کہ ہماری گاڑی کٹ کر کیوں جدا کرلی؟ کہا میل ریز رونہ تھا آپ کو پسنجر میں جانا ہوگا، یہاں تک کہ وہ دن آ گیا جس روز حجاج بمبئی کے قرنطینہ میں داخل ہونے والے تھے اور میں اس وقت تک نہ پہنچ سکا۔

اب سخت مشکل کا سامنا تھا کہ ہمارے لوگ قرنطینہ میں داخل ہو جائیں گے تو میں رہ یا اب جانا کیونکر ہوگا۔ یہ دن پنجشنبہ کا ہے۔ تار آ چکا تھا کہ پنجشنبہ کو بھپارا ہو کر لوگ قرطینہ میں داخل ہو جائیں۔ گاڑی کٹ جانے نے یہ تاخیر کی کہ میں جمعہ کے دن صبح آٹھ بجے پہنچا۔ اسٹیشن پر دیکھا: بمبئی کے احباب کا ہجوم ہے حاجی قاسم وغیرہ گاڑیاں لئے موجود ہیں۔

سلام ومصافحہ کے بعد پہلا لفظ جو انہوں نے کہا یہ تھا "شہر کو نہ چلئے بلکہ سیدھے قرنطینہ چلئے، ابھی آپ کے لوگ داخل نہیں ہوئے ہیں!"

میں شکرِ الٰہی بجالایا اور اپنے لوگوں کے ساتھ داخل قرنطینہ ہوا۔ یہ حدیث انہیں دعاؤں کا اثر تھا۔ کہ گئی ہوئی مراد عطا فرمائی۔ میں نے واقعہ پوچھا۔ وہاں کے لوگوں نے کہا: عجب ہے اور سخت عجب، ایسا کبھی نہ ہوا تھا۔ پنجشبہ کو روز موعود پر ڈاکٹر آیا اور آدھے لوگوں کو بھپارا دیا کہ دفعۃً اسے سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی اور کہا کہ باقی کا بھپارا کل ہوگا، یوں تمہارے لوگ باقی رہ گئے، اب ایک اور دِقت پیدا ہوئی کہ اس جہاز کا ٹکٹ بالکل تقسیم ہو چکا تھا جس میں ہمارے لوگ جانے والے تھے مجبوری دوسرے جہاز کا ٹکٹ خریدا، اور وہ بھی تیسرے درجے کا ملا جس کی حکمت آگے ظاہر ہوگی اور حدیث کی دعائیں کہ سرکار مجھے اپنوں کا ساتھ عطا فرمائیں ان سے چھوٹ کر میں تنہا کیونکر حاضر ہوں گا۔ تلاش کی گئی کہ اس جہاز میں کوئی صاحب ایسے ہیں جو اکیلے جانے والے ہوں جنھیں یہ اور وہ دونوں جہاز برابر ہوں مولیٰ تعالیٰ کی رحمت کہ ایک بڑے میاں ہمارے ہی ضلع بریلی مقام بھیڑی کے ساکن مل گئے جنھوں نے بخوشی ٹکٹ بدل لیا، وہ اس جہاز میں گئے اور میں بفضلہ تعالیٰ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جہاز میں رہا۔

سرکار نے پہلا ٹکٹ تیسرے درجے کا اسی لئے دلوایا تھا کہ وہ بڑے میاں ملنے والے تھے جن کا ٹکٹ تیسرے ہی درجے کا تھا۔ ان سے تبدیلی میں مالی نقصان نہ ہو، بعد قرنطینہ اس جہاز پر سوار

ہو کر اول درجے کا ٹکٹ تبدیل کرالیا۔ جب عدن کے قریب جہاز پہنچا میں نماز عصر پڑھ رہا تھا، نماز میں ایک عربی صاحب کی آواز میرے کان میں پہنچی کہ سمت قبلہ یہ نہیں ہے۔ میں نے کچھ خیال نہ کیا اس لئے کہ میں مو امرہ ہندسہ سے عدن و کامران کی سمت قبلہ نکال چکا تھا۔ وہ اتنی دیر کہ میں نے نماز پڑھی وظیفہ پڑھا بیٹھے رہے، جب میں فارغ ہوا تو ان سے پوچھا اس وقت بتائیے سمت قبلہ کس طرف ہے اور پانچ منٹ پہلے کس طرف تھی اور حساب لگا کر سمجھایا کہ اس وقت سمت قبلہ ہی پر نماز ہوئی، جس کو انہوں نے بھی تسلیم کیا۔ جب کامران آیا تو قرنطینے میں داخل ہوئے وہاں دس روز ٹھہرنا ہوا اللہ تعالیٰ ان ترکی کارکنوں کو جزائے خیر دے، حجاج کو ایسا آرام دیا کہ لوگوں کو میں نے یہ کہتے سنا کہ حج کا وقت قریب ہے ورنہ کچھ دن بیمار رہتے اور یہاں کے آرام کا لطف اُٹھاتے، بمبئی میں کیا مجال تھی کہ کوئی اس احاطہ سے باہر قدم رکھتا۔ احاطہ کے اندر ہر بات کی روک ٹوک تھی۔ ہندو سپاہی قصداً حجاج کو تنگ کرتے تھے۔ یہاں میں نے سنا کہ کامران سے کوئی ایک میل فاصلہ پر کسی بزرگ کا مزار ہے۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے حاضری کا ارادہ کیا۔ ترکی ڈاکٹر سے پوچھا بکشادہ پیشانی اجازت دی اور کہا آپ کے ساتھ کتنے آدمی ہونگے؟ میں نے کہا دس بارہ ان سب کو بھی اجازت دی۔ اور ہم زیارت سے فارغ ہو کر آئے جہاز اور کامران میں تقریباً روزانہ میرے بیانات ہوتے جس میں اکثر مناسک حج کی تعلیم ہوتی اور وہ جو ہمیشہ میرے بیان کا مقصود اعظم رہتا ہے یعنی تعظیم شان حضور سید عالم ﷺ ایک بہت بڑا رئیس بھی جہاز میں تھا شریک وعظ ہوتا مسائل سنا کرتا مگر تعظیم شان اقدس کے ذکر کے وقت اس کے چہرہ پر بشاشت کی جگہ کدورت ہوتی۔ میں سمجھا وہابی ہے۔ دریافت کئے سے معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب کا مرید ہے اس روز میں نے روئے سخن ردّ وہابیہ و گنگوہی کی طرف پھیرا، جبراً وقہراً سنتا رہا۔ مگر دوسرے دن سے بیان میں نہ آیا۔ میں نے حمد کی کہ جلسہ پاک ہوا۔

اب یہاں کامران میں نو دن ہو چکے۔ کل جہاز پر جانا ہے۔ دفعۃً رات کو میرے سب ساتھیوں کو درد شکم و اسہال عارض ہوا، میرے درد تو نہ تھا مگر پانچ بار اجابت کو مجھے جانا ہوا، دن چڑھ گیا اور ڈاکٹر کے آنے کا وقت ہو باہر ترکی مرد اور اندر عورتوں کو ترکیہ عورت روزانہ آکر دیکھا کرتے۔ میرے بھائی ننھے میاں کو اندیشہ ہوا اور عزم کرلیا کہ اپنی حالتوں کو ڈاکٹر سے کہہ دو۔ مجھ

سے دریافت کیا میں نے کہا اگر بیمار سمجھ کر روک لئے گئے اور حج کا وقت قریب ہے معاذ اللہ وقت پر نہ پہنچ سکے تو کیسا خسارہ ہوگا۔ کہا اب ڈاکٹر اور ڈاکٹرنی آتے ہوں گے اگر انہیں اطلاع ہوئی تو ہمارا نہ کہنا اخفا میں نہ ٹھہرے گا۔ میں نے کہا ذرا ٹھہرو میں اپنے حکیم سے کہہ لوں، مکان سے باہر جنگل میں آیا اور حدیث کی دعائیں پڑھیں اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استمداد کی کہ دفعۃً سامنے سے حضرت سید شاہ غلام جیلانی صاحب سجادہ نشین سرکار بانسہ شریف کہ اولاد امجاد حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھے اور بمبئی سے ہمارا ان کا ساتھ ہو گیا تھا۔ سامنے سے تشریف لائے ان کی تشریف آوری فال حسن تھی۔ میں نے ان سے بھی دعا کو کہا۔ انھوں نے بھی دعا فرمائی مجھے مکان سے باہر آئے شاید دس منٹ ہوئے ہوں گے، اب جو مکان میں جا کر دیکھا بحمد اللہ سب کو ایسا تندرست پایا کہ گویا مرض ہی نہ تھا درد وغیرہ کیسا اس کا ضعف بھی نہ رہا۔ سب ڈھائی تین میل پیادہ چل کر سمندر کے کنارے پہنچے۔ جدہ شریف میں جب جہاز پہنچا حجاج کی بے حد کثرت اور جانے کا صرف ایک راستہ جو دو طرفہ ٹٹیوں سے بہت دور تک محدود۔ بھلا ایسی حالت میں کسی طرح گذر ہو زنانی سواریاں ساتھ۔ پانچ گھنٹے اسی انتظار میں گذر گئے کہ ذرا ہجوم کم ہو تو سواریوں کو لے چلیں لیکن اس وقت سلسلہ منقطع ہوتا تھا نہ ہوا۔ یہاں تک کہ دوپہر قریب ہو گیا۔ دھوپ اور بھوک اور پیاس سب باتیں جمع تھیں کہ ننھے میاں اور سب لوگ نہایت پریشان جب بہت دیر ہوگئی تو ننھے میاں اور حامد رضا خان نے مجھے آکر کہا یہاں آخر کب تک بھوکے پیاسے دھوپ میں کھڑے رہیں گے۔ میں نے کہا کہ تمہیں جلدی ہے تو جاؤ میں تاوقتیکہ بھیڑ کم نہ ہو، زنانی سواریوں کو نہیں لے جاؤں گا۔ اب کس کی مجال تھی جو کچھ کہتا۔ مجبوراً خاموش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد ایک عربی صاحب جن کو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا، میرے پاس تشریف لائے اور بعد سلام علیک پہلا لفظ یہ فرمایا۔

کیا سبب ہے کہ میں آپ کو پریشان دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا پریشانی ظاہر ہے ہمارے ساتھ مستورات ہیں اور مردوں کا یہ کثیر ہجوم ہمیں پانچ گھنٹے یہیں کھڑے ہو گئے۔ فرمایا اپنے مردوں کا حلقہ بنا کر عورتوں کو درمیان میں لے لو اور میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ غرض حلقہ میں عورتوں کو لے کر اُن عربی صاحب کے پیچھے ہو لئے۔ ہم نے دیکھا کہ راستہ بھر ہمارے شانے سے بھی کسی غیر شخص کا شانہ نہیں لگا جب راستہ طے ہوا فوراً وہ عربی صاحب نظروں سے غائب ہو گئے۔

جدہ پہنچتے ہی مجھے فوراً بخار آ گیا اور میری عادت ہے کہ بخار میں سردی بہت معلوم ہوتی ہے۔ محاذات یلملم سے بحمد اللہ تعالیٰ احرام بندھ چکا تھا۔ اس سردی میں رضائی گردن تک اوپر سے ڈال لیتا کہ احرام میں چہرہ چھپانا منع ہے سو جاتا آنکھ کھلتی تو بحمد اللہ تعالیٰ رضائی گردن سے اصلاً نہ بڑھی ہوتی۔ تین روز جدہ میں رہنا ہوا اور بخار ترقی پر ہے۔ آج چل کر جدہ کے کھلے میدان میں رات بسر کرنی ہوگی، بخار میں کیا حالت ہوگی۔ سرکارِ اقدس ﷺ سے عرض کی بحمد اللہ تعالیٰ بخار معاً جاتا رہا اور تیرھویں تک عود نہ کیا۔ جب بفضلہٖ تعالیٰ تمام مناسک حج سے فارغ ہو لئے تیرھویں تاریخ بخار نے عود کیا۔ میں نے کہا اب آیا کیجئے ہمارا کام رب العزت نے پورا کر دیا۔

بعد فراغ مناسک حج کتب خانہ حرم محترم کی حاضری کا شغل رہا۔ پہلے روز جو حاضر ہوا حامد رضا خان ساتھ تھے۔ محافظ کتب حرم ایک وجیہ و جمیل عالم نبیل مولانا سید اسمٰعیل تھے۔ یہ پہلا دن ان کی زیارت کا تھا۔ یہ حضرت مثل دیگر اکابر مکہ معظمہ اس فقیر سے غائبانہ خلوص تام رکھتے تھے۔ جس کا سبب میرا فتویٰ مسمّٰی بہ فتاوے الحرمین لرجف ندوۃ المین تھا کہ سات برس پہلے ۱۳۱۶ھ میں روندہ کے لئے اٹھائیس سوال و جواب پر مشتمل جسے میں نے بیس گھنٹے سے کم میں لکھا تھا اور بذریعہ بعض حجاج خادمانِ دین ان حضرات کے حضور پیش ہوا اور انہوں نے اپنی گراں بہا تقریظات سے اسے حریں فرمایا اور فقیر کو بیشمار اعلیٰ اعلیٰ درجے کے کلمات دعا و ثنا کا شرف دیا اور وہ مع ترجمہ ایک مبسوط کتاب ہو کر بمبئی ۱۳۱۷ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکا تھا۔ اس وقت مولا عزوجل نے اس ذرہ بے مقدار کی کمال محبت و وقعت ان جلیل قلوب میں ڈال دی تھی مگر ملاقات ظاہری نہ ہوئی تھی۔ حضرت مولانا موصوف سے کچھ کتابیں مطالعہ کے لئے نکلوائیں۔ حاضرین میں سے کسی نے اس مسئلہ کا ذکر کیا کہ قبل زوال رمی، کیسی؟ مولانا نے فرمایا، یہاں کے علماء نے جواز پر فتویٰ دیا ہے۔ حامد رضا خاں سے اس بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ مجھ سے استفسار ہوا۔ میں نے کہا خلاف مذہب ہے مولانا سید صاحب نے ایک متداول کتاب کا نام لیا کہ اس میں جواز کو علیہ الفتویٰ لکھا ہے۔ میں نے کہا ممکن ہے کہ روایتاً جواز ہو مگر علیہ الفتویٰ ہرگز نہ ہوگا۔ وہ کتاب لے آئے مسئلہ نکلا اور اسی صورت سے نکلا جو فقیر نے گذارش کی تھی یعنی اس میں علیہ الفتویٰ کا لفظ نہ تھا حضرت مولانا نے حامد رضا خان سے کان میں جھک کر پوچھا کہ یہ کون ہے اور حامد رضا خاں کو بھی نہ جانتے تھے مگر اس وقت گفتگو

انہیں سے رہی تھی۔ لہٰذا ان سے پوچھا۔ انھوں نے میرا نام لیا۔ نام سنتے ہی حضرت مولانا وہاں سے اُٹھ کر بیتابانہ دوڑتے ہوئے آ کر فقیر سے لپٹ گئے، پھر تو بحمد اللہ تعالیٰ دوا دنے کامل ترقی کی۔ اس بار سرکار حرم محترم میں میری حاضری بے اپنے ارادے کے جس غیر متوقع اور غیر معمولی طریقوں پر ہوئی اس کا کچھ بیان اوپر ہو چکا ہے، وہ حکمتِ الٰہیہ یہاں آ کر کھلی، سننے میں آیا کہ وہابیہ پہلے سے آئے ہوئے جن میں خلیل احمد انبٹھی اور بعض وزراء ریاست دیگر اہل ثروت بھی ہیں۔ حضرت شریف تک رسائی پیدا کی ہے اور مسئلہ غیب چھیڑا ہے اور اس کے متعلق کچھ سوال اعلم علماء مکہ حضرت شیخ صالح کمال سابق قاضی مکہ و مفتی حنفیہ کی خدمت میں پیش ہوا ہے۔

میں حضرت موصوف کی خدمت میں گیا۔ حضرت مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے عزیزی مولوی عبدالاحد صاحب بھی ہمراہ تھے۔ میں نے بعد سلام و مصافحہ مسئلہ علم غیب کی تقریر شروع کی اور دو گھنٹہ تک اسے آیات و احادیث و اقوال آئمہ سے ثابت کیا اور مخالفین جو شبہات کیا کرتے ہیں ان کا رد کیا۔ اس دو گھنٹے تک حضرت موصوف محض سکوت کے ساتھ ہمہ تن گوش ہو کر میرا منہ دیکھتے رہے۔ جب میں نے تقریر ختم کی، چپکے سے اٹھتے ہوئے قریب الماری رکھی تھی وہاں تشریف لے گئے اور ایک کاغذ نکال لائے جس پر مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری کے رسالہ اعلام الاذکیا کے اس قول کے متعلق کہ حضور اقدس ﷺ کو ھُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَ ھُوَ بِکُلِّ شَیءٍ عَلِیْم لکھا چند سوال تھے اور جواب کی چار سطریں ناتمام اٹھا لائے مجھے دکھایا اور فرمایا تیرا آنا اللہ کی رحمت تھا ورنہ مولوی سلامت اللہ کے کفر کا فتویٰ یہاں سے جا چکتا۔ میں حمد الٰہی بجا لایا اور منرو دگار پر واپس آیا۔ مولانا سے مقام کا کوئی تذکرہ نہ آیا تھا۔ اب وہ فقیر کے پاس تشریف لانا چاہتے ہیں اور حج کا ہنگامہ اور جائے قیام نامعلوم، آخر خیال فرمایا کہ ضرور کتب خانہ میں آیا کرتا ہوگا۔ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کی تاریخ ہے۔ بعد نماز عصر میں کتب خانے کے زینے پر چڑھ رہا ہوں پیچھے سے ایک آہٹ معلوم ہوئی دیکھا تو حضرت مولانا شیخ صالح کمال ہیں۔ بعد سلام و مصافحہ دفتر کتب خانہ میں جا کر بیٹھے۔ وہاں حضرت مولانا سید اسمٰعیل اور ان کے نوجوان سعید رشید بھائی سید مصطفےٰ اور ان کے والد ماجد سید خلیل اور بعض حضرات بھی کہ اس وقت یاد نہیں تشریف فرما ہیں۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جیب سے ایک پرچہ

نکلا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے (یہ وہی سوال ہیں جن کا جواب مولانا نے شروع کیا تھا اور تقریر فقیر کے بعد چاک فرما دیا) مجھ سے فرمایا یہ سوال وہابیہ نے حضرت سیدنا کے ذریعہ سے پیش کئے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے (سیدنا وہاں شریف مکہ کو کہتے ہیں کہ اس وقت شریف علی پاشا تھے) میں نے مولانا سید مصطفیٰ سے گذارش کی کہ قلم دوات دیجئے۔ حضرت مولانا سید کمال و مولانا سید اسمٰعیل و مولانا سید خلیل سب اکابر نے کہ تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا کہ ہم ایسا فوری جواب نہیں چاہتے بلکہ ایسا جواب ہو کہ خبیثوں کے دانت کھٹے ہوں۔ میں نے عرض کی کہ اس کے لئے قدرے مہلت چاہئے۔ دو گھڑی دن باقی ہے اس میں کیا ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا کل سہ شنبہ، پرسوں چہار شنبہ ہے۔ ان دو روز میں ہو کر پنجشنبہ کو مجھے مل جائے کہ میں شریف کے سامنے پیش کر دوں۔

میں نے اپنے رب عزوجل کی عنایت اور اپنے نبی ﷺ کی اعانت پر بھروسہ کر کے وعدہ کر لیا اور شان الٰہی کہ دوسرے ہی دن سے بخار نے پھر عود کیا اسی حالت تپ میں رسالہ تصنیف کرتا اور حامد رضا خاں تبییض کرتے، اس کا شہرہ مکہ معظمہ میں ہوا کہ وہابیہ نے فلاں طرف سوال متوجہ کیا ہے اور وہ جواب لکھ رہا ہے۔ میں نے اس رسالہ میں غیوب خمس کی بحث نہ چھیڑی تھی کہ سائلوں کے سوال میں نہ تھی اور مجھے بخار کی حالت میں بکمال تعجیل قصد تکمیل آج ہی کہ میں لکھ رہا ہوں۔ حضرت شیخ الخطباء حضرت شیخ کبیر العلماء مولانا شیخ احمد ابوالخیر مردا کا پیام آیا کہ میں پاؤں سے معذور ہوں اور رسالہ سننا چاہتا ہوں، میں اسی حالت میں جتنے اوراق لکھے گئے تھے لے کر حاضر ہوا۔ رسالہ کی قسم اول ختم ہو چکی تھی جس میں میں اپنے مسلک کا ثبوت ہے۔ قسم دوم لکھی جا رہی تھی جس میں وہابیہ کا رد اوران کے سوالوں کا جواب ہے۔ حضرت شیخ الخطباء نے اول تا آخر سن کر فرمایا: میری خواہش ہے کہ ضرور زیادہ ہو، میں نے قبول کیا رخصت ہوتے وقت ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا حضرت موصوف نے باآں فضل و کمال و باآں کبر سال کہ عمر شریف ستر برس سے متجاوز تھی، یہ لفظ فرمائے کہ:

اَنَا اُقَبِّلُ اَرْجُلَکُمْ، اَنَا اُقَبِّلُ اَنْعَالَکُمْ

آمین میں تمہارے قدموں کو بوسہ دوں، میں تمہارے جوتوں کو بوسہ دوں۔

یہ میرے حبیب کریم ﷺ کی رحمت کہ ایسے اکابر کے قلوب میں اس بے وقعت کی یہ

وقعت! میں واپس آیا اور شب ہی میں بحث خمس کو بڑھایا۔ اب دوسرا دن چہار شنبہ کا ہے، صبح کی نماز پڑھ کر حرم شریف سے آتا ہوں کہ مولانا سید عبدالحی ابن مولانا سید عبدالکبیر محدث ملک مغرب (کہ اس وقت تک ان کی چالیس کتابیں علوم حدیثیہ ودینیہ میں، مصر میں چھپ چکی تھیں، ان کا خادم پیام لایا: کہ مولانا تجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے خیال کیا وعدے میں آج ہی کا دن باقی ہے اور ابھی بہت کچھ لکھنا باقی ہے۔ عذر کر بھیجا کہ آج کی معافی دیں کل میں خود حاضر ہوؤں گا۔ فوراً خادم واپس آیا کہ میں آج ہی مدینہ طیبہ جاتا ہوں، تبریز ہو چکی ہے یعنی قافلے کے اونٹ بیرون شہر جمع ہو لئے ہیں، ظہر پڑھ کر سوار ہو جاؤں گا۔ اب میں مجبور ہوا اور مولانا کو تشریف آوری کی اجازت دی۔ وہ تشریف لائے اور علوم حدیث کی اجازتیں فقیر سے طلب فرمائیں اور لکھوائیں اور علمی مذاکرات ہوتے رہے یہاں تک کہ ظہر کی اذان ہوئی۔ وہاں زوال ہوتے ہی معاً اذان ہو جاتی ہے، اور وہ نماز میں حاضر ہوئے۔ بعد نماز وہ عازمِ مدینہ طیبہ ہوئے اور میں فرودگاہ پر آیا۔

آج کے دن کا بڑا حصہ یوں بالکل خالی گیا اور بخار ساتھ ہے۔ بقیہ دن میں اور بعد عشاء فضل الٰہی اور عنایت رسالت پناہی علیہ ﷺ نے کتاب کی تکمیل تبییض سب پوری کرادی۔ **الدولة المكية بالمادة الغيبية** اس کا تاریخی نام ہوا، اور پنجشنبہ کی صبح ہی کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچا دی گئی۔ مولانا نے دن میں اسے کامل طور پر مطالعہ فرمایا اور شام کو شریف صاحب کے یہاں لے کر تشریف لے گئے۔ عشاء کی نماز وہاں شروع وقت پر ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد نصف شب تک کہ عربی گھڑیوں میں چھ بجتے ہیں، شریف علی پاشا کا دربار ہوتا تھا حضرت مولانا نے دربار میں کتاب پیش کی اور علی الاعلان فرمایا: اس شخص نے وہ علم ظاہر کیا جس کے انوار چمک اٹھے اور جو ہماری خواب میں بھی نہ تھا۔ حضرت شریف نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا۔ دربار میں دو وہابی بھی بیٹھے تھے: ایک احمد فقیہ کہلاتا، دوسرا عبدالرحمٰن اسکوبی۔ انھوں نے مقدمہ کتاب کی آمد ہی سن کر سمجھ لیا کہ یہ کتاب رنگ بدل دے گی۔ شریف ذی علم ہیں مسئلہ ان پر منکشف ہو جائے گا لہٰذا چاہا کہ سننے نہ دیں، بحث میں اُلجھا کر وقت گذاریں۔ کتاب پر کچھ اعتراض کیا حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جواب دیا۔ آگے بڑھے، انہوں نے پھر ایک مہمل اعتراض کیا، حضرت مولانا نے جواب دیا اور فرمایا: کتاب سن لیجئے پوری کتاب سننے سے پہلے اعتراض بے قاعدہ ہے، ممکن ہے کہ

آپ کے شکوک کا جواب کتاب ہی میں آئے اور نہ ہو تو میں جواب کا ذمہ دار ہوں اور مجھ سے نہ ہو سکا تو مصنف موجود ہے۔ یہ فرما کر آگے پڑھنا شروع کیا، کچھ دور پہنچے تھے، انھیں الجھانا مقصود تھا پھر معترض ہوئے۔ اب حضرت مولانا نے حضرت شریف سے کہا کہ سیدنا! حضرت کا حکم ہے کہ میں کتاب پڑھ کر سناؤں اور یہ بے جا الجھتے ہیں، حکم ہو تو ان کے اعتراضوں کا جواب دوں یا حکم ہو تو کتاب پڑھ کر سناؤں۔ شریف صاحب نے فرمایا: اقراء: آپ پڑھئے! اب ان کی ہاں کون نہ کر سکتا تھا، معترضوں کا منہ مارا گیا اور مولانا کتاب سناتے رہے۔ اس کے دلائل قاہرہ سن کر مولانا شریف نے آواز بلند فرمایا: اللّٰہ یُعْطِیْ وَ ھٰؤُ لَاءِ یَمْنَعُوْنَ: یعنی اللہ تعالیٰ تو اپنے حبیب ﷺ کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے اور یہ (وہابیہ) منع کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ نصف شب تک نصف کتاب سنائی، اب دربار برخاست ہونے کا وقت آ گیا۔ شریف صاحب نے حضرت مولانا سے فرمایا کہ یہاں نشانی رکھ دو کتاب بغل میں لے کر بالاخانہ پر آرام کے لئے تشریف لے گئے وہ کتاب آج تک انہیں کے پاس ہے اصل سے متعدد نقلیں مکہ معظمہ کے علماء کرام نے لیں اور تمام مکہ معظمہ میں کتاب کا شہرہ ہو اور وہابیہ پر اوس پڑ گئی۔ بفضلہ تعالیٰ سب لوہے ٹھنڈے ہو گئے۔ گلی کوچہ میں مکہ معظمہ کے لڑکے ان کا تمسخر کرتے کہ اب کچھ نہیں کہتے اب وہ جوش کیا ہوئے اب وہ مصطفےٰ ﷺ کے لئے علوم غیب ماننے والوں کو کافر کہنا کدھر گیا۔ تمہارا کفر و شرک تمہیں پر پلٹا۔ وہابیہ کہتے اس شخص نے کتاب میں منطقی تقریریں بھر کر شریف پر جادو کر دیا مولا نا عزوجل کا فضل حبیب اکرم ﷺ کا کرم کہ علمائے کرام نے کتاب پر تقریظیں لکھنا شروع کیں وہابیہ کا دل جلتا اور بس نہ چلتا اور اس فکر میں ہوئے کہ کسی طرح فریب کر کے تقریظات تلف کر دی جائیں ایک جگہ جمع ہوئے اور حضرت مولانا شیخ ابوالخیر مرداد سے عرض کی کہ ہم بھی کتاب پر تقریظیں لکھنا چاہتے ہیں کتاب ہمیں منگوا دیجئے وہ سید تھے مقدس بزرگ ان کے فریبوں کو کیا جانیں۔ اپنے صاحبزادے مولانا عبداللہ مرداد کو میرے پاس بھیجا کہ یہ صاحب مسجد حرام کے امام ہیں اور اسی زمانے میں فقیر کے ہاتھ پر بیعت فرما چکے ہیں۔ حضرت مولانا ابوالخیر کا منگانا اور مولانا عبداللہ مرداد کا لینے کو آنا مجھے شبہہ کی کوئی وجہ نہ ہوتی مگر مولےٰ عزوجل کی رحمت

وہابیہ کی مکہ معظمہ میں خواری و ذلت و رسوائی (ف) وہابیہ کیا دوں کا کید عظیم اور علم علمائے مکہ کو فریب دینا۔

میں اس وقت کتب خانہ حرم شریف میں تھا۔ حضرت مولانا اسمٰعیل لو اللہ عزوجل جنات عالیہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت عطا فرماتے قبل اس کے کہ کچھ کہوں نہایت ترشی اور جلال سیادت سے فرمایا کتاب ہرگز نہ دی جائے گی جو تقریظیں لکھنی ہوں لکھ کر بھیج دو میں نے گذارش بھی کہ حضرت مولانا ابوالخیر منگاتے ہیں اور ان کے صاحبزادے لینے آتے ہیں اور ان کا جو تعلق فقیر سے ہے آپ کو معلوم ہے فرمایا جو لوگ وہاں جمع ہیں ان کو میں جانتا ہوں وہ منافقین ہیں مولانا ابوالخیر کو انہوں نے دھوکہ دیا ہے یوں اس عالم نبیل سید جلیل کی برکت نے کتاب بحمد اللہ تعالیٰ محفوظ رکھی واللہ الحمد جب وہابیہ کا یہ مکر بھی نہ چلا اور مولانا شریف کے یہاں سے بحمدہ تعالیٰ ان کا منہ کالا ہوا ایک ناخواندہ جاہل کہ نائب الحرام کہلاتا (اسے کسی طرح اپنے) موافق کیا۔ احمد راتب پاشا اس زمانہ میں گورنر مکہ معظمہ تھے۔ آدمی ناخواندہ مگر دیندار۔ ہر روز بعد عصر طواف کرتے۔ خیال کیا کہ شریف ذی علم تھے کتاب سن کر معتقد ہو گئے یہ بے پڑھا فوجی آدمی ہمارے بھڑکائے سے بڑک جائے گا۔ ایک روز یہ طواف سے فارغ ہوئے ہیں کہ نائب الحرم نے ان[1] سے گذارش کی کہ ایک ہندی عالم نے ہندوستان میں بہت لوگوں کے عقیدے بگاڑ دیئے ہیں اور اب اہل مکہ کے عقیدے خراب کرنے آیا ہے اور ساتھ ہی دل میں سوچا کہ یہ کیونکر جے گی کہ ایک ہندی مکیوں کے عقیدے بگاڑ دے لہٰذا مجبورانہ اس کے ساتھ یہ کہنا پڑا کہ اور اکابر علماء مکہ مثل شیخ العلماء سید محمد سعید بابصیل و مولانا شیخ صالح کمال و مولانا ابوالخیر مرداد اس کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ کی شان کہ یہ واقعی بات جو اس نے مجبورانہ کہی اس پر اُلٹی پڑی۔ پاشا نے بکمال غضب ایک چپت اس کی گردن پر جمائی اور کہا:

یَا خَبِیْثُ ابْنَ الْخَبِیْثِ یَا کَلْبُ ابْنَ الْکَلْبِ اِذَا کَانَ ھٰؤُلَاءِ
مَعَہٗ فَھُوَ لِیُفْسِدُ اَمْ یُصْلِحُ

اے خبیث ابن خبیث اے ۔ ے کے بچے جب یہ اکابر اس کے ساتھ
ہیں تو وہ خرابی ڈالے گا یا اصلاح کرے گا۔

اس روز سے مولانا سید اسمٰعیل وغیرہ اسے ناھب الحرام کہتے اور احمد فلکیہ کو احمق سفیہ

---

[1] وہابیوں کا دوسرا مکر

اور ایک اور مخالف کو معصوم، مولانا شریف کا دربار مہذب دربار تھا وہاں وہابیہ کو مہذب ذلت[1] پہنچی، یہ ایک جنگی فوجی ترک کا سامنا تھا۔ اسی طریقے کی ذلت پائی۔ دولت مکیہ کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے کچھ پہلے سے بفضلہ تعالیٰ حسام الحرمین کی کاروائی جاری کی۔ اکابر نے جو عالیشان تقریظات اس پر لکھیں: آپ حضرات کے پیش نظر ہیں۔ ابتدا ہی میں یہ فتویٰ حضرت مولانا شیخ صالح کمال کے پاس تقریظ کو گیا تھا اُدھر حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے کتاب سنانے کے ضمن میں حضرت شریف سے خلیل احمد کے عقائد ضالہ اور اس کی کتاب براہین قاطعہ کا بھی ذکر کر دیا تھا۔ انبیٹھی صاحب کو خبر ہوئی، مولانا کے پاس کچھ اشرفیاں[1] نذرانہ لے کر پہنچے اور عرض کی کہ حضرت مجھ پر کیوں ناراض ہیں۔ فرمایا: کیا تم خلیل احمد ہو؟ کہا ہاں! مولانا نے فرمایا: تجھ پر افسوس تو نے براہین قاطعہ میں وہ شنیع باتیں کیسے لکھی ہیں، میں تو تجھے زندیق لکھ چکا ہوں (اس سے پہلے مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل لکھ کر علمائے مکہ سے تقریظیں لے چکے تھے اس پر مولانا شیخ صالح کمال کی بھی تقریظ ہے اور اس میں انبیٹھی صاحب اور ان کے استاد گنگوہی صاحب کو زندیق لکھا ہے) انبیٹھی صاحب نے کہا: حضرت جو باتیں میری طرف نسبت کی گئی ہیں افترا ہیں میری کتاب میں نہیں ہیں۔ فرمایا: تمہاری کتاب براہین قاطعہ چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور میرے پاس موجود ہے۔ انبیٹھی نے کہا: حضرت! کیا کفر سے توبہ قبول نہیں ہوئی؟ فرمایا ہوتی ہے۔ مولانا نے چاہا کسی مترجم کو بلائیں اور براہین قاطعہ انبیٹھی صاحب کو دکھا کر ان کلمات کا اقرار کرا کر توبہ لیں مگر انبیٹھی صاحب رات ہی میں جدہ کو فرار ہو گئے۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے حضرت مولانا سید اسمٰعیل کو اس واقعہ کی اطلاع کا خط بھیجا، اور انھوں نے بعینہٖ اپنے خط میں رکھ کر مجھے بھیج دیا۔ وہ اب تک میرے پاس محفوظ ہے۔ صبح کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال فقیر کے پاس تشریف لائے اور خود یہ واقعہ بیان کیا اور فرمایا: میں نے سنا کہ وہ رات ہی میں بھاگ گیا۔ میں نے کہا: مولانا! آپ نے بھگا دیا۔ فرمایا: میں نے۔ میں نے کہا: ہاں آپ نے۔ فرمایا: یہ کیونکر! میں نے عرض کیا: جب اس نے آپ سے پوچھا کہ کیا کافر کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

---

[1] وہابیوں کی ترقی مسلمانوں کے یہاں ذلت ہے۔

آپ نے کیا فرمایا! فرمایا: میں نے کہا ہوتی ہے۔ میں نے کہا: اسی نے اسے بھگایا۔ آپ کو یہ فرمانا تھا کہ جو رسول اللہ ﷺ کی توہین کرے اس کی توبہ قبول نہیں۔ فرمایا: واللہ! یہ مجھ سے رہ گئی میں نے کہا تو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) انبیٹھی جی کے بارے میں مولانا صالح کمال کا ایک نامی نامہ۔

صاحب الفضيلة والاخلاق والمجة الجميلة حضرة السيد اسمعيل افندى حافظ الكتب حضر عندنا قبل تاريخة رجل من اهل اهند يقال له خليل احمد مع بعض علماء الهند المخاورين بمكة يستعطف خاطرنا عليه لانه قد بلغه انى شديد الغيظ عليه وانا لااعرفه' شخصاً فقال يا سيدى بلغنى ان كم واجدون على ر ذالك لسبب انى ذكرت ماوقع منه فى البراهين القاطعه لدى حضرت الامير حفظ اللّٰه فقلت له' لعلك خليل احمد الانبيٹهى فقال نعم فقلت له' و يحك كيف تقول فى البراهين قاطعه تلك المقالات الشنيعة و تجوز الكذب على اللّٰه جل جلاله' كيف الاغتاظ عليك ولقد كتبت عليها بانك رجل زنديق و كيف

(ترجمہ) بزرگی اور اخلاق اور محبت جمیلہ والے حضرت سید اسمٰعیل آفندی حافظ الکتب آیا ہمارے پاس آج سے پہلے ایک شخص ہندی جس کو خلیل احمد کہا جاتا ہے ہمراہی میں بعض علمائے ہند کی جو مکہ میں مجاور ہیں مہربان کرنا چاہتا تھا ہمارے دل کو اپنے اُوپر اس لئے کہ اسے خبر پہنچی کہ میں سخت ناراض ہوں اس پر، پس کہا: اے میرے سردار مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ مجھ پر ناراض ہیں۔ یہ آنا اس کا اس سبب سے تھا کہ جو کچھ اس سے براہین قاطعہ ہیں واقع ہوا تھا اس کو میں نے حضرت امیر حفظ اللہ سے ذکر کر دیا تھا پس میں نے اس سے کہا شاید تو خلیل احمد انبیٹھی ہے۔ کہا ہاں۔ میں نے کہا: تجھ پر افسوس ہے تو کیوں کر کہتا ہے براہین قاطعہ میں یہ گندی باتیں اور جائز رکھتا ہے تو کذب اللہ جل جلالہٗ پر کیوں کہ نہ ناراض ہوں میں تجھ پر اور البتہ تحقیق لکھ چکا ہوں میں تجھ کو ان کی برابر زندیق اور کس طرح

آپ ہی نے بھگایا۔ زمانہ قیام میں علماء عظماء مکہ معظمہ نے بکثرت فقیر کی دعوتیں بڑے اہتمام سے کیں۔ ہر دعوت میں علماء کا مجمع ہوتا، مذاکرات علمیہ رہتے۔ شیخ عبدالقادر کردی مولانا شیخ صالح کمال کے شاگرد تھے۔

(حاشیہ صفحہ ۱۲۲)

تعذور بنكروهي قد طبعت و شاعت عنك و قال يا سيدي هي لي ولكن ليس فيها تجويز الكذب على الله ولان كان فيها فانا تائب و راجع عما فيها مما يخالف اهل السنة والجماعة فقلت له ان الله يحب التائبين والبراهين موجودة وساخرج لك منها هذا الذي انكرته و تجاسرته به على الله جل شانه فصار يتصل و يعتذور يقول ان كان فهو مكذوب على وانا رجل مسلم موحد من اهل السنة والجماعة فتعجبت منه كيف ينكرما هو مطبوع في رسالة البراهين القاطعة المطبوعة بلسان الهند و ظهرلي انه انما قال ذالك تقية

عذر کرتا ہے اور انکار کرتا ہے حالانکہ براہین قاطعہ چھپ کر تیری جانب سے شائع ہو چکی ہے۔ پس کہا اے سردار وہ کتاب تو میری ہے۔ مگر اس میں امکان کذب کا مسئلہ نہیں ہے اور اگر ہے اس میں تو میں توبہ کرتا ہوں اور اس میں کچھ مخالفت مذہب اہل سنت والجماعت ہے اس سے رجوع کرتا ہوں۔ پس میں نے کہا بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور براہین میرے پاس موجود ہے ابھی نکالتا ہوں وہ کہ جس کا تو نے انکار کیا ہے اور جرأت کی تو نے اللہ جل شانہٗ پر تو عذر و خوشامد کرنے لگا اور بولا اگر وہ براہین قاطعہ میں ہے تو مجھ پر افترا ہے۔ اور میں مسلمان موحد سنی ہوں، میں نے نہ اس میں یہ کہا نہ کچھ اور جو مخالفت مذہب اہل سنت سے ہے۔ مجھے تعجب ہوا کیوں کر انکار کرتا ہے اس بات سے، جو چھاپی جا چکی ہے اس کے براہین قاطعہ میں، کہ زبان ہندی میں طبع ہوئی اور مجھ پر کھل گیا کہ وہ یہ باتیں تقیہ سے کہتا ہے

مسجد الحرام شریف کے احاطے ہی میں ان کا مکان تھا انھوں نے تقرر دعوت سے پہلے باصرار تمام پوچھا کہ تجھے کیا چیز مرغوب ہے۔ ہر چند عذر کیا نہ مانا آخر گذارش کی کہ الحلو البارد شریں سرد۔ ان کے یہاں دعوت میں انواع اطمعہ جیسے اور جگہ ہوتے تھے، ان کے علاوہ ایک عجیب نفیس چیز پائی گئی کہ اس الحلو البارد کی پوری مصداق تھی، نہایت شریں و سرد اور خوش ذائقہ! ان سے پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے: کہا رضی الوالدین اور وجہ تسمیہ یہ بتائی کہ جس کے ماں باپ ناراض ہوں یہ پکا کر کھلائے راضی ہو جائیں۔ فقیر دعوتوں کے علاوہ صرف چار جگہ ملنے کو جاتا۔ مولانا شیخ صالح کمال اور شیخ العلماء مولانا محمد سعید بابصیل اور مولانا عبدالحق مہاجر آلہ آبادی اور کتب خانے میں مولانا سید اسمٰعیل کے پاس۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ یہ حضرات اور باقی تمام حضرات فرودگاہ فقیر پر تشریف لایا کرتے صبح سے نصف شب کے قریب ملاقاتوں ہی میں وقت صرف ہوتا، مولانا شیخ صالح کمال کی تشریف آوری کی تو گنتی نہیں اور مولانا سید اسمٰعیل التزاماً روزانہ تشریف لاتے خصوصاً ایام علالت میں کہ یکم محرم ۱۳۲۴ھ سے سلخ محرم تک مسلسل رہی دن میں دوبارہ بھی تشریف لاتے، اور ایک بار کا آنا تو ناغہ ہی نہ ہوتا۔ آخر محرم میں کہ طبعیت بہت رو بہ صحت ہوگئی

کانهم مثل الرفضة یرون التقیة واجبة واردت ان احضرها واحضر من یفهم ذالک اللسان لا قره و ما فیها و استبتیه لکنه فی ثانی یوم من مجیه عندنا اهرب الیٰ جدة والاحول والا قوة الا بالله اجبنا اعلامکم بذالک ودمتم.

محمد صالح کمال

۲۸/ ذی الحجه ۱۳۲۳ھ

گویا وہ مثل روافض کے ہے جو تقیہ کو واجب جانتے ہیں اور میں نے ارادہ کیا کہ براہین قاطعہ لاؤں اور اس شخص کو بلاؤں جو اس زبان کو سمجھتا ہے تاکہ اس سے اقرار لوں اس کا جو کچھ براہین قاطعہ میں ہے اور توبہ لوں لیکن وہ ہمارے پاس آنے کے دوسرے دن جدہ کو بھاگ گیا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ہم نے دوست رکھا خبردار کرنا اس واقعہ پر اور آپ ہمیشہ رہیں۔

محمد صالح کمال ۲۸/ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

تھی، ایک ضرورت کے سبب دو روز تشریف لانا نہ ہوا، ان دو روز میں میرا ان کی طرف اشتیاق میں ہی جانتا ہوں۔ میں ان سید جلیل کو ایک پرچہ پر یہ تین شعر لکھ کر بھیجے۔

ھذا ن یومان ما فزنا بطلعتکم	ولو قدرنا جعلنا راسنا قدما
قالو القاء خلیل للعلیل شفاء	الاتحبون ان تبرو النا سقما
عود تمونا طلوع الشمس کل ضحی	وھل سمعتم کریماً یقطع الکرما[1]

اس رقعہ کو دیکھ کر سید موصوف کی جو کیفیت ہوئی حامل رقعہ نے دیکھی۔ فوراً اس کے ساتھ ہی تشریف لے آئے اور پھر روز رخصت تک کوئی دن خالی جانا مجھے یاد نہیں۔ حضرت مولانا عبدالحق الہ آبادی کو چالیس سال سے زائد مکہ معظمہ میں گزرے تھے، کبھی شریف کے یہاں بھی تشریف نہ لے گئے۔ قیام گاہ فقیر پر دوبارہ تشریف لائے۔ مولانا سید اسمٰعیل وغیرہ ان کے تلامذہ فرماتے تھے کہ یہ محض خرق عادت ہے۔ مولانا کا دم بسا غنیمت تھا ہندی تھے مگر ان کے انوار مکہ میں چمک رہے تھے التزاماً ہر سال حج کرتے۔ مولانا سید اسمٰعیل فرماتے تھے کہ ایک سال زمانۂ حج میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب بہت علیل اور صاحب فراش تھے، نویں تاریخ اپنے تلامذہ سے کہا: مجھے حرم شریف میں لے چلو! کئی آدمی اٹھا کر لائے کعبہ معظمہ کے سامنے بٹھایا، زمزم شریف منگا کر پیا اور دعا کی کہ الٰہی حج سے محروم نہ رکھ اسی وقت مولیٰ تعالیٰ نے ایسی قوت عطا فرمائی کہ اُٹھ کر اپنے پاؤں سے عرفات شریف گئے اور حج ادا کیا مکہ معظمہ میں بنام علم کوئی صاحب ایسے نہ تھے جو فقیر کو ملنے نہ آئے ہوں سوا

---

[1] ترجمہ اشعار ا: یہ دو دن ہیں کہ ہمیں دیدار نہ ملا اور ہم میں طاقت ہوتی تو سر کے بل آتے،

نمبر ۲: لوگ کہتے ہیں لقاء خلیل شفاء علیل ہے یعنی دوست کا آنا مرض کا جانا ہے کیا آپ ہمارے مرض کی شفاء نہیں چاہتے۔

نمبر ۳: آپ نے ہمیں عادی کر دیا کہ ہر چاشت کو سورج طلوع کرے اور آپ نے کسی کریم کو سنا کہ کرم قطع کرے۔

شیخ عبداللہ بن صدیق بن عباس کے کہ اس وقت مفتی حنفیہ تھے اور وہاں مفتی حنفیہ کا منصب شریف سے دوسرے درجے میں سمجھا جاتا ہے، اپنے منصب جلالت قدر نے انھیں فقیر غریب الوطن کے پاس آنے سے روکا۔ ایک شاگردِ خاص کو فقیر کے پاس بھیجا کہ حضرت مفتی حنفیہ نے بعد سلام فرمایا ہے کہ میں آپ کی زیارت کا بہت مشتاق ہوں، مولانا سید اسمٰعیل اس وقت میرے پاس بیٹھے تھے۔ میں نے چاہا کہ حاضری کا وعدہ کروں مگر اللہ اعلم حبیب اکرم ﷺ کے کرم نے ان اکابر کے دل میں اس ذرۂ بے مقدار کی کیسی وقعت ڈالی تھی، فوراً روکا اور فرمایا: واللہ یہ نہ ہوگا۔ تمام علماء ملنے آئے ہیں وہ کیوں نہیں آتے ہیں۔ ان کی قسم کے سبب مجبور رہا مگر تقدیر الٰہی میں ان سے ملنا تھا اور نئی شان سے تھا، اس کا ذریعہ یہ ہوا کہ انھیں دونوں میں مولانا عبداللہ مرداد مولانا حامد احمد محمد جداوی نے نوٹ کے بارے میں فقیر سے استفتا کیا تھا جس میں بارہ سوال تھے اور میں نے بکمال استعجال اس کے جواب میں رسالہ کفل الفقیه الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم تصنیف کیا تھا، وہ تبییض کے لئے حرم شریف کے کتب خانے میں سید مصطفےٰ برادر خورد مولانا سید اسمٰعیل کے پاس تھا کہ نہایت جمیل الخط ہیں زمانہ سابق میں جب میرے استاذ الاستاذ حضرت مولانا جمال بن عبداللہ عمر بن مکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مفتی حنفیہ تھے ان سے نوٹ کے بارے میں سوال ہوا تھا، اور جواب تحریر فرمایا تھا کہ علم گردنوں علماء میں امانت ہے۔ مجھے اس کے جزئیہ کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ کچھ حکم دوں۔ ایک دن کتب خانہ میں جاتا اور ایک شان دار صاحب کو بیٹھے دیکھتا ہوں کہ میرا رسالہ کفل الفقیہ مطالعہ کر رہے ہیں۔ جب اس مقام پر پہنچے، جہاں میں نے فتح القدیر سے یہ عبارت نقل کی ہے اگر کوئی شخص اپنے ایک کاغذ کا ٹکڑا ہزار روپیہ کو بیچے جائز ہے مکروہ نہیں پھڑک اٹھے اور اپنی ران پر ہاتھ مار کر بولے:

این جمال بن عبداللّٰہ من ھذا النص الصریح

حضرت جمال بن عبداللہ اس نص صریح سے ہاں غافل رہے۔

پھر کوئی مسئلہ دیکھنا تھا اس کے لئے کتابیں نکلوائیں، ان کی عبارتیں نکال کر نقل کرنا چاہتے تھے اور میں رسالہ کی نقل کی تصحیح کر رہا تھا۔ اس وقت تک نہ انھوں نے مجھے جانا ہے نہ میں نے ان کو، اتنے میں اُنھوں نے دوات ایک ایسی کتاب پر رکھ دی جسے نہ دیکھ رہے تھے نہ اس سے کچھ نقل

کر رہے تھے، میں نے ان پر نہ اعتراض کیا۔ بلکہ کتاب کی تعظیم کے لئے اتار کر نیچے رکھ دی اور کہا بحرالرائق الکراہیہ میں اس کے جواز کی تصریح ہے۔ میں نے ان سے یہ تو نہ کہا کہ بحرالرائق الکراہیہ تک کب پہنچی ___ وہ کتاب القضا میں ہی ختم ہوگئی ہے۔ ہاں یہ کہا کہ ایسا نہیں بلکہ ممانعت کی تصریح فرمائی ہے مگر لکھتے وقت بضرورت مثلاً ورق ہوا سے اُڑیں نہیں، کہا کہ میں لکھنا ہی چاہتا ہوں میں نے کہا: ابھی لکھتے تو نہیں ہو، وہ خاموش ہو رہے اور حضرت سید اسمٰعیل سے مجھے پوچھا، انہوں نے فرمایا کہ یہ ہی اس رسالہ کا مصنف ہے اب ملے مگر خجلت کے ساتھ اور عجلت کے ساتھ اٹھ گئے۔

حضرت سید اسمٰعیل نے فرمایا: سبحان اللہ! یہ کیسا واقعہ ہوا۔ چہارم صفر ۱۳۲۴ھ اس سے پہلے محرم شریف میں شدید و مدید دورۂ بخار کا رہ چکا تھا۔ دوبارہ مسہل ہوئے، ایک بار ایک ہندی کی رائے سے اور نفع نہ ہوا۔ دوبارہ ایک ترکی ڈاکٹر رمضان آفندی نے بہت قلیل مقدار میں ایک نمک دیا: کہ آب زم زم شریف میں ملا کر پی لو اور پیاس بے پیاس زمزم شریف کی کثرت کرو اس سے بحمد اللہ تعالیٰ بہت نفع ہوا، اور انھوں نے دوا اور بتائی جو مجھے بالطبع محبوب و مرغوب تھی یعنی زمزم شریف کہ مجھے ہر مشروب سے زیادہ عزیز ہے، میری عادت ہے کہ باسی پانی کبھی نہیں پیتا اور اگر پیوں تو باآنکہ مزاج گرم ہے فوراً زکام ہو جاتا ہے۔ میری پیدائش سے پہلے حکیم سید وزیر علی مرحوم نے میرے یہاں باسی کو منع کر دیا تھا، جب سے معمول ہے کہ رات کے گھڑے بالکل خالی کر کے پینے کا پانی بھرا جاتا ہے تو میں نے دودھ بھی باسی پانی کا نہ پیا نہ کبھی نہار منہ پیتا ہوں نہ کبھی کھانے کے سوا اور وقت میں گرمیوں کی سہ پہر میں جو پیاس ہوتی ہے اس میں کلیاں کرتا ہوں اس سے تسکین ہوتی ہے مگر زمزم شریف کی برکت کہ صحت میں مرض میں دن میں رات میں تازہ باسی بکثرت پیا، اور نفع ہی کیا زور قیں ہر وقت بھری رکھی رہتی تھیں، بخار کی شدت میں رات کو جب آنکھ کھلی۔ کلی کر کے زمزم شریف پی لی۔ صبح وضو سے پہلے پیتا بارہ بارہ زور قین ایک دن ایک رات میں صرف میرے صرف میں آتیں، پونے تین مہینے کے قیام مکہ میں میں نے حساب کیا تو تقریباً چار من زمزم شریف پینے میں آیا ہوگا۔ حضرت مولانا سید اسمٰعیل کو اللہ تعالیٰ جنات عالیہ عطا فرمائے، میری واپسی حج کے چند سال بعد جب ۱۳۲۸ھ میں مجھ سے ملنے آئے ہیں اور میرے شوق زمزم کا ذکر ہوا، فرمایا تھا کہ ہر مہینے اتنے طنک یعنی پیپے بھیج دیا کروں گا کہ تمہارے ایک مہینے کے صرف کو کافی ہوں مگر یہاں سے جاتے ہی انہیں سفر باب عالی

ضرورت ہوئی اور مشیت الٰہی کہ وہیں انتقال فرمایا رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔

محرم شریف مجھے تقریباً بخار ہی میں گزرا، اسی حالت میں علماء کرام کو اجازت لکھی جاتیں اور اسی حالت میں کفل الفقیہ تصنیف ہوا۔ وہاں پلنگ کا بھی رواج نہیں بالا خانوں میں زمین پر فرش ہیں: اس پر سوتے ہیں مگر حضرت سید اسمٰعیل و حضرت مولانا شیخ صالح کمال رحمہا اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ایک عمدہ پلنگ منگوا دیا تھا۔ ایامِ مرض میں اسی پر سوتا اور علماء عظماء عیادت کو آتے اور فرش پر تشریف رکھتے میں اس سے نادم ہوتا۔ ہر چند چاہتا کہ نیچے اُتروں مگر قسموں سے مجبور فرماتے امتدادِ مرض مجھے زیادہ فکر حاضری سرکار اعظم کی تھی۔ جب بخار کو امتداد دیکھا میں نے اسی حالت میں قصد حاضری کیا۔ یہ علماء مانع ہوئے۔ اوّل تو یہ فرمایا کہ حالت تمہاری یہ ہے اور سفر طویل۔ میں نے عرض کی اگر سچ پوچھیے تو حاضری کا اصل مقصود زیارت طیبہ ہے، دونوں بار اسی نیت سے گھر سے چلا معاذ اللہ اگر یہ نہ ہو تو حج کا کچھ لطف نہیں۔ اُنھوں نے پھر اصرار اور میری حالت کا اشعار کیا۔ میں نے حدیث مَنْ حَجَّ وَ لَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ پڑھی۔ فرمایا تم ایک بار تو زیارت شریف کر چکے ہو۔ میں نے کہا: میرے نزدیک حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ عمر میں کتنے ہی حج کرے زیارت ایک بار کافی ہے بلکہ ہر حج کے ساتھ زیارت ضرور ہے۔ اب آپ دعا فرمائیے: کہ میں سرکار تک پہنچ لوں۔ روضۂ اقدس پر ایک نگاہ پڑ جائے اگرچہ اسی وقت دم نکل جائے۔

حضرت مولانا شیخ صالح کمال کو اللہ تعالیٰ جنات عالیہ عطا فرمائے باآں فضل و کمال کہ میرے نزدیک مکہ معظمہ میں ان کے پائے کا دوسرا عالم نہ تھا اس فقیر حقیر کے ساتھ غایت اعزاز بلکہ ادب کا برتاؤ رکھتے، بار بار کے اصرار کے ساتھ مجھ سے اجازت نامہ لکھوایا جسے میں نے ادباً کئی روز ٹالا جب مجبور فرمایا لکھ دیا۔ تین تین پہر میری ان کی مجالست ہوتی اور اس میں سوا مذاکرات علمیہ کے کچھ نہ ہوتا۔ جس زمانہ میں قاضی مکہ معظمہ رہے تھے اس وقت کے اپنے فیصلوں کے مسئلے دریافت فرماتے حقیر جو بیان کرتا، اگر ان کے فیصلہ کے موافق ہوتا بشاشت و خوشی کا اثر چہرہ مبارک پر ظاہر ہوتا اور مخالف ہوتا تو ملال و کبیدگی، اور یہ سمجھتے کہ مجھ سے حکم میں لغزش ہوئی مجھے بھی ان دونوں صاحبوں کے کرم کے سبب ان سے کمال بے تکلفی ہر قسم کی بات گذارش کر دیتا۔ ایک بار کہا: مؤذنوں نے یہ جو اذان و اقامت تکبیرات انتقال میں نغمات ایجاد کیے ہیں۔ آپ حضرات ان سے منع

نہیں فرماتے۔ فتح القدیر میں مبلغ (یعنی مکبر) کے نغموں کو مفسد نماز لکھا ہے اور یہ کہ اس کی تکبیرات پر جو مقتدی رکوع و سجود وغیرہ افعال نماز کرے گا، اس کی نماز نہ ہوگی۔ فرمایا حکم یہ ہی ہے۔ مگر ان پر علماء کا بس نہیں یہ جانب سلطنت سے ہیں۔ ایک جمعہ میں، میں خطیب کے قریب تھا۔ اس نے خطبہ میں پڑھا وارض عن اعمام نبیک الا طائب حمزة والعباس وابی طالب یہ بدعت تازہ ایجاد ہوئی۔ پہلی بار کی حاضری میں نہ تھی اور بداہتہً جانب حکومت سے تھی اسے سنتے ہی فوراً میری زبان سے آواز نکلا: اَللّٰھُمَّ ھٰذَا مُنْکَر کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

مَنْ رَایٰ مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ

فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَ ذَالِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ۔

فقیر بتوفیق رب کریم یہ حکم احکم بردجہ اوسط بجالایا اور مولے تعالیٰ کی رحمت کہ کسی کو تعرض کی جرأت نہ ہوئی فرضوں کے بعد ایک اعرابی نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا: رَاَئیْتُ تم نے دیکھا۔ میں نے کہا۔ رَاَئیْتُ ہاں دیکھا کہا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اور تشریف لے گئے ان دونوں اکابر علماء نے ہماری مجلس خلوت میں اس کی مبارک باد دی کہ اس رد منکر پر کوئی معترض نہ ہوا اور ساتھ ہی فرمایا کہ ایسے اُمور میں کہ جانب حکومت سے ہیں سکوت شایاں ہے۔

اسی واقعۂ مفتی حنفیہ کے وقت میں جناب سید مصطفےٰ خلیل برادر حضرت مولانا سید اسمٰعیل سے کہا ھَلْ عِنْدَکُمْ شَیْئٌ مِنْ ھَزْمَۃِ جِبْرِیْلَ آپ کے پاس سیدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ٹھوکر کا کچھ بقیہ ہے۔ سید زادے نے فرمایا نَعَمْ: اور کٹورے میں زمزم شریف لائے ہیں، اسے ضعف کے سبب بیٹھا ہی ہوا پی رہا تھا آنکھیں نیچی تھیں۔ جب نظر اٹھائی دیکھا تو وہ سید جلیل مؤدب ہاتھ باندھے کھڑے ہیں یہاں تک کہ کٹورا میں نے انہیں دیا۔ یہ حال ان معظم و معزز بندگانِ خدا کے ادب اجلال کا تھا۔ بایں ہمہ شدت مرض و شوق مدینہ طیبہ میں جب وہ جملہ میں نے کہا کہ روضۂ انور پر ایک نگاہ پڑ جائے پھر دم نکل جائے۔ دونوں علمائے کرام کا غصہ سے رنگ متغیر ہو گیا اور حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا: ہرگز نہیں بلکہ تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ ثُمَّ یَکُوْنُ تو روضۂ انور پر اب حاضر ہو کر پھر حاضر ہو، پھر حاضر ہو، پھر مدینہ طیبہ میں وفات نصیب ہو۔ مولےٰ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائے۔ ان کی اس غایت محبت کے غصہ نے مجھے وہ حالت یاد دلائی جو اس حج سے تیرہ چودہ برس

پہلے میں نے خواب میں اپنے حضرتِ والد ماجد قدس اللہ سرہ العزیز سے دیکھی تھی۔ میں اس زمانہ میں بشدتِ درد کمر اور سینہ میں مبتلا تھا اسے بہت امتداد واشتداد ہوا تھا۔ ایک روز دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور حضرت کے شاگرد مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کے میرے پیر بھائی اور حضرت پیر مرشد برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فدائی تھے۔ کم ایسا ہوا کہ حضرت پیر ومرشد کا نام لیتے اور ان کے آنسو رواں نہ ہوتے جب ان کا انتقال ہوا، اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اُترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضۂ انور کے قریب پائی تھی، ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم ﷺ سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں۔ عرض کی: یارسول اللہ! حضور کہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ فرمایا: برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ! یہ جنازہ میں نے پڑھایا اور یہ وہی برکات احمد ﷺ تھیں کہ محبت پیر ومرشد کے سبب اور انھیں حاصل ہوئیں۔ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَ اللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

ہاں تو اس خواب میں نے دیکھا کہ مولوی برکات احمد صاحب بھی حضرت والد ماجد اقدس سرہ العزیز کے ہمراہ میری عیادت کو تشریف لائے ہیں۔ دونوں حضرات نے مزاج پرسی فرمائی۔ میں شدتِ مرض سے تنگ آچکا تھا، زبان سے نکلا کہ حضرت دعا فرمائیں کہ اب خاتمہ ایمان پر ہو جائے۔ یہ سنتے ہی حضرت والد ماجد قدس سرہٗ الشریف کا رنگ مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا: ابھی تو باون برس مدینہ شریف میں: واللہ اعلم اس ارشاد کے کیا معنی تھے مگر اس کے بعد جو دوبارہ حاضری مدینہ طیبہ ہوئی ہے اس وقت مجھے باون واں ہی سال تھا۔ یعنی اکاون برس پانچ مہینے کی عمر تھی۔ یہ چودہ سال کی پیشن گوئی حضرت نے فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو کہ حضور اقدس ﷺ کے غلامانِ غلام کے کفش بردار ہیں علوم غیب دیتا ہے اور وہابیہ کو جناب سرکار سے انکار ہے۔ ابھی چند ماہ ہوئے ماہ رجب میں حضرت والد ماجد قدس سرہٗ الشریف خواب میں تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: اب کی رمضان میں مرض شدید ہوگا، روزہ نہ چھوڑنا۔ ویسا ہی ہوا، اور ہر چند طبیب نے کہا: میں نے بحمد اللہ روزہ نہ چھوڑا، اور اسی کی برکت نے بفضلہٖ تعالیٰ شفا دی کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے: صُوْمُوْا تَصِحُّوْا ''روزہ رکھو، تندرست ہو جاؤ گے۔'' وہ حضرات علماء بہت اس کے متمنی رہتے کہ کسی طرح

میرا وہاں قیام زیادہ ہو۔ حضرت مولانا سید اسمٰعیل نے فرمایا: یہاں کی شدتِ گرمی تمہارے لئے باعثِ تپ ہے۔ چلئے گرمی کا موسم نہایت معتدل اور وہاں میرا مکان بہت پر فضا ہے، چلئے گرمی کا موسم وہاں گذاریں میں نے گذارش کی کہ اس حالت مرض میں قابلیت سفر ہوتو سرکار اعظم ہی کی حاضری ہو ہنس کر فرمایا کہ میرا مقصود یہ تھا کہ چند مہینے وہاں تنہائی میں رہ کر تم سے کچھ پڑھتے کہ یہاں تو آمدوشد کے ہجوم سے تمہیں فرصت نہیں۔ مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا: اجازت ہوتو ہم یہاں تمہاری شادی کی تجویز کریں۔ میں نے کہا: وہ کنیز بارگاہِ الٰہی جسے میں اس کے دربار میں لایا اور اس نے مناسک حج ادا کئے کیا اس کا بدلہ یہی ہے کہ میں اسے یوں مغموم کروں۔ فرمایا: ہمارا خیال یہ تھا کہ یوں یہاں تمہارے قیام کا سامان ہو جاتا۔

اس طول مرض میں کئی ہفتہ حاضری مسجد اقدس سے محروم رہا کہ میں جس بالا خانے پر تھا، چالیس زینے کا تھا اور اس سے اُترنا اور چڑھنا نہ مقدور تھا۔ مسجد الحرام شریف میں کوئی نا آشنا سے بزرگ میرے بھائی مولوی محمد رمضان خاں کو ملتے تو فرمایا: کئی دن سے تمہارے بھائی کو نہ دیکھا انھوں نے عرض کیا علیل ہیں پانی دم فرما کر دیا کہ یہ پلاؤ اور اگر بخار باقی رہے تو میں دس بجے دن کے تم کو یہیں ملوں گا۔ دس بجے دن کے یہ بخار رہا، نہ وہ ملے اور اب میں مسجد شریف اور کتب خانہ حرم شریف میں حاضر ہونے لگا جس میں چوتھی صفر کا وہ واقعہ تھا جو مفتی حنفیہ کیساتھ پیش آیا۔ نماز صبح کے سوا کہ ہمارے نزدیک اس میں اسفار یعنی وقت خوب روشن کر کے پڑھنا افضل ہے اور شافعیہ کے نزدیک تغلیس یعنی خواب اندھیرے سے پڑھنا تین مصلوں پر نماز پہلے ہو جاتی ہے، اور مصلائے حنفی پر سب کے بعد باقی چار نمازیں سب سے پہلے مصلائے حنفی پر ہوتی ہیں۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک وقت عصر دو مثل سایہ گزر کر ہے، اس کے بعد نماز حنفی ہوتی ہے اس کے بعد باقی تین مصلوں پر، وہ لوگ اپنے لئے اسے بہت تاخیر سمجھتے۔ آخر کوشش کر کے حنفیہ سے یہ کرالیا کہ تمام عصر مطابق قول صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مثل دوم کے شروع میں پڑھ لیں۔ اس بار کی حاضری میں یہ جدید بات دیکھی، اگرچہ کتب حنفیہ سے یہ کرالیا کہ تمام عصر مطابق قول صاحبین پر بھی بعض نے فتویٰ دیا مگر اصح و احوط و اقدم قول سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور فقیر کا معمول ہے کہ کسی مسئلہ میں بے خاص مجبوری کے قول امام سے عدول گوارا نہیں کرتا جس کی تفصیل

جلیل میرے رسالہ اجلی الاعلام بان الفتوے مطلقا علی قول الامام میں ہے

اِذَ قَالَ الْاِمَامُ فَصَدِّ قُوْہُ
فَاِنَّ الْقَوْلَ مَا قَالَ الْاِمَامُ

ہم حنفی ہیں نہ کہ یوسفی یا شیبانی، میں اس بار جماعت میں بہ نیت نفل شریک ہو جاتا اور فرض عصر مثل دوم کے بعد میں اور حضرت مولانا شیخ صالح کمال حضرت مولانا سید اسمٰعیل ودیگر بعض محتاطین حنفیہ اپنی جماعت سے پڑھتے جس میں وہ حضرات امامت پر اس فقیر کو مجبور فرماتے۔ پہلے شیخ عمر حجی کا مکان کرایہ پر لیا تھا۔ پھر سید عمر رشیدی ابن سید ابوبکر رشیدی اپنے مکان پر لے گئے۔ بالا خانے کے در وسطانی پر میری نشست تھی، دروازوں پر جو طاق تھے، بائیں جانب کے طاق میں وحشی کبوتوں کا ایک جوڑا رہتا تھا، وہ تنکے لاتے اور گرایا کرتے۔ اس طرف کے بیٹھنے والوں پر گرتے جب علالت میں میرے لئے پلنگ لایا گیا، وہ اس در کے سامنے بچھایا گیا کہ شریف لانے والوں کے لئے جگہ وسیع رہے۔ اس وقت سے کبوتروں نے وہ طاق چھوڑ کر دروازہ وسطانی کے طاق میں بیٹھنا شروع کیا کہ اب جو وہاں بیٹھتے ان پر تنکے گرتے۔ حضرت مولانا سید اسمٰعیل نے فرمایا: وحشی کبوتر بھی تیرا لحاظ کرتے ہیں۔ میں نے عرض کی: صَالَحْنَا ھُمْ فَصَالَحُوْنَا ہم نے ان سے صلح کی تو انھوں نے بھی ہم سے صلح کی۔ اس پر بعض علماء حاضرین نے کہا: میں یہاں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ یہ جہاں آ کر بیٹھتے ہیں ان انہیں اڑاتے ہیں، کنکریاں ماتے ہیں۔ سلامیوں کی توپیں جب چھوٹتی ہیں یہ خوف سے تھرتھرا کر رہ جاتے ہیں۔ یہ سب میرا مشاہدہ ہے حالانکہ یہ حرم محترم کے وحشی ہیں، انہیں اڑانا یا ڈرانا منع ہے۔ پیڑ کے سایہ میں حرم کا ہرن بیٹھتا ہو آدمی کو اجازت نہیں کہ اسے اٹھا کر خود بیٹھے۔ ان علماء نے فرمایا: یہ کبوتر ایذا دیتے ہیں، اوپر سے کنکریاں پھینکتے ہیں لیمپ کی چمنی توڑ دیتے ہیں، میں نے کہا: کیا یہ ابتدا بالا یذا کرتے ہیں، کہا ہاں! میں نے کہا تو فاسق ہوئے اور کبوتر بالا جماع فاسق نہیں۔ چیل کوے فاسق ہیں۔ وہ ساکت ہو گئے۔ شریعت میں وہ جانور فاسق ہے جو بغیر اپنے نفع کے بالقصد ایذا پہنچائے، ایسے جانور کا قتل حرم شریف میں بھی جائز ہے جیسے چیل، کوا، بندر، چوہا، چیل، کوے زیور اٹھا کر لے جاتے ہیں، بندر کپڑے پھاڑ ڈالتے ہیں۔ چوہے کتابیں کترتے ہیں جس میں ان کا کوئی نفع نہیں محض براہِ شرارت ایذا دیتے ہیں لہٰذا فاسق ہیں بخلاف بلی کے کہ

اگرچہ مرغی پکڑتی کبوتر توڑتی ہے مگر اپنی غذا کے لئے نہ تمہاری ایذا کے لئے۔ کنکریاں اگر طاق میں ہوں کبوتر کے چلنے پھرنے سے گریں گی نہ یہ چمنی پر کنکری مارنا انھیں مقصود ہو۔ اس قسم کے وقائع بہت تھے کہ یاد نہیں۔ اگر اسی وقت منضبط کر لئے جاتے، محفوظ رہتے۔ مگر اس کا ہمارے ساتھیوں میں سے کسی کو بھی احساس نہ تھا۔

جب اواخر محرم میں بفضلہ تعالیٰ صحت ہوئی۔ وہاں ایک سلطانی حمام ہے۔ میں اس میں نہایا۔ باہر نکلا ہوں کہ ابر دیکھا۔ حرم شریف پہنچتے پہنچتے برسنا شروع ہو گیا مجھے حدیث یاد آئی کہ جو مینہ برستے میں طواف کرے وہ رحمتِ الٰہی میں تیرتا ہے، فوراً سنگ اسود شریف کا بوسہ لے کر بارش میں سات پھیرے طواف کیا، بخار پھر عود کر آیا۔ مولانا سید اسمٰعیل نے فرمایا۔ ایک ضعیف حدیث کے لئے تم نے اپنے بدن کی یہ بے احتیاطی کی۔ میں نے کہا: حدیث ضعیف ہے مگر امید بحمد اللہ تعالیٰ قوی ہے۔ یہ طواف بحمد اللہ تعالیٰ بہت مزے کا تھا۔ بارش کے سبب طائفین کی وہ کثرت نہ تھی اور اس سے زیادہ لطف کا طواف بفضلہٖ عزوجل گیارھویں ذی الحجہ کو نصیب ہوا تھا۔ طواف زیارت کے لئے کہ بعد وقوف عرفہ فرض ہے۔ عام حجاج دسویں ہی کو منا سے مکہ معظمہ جاتے ہیں۔ میرے ساتھ میں مستورات تھیں اور خود بھی بخار اٹھائے ہوئے تھا۔ گیارھویں کو بعد زوال رمی جمار کر کے اونٹوں پر مع مستورات روانہ ہوا، حرم شریف میں نماز عصر ادا کی۔ آج تمام حجاج منا میں تھے حرم شریف میں صرف پچیس تیس آدمی تھے آج طواف اطمینان سے ہوا۔ ہر باجی بھر کر سنگ اسود شریف پر منہ ملنا اور بوسہ لینا نصیب ہوتا۔ ایک اعرابی صاحب کو جنہیں پہچانتا نہیں، مولیٰ تعالیٰ نے بے کہے مہربان فرما دیا کہ ہر پھیرے کے ختم پر چند آدمی جو طواف کر رہے تھے اُنہیں روک کر کھڑے ہو جاتے کہ بہنوں کو سنگ اسود کا بوسہ لینے دو، یوں ہر پھیرے پر میرے ساتھ کی مستورات بھی مشرف بہ بوسۂ سنگ اسود ہوئیں: **الحمد لله و تقبل الله**

بعد ختم طواف میں دیوار کعبہ معظمہ سے لپٹا اور غلاف مبارک ہاتھ میں لے کر یہ دعا عرض کرنی شروع کی:

يَا وَاجِدُنَا يَا مَاجِدُ لَا تزِلْ عَنِّی النِّعْمَةَ اَنْعَمْتَهَا عَلَیَّ

اور بہت ہی پرکیف رقت طاری ہوئی کہ آزادی ویکسوئی تھی مگر تھوڑی دیر کے بعد ایک

عربی صاحب میرے برابر آ کھڑے ہوئے اور بآواز چلا کر رونا شروع کر دیا ان کے چلانے سے کچھ طبیعت ہٹی، پھر خیال آیا ممکن کہ یہ مقبولان بارگاہ سے ہوں اور ان کے قرب کا فیض مجھ پر تجلی ڈالے۔ اس تصور سے پھر اطمینان ہو گیا۔

مغرب پڑھ کر منا کو واپس آئے اس تقریباً تین مہینے کے قیام میں میں نے خیال کیا کہ حدیث میں کسی کی سند میری سند سے عالی ہو تو میں ان سے سند لے کر علو حاصل کروں مگر بفضلہ تعالیٰ تمام علماء سے میری ہی سند عالی تھی۔ یہ بھی خیال کیا کہ یہ شہر کریم جہاں کا ملجا و ملاذ ی ہے۔ اہل مغرب بھی یہاں آتے ہیں، ممکن کہ کوئی صاحب جفر داں مل جائیں کہ ان سے اس فن کی تکمیل کی جائے۔ ایک صاحب معلوم ہوئے کہ جفر میں مشہور ہیں، نام پوچھا معلوم ہوا مولانا عبدالرحمٰن دہان حضرت مولانا احمد دہان کے چھوٹے صاحبزادے۔ میں نام سن کر اس لئے خوش ہوا کہ یہ اور ان کے بڑے بھائی صاحب مولانا اسعد دہان کہ اب قاضی مکہ معظمہ ہیں مجھ سے سند حدیث لے چکے ہیں۔ میں نے مولانا عبدالرحمٰن کو بلایا۔ وہ تشریف لائے، کئی گھنٹے خلوت رہی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قاعدہ جو ان کے پاس ناقص تھا قدرے اس کی تکمیل ہو گئی اسی کے قریب سرکار مدینہ طیبہ یہ ہوا، وہاں بھی ایک صاحب عبدالرحمٰن نام ہی کے ملے۔ یہ عبدالرحمٰن وہاں عربی مکی ہیں اور وہ عبدالرحمٰن آفندی شامی ترکی۔ کئی روز متصل تشریف لاتے اور دیر تک بیٹھ کر چلے جاتے، ہجوم حضرات اہل علم و معززین کے سبب انہیں بات کا موقع نہ ملتا۔ ایک دن میں نے ان سے عرض پوچھی کہا تنہائی میں کہوں گا، دوسرے دن ان کے لئے وقت نکالا۔ کہا میں جفر میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے فرمایا: یہاں نہ میرا اب قیام ہے نہ تیرا، میں خاص اس کی تحصیل کو تیرے پاس ہندوستان آؤں گا، وہ تو نہ آئے مگر مولانا سید حسین مدنی.... صاحبزادہ مولانا عبدالقادر شامی مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے اور چودہ مہینے فقیر خانے پر قیام فرمایا اور یہ علم اور علم اوفاق و تکسیر سیکھے۔ انھیں کے لئے میں نے اپنا رسالہ اطائب الاکسیر فی علم التکسیر زبان عربی میں املا کیا۔ یعنی میں عبارت زبانی بولتا اور وہ لکھتے جاتے اور اسی لکھنے میں اسے سمجھتے جاتے۔ علم جفر میں اتنی دست گاہ ہو گئی تھی کہ پانچ سوالوں میں دو کا جواب صحیح نکال لیتے کہ ان کے لئے میں نے اس علم سے اجازت تعلیم کا سوال پہلے کر لیا تھا اور جواب ملا کہ ضرور بتاؤ کہ یہ اسی کے واسطے اتنی دور سے سفر کر کے آئے ہیں، اگر چند مہینے

اور رہتے تو امید تھی کہ سب جواب صحیح نکال لیتے۔ میں نے جداول کثیرہ اس فن کی دیں کہ خود اس فن کی تکمیل جلیل کے لئے اپنی طبعزاد ایجاد کی تھیں، رخصت کے وقت انھیں نذر کر دیں کہ خود اس فن کے ترک کا قصد کر لیا تھا۔ جس کی وجہ سوالوں کی کثرت سے لوگوں کا پریشان کرنا تھا اور بالخصوص یہ عجیب واقعہ کہ ایک امیر کبیر کی بیگم بیمار ہوئی جن کا مذہب سُنی نہ تھا۔ اُنھوں نے میرے آقازادے حضرت سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب دامت برکاتہم کے ذریعے سے سوال کرایا، جواب نکلا: سنیت اختیار کریں ورنہ شفا نہیں اور اس فن کا یہ حکم ہے کہ جو جواب نکلے بلا رورعایت صاف کہہ دیا جائے، میں نے یہ ہی لکھ بھیجا یہ منظور نہ ہوا، اور مرض بڑھتا گیا۔ اب حضرت ہی کے ذریعے یہ سوال آیا کہ موت کب اور کہاں ہوگی اپنے شہر میں ____ یا نینی تال پر کہ اس وقت تبدیل آب وہوا کے لئے مریضہ کا وہیں قیام تھا۔ یہ سوال ۸ر شوال المکرم ۱۳۲۸ھ کو ہوا۔ جواب نکلا محرم محرم یعنی ماہ محرم میں موت ہوگی، اور کہاں ہوگی، اس کے جواب میں میں نے ان کے شہر کا پہلا حرف اور اس کے بعد ق اور اس کے بعد ۲ کا ہندسہ اور آگے لفظ خویش لکھ دیا، وہاں کے جفارے بلائے گئے کہ اس معمہ کو حل کریں، انھوں نے حرف سے نام شہر مراد تھا اور ق سے قریب اور دوسے حرف ب کہ اول لفظ بیت ہے یعنی موت نینی تال میں نہ ہوگی بلکہ اپنے شہر میں مگر نہ اپنے محل میں بلکہ قریب بیت خویش دوسری جگہ میں، ایسا ہی ہوا تو ۷ ارمحرم کو اپنے شہر کے ایک باغ میں موت واقع ہوئی۔ جب اس جواب کا شہرہ ہوا اطراف سے جلد بازوں کے خط ذیقعدہ ہی سے آنے لگے کہ تم نے تو موت کی خبر دی تھی اور ابھی نہ ہوئی۔ میں نے کہا: بھائیو اگر محرم سے پہلے موت واقع ہو تو جواب غلط ہو جائے گا نہ کہ اس کی صحت کے لئے تم ابھی سے موت تلاش کرتے ہو اور اس قسم کے طوفان بے تمیزی کے سبب میں نے یہ قصد کر لیا کہ اگر یہ جواب غلط گیا تو اس فن پر اتنی محنت کروں گا کہ باذنہٖ تعالیٰ پھر غلطی نہ ہو۔ یہ علم تمام علوم سے مشکل تر اور سکھانے والے مفقود اور اکابر مصنفین کو کمال اخفا مقصود جو علوم ظاہر ہیں اور مصنفین و معلمین ان کا اعلان چاہتے ہیں ____ ان کی حالت تو یہ ہے کہ کتاب کچھ کہتی ہے اور ناظر کچھ سمجھتا ہے، تو اس علم میں ناظر کو غلط فہمی کیا تعجب ہے اور وہ بھی مجھ جیسے کے لئے جس نے نہ کسی سے سیکھا نہ کوئی مشورہ و مذاکرہ کرنے والا۔ صرف ایک قاعدہ بدوح ملیں کہ مزدوجات سے ہے، والا حضرت عظیم البرکۃ حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہٗ العزیز نے ۱۲۹۴ھ

میں تذکرۂ تعلیم فرمایا تھا۔اس کے بعد جو کتابیں اس فن کے نام سے مشہور ورائج ہیں: ان کی نسبت اسی فن سے سوال کیا، اس نے ان پر نہایت تشنیع کی اور کہا کہ یہ سب مہمل وباطل اور جلانے کے قابل ہیں۔صرف دو کتابوں کو مدح کی جوان سے رائج کتابوں سے جدا ہیں۔جن میں ایک حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہے وہ دونوں کتابیں مولیٰ عزوجل نے مجھے بہم کرادیں، انھیں مطالعہ کیا جہاں تک بزور مطالعہ انکشاف ہوا، ہوا۔ اور جہاں مطلب حضرات مصنفین نے ذہن میں رکھا تھا اس کی نسبت جتنا قاعدہ معلوم ہولیا تھا اس سے سوال کیے۔اس نے مطلب بتایا ایک قاعدہ اور حل ہوا۔اب جو آگے اُلجھا اس سے پوچھا اس نے بتایا۔اور حل ہوا، اس طور پر اس فن کی قدرے ابجد معلوم ہوئی۔میری کتاب سفر السفر عن الجفر بالجفر انھیں مباحث میں ہے جس میں ساٹھ سوال جواب ہیں یعنی جفر سے جفر کو واضح کرنے کی کتاب، اس نے ایک دوسرے علم زایرچہ کے ایک عظیم سرمکتوم کو بھی واضح کیا جس کی نسبت حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ زایرچہ میں ہے کہ زمانہ سیدنا شیث علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس راز کے اخفا کا حلفی عہد ہے۔رسایل فن میں نہایت غامض چیستان کی طرح اس کے بارہ پتے دیئے گے ہیں، ازاں جملہ یہ کہ خاتم آدم میں ہے۔میں نے اس کی نسبت بھی اسی پہلے قاعدہ جفر سے سوال کیا۔اس نے روشن طور سے بتادیا، اب جوان بارہ پہیلیوں کو دیکھوں تو سب خود بخود منکشف ہوگئیں۔میرے جی میں آیا کہ کچھ اس فن کی طرف بھی توجہ کروں کہ اس کا راز پنہاں تو کھل ہی گیا ہے، اس پر اقدام کا ائمہ فن نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ: چندروز کچھ اسمائے الہیہ تلاوت کئے جاتے ہیں۔مدت موعود میں خوش نصیب بندہ بکرم اللہ تعالیٰ زیارت جمال جہاں آرائے حضورِ انور سید عالم ﷺ سے مشرف ہوتا ہے۔اگر سرکار اقدس سے اس فن میں اشتغال کا اذن ملے مشغول ہو ورنہ چھوڑ دے۔میں نے وہ اسمائے طیبہ تلاوت کئے، پہلے ہفتہ میں سرکار کا کرم ہوا جسے میں پہلے شاید ذکر بھی کر چکا ہوں۔اس سے اذن کا استنباط ہوسکتا تھا مگر میں نے ظاہر پر محمول کر کے ترک کر دیا۔غرض جفر سے جواب جو کچھ نکلے گا ضرور حق ہوگا کہ علم اولیائے کرام کا ہے۔اہلبیت عظام کا ہے۔امیر المومنین علی مرتضیٰ کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مگر اپنی غلط فہمی کچھ اچنبا نہیں تو اگر یہ جواب غلط گیا کافی محنت کروں گا اور صحیح اُترا تو فن کا اشتغال چھوڑ دوں گا کہ آئے دن سوالوں کی محنت اور الٹے اعتراضوں کی دقت کون سہے۔جواب بحمد اللہ تعالیٰ پورا

صحیح اخراج، اور میں نے اشتغال چھوڑ دیا۔ طبعزاد جداول کہ تدقیق تام سے بنائی تھیں اور جنھوں نے اس فن کے بہت اعمال مشکلہ کو آسان کر دیا تھا چلتے وقت حضرت سید صاحب موصوف کے نذر کر دیں، ان سے پہلے مولانا عبد الغفار صاحب بخاری اسی فن کے سیکھنے کو تشریف لائے تھے۔ انھوں نے حیدر آباد سے حضرت میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا: کہ یہ کام خطوط سے نہیں ہو سکتا خود آیئے۔ وہ مارہرہ شریف آئے اتنے میں حضرت بریلی تشریف لے آئے تھے۔ میرے چھوٹے بھائی مولوی محمد رضا خاں سلمہٗ کے یہاں رونق افروز ہیں کہ عصر کے وقت مولوی صاحب تشریف لائے ماشاء اللہ کمال متقی و صالح و عالم تھے، وہ جہاں ہوں اللہ تعالیٰ انھیں خیر وخوبی سے رکھے حضرت قدس سرہٗ نے فقیر سے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ سیکھو ان کو بتاؤ۔ میں ارشاد حضرت کے سبب حسب قاعدہ اس فن سے اجازت طلب نہ کر سکا کہ اگر ممانعت ہوئی تو حکم حضرت کا خلاف کیونکر کروں گا۔ آٹھ مہینے تک انھیں سکھایا، ایام سرما میں بعض دفعہ رات کے دو دو بج جاتے، وہ عالم پورے تھے قواعد خوب منضبط کر لیے، آٹھ پہر میں ایک سوال نہایت اجلا باضابطہ مرتبہ فرمالیتے اور جواب تلاش کرتے نہ ملتا۔ مجھے دکھاتے، میں گذارش کرتا دیکھئے یہ جواب رکھا ہے۔ اپنی ران پر ہاتھ مارتے کہ ہمیں کیوں نظر نہیں آتا۔ میں گزارش کرتا کہ جتنی بات تعلیم کے متعلق تھی وہ آپ کو پوری آ گئی رہا جواب وہ القاء ملک سے ہے اگر القاء نہ ہو اپنا کیا اختیار؟ یہ اس کا نتیجہ تھا کہ اس علم سے بے اجازت لئے انھیں سکھایا آٹھ مہینے رہے اور چلتے وقت فرما گئے کہ میں جیسا آیا تھا ویسا ہی جاتا ہوں، ان کی محبت و صلاح و تقویٰ کے سبب اکثر ان کی یاد آ جاتی ہے۔ جزیرۂ سنگاپور سے ایک خط ان کا آیا تھا اس کے بعد سے کچھ پتہ معلوم نہیں۔ سید حسین مدنی صاحب سا کوئی سیر چشم و بے طمع عربی میں نے ان عرب سے آنے والوں میں نہ دیکھا، ان کی خوبیاں دل پر نقش ہیں۔

میں حضرت سید اسمٰعیل کا تذکرہ اکثر ان کے سامنے کرتا تو فرماتے: یہ سعادت ان کی کہ ان کی ایسی یاد تمہارے قلب میں ہے۔ اب اپنے چلے جانے کے بعد وہ کیوں کر دیکھیں کہ ان کی کتنی یاد ہے۔ یہاں سے ملک چین تشریف لے گئے پھر ان کا کوئی خط بھی نہ آیا۔ نہ مدتوں تک مدینہ طیبہ ان کا کوئی خط گیا۔ ان کے چھوٹے بھائی میر ابراہیم مدنی ان سے پہلے یہاں تشریف لائے تھے وہ اس زمانے میں قازان کو گئے ہوئے تھے کہ ملک روس میں ہے اور یہ تبت کو ان کے بڑے بھائی

سید احمد خطیب مدنی کے خطوط آتے کہ والدہ بہت پریشان ہیں سید حسین کہاں ہیں یہاں کسے پتہ معلوم تھا۔ اب سنا گیا ہے کہ شاید مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ یہ سید صاحب محمد مدنی کا بیان ہے جو پارساں تشریف لائے تھے!

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا، صفر کے پہلے عشرہ میں عزم حاضری سرکار اعظم مصمم ہو گیا۔ اونٹ کرایہ کر لئے سب اشرفیاں پیشگی دے دیں، آج سب اکابر علماء سے رخصت ہونے کو ملا، وہاں پان کی جگہ چائے کی تواضع ہے اور انکار سے بُرا مانتے ہیں۔ ہر جگہ چائے پینی ہوئی جس کا شمار نو فنجان تک پہنچا اور وہاں بے دودھ کی چائے پیتے ہیں جس کا میں عادی نہیں اور چائے گردے کو مضر ہے اور میرے گردے ضعیف رات کو معاذ اللہ بشدت حوالی گردہ کا درد ہوا ساری شب جاگتے کٹی۔ صبح ہی سفر کا قصد تھا۔ کہ مجبورانہ ملتوی رہا۔ جمالوں سے کہہ دیا گیا کہ تاشفا نہیں جا سکتے۔ وہ چلے گئے اور اشرفیاں بھی انہی کے ساتھ گئیں، ترکی ڈاکٹر رمضان آفندی نے پلاسٹر لگائے، دو ہفتے سے زائد تک معالجے کئے۔ بحمد اللہ شفا ہوئی مگر اب بھی دن میں پانچ چھ بار چمک ہو جاتی تھی۔

اسی حالت میں دوبارہ اونٹ کرایہ کئے سب نے کہا کہ اونٹ کی سواری میں حال بہت ہو گی اور حال یہ ہے مگر میں نے نہ مانا اور توکلا علی اللہ تعالیٰ ۲۴ رصفر ۱۳۲۴ھ کو کعبہ تن سے کعبۂ جاں کی طرف روانہ ہوا۔ براہِ بر بشریت مجھے بھی خیال آیا تھا کہ اونٹ کا یال سے کیا حال ہو گا و لہٰذا اس بار سلطانی راستہ اختیار نہ کیا کہ بارہ منزلیں اونٹ کی ہوں گی بلکہ جدہ سے براہِ کشتی رابغ جانے کا قصد کیا مگر ان کے کرم کے صدقے ان سے استعانت عرض کی اور ان کا نام پاک لے کر اونٹ پر سوار ہوا ____ حال کا ضرر پہنچنا درکنار وہ چمک کہ روزانہ پانچ چھ بار ہو جاتی تھی، دفعتہً دفع ہو گئی۔ وہ دن اور آج کا دن ایک قرن سے زیادہ گزرا کہ بفضلہٖ تعالیٰ اب تک نہ ہوئی ہے۔ یہ ہے ان کی رحمت یہ ہے ان سے استعانت کی برکت ﷺ۔

حضرت مولانا سید اسمٰعیل اور بعض دیگر حضرات شہر مبارک سے باہر دور تک برسم مشایعت تشریف لائے، مجھ میں بوجہ ضعف مرض پیادہ چلنے کی طاقت نہ تھی۔ پھر بھی ان کی تعظیم کے لئے ہر چند اترنا چاہا مگر ان حضرات نے مجبور کیا۔ پہلی رات کہ جنگل میں آئی صبح کے مثل روشن معلوم ہوتی تھی جس کا اشارہ میں نے اپنے قصیدہ حضور جانِ نور میں کیا جو حاضریٔ دربارِ معلٰے میں لکھا گیا

تھا۔

وہ دیکھ جگمگاتی ہے شب اور قمر ابھی!
پہروں نہیں کہ بست و چہارم صفر کی ہے

جدہ سے کشتی میں سوار ہوئے کوئی تیس چالیس آدمی ادھر ہوں گے۔ کشتی بہت بڑی تھی جسے ساعیہ کہتے ہیں اس میں جہاز کا سا مستول تھا۔ ہوا کے لئے پردے حسب حاجت مختلف جہات پر بدلے جاتے، حبشی ملاح کہ اس کام پر مقرر تھے، ان کے کھولنے باندھنے کے وقت اکابر اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عجب اچھے لہجے سے ندا کرتے جاتے۔ ایک حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسرا حضرت سیدی احمد کبیر، تیسرا حضرت سیدی احمد رفائی کو، چوتھا حضرت سیدی ابدل کو علےٰ ہذا القیاس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ہر کشش پر ان کی یہ آوازیں عجب دل کش لہجے سے ہوتیں، اور بہت خوش آتیں۔

ایک حبشی صاحب نے اپنی حاجت سے بہت زیادہ جگہ پر قبضہ کر رکھا تھا۔ ان سے کہا گیا، نہ مانے، معلوم ہوا کہ ان پر اثر ان دوسرے بصری شیخ عثمان کا ہے۔ میں نے ان سے کہا: یا شیخ انہوں نے کہا الشیخ عبدالقادر جیلانی۔ شیخ تو حضرت عبدالقادر جیلانی ہیں۔ ان کے اس کہنے کی لذت آج تک میرے قلب میں ہے، انھوں نے اس پہلے بزرگ کو سمجھا دیا۔ اس کے بعد جب ان کو کچھ حالات معلوم ہوئے، پھر تو وہ نہایت مخلص بلکہ کمال مطیع تھے۔ تین روز میں کشتی رابغ پہنچی، یہاں کے سردار شیخ حسین تھے، ٹینٹوں کے مکان قیام کیلئے تھے۔ جب ان میں اترنا ہوا، اللہ اعلم! لوگوں کو کس نے اطلاع دی۔ ان کے بھائی ابراہیم معہ اپنے اعزا کی جماعت کے تشریف لائے اور اپنے یہاں کا ایک نزاعی مقدمہ کو مدت سے نا فیصل پڑا تھا، پیش کیا، میں نے حکم شرعی عرض کیا، بحمد اللہ تعالیٰ باتوں ہی باتوں میں باہم فیصلہ ہو گیا ربیع الاوّل شریف کا ہلال ہم کو یہیں ہوا۔ یہاں سے اونٹ کرایہ کئے گئے۔ نماز عصر پڑھ کر سوار ہونا تھا۔ تمام اسباب قلعہ کے سامنے سڑک پر نکال کر رکھا تھا۔ گنتی کے اونٹوں کا قافلہ تھا۔ ہم لوگ سوار ہو گئے اور اسباب وہیں سڑک پر پڑا رہ گیا۔ جب منزل پر پہنچے اب نہ کپڑے ہیں نہ برتن نہ گھی ہے والاحول والاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ پانچ منزلیں ساتھیوں کے برتنوں اور منازل پر وقتاً فوقتاً خرید حوائج سے گزریں چھٹے دن بحمد اللہ تعالیٰ

خاک بوس آستان جنت نشان ہوئے الحمد للہ رب العلمین۔

راہ میں جب منزل بیر شیخ پر پہنچے ہیں منزل چند میل باقی تھی اور وقت فجر تھوڑا جمالوں نے منزل ہی پر رکنا چاہا اور جب تک وقت نماز میں نہ رہتا: میں اور میرے رفقا اتر پڑے، قافلہ چلا گیا۔ کرچ کا ڈول پاس تھا۔ رسی نہیں اور کنواں گہرا۔ عمامے باندھ کر پانی بھرا، وضو کیا۔ بحمد اللہ تعالی نماز ہوگئی، اب یہ فکر لاحق ہوئی کہ طول مرض سے ضعف شدید ہے۔ اتنے میل پیادہ کیونکر چلنا ہوگا منہ پھیر کر دیکھا تو ایک جمال محض اجنبی اپنا اونٹ لئے میرے انتظار میں کھڑا ہے حمد الٰہی بجالایا اور اس پر سوار ہوا۔ اس سے لوگوں نے پوچھا کہ تم یہ اونٹ کیسا لائے کہا: ہمیں شیخ حسین نے تاکید کردی تھی کہ شیخ کی خدمت میں کمی نہ کرنا۔ کچھ دور آگے چلے تھے کہ میرا اپنا جمال اونٹ لئے کھڑا ہے۔ اس سے پوچھا کہا: جب قافلے کے جمال نہ ٹھہرے۔ میں نے کہا شیخ کو تکلیف ہوگی۔ قافلہ میں سے اونٹ کھول کر واپس لایا۔ یہ سب میری سرکار کرم کی وسعتیں تھیں۔ صلی اللہ تعالیٰ و بارک وسلم علیہ و علیٰ عترتہ قدر رأفتہ و رحمتہ ورنہ کہاں یہ فقیر، اور کہاں سرور رابغ شیخ حسین جن سے جان نہ پہچان اور کہاں وحشی مزاج جمال اور ان کی یہ خارق العادات روشیں۔ سرکار اعظم میں حاضری کے دن بدن کے کپڑے میلے ہوگئے تھے اور کپڑے رابغ میں چھوٹ گئے تھے اور ایک یا دو منزل پہلے شب کو ایک کہیں راستہ میں نکل گیا۔ یہاں عربی وضع کا لباس اور جوتا خرید کر پہنا۔ اور یوں مواجہ اقدس کی حاضری نصیب ہوئی۔ یہ بھی سرکار کی طرف سے تھا کہ اس لباس میں بلانا چاہا۔

دوسرے دن رابغ سے ایک بدوی پہنچا۔ اونٹ پر سوار اور ہمارا تمام سامان کہ چلتے وقت قلعہ کے سامنے چھوٹ گیا تھا۔ اس پر بار اس نے شیخ حسین کا رقعہ لا کر دیا کہ آپ کہ یہ اسباب رہ گیا تھا روانہ کرتا ہوں۔ میں ہر چند ان بدوی صاحب کو آتے جاتے دس منزلوں کی محنت کا نذرانہ دیتا رہا۔ مگر انھوں نے نہ لیا اور کہا ہمیں شیخ حسین نے تاکید فرمادی تھی کہ شیخ سے کچھ نہ لینا۔

یہاں کے حضرات مکہ معظمہ سے زیادہ اپنے اوپر مہربان پایا بحمدہٖ تعالیٰ اکتیس روز کی حاضری نصیب ہوئی۔ بارھویں شریف کی مجلس مبارک یہیں ہوئی۔ صبح سے عشاء تک اسی طرح علمائے عظام کا ہجوم رہتا۔ بیرون باب مجیدی مولانا کریم اللہ علیہ الرحمۃ تلمیذ حضرت مولانا عبدالحق

مہاجر آلہ آبادی رہتے تھے۔ان کے خلوص کی تو کوئی حد ہی نہیں۔حسام الحرمین و دولت المکیہ پر تقریظات میں انھوں نے بڑی سعی جمیل فرمائی جزاہ اللہ خیرا کثیرا۔یہاں بھی اہل علم نے دولت المکیہ کی نقلیں لیں۔ایک نقل بالخصوص مولانا کریم اللہ نے مزید تقریظات کے لئے اپنے پاس رکھی۔میرے چلے آنے کے بعد بھی مصروشام و بغداد مقدس وغیرہا کے علماء جو موسم میں خاک بوس آستانہ اقدس ہوتے جن کا ذرا بھی زیادہ قیام دیکھتے اور موقع پاتے،ان کے سامنے کتاب پیش کرتے اور تقریظیں لیتے اور بصیغہ رجسٹری مجھے بھیجتے رہتے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعۃ۔

علمائے کرام نے یہاں بھی فقیر سے سندیں لیں اور اجازتیں لیں۔خصوصا شیخ الدلائل حضرت مولانا سید محمد سعید مغربی کے الطاف کی تو حد ہی نہ تھی۔اس فقیر سے خطاب میں یا سیدی فرماتے:میں شرمندہ ہوتا۔ایک بار میں نے عرض کی حضرت سید تو آپ ہیں۔فرمایا:واللہ سید تم ہو۔میں نے عرض کی:میں سیدوں کا غلام ہوں فرمایا یوں بھی تو سید ہوئے،نبی ﷺ فرماتے ہیں:مولی القوم منہم قوم کا غلام آزاد شدہ انھیں میں سے ہے۔اللہ تعالیٰ سادات کرام کی سچی غلامی اور ان کے صدقے میں آفات دنیا و عذاب حشر سے کامل آزادی عطا فرمائے آمین!

یوں ہی مولانا حضرت سید عباس رضوان و مولانا سید مامون بریلوی و مولانا سید احمد جزائری و مولانا شیخ ابراہیم خربوطی و مفتی حنفیہ مولانا تاج الدین الیاس و مفتی حنفیہ سابقا مولانا عثمان غنی بن عبدالسلام داغستانی وغیرہم حضرات کے کرم بھولنے کے نہیں۔ان مولانا داغستانی سے قبا شریف میں ملاقات ہوئی تھی کہ وہیں اٹھ گئے تھے۔مکہ معظمہ کی طرح زیادہ اہم حسان الحرمین کی تصدیقات تھیں جو بحمد اللہ تعالیٰ بہت خیر وخوبی کے ساتھ ہوئیں،زیادہ زمانہ قیام انھیں میں گزر گیا کہ ہر صاحب پوری کتاب مع تقریظات مکہ معظمہ دیکھتے اور کئی کئی روز میں تقریظ لکھ کر دیتے۔مفتی شافعیہ حضرت سید احمد برزنجی نے حسام الحرمین پر چند ورق کی تقریظ لکھی اور فرمایا:اس کتاب کی تائید میں اسے ہمارا مستقل رسالہ کر کے شائع کرنا۔ایسا ہی کیا گیا۔حسام الحرمین کا کام پورا ہونے کے بعد دولۃ المکیہ پر تقریظات کا خیال ہوا۔دونوں حضرات مفتی حنفیہ نے مدینہ طیبہ اور قبا شریف میں تقریظیں تحریر فرمائیں تیسری باری مفتی شافعیہ کی آئی۔یہ آنکھوں سے معذور ہوگئے تھے،یہ ٹھہری کہ ان کے داماد سید عبداللہ صاحب کے مکان پر اس کتاب کے سننے کی مجلس ہو،عشاء کہ وہاں اول

وقت ہوتی ہے پڑھ کر بیٹھے، میں نے کتاب سنانی شروع کی۔ بعض جگہ مفتی صاحب کو شکوک ہوئے میری غلطی کہ میں نے حسب عادت جرأت کے ساتھ مسکت جواب دیئے جو مفتی صاحب کو اپنی عظمت شان کے سبب ناگوار ہوئے، جابجا ان کا ذکر میں نے الفیوض المکیہ حاشیہ دولة المکیة میں کردیا۔ بارہ بجے جلسہ ختم ہوا اور مفتی صاحب کے قلب میں جو ان جوابوں کا غبار رہا۔ مجھے بعد کو معلوم ہوا، اس وقت اگر اطلاع ہوتی میں معذرت کر لیتا۔ ایک رات اُن کے شاگرد شیخ عبدالقادر طرابلسی شلبی کہ مدرس ہیں فقیر کے پاس آئے اور بعض مسائل میں کچھ الجھنے لگے۔ حامد رضا خاں نے انھیں جواب دیئے جن کا وہ جواب نہ دے سکے اور وہ بھی سینہ میں غبار لے کر اُٹھے، مجھے معلوم ہو گیا تھا جس کی میں نے کوئی پرواہ نہ کی۔ انصاف پسند تو اس کے ممنون ہوتے ہیں جو انھیں صواب کی راہ بتائے نہ یہ کہ بات سمجھ لیں، جواب نہ دے سکیں اور بتانے سے رنجیدہ ہوں، اور فقیر کو متواتر ناسازیوں کے بعد مکہ معظمہ میں جو کئی مہینے گزرے واللہ اعلم۔ وہ کیا بات تھی جس نے حضرات کرام مدینہ طیبہ کو اس ذرۂ بے مقدار کا مشتاق بنا رکھا تھا یہاں تک کہ مولانا کریم اللہ صاحب فرماتے تھے کہ علماء تو علماء اہل بازار تک کو تیرا اشتیاق تھا اور یہ جملہ فرمایا کہ ہم سالہا سال سے سرکار میں مقیم ہیں، اطراف و آفاق سے علماء آتے ہیں واللہ یہ لفظ تھا کہ جوتیاں چٹخاتے چلے جاتے ہیں کوئی بات نہیں پوچھتا اور تمہارے پاس علماء کا یہ ہجوم ہے۔ میں نے عرض کی: میرے سرکار کا کرم ﷺ۔

کریماں کہ در فضل بالا ترند | سگاں پرورند و چناں پرورند
اپنے کرم کا جب وہ صدقہ نکالتے ہیں | ہموں کو پالتے ہیں اور ایسا پالتے ہیں

ایام اقامت سرکار اعظم میں صرف ایک بار مسجد قبا شریف کو گیا اور ایک بار زیارت حضرت سید الشہد احمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاضر ہوا۔ باقی سرکار اقدس ہی کی حاضری رکھی۔ سرکار کریم ہیں: اپنے کرم سے قبول فرمائیں اور خیریت ظاہر و باطن کے ساتھ پھر بلائیں ۔

ہم کو مشکل ہے انھیں آسان ہے

رخصت کے وقت قافلے کے اونٹ آ لئے ہیں پا برکاب ہوں اس وقت تک علماء کو اجازت نامے لکھ دیئے وہ سب تو اجازات المتینة میں طبع ہو گئے اور یہاں آنے کے بعد دونوں

حرم محترم سے درخواستیں آیا کیں اور اجازت نامے لکھ کر گئے یہ درج رسالہ نہیں چلتے وقت حضرات مدینہ کریمہ نے بیرون شہر تک مشایعت فرمائی، اب مجھ میں طاقت تھی ان کی معاودت تک میں بھی پیادہ ہی رہا۔ اونٹ جدہ کے لئے کئے تھے، اب موسم سخت گرمی کا آ گیا تھا اور بارہ منزلیں: منزل پر ظہر کی، نماز کہ ٹھیک زوال ہوتے ہی پڑھتا تھا اور معاً قافلہ روانہ ہوتا تھا، سر پر آفتاب اور پاؤں نیچے گرم ریت یا پتھر، اللہ تعالےٰ مولوی نذیر احمد کا بھلا کرے فرضوں میں تو مجبور تھے: کہ خود بھی شریک جماعت ہوتے مگر جب میں سنتوں کی نیت باندھتا چھتری لے کر سایہ کرتے، جب پہلی رکعت کے سجدے میں جاتا پاؤں کے نیچے اپنا عمامہ رکھ دیتے کہ باقی رکعتوں میں پاؤں نہ جلیں۔ ابتدا میں یوں نہ کر سکتے تھے کہ میں عمامہ رکھنا درکنار نماز میں چھتری لگانے پر بھی ہرگز راضی نہ ہوتا، انہوں نے اور حاجی کفایت اللہ صاحب نے اس سفر مبارک میں بلا طمع بلا معاوضہ محض اللہ و رسول کے لئے جیسے آرام دیئے اللہ تعالیٰ ان کا اجر عظیم دنیا و آخرت میں ان صاحبوں کو عطا فرمائے آمین!

جدہ پہنچ کر جہاز تیار ملا۔ بمبئی کے ٹکٹ بٹ رہے تھے، خریدے اور روانہ ہوئے۔ جب عدن پہنچے معلوم ہوا کہ جہاز والے نے کہ رافضی تھا دھوکا دیا، عدن پہنچ کر اعلان کیا کہ جہاز کراچی جائے گا۔ ہم لوگوں نے قصد کیا کہ اتر لیں اور بمبئی جانے والے جہاز میں سوار ہوں۔ اتنے میں انگریز ڈاکٹر آیا اور اس نے کہا: بمبئی جانے والوں کو قرنطینہ میں رہنا ہوگا۔ ہم نے کہا اس مصیبت کو کون جھیلے اس سے کراچی ہی بھلی۔ راستہ میں طوفان آیا اور ایسا سخت کہ جہاز کا لنگر ٹوٹ گیا سخت ہولناک آواز پیدا ہوئی مگر دعاؤں کی برکت کہ مولےٰ تعالیٰ نے ہر طرح امان رکھی۔

جب کراچی پہنچے ہیں، ہمارے پاس صرف دو روپے باقی تھے اور اس زمانے تک وہاں کسی سے تعارف نہ تھا۔ جہاز کنارے کے قریب ہی لگا اور عین ساحل پر چونگی کی چوکی، جس پر انگریز یا کوئی گورا نوکر اسباب کثیر، یہاں محصول تک دینے کو نہیں ہر چیز کی تعلیم وارشاد فرمانے والے پر بیشمار درود وسلام! ان کی ارشاد فرمائی ہوئی، دعا پڑھی وہ گورا آیا اور اسباب دیکھ کر بارہ آنے محصول کہا۔ ہم نے شکر الٰہی کیا اور بارہ آنے دے دیئے۔ چند منٹ بعد وہ پھر واپس آیا اور کہا نہیں نہیں اسباب دکھاؤ، سب صندوق وغیرہ دیکھے اور پھر بارہ آنے کہہ کر چلا گیا۔ پھر واپس آیا اور سب صندوق کھلوا کر اندر سے دیکھے اور پھر بارہ آنے ہی کہے اور رسید دے کر چلا گیا۔ اب سوا روپیہ باقی رہا، اس میں

سے منجھلے بھائی مرحوم مولوی حسن رضا خاں کو تار دیا، تاکہ دو سو روپیہ بھیجیں۔ یہاں وہ تار مشتبہ ٹھہرا کر بمبئی سے آتا کراچی سے کیسا آیا۔ بارہ، روپے پہنچ گئے۔ بمبئی کے احباب وہاں لے جانے پر مصر ہوئے۔ وہاں جانا پڑا۔ مولوی حکم عبدالرحیم صاحب وغیرہ احباب احمد آباد کو اطلاع ہوئی۔ آدمی بھیجے، باصرار احمد آباد لے گئے۔ سواریوں کو بمبئی سے محمد خاں و احمد رضا خاں کے ساتھ روانہ کر دیا تھا۔ میں ہندوستان میں اترنے سے ایک مہینے بعد مکان پر پہنچا۔ وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ کو بفضلہ تعالیٰ جب شدید ذلتیں اور ناکامیاں ہوئیں المرجفون فی المدینة کی وراثت سے یہاں یہ اڑا رکھی تھی کہ معاذ اللہ فلاں قید ہوگیا۔ بمبئی آ کر یہ خبر سنی۔ احباب نے مجلس بیان منعقد کی اور چاہا کہ اس کی نسبت کچھ کہہ دیا جائے۔ واحد قہار نے ان کا کذب خود ہی سب پر روشن فرما دیا تھا، مجھے کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہاں اتنا ہوا کہ آیہ کریمہ: اِنَّا فَتَحنَا لَکَ فتحاً مُبِیناً کا بیان کیا اور اس میں فتح مکہ مکرمہ اور اس سے پہلے صلح حدیبیہ کی حدیث ذکر کی اس میں کہا کہ حضور اقدس ﷺ نے حدیبیہ میں قیام فرما کر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ بھیجا۔ یہاں انھیں دیر لگی کافروں نے اڑا دیا کہ وہ مکہ میں قید کر لئے گئے۔ میرے آنے سے پہلے ہی اطراف سے لوگوں نے مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو استفسار واقعات کے خطوط لکھے جس کے جواب انھوں نے وہ دیئے کہ سنیوں کا دل باغ باغ ہوگیا، اور وہابیوں کو کلیجہ داغ داغ والحمد للہ رب العالمین، ان میں سے بعض جواب میرے دیکھنے میں آئے جن میں فرمایا ہے کہ یہ خبیث کذابوں کا کذب خبیث ہے اس کو تو مکہ معظمہ میں وہ اعزاز ملا جو کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔ وہابیہ کی تو کیا شکایت کہ وہ اعداء ہیں اور کیوں نہ میرے دشمن ہوں کہ میرے مالک و مولیٰ ﷺ کے دشمن ہیں ان کے افتراؤں نے بعض جاہل کچے سینوں کو بھی میرے مخالف کر دیا تھا: یہ بہتان لگا کر کہ یہ معاذ اللہ حضرت شیخ مجدد کو کافر کہتا ہے اور جب مکہ معظمہ میں علم غیب کا مسئلہ بفضلہ تعالیٰ باحسن وجوہ روشن ہوگیا۔ علم الٰہی اور علم نبوی کا متناہی فرق میں نے ظاہر کر دیا تو اب یہ جوڑی کہ عیاذاً باللہ یہ قدرت نبوی کو قدرت الٰہی کے برابر کہتا ہے۔ کچے نا سمجھ لوگ آیہ کریمہ: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَ کُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَھَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ پر عمل نہ کرنے والے ان کے داؤں میں آ گئے۔ مدینہ طیبہ میں ایک ہندی صاحب شیخ الحرم عثمان پاشا کے یہاں کچھ دخیل تھے ایک مدرسہ کے نام

سے ہندوستان وغیرہ سے چندہ منگاتے، یہ بھی انہیں کذابوں کی باتوں سے متاثر ہوئے۔ میں ابھی مکہ معظمہ ہی میں تھا۔ یہاں جو فتح وظفر مولیٰ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی اور پھر میرے عزم حاضری سرکار اعظم کی خبر مدینہ طیبہ پہنچی۔ اُن صاحب نے اپنے زعم پر کہ حجازی حاکم شہر کے یہاں رسائی ہے یہ لفظ فرمائے کہ وہاں تو اس نے اپنا سکہ جمالیا آنے دو، یہاں آتے ہی قید کرادوں گا۔ مولیٰ عزوجل کی شان میری سرکار سے ان کو یہ جواب ملا کہ میں ابھی مکہ معظمہ میں ہی ہوں ان کی نسبت دعوے سے چندے منگانے کا دعویٰ ہوا، اور جیل بھیج دیئے گئے۔ جب میں حاضر ہوا ہوں وہ میعاد کاٹ کر آ چکے تھے۔ مسجد کریم میں مجھ سے ملے اور فرمایا: میں تنہائی میں ملنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا: علماء عظماء کی تشریف آوری کا ہجوم آپ دیکھتے ہیں مجھے تنہائی نصف شب کو ملتی ہے کہا: میں اسی وقت آؤں گا۔ میں نے کہا اس وقت بندش ہوتی ہے کہا میری بندش نہ ہوگی: تشریف لائے اور کلمات استمالت و استعفا کے فرمائے۔ میں نے معاف کیا اور میرے دل میں بحمدہ تعالیٰ اس کا کچھ غبار بھی نہ تھا۔ پھر ہندوستان تشریف لا کر بھی مجھ سے ملے، اظہار نام کی ضرورت نہیں۔

چو باز آمدی ماجرا در نوشت

یہ تم وقائع ایسے نہ تھے کہ ان کو میں اپنی زبان سے کہتا ہمراہیوں کو توفیق ہوتی اور آتے جاتے اور ایام قیام ہر دو سرکار کے واقعات روزانہ تاریخ وار قلمبند کرتے تو اللہ و رسول کی بے شمار نعمتوں کی عمدہ یادگار ہوتی۔ ان سے رہ گیا اور مجھے بہت کچھ سہو ہو گیا۔ جو یاد آیا بیان کیا۔ نیت کو عزوجل جانتا ہے۔ قَالَ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی وَ اَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ: اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کر، یہ برکات ہیں، ان دعاؤں کی کہ حضور سید عالم ﷺ نے تعلیم فرمائی والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین۔

مؤلف: ایک صاحب شاہ نیاز احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس میں بریلی تشریف لائے تھے۔ اعلیٰ حضرت مدظلہٗ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے، اور کچھ اشعار نعت شریف سنانے کی درخواست کی، استفسار فرمایا: کس کا کلام ہے۔ انھوں نے بتایا: اس پر ارشاد فرمایا: سوا دو کے کلام کے کسی کا کلام میں قصداً نہیں سنتا، مولانا کافی اور حسن میاں مرحوم کا کلام۔ اول سے آخر تک شریعت کے دائرہ میں ہے۔ البتہ مولانا کافی کے یہاں لفظ رعنا کا اطلاق جابجا ہے اور یہ شرعاً محض ناروا و بے

جا ہے۔ مولانا کو اس پر اطلاع نہ ہوئی، ورنہ احتراز فرماتے۔ حسن میاں مرحوم کے یہاں بفضلہٖ تعالیٰ یہ بھی نہیں، ان کو میں نے نعت گوئی کے اصول بتا دیئے تھے، ان کی طبیعت میں ان کا ایسا رنگ رچا کہ ہمیشہ کلام اسی معیار اعتدال پر صادر ہوتا جہاں شبہ ہوتا مجھ سے دریافت کر لیتے، ایک غزل میں یہ شعر خیال میں آیا۔

خدا کرنا ہوتا جو تحت مشیت
خدا ہو کے آتا یہ بندہ خدا کا

میں نے کہا ٹھیک ہے یہ شرطیہ ہے، جس کے لئے مقدم اور تالی کا امکان ضرور نہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ

اے محبوب تم فرما دو کہ اگر رحمٰن کے لئے کوئی بچہ ہوتا تو اسے سب سے پہلے میں پوجتا۔

ہاں شرط و جزا میں علاقہ چاہیے وہ اس آیۂ کریمہ کی طرح یہاں بھی بروجہ حسن حاصل ہے بلاشبہ جتنے فضائل و کمالات خزانہ قدرت میں ہیں، سب حضور اقدس ﷺ کو عطا فرمائے گئے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَیُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ

اللہ اپنی تمام نعمتیں تم پر پوری کرے گا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں:

ہر نعمتیکہ داشت خدا شد براو تمام

میرے ایک وعظ میں ایک نفیس نکتہ مجھ پر القا ہوا تھا اسے یاد رکھو کہ جملہ فضائل حضور اقدس ﷺ کے لئے معیار کامل ہے وہ یہ کہ کسی منعم کا دوسرے کو کوئی نعمت نہ دینا چار ہی طور پر ہوتا ہے۔ یا تو دینے والے کو اس نعمت پر دسترس نہیں یا دے سکتا ہے مگر بخل مانع ہے یا جسے نہ دی وہ اس کا اہل نہ تھا یا وہ اہل بھی ہے مگر اس سے زائد اسے کوئی اور محبوب ہے اس کے لئے بچا رکھی الوہیت ہی وہ کمال ہے کہ زیر قدرت ربانی نہیں، باقی تمام کمالات تحت قدرت الٰہی ہیں اور اللہ تعالیٰ اکرم

الا کرمین ہر جود سے بڑھ کر جواد اور حضور اقدس ﷺ ہر فضل و کمال کے اہل اور حضور سے زائد اللہ عزوجل کو کوئی محبوب نہیں لازم ہے کہ الوہیت کے نیچے جتنے فضائل جس قدر کمالات جتنی نعمتیں جس قدر برکات ہیں مولیٰ عزوجل نے سب اعلیٰ وجہ کمال پر حضور کو عطا فرمائیں، اگر الوہیت عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہوتا ضرور یہ بھی عطا فرماتا۔ جیسے ارشاد ہوا:

لَوْ اَرَدْنَا اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّا تَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ۔

اگر ہم بیٹا چاہتے تو ضرور اپنے پاس سے اگر ہمیں کرنا ہوتا گویا ارشاد ہوتا ہے اے نصرانیو تم مسیح کو اور یہودیو تم عزیر کو اور عرب کے مشرکو تم ملائکہ کو ہماری اولاد ٹھہراتے ہو۔

ہمیں اگر اپنے لئے بیٹا بنانا ہوتا تو انھیں کو نہ بناتے جو سب سے زیادہ ہمارے مقرب ہیں یعنی محمد ﷺ میری اجازت کے بعد حسن میاں مرحوم نے یہ شعر داخل غزل کیا اور مقطع میں اس کی طرف اشارہ کیا

بھلا ہے حسن کا جناب رضا سے
بھلا ہو الٰہی جناب رضا کا

غرض ہندی نعت گویوں میں ان کا کلام ایسا ہے، باقی اکثر دیکھا گیا ہے: کہ قدم ڈگمگا جاتا ہے اور حقیقۃً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچا جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے۔ جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔

غرض حمد میں ایک جانب اصلا حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے (پھر فرمایا) مولانا کافی علیہ الرحمۃ کی زیارت آٹھ برس کی عمر میں مجھے خواب میں ہوئی۔ میری پیدائش کے گیارہ مہینے بعد مولانا کو پھانسی ہوئی پچھلی غزل میں ایک مصرعہ یہ بھی لکھا تھا۔

بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا

میں نے اپنے منجھلے بھائی حسن میاں مرحوم کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ اپنی مسجد کی فصیل شمالی پر مسجد میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں اور یہ مسجد میں ملجائے حد جنوبی سے میری

طرف خوش خوش آ رہے ہیں۔ ہاتھ میں ایک بہت طویل کاغذ ہے وہ مجھے دکھانے لائے اور کہتے ہیں نوباتیں بہت ہی اعلیٰ درجہ پر قبول ہوئیں، تفصیل نہ معلوم ہوئی تھی کہ آنکھ کھل گئی۔

عرض: حضور طلب اور بیعت میں کیا فرق ہے؟

ارشاد: طالب ہونے میں صرف طلب فیض ہے اور بیعت کے معنی پورے طور سے بکنا: بیعت اس شخص سے کرنا چاہئے جس میں یہ چار باتیں ہوں ورنہ بیعت جائز نہ ہوگی:

اولاً: سنی صحیح العقیدہ ہو۔

ثانیاً: کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی کی امداد کے اپنی ضروریات کے مسائل سے نکال سکے۔

ثالثاً: اس کا سلسلہ حضور اقدس ﷺ تک متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو۔

رابعاً: فاسق معلن نہ ہو،

(اسی سلسلۂ بیان میں ارشاد ہوا کہ:)

لوگ بیعت بطور رسم ہوتے ہیں، بیعت کے معنے نہیں جانتے۔ بیعت اسے کہتے ہیں کہ حضرت یحیٰ منیری کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا: اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال لوں۔ ان مرید نے عرض کی: یہ ہاتھ حضرت یحیٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں اب دوسرے کو نہ دوں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام غائب ہو گئے اور حضرت یحیٰ منیری ظاہر ہوئے، اور ان کو نکال لیا۔

عرض: حضور کے زمانہ میں بھی تجدید بیعت ہوتی تھی۔

ارشاد: خود حضور اقدس ﷺ نے ابن اکوع سے ایک جلسہ میں تین بار بیعت لی، جہاد کو جا رہے تھے۔ پہلی بار فرمایا: سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی۔ تھوڑی دیر بعد حضور نے فرمایا: سلمہ تم بیعت نہ کرو گے۔ عرض کی: حضور ابھی کر چکا ہوں، فرمایا وایضا: پھر بھی۔ انھوں نے پھر بیعت کی۔ آخیر میں جب سب حضرات بیعت سے فارغ ہوئے، پھر ارشاد ہوا: سلمہ تم بیعت نہ کرو گے۔ عرض کی یا رسول اللہ! میں دوبارہ بیعت کر چکا۔ فرمایا وایضا پھر بھی! غرض ایک جلسہ میں سلمہ سے تین بار بیعت لی، ان پر تاکید بیعت میں راز یہ تھا کہ وہ ہمیشہ پیادہ جہاد فرمایا کرتے تھے اور مجمع کفار کا تنہا مقابلہ کرنا ان کے

نزدیک کچھ نہ تھا۔ ایک بار عبدالرحمٰن فاری کہ کافر تھا، اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کے اونٹوں پر آ پڑا، چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا، اسے فرآت سے قاری نہ سمجھ لیں بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے تھا) سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی پہاڑ پر جا کر ایک آواز دی کہ یا صبا حاہ یعنی دشمن ہے مگر اس کا انتظار نہ کیا کہ کسی نے سنی یا نہیں کوئی آتا ہے یا نہیں، تنہا ان کافروں کا تعاقب کیا وہ چار سو تھے اور یہ اکیلے، وہ سوار تھے اور یہ پیادہ مگر نبوی مددان کے ساتھ، اس محمدی شیر کے سامنے انہیں بھاگتے ہی بنی۔ اب یہ تعاقب میں ہیں اپنا رجز پڑھتے جاتے ہیں۔ انا سلمۃ ابن الاکوع والیوم یوم الرضع : میں سلمہ بن اکوع ہوں اور تمہاری ذلت خواری کا دن ہے۔ ایک ہاتھ گھوڑے کی کونچوں پر مارتے وہ گرتا ہے سوار زمین پر آتا ہے، دوسرا ہاتھ اس پر پڑتا ہے وہ جہنم جاتا ہے یہاں تک کہ کافروں کو بھاگنا دشوار ہو گیا۔ گھوڑوں پر سے اپنے اسباب پھینکنے لگے کہ ہلکے ہو کر بھاگیں ے۔ یہ اسباب سب ایک جگہ جمع فرماتے اور پھر وہی رجز پڑھتے ہوئے ان کا تعاقب کرتے اور انہیں جہنم پہنچاتے۔ یہاں تک کہ شام ہو گئی۔ کافر ایک پہاڑی پر ٹھہرے اس کے قریب دوسری پہاڑی پر انہوں نے آرام فرمایا دن ہونے پر وہ اتر کر چلے وہ اسی طرح ان کے پیچھے اور وہی رجز وہی قتل یہاں تک کہ گرد اٹھی، یہ قتل و تعاقب کرتے کرتے تھک گئے، اندیشہ ہوا کہ مبادا کفار کی مدد آئی ہو۔ جب دامن گرد پھٹا، تکبیروں کی آوازیں آئیں اور دیکھا کہ حضرت ابو قتادہ مع دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم گھوڑوں پر تشریف لا رہے ہیں۔ اب کیا تھا کفار کو گھیر لیا۔

ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فارس رسول ﷺ کہا جاتا تھا۔ یعنی لشکر حضور کے سوار۔ جس طرح سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راجل رسول اللہ ﷺ یعنی لشکر اقدس کے پیادے ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود بارگاہ رسالت میں اسد من اسد اللّٰہ و رسولہ فرمایا: اللہ و رسول کے شیروں میں سے ایک شیر، ان کو اس جہاد کی خبر ان کے گھوڑے نے دی، تھان پر بندھا ہوا چمکا۔ فرمایا واللہ کہیں جہاد ہے۔ گھوڑا کس کر سوار ہوئے۔ اب یہ تو معلوم نہیں کدھر جائیں: باگ چھوڑ دی اور کہا: جدھر تو جانتا ہے چل۔ گھوڑا اڑا اور یہاں لے آیا۔

اس عبدالرحمٰن قاری سے کسی لڑائی میں ان سے وعدہ جنگ ہو لیا تھا یہ وقت اس کے اس پورا ہونے کا آیا۔ وہ پہلوان تھا اس نے کشتی مانگی، انہوں نے قبول فرمائی، اس محمدی شیر نے خوک

شیطان کو دے مارا، خنجر لے کر اس کے سینہ پر سوار ہوئے۔ اس نے کہا: میری بی بی کے لئے کون ہوگا! فرمایا: نار، اور اس کا گلا کاٹ دیا۔ سرکاری اونٹ اور تمام غنیمتیں اور وہ اسباب کہ جابجا کفار پھینکتے اور سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے میں جمع فرماتے گئے تھے، سب لا کر حاضر بارگاہِ انور کیا۔

عرض: مجلس سماع میں اگر مزامیر نہ ہوں سماع جائز ہو تو وجد والوں کا رقص جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: اگر وجد صادق ہے اور حال غالب اور عقل مستور اور اس عالم سے دور تو اس پر تو قلم ہی جاری نہیں۔

کہ سلطان نگیرد خراج از خراب

اور اگر بہ تکلف وجد کرتا ہے تو تثنی اور تکسر یعنی لچکے توڑے کے ساتھ حرام ہے اور بغیر اس کے اگر ریا و اظہار کے لئے ہے تو جہنم کا مستحق ہے اور اگر صادقین کے ساتھ تشبہ بہ نیت خالصہ مقصود ہے کہ بنتے بنتے بھی حقیقت بن جاتی ہے تو حسن ومحمود ہے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

جو کسی قوم کا مشابہ بنے وہ انہیں میں سے ہے۔

اِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مِنْهُمْ فَتَشَبَّهُوْا اِنَّ التَّشَبُّهَ بِالْكِرَامِ فَلَاحٌ

عرض: اگر کوئی تنہا خشوع کے لئے نماز پڑھے اور عادت ڈالے تاکہ سب کے سامنے بھی خشوع ہو تو یہ ریا ہے یا کیا۔

ارشاد: یہ بھی ریا ہے کہ دل میں نیت غیر خدا ہے یہاں ایک حدیث وہابی کش بیان کرتا ہوں کہ اس مسئلہ سے متعلق ہے۔ عادت کریمہ تھی کہ کبھی شب میں اپنے اصحاب کرام کا تفقد احوال فرمائے مثلاً ایک شب نماز تہجد میں صدیق اکبر پر گزر فرمایا: صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ بہت آہستہ پڑھ رہے ہیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے ملاحظہ فرمایا کہ بہت بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے۔ انھیں دیکھا کہ جابجا سے متفرق آیتیں پڑھ رہے ہیں صبح ہر ایک سے اس کے طریقے کا سبب دریافت فرمایا۔ صدیق نے عرض کی:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْمَعْتُ مَنْ اُنَاجِيْهِ

میں جس سے مناجات کرتا ہوں اسے سن لیتا ہوں،

یعنی اوروں سے کیا کام کہ آواز بلند کروں، فاروق نے عرض کی:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَطْرُدُ الشَّیْطَانَ وَ اُوْقِظُ الْوَسْنَانَ۔

میں شیطان کو بھگاتا اور سوتوں کو جگاتا ہوں۔

یعنی جہاں تک آواز پہنچے گی بھاگے گا اور تہجد والوں میں جس کی آنکھ نہ کھلی ہو، وہ جاگ کر پڑھے گا، اس لئے اس قدر زور سے پڑھتا ہوں۔

حضرت بلال نے عرض کی:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَلَامٌ طَیِّبٌ یَجْمَعُ اللّٰہِ بَعْضَہٗ مَعَ بَعْضٍ۔

کلام ہے کہ اللہ اس کے بعض کو بعض سے ملاتا ہے۔

اس کا مطلب فقیر کی سمجھ میں یہ ہے۔ گویا عرض کرتے ہیں کہ قرآن عظیم ایک لہلہاتا باغ ہے جس میں رنگ رنگ کے پھول قسم قسم کے میوے درمنشور کی طرح متفرق پھیلے ہوئے ہیں: کہیں حمد ہے کہیں ثنا ہے کہیں ذکر کہیں دعا کہیں خوف کہیں رجا کہیں نعت حبیب خدا وغیرہا مطالب جدا جدا۔ جانب الٰہی سے جس وقت جس طرح کی تجلی وارد ہوتی ہے اسی کے مناسب آیات متفرق مقامات سے جمع کر کے پڑھتا ہوں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

کُلُّکُمْ قَدْ اَصَابَ۔

تم سب ٹھیک پر ہو۔

مگر اے صدیق تم قدرے آواز بلند کرو، اور اے فاروق تم قدرے پست اور اے بلال تم سورت ختم کر کے دوسری سورت کی طرف چلو۔

اسی طرح ایک شب تہجد میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پڑھنا سنا۔ ان کی آواز نہایت دلکش، ان کا لہجہ کمال دلکشا تھا۔ ارشاد ہوا: انہیں داؤد علیہ اسلام کے الحانوں سے ایک الحان ملا ہے۔ صبح ان کے پڑھنے کی تعریف فرمائی۔ انھوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ سن رہے ہیں تو اور زیادہ بنا کر پڑھتا۔ میں کہتا ہوں یہ جگہ ہے کہ وہابیت کا زہر اشق ہو جائے۔ ریا حرام ہے بلکہ اسے شرک فرمایا۔

اگر روئے اطاعت ترا در خدا است
اگر جبریلت نہ بیند روا است

اور ریا نہیں مگر غیر خدا کے لئے تقنع، یہاں یہ صحابی خود حضور میں عرض کر رہے ہیں کہ میں حضور کے لئے اور زیادہ بنا کر پڑھتا، اور حضور اقدس ﷺ انکار نہیں فرماتے تو ثابت ہوا کہ حضور کے لئے بنا کر غیر خدا کے لئے بنانا نہیں خدا ہی کے لئے ہے کہ حضور کا معاملہ اللہ ہی کا معاملہ ہے۔

کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ تَمَامِ تَوْبَتِیْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَالِیْ صَدَقَةً اِلَی اللّٰهِ وَ رَسُوْلِه۔

یارسول اللہ میری توبہ کی تمامی یہ ہے کہ اپنے مال سے باہر آؤں سب اللہ ورسول کے نام پر تصدق کردوں۔

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتی ہیں:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُبْتُ اِلَی اللّٰهِ وَ رَسُوْلِه

یارسول اللہ! میں اللہ اور رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں۔

اس قسم کی بہت آیات واحادیث میری کتاب الامن و العلے میں ملیں گی جس سے ثابت ہوگا کہ حبیب کا معاملہ غیر خدا کا معاملہ نہیں، اللہ ہی کا معاملہ ہے مگر وہابیہ کو عقل وایمان نہیں۔

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ حدیث سے بیچ آیت کا بھی جواز ثابت ہوا کہ وہ متفرق مقام سے آیات پڑھتے تھے اور ارشاد ہوا تم ٹھیک پر ہو اور آگے جو انہیں تعلیم فرمائی اس سے اتنا ثابت ہوا کہ نماز میں اولیٰ یوں ہے۔

عرض: حضور فنافی الشیخ کا مرتبہ کس طرح حاصل ہوتا ہے۔

ارشاد: یہ خیال رہے کہ میرا شیخ میرے سامنے ہے اور اپنے قلب کو اس کے قلب کے نیچے تصور کرکے اس طرح سمجھے کہ سرکار رسالت ﷺ سے فیوض وانوار قلب شیخ پر فائز ہوتے اور اس سے چھلک کر میرے دل میں آرہے ہیں، پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ حالت ہو جائے گی کہ شجر و حجر و در و دیوار پر شیخ کی صورت صاف نظر آئے گی، یہاں تک کہ نماز میں بھی جدا نہ ہوگی پھر ہر حال اپنے ساتھ پاؤ گے۔

حافظ الحدیث سیدی احمد سجلماسی کہیں تشریف لے جاتے تھے، راہ میں اتفاقاً آپ کی نظر ایک نہایت حسینہ عورت پر پڑ گئی۔ یہ نظر اول تھی، بلاقصد تھی، دوبارہ پھر آپ کی نظر اٹھ گئی، اب دیکھا کہ پہلو میں حضرت سیدی غوث الوقت عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیر و مرشد تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں احمد عالم ہو کر انہیں سیدی احمد سجلماسی کے دو بیویاں تھیں، سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کو جاگتے دوسری سے ہمبستری کی، یہ نہیں چاہئے۔ عرض کیا: حضور اس وقت وہ سوتی تھی۔ فرمایا: سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈالی تھی۔ عرض کیا: کہ حضور کس طرح علم ہوا۔ فرمایا: جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا۔ عرض کیا: ہاں ایک پلنگ خالی تھا فرمایا اس پر میں تھا تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے۔

عرض: بچوں کی بیعت کس عمر میں ہو سکتی ہے۔

ارشاد: اگر ایک دن کا بچہ ہو، ولی کی اجازت سے بیعت ہو سکتا ہے۔

عرض: اثباتِ ہلال میں تار پر اعتماد ہو گا یا نہیں!

ارشاد: میرا رسالہ ''ازکی الاہلال'' ملاحظہ فرمائیے جس میں بدر کی طرح روشن کیا ہے کہ رویت ہلال میں تار اور خط کی خبر معتبر نہیں لیکن گنگوہی صاحب نے معتبر مانی اور اپنے علم و فہم کی بانگی دکھانے کو اس پر یہ استدلال مضحکہ اطفال تراشا کہ تحریر معتبر ہے اور تحریر قلم سے ہو یا طویل بانس سے ہر طرح تحریر ہے تو گویا ان بزرگوار کے نزدیک تار بھیجنے والا اتنے لمبے بانس سے کچھ لکھ دیا کرتا ہے وَلَا حَوْلَ وَ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔ ان کا یہ فتویٰ ہمارے پاس موجود ہے اور عقلاً و نقلاً باطل و مردود ہے۔ اَلْخَطُّ یَشْبَهُ الْخَطَّ اور اَلْخَطُّ لَا یُعْمَلُ بِهٖ۔ سوم آپ کے لیکھے اس سیکڑوں میل کے طویل بانس سے وہ خبر بھیجنے والا نہیں لکھتا کہ اس کا خط آپ کی نزدیک معتبر ہو بلکہ یہ شیطان کی آنت بانس تار بابو کے ہاتھ میں ہے جو محض مجہول اور اکثر کفار، اس کا نام مفتی گری ہے، آدمیاں گم شدند،

عرض: حضور قطب کی طرف پاؤں کرنے کی کیا ممانعت فرمائی گئی ہے!

ارشاد: یہ مسئلہ جہلا میں بہت مشہور ہے۔ قطب عوام میں ایک ستارے کا نام ہے کہ قطب شمالی کے قریب ہے تو تارے تو چاروں طرف ہیں کسی طرف پاؤں نہ کرے۔ (اسی تذکرہ میں فرمایا)

حضرت سیدی ابراہیم ادہم مسجد میں پاؤں پھیلائے بیٹھے تھے۔ غیب سے ندا آئی: ابراہیم کیا بادشاہوں کے حضور یوں ہی بیٹھتے ہیں اس وقت سے جو پاؤں سمیٹے تو تختے ہی پر پہلے کبھی سوتے میں بھی نہ پھیلائے۔

عرض: دستر خوان پر اگر اشعار وغیرہ لکھے ہوں تو اس پر کھانا جائز ہے!

ارشاد: ناجائز ہے۔

عرض: اگر برتن میں آیات وغیرہ لکھی ہوں تو اس میں کھانا کیسا ہے۔

ارشاد: اگر بغرض استشفا ہے تو حرج نہیں لیکن باوضو، ورنہ اجازت نہیں۔

عرض: اگر معتکف کسی معقول وجہ سے مسجد ہی میں وضو کرے تو اسے اجازت ہوگی۔

ارشاد: نہیں۔ مگر جب کہ وہ باحتیاط اس طرح وضو کرے کہ اس کے وضو کی چھینٹ مسجد میں نہ گرے کہ اس کی سخت ممانعت ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ فصیل پر وضو کیا اور ویسے ہی ہاتھ جھٹکے، فرش مسجد میں پہنچ گئے۔ یہ ناجائز ہے۔ میں نے ایک بار بغیر برتن کے خاص مسجد میں وضو جائز طور پر کیا، وہ یوں کہ پانی موسلا دھار پڑ رہا تھا اور میں معتکف۔ جاڑوں کے دن تھے، میں نے توشک بچھا کر اور اس پر لحاف ڈال کر وضو کر لیا۔ اس صورت میں ایک چھینٹ بھی مسجد کے فرش پر نہ پڑی پانی جتنا وضو کا تھا توشک اور لحاف نے جذب کر لیا۔

عرض: حضور مدینہ طیبہ میں ایک نماز پچاس ہزار کا ثواب رکھتی ہے اور مکہ معظمہ میں ایک لاکھ کا اس سے مکہ معظمہ کا افضل ہونا سمجھا جاتا ہے۔

ارشاد: جمہور حنفیہ کا یہی مسلک ہے اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک مدینہ طیبہ افضل اور یہی مذہب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ ایک صحابی نے کہا: مکہ معظمہ افضل ہے۔ فرمایا: کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے۔ انھوں نے کہا واللہ بیت اللہ وحرم اللہ۔ فرمایا میں کہتا ہوں، کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے۔ وہ وہی کہتے رہے اور امیر المومنین یہی فرماتے رہے اور یہ میرا مسلک ہے۔ صحیح حدیث میں ہے: نبی ﷺ فرماتے ہیں:

اَلْمَدِیْنَةُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ

مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔

دوسری حدیث نص صریح ہے کہ فرمایا:

اَلْمَدِیْنَۃُ اَفْضَلُ مِنْ مَکَّۃَ

مدینہ مکہ سے افضل ہے۔

درتفاوت ثواب کا جواب باصواب شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب دیا کہ مکہ میں کمیت زیادہ ہے اور مدینہ میں کیفیت یعنی وہاں مقدار زیادہ ہے اور یہاں قدر افزوں۔ جسے یوں سمجھیں کہ لاکھ روپیہ زیادہ کہ پچاس ہزار اشرفیاں، گنتی میں دو نے ہیں اور مالیت میں یہ دس گنی۔ مکہ معظمہ میں جس طرح ایک نیکی لاکھ نیکیاں ہیں یوں ہی ایک گناہ لاکھ گناہ ہیں اور وہاں گناہ کے ارادے پر بھی گرفت ہے جس طرح نیکی کے ارادے پر ثواب۔ مدینہ طیبہ میں نیکی کے ارادے پر ثواب اور گناہ کے ارادے پر کچھ نہیں۔ اور گناہ کرے تو ایک ہی گناہ اور نیکی کرے تو پچاس ہزار نیکیاں، عجب نہیں کہ حدیث میں خَیْرٌ لَّھُمْ کا اشارہ اسی طرف ہو کہ ان کے حق میں مدینہ ہی بہتر ہے۔

مؤلف: حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کا ذکر تھا، اُن کے محاسن کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: قیامت قریب ہے، اچھے لوگ اٹھتے جاتے ہیں جو جاتا ہے اپنا نائب نہیں چھوڑتا (پھر فرمایا) امام بخاری نے انتقال فرمایا: نوے ہزار شاگرد محدث، سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال فرمایا، نوے ہزار مجتہدین اپنے شاگرد چھوڑے۔ محدث ہونا علم کا پہلا زینہ ہے اور مجتہد ہونا آخری منزل اور اب ہزار مرتے ہیں اور ایک بھی نہیں چھوڑتے۔ امام بخاری نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ میں حضور اقدس ﷺ کی مگس رانی کر رہا ہوں۔ خواب دیکھ کر پریشان ہوئے کہ مکھی تو جسم اقدس پر بیٹھتی ہی نہ تھی۔ علماء نے تعبیر فرمایا: بشارت ہو تمہیں کہ احادیث میں غلط ہو گیا ہے تم اسے پاک صاف کر دگے۔

عرض: حضور احادیث میں غلط کس نے کر دیا، اس کی کیا وجہ ہوئی۔

ارشاد: خدا ناترسوں نے اکثر احادیث میں کچھ کا کچھ کر دیا ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے مجلس وعظ میں بڑی لمبی چوڑی حدیث پڑھی جس کی شروع سند میں تھا: حدثنا احمد بن حنبل و یحیی بن معین۔ احمد بن حنبل اور یحیی بن معین نے ہم سے حدیث بیان کی۔ اتفاق کی بات کہ یہ

دونوں حضرت اُس وقت وہاں تشریف فرماتھے۔ باہم ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کے رہ جاتے، جب وہ ختم کر چکا۔ یحیٰی بن المعین نے اشارہ سے اپنے پاس بلایا اور فرمایا: احمد یہ ہیں اور یحیٰی میں، ہم نے خواب میں بھی یہ حدیث جو تم نے پڑھی نہیں بیان کی۔ بولا میں سنا کرتا تھا کہ ابن حنبل وابن معین کم عقل ہیں، آج مجھے اس کا یقین ہوا، ساتھ احمد بن حنبل اور یحیٰی بن المعین ہیں جن سے میں حدیث روایت کرتا ہوں۔ یہ تمسخر کرتا ہوا چلا گیا (اسی سلسلے میں فرمایا کہ) پہلی مرتبہ کی حاضری حرمین الطیبین میں ایک کٹر وہابی نے خاص کر کعبہ معظمہ میں مجھ سے آ کر کہا کہ آپ میلاد شریف میں قیام کرنے کے لئے بہت زور دیتے تھے اور کہتے تھے کہ عرب شریف میں عام طور سے قیام ہوتا ہے، یہاں شیخ العلماء احمد زین دحلان قیام کو منع کرتے ہیں۔ میں نے کہا شیخ العلماء کا دولت کدہ یہاں سے چند قدم ہے چلو ہم دریافت کرا دیں۔ ہر چند اصرار کیا زمین پکڑ کر بیٹھ گیا، مفتریوں کی یہ جرأت ہوتی ہے۔ میں نے کہا کاش! مکہ معظمہ سے باہر جا کر بلکہ جہاز میں سوار ہو کر یہ افترا کیا ہوتا کہ تصدیق کے لئے واپس آنا دشوار ہوتا شیخ العلماء کے زیر دیوار بیٹھ کر ایسا جیتا افترا مگر اس حیادار کو کچھ اثر نہ ہوا، اُٹھ کر چلا گیا۔ مجھے معلوم تھا کہ حضرت شیخ العلماء خود قیام فرماتے ہیں استحسان قیام میں اُن کے متعدد فتوے ہیں۔ فتاوٰی کے علاوہ ان کی کتاب **مستطاب الدرالسنیہ فی الرد علی الوھابیہ** میں اس اس کی جلیل تصریح ہے اور سیرۃ نبویہ میں اس سے بھی روشن تر۔[1]

عرض: واقعی اگر منہ بند ہوا ہے تو حضور کی ذات بابرکات سے۔ دل میں (معلوم کیا کیا) کہتے ہوں گے۔

---

[1] سیرۃ نبویہ میں ارشاد فرماتے ہیں: جرت العادة ان الناس اذا سمعوا ذکر وضعه صلی اللّٰہ علیه و سلم یقومون تعظیماً له صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم و قد فعل ذالک کثیر من علماء الامة الذین یقتدی بھم یعنی عادت جاری ہوگئی کہ لوگ ذکر ولادت محمد رسول اللہ ﷺ سنتے ہیں تو حضور اکرم واعظم ﷺ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور قیام بہت بہتر اور مستحسن ہے کیونکہ اس میں نبی ﷺ کی تعظیم ہے اور امت کے بڑے بڑے علماء نے ایسا کیا جن کی پیروی کی جاتی ہے۔

ارشاد: اس کا خیال خوف، دل میں کیا برملا فحش گالیاں دیتے ہیں بعض خبثا تو مغلظات سے بھرے ہوئے بیرنگ خطوط بھیجتے ہیں۔ پھر ایک نہیں اللہ اعلم کتنے آتے ہیں۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں، اس سے زیادہ میری ذات پر حملہ کریں، میں تو شکر کرتا ہوں۔ کہ اللہ عزوجل نے مجھے دین کی سپر بنایا کہ جتنی دیر وہ مجھے کوستے گالیاں دیتے، بُرا بھلا کہتے ہیں اتنی دیر اللہ ورسول جلالہٗ و ﷺ کی توہین و تنقیص سے باز رہتے ہیں۔ ادھر سے کبھی اس کے جواب کا وہم بھی نہیں ہوتا، اور نہ کچھ برا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری عزت ان کی عزت پر نثار ہی ہونے کے لئے ہے قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا:

وَ لَتَسۡمَعُنَّ مِنَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡا وَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ اَذًی کَثِیۡرًا۔

البتہ تم مشرکوں اور اگلے کتابیوں سے بہت کچھ بُرا سنو گے۔

بڑے بڑے ائمہ ومجتہدین وصحابہ وتابعین تو مخالفین کے سب وشتم سے بچے نہیں یہ در کنار جب اللہ واحد قہار اور اس کی پیارے حبیب ومحبوب احمد مختار ﷺ کی شان گھٹانا چاہی، انھیں عیب لگائے تو اور کوئی کس گنتی میں۔

ایک صاحب ولایت نے حضرت محبوب الٰہی قدس اللہ سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں حاضری کا منزل دور دراز سے قصد فرمایا: راہ میں جس سے حضرت محبوب الٰہی کا حال دریافت فرماتے لوگ تعریف ہی کرتے، انھوں نے اپنے دل میں کہا میری محنت ضائع ہوئی۔ کہ یہ اگر حق گو ہوتے لوگ ضرور ان کے بدگو ہوتے جب دہلی قریب ہو رہی انھوں نے لوگوں سے پوچھا۔ اب مذمتیں سنیں کوئی کہتا: وہ دہلی کا مکار ہے کوئی کچھ کہتا۔ انھوں نے کہا الحمد اللہ میری محنت وصول ہوئی۔

حضرت یحیٰ علیہ والصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی: الٰہی مجھے ایسا کر کہ کوئی مجھے بُرا نہ کہے ارشاد باری ہوا: اے یحیٰ یہ میں نے اپنے لئے تو کیا نہیں، کوئی میرا شریک بناتا ہے، کوئی فرشتوں کو میری بیٹیاں بتاتا ہے کوئی میرے لئے بیٹے ٹھہراتا ہے۔ لیکن نبی کی دعا خالی نہیں جاتی۔ آج آپ دیکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام کو بُرا کہنے والے موجود ہیں لیکن حضرت یحیٰ علیہ السلام کا ایک بھی بُرا کہنے والا نہیں۔ قادیانی سے بدزبان کو دیکھو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی کیسی توہینیں کرتا ہے یہاں تک انھیں اور ان کی ماں صدیقہ بتول طاہرہ کو فحش گالیاں

تک دیتا ہے۔ چار سو انبیاء کو صاف جھوٹا لکھا تھا کہ در بارہ حدیبیہ، خود شانِ اقدس حضور ﷺ پر ناپاک حملہ کیا مگر یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف ہی کی۔

(یہ فرما کر ارشاد فرمایا) کیا اس پر بھی بعض احمق سختی کا الزام دیتے ہیں۔ اللہ و رسول کو گالیاں دینا تو کوئی بات ہی نہ ہو، نہ وہ سختی ہے نہ بے تہذیبی ہے نہ کوئی بُری بات، ادھر سے ان کی اس ناپاک حرکت پر کافر کہا اور بس! سختی و بے تہذیبی سب کچھ ہو گئی۔ ہاں ہاں! اللہ و رسول کی شان میں جو گستاخی کرے گا اسے ضرور کافر کہا جائے گا کسے باشد اور واللہ کہ میں یہ اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ اللہ و رسول جل و علا ﷺ کے احکام بیان کرتا ہوں، میں تو ان کا چپراسی ہوں۔ چپراسی کا کام ہی سرکاری حکمنامہ پہنچانا ہے نہ کہ اپنی طرف سے کوئی حکم لگانا، اللہ کے کرم سے امید کہ وہ قبول فرمائے آمین!

عرض: حضور علم ما کان و ما یکون حضور اقدس ﷺ کو حاصل ہے مگر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ وَ مَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَ مَا يَنْبَغِي لَهٗ فرمایا گیا تو شعر کا علم نہ ہوا۔

ارشاد: جب علم کسی فن کی طرف نسبت کیا جائے تو اس کے معنی دانستن نہیں ہوتے بلکہ ملکہ و اقتدار جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں گھوڑے پر چڑھنا جانتا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کا جو مفہوم ہے وہ اس کے ذہن میں ہے بلکہ یہ کہ قدرت رکھتا ہے یا یہ کہ گھوڑے پر چڑھنا نہیں جانتا تو یہ مطلب نہیں کہ جو اس کا مفہوم ہے وہ اس کے ذہن میں نہیں کہ غیر کو گھوڑے پر سوار دیکھا تو اس کا مفہوم اس نے ضرور جانا، باقی قدرت نہیں رکھتا، حدیث میں ارشاد ہوا:

عَلِّمُوْا بَنِيْكُمُ الرَّمْيَ وَ السِّبَاحَةَ

اپنے بیٹوں کو تیر اندازی اور تیرنا سکھاؤ

کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کے مفہوموں کا ان کو تصور کرادو بلکہ یہ کہ ان فنون کو ان کے قابو میں کردو کہ تیر نشانے پر لگا سکیں اور دریا تیر سکیں تو آیہ کریمہ کے یہ معنی نہیں کہ اوروں کے اشعار حضور کے علم میں نہیں بلکہ یہ معنی کہ حضور کو ہم نے شعر گوئی پر قدرت نہیں دی اور نہ یہ حضور کے لائق۔ صحابہ قصائد عرض کرتے کیا ان کے اشعار ہمارے حضور کے علم میں نہ آتے بلکہ بعض بعض مواقع پر اصلاح فرمائی ہے۔ کعب بن زبیر اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قصیدۂ نعتیہ میں عرض کیا۔

ان الرسول النا یستضاء بہ   وصارم من سیوف الھند مسلول

ارشاد ہوا: نار کی جگہ نور کہو اور سیوف الہند کی جگہ سیوف اللہ جب بعض اشعار دیگران علم اقدس میں آنا منافی آیہ کریمہ و ما علمنہ الشعر نہ ہوا تو جمیع اشعار اولین وآخرین مکتوبات لوح مبین کو علم اقدس کا محیط ہونا کیا منافی ہوسکتا ہے، جو ایجاب جزئی کسی سلب کلی کا نقیض نہیں اس کا ایجاب کلی بھی یقیناً منافی نہیں البتہ ملکہ شعر گوئی حضور کو عطا نہ ہوا۔ اور اس پر بھی رب العزت نے دفع وہم فرمادیا کہ یہ کوئی خوبی نہ تھی جو ہم نے ان کو نہ دی بلکہ و ما ینبغی لہ یہ ان کی شان رفیع کے لائق ہی نہیں تو ان کے حق میں منقصت تھی اور وہ جمیع نقائص سے منزہ ہیں ﷺ۔ بلکہ شعر گوئی بالائے طاق اگر نادراً کبھی دوسرے کا شعر پڑھتے تو اسے وزن سے ساقط فرمادیتے۔ لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شعر۔

ستبدی لک الایام ما کنت جاھلاً

دیاتیک بالاخبار من لم تزود

اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو شعر سے منزہ فرمایا ہے، شاعر نے یوں کہا ہے:

ویاتیک بالاخبار من لم تزوّد

عرض: فلاسفہ کہتے ہیں کہ جزو لاتجزی باطل ہے۔ اگر باطل مانا جائے اور ہیولے اور صورت کی قدامت باطل کردی جائے تو اسلام کے نزدیک اس میں کیا برائی!

ارشاد: اگر جزو لاتجزی نہ مانا جائے تو ہیولی اور صورت کے قدم کا راستہ کھلے گا ان دلائل فلاسفہ کا اٹھانا پھر طویل وعریض مباحث چاہے گا۔ اس لئے ہمارے علما نے اسے سرے ہی سے رد فرمایا: ''گربہ کشتن روز اول باید۔'' دین اسلام میں ذات صفات الٰہی کے سوا کوئی شے قدیم نہیں۔ رب العزت فرماتا ہے۔ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ نیا پیدا فرمانے والے آسمانوں اور زمین کا۔ اور حدیث میں ہے: کَانَ اللّٰہُ وَ لَمْ یَکُنْ مَّعَہٗ شَیْئٌ، ازل میں اللہ تھا اور اس کے ساتھ نہ تھا۔ غیر خدا کسی شے کو قدیم ماننا بالاجماع کفر ہے۔

عرض: باری تعالیٰ کا علم قبل مخلوقات فعلی تھا وہ کس صورت سے تھا!

ارشاد: یہ لفظ آپ نے فلاسفہ کا کہا کہ وہ علم الٰہی کو فعل وانفعال کی طرف منقسم کرتے ہیں اور

مسلمان کے نزدیک اللہ انفعال سے پاک ہے اور علم الٰہی صورت سے منزہ جیسے اس کی ذات کی کنہ کوئی نہیں جان سکتا یونہی اس کی صفات کی۔

فلاسفہ نے جو کہا کہ علم نام صورت حاصلہ عند العقل کا ہے غلط ہے۔ ان سفہا نے اصل و فرع میں فرق نہ کیا۔ علم سے ہمارے ذہن میں معلوم کی صورت حاصل ہوتی ہے نہ کہ حصول صورت سے علم۔ علم وہ نور ہے کہ جو شے اس کے دائرے میں آ گئی منکشف ہو گئی اور جس سے متعلق ہو گیا، اس کی صورت ہمارے ذہن میں مرتسم ہو گئی۔ جب فلاسفہ اپنے علم کو نہ پہچان سکے: علم الٰہی کو کیا پہچانیں گے۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ ذہن و صورت و ارتسام و نور عرضی سب سے منزہ ہے نہ اس کا علم حضور کا محتاج اس کا علم حضوری و حصولی دونوں سے منزہ ہے، اس کا علم اس کی صفت قدیمہ قائمہ بالذات لازم نفس ذات ہے اور کیف سے منزہ وہاں چون و چگوں و چرا و چساں کا دخل نہیں۔ ہم نہ اس کی ذات سے بحث کر سکتے ہیں نہ اس کی صفت سے، حدیث میں ارشاد فرمایا:

تَفَكَّرُوْا فِيْ اٰلَآءِ اللّٰهِ وَ لَا تَفَكَّرُوْا فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ فَتَهْلِكُوْا

اللہ کی نعمتوں میں فکر کرو اور اس کی ذات میں فکر نہ کرو کہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

اس کی صفات میں فکر ذات ہی میں فکر ہے اور ادراک کنہ صفات بے ادراک کنہ ذات ممکن نہیں کہ اس کی صفات کو کسی موطن میں ذات سے جدائی محال اسی لئے انہیں لا عین ولا غیر کہا جاتا ہے، اور کنہ ذات اور ادراک مخلوق کو محال کہ وہ بکل شئی محیط ہے کوئی اس محیط نہیں ہو سکتا، لا جرم کنہ صفات کا بھی ادراک محال کہ حق یہ ہے۔ و اِنَّ اَلْقَاکَ الْمَفْعُوْنُ اپنی حقیقت تو جانتے نہیں اللہ تعالیٰ کی کنہ میں کلام کریں گے انسان کی اس وقت تک حقیقت فلاسفہ کو معلوم نہیں، انسان کی تعریف کرتے ہیں، حیوان ناطق، حیوان کی تعریف کرتے ہیں، جسم نامی حساس متحرک بالارادہ، اور ناطق کی مدرک کلیات و جزئیات۔ اگرچہ یہ بھی ان کے متاخرین کی رفوگری ہے ان سفہاء نے تو آوازوں پر حدود رکھی تھیں، گھوڑا حیوان صاہل ہنہنانے والا جانور گدھا حیوان ناہق رینگنے والا جانور انسان حیوان ناطق کلام کرنے والا جانور، انہوں نے ناطق کے معنی گڑھے، مدرک کلیات و جزئیات جسے اصلاً زبان عرب ساعد نہیں خیر یوں ہی سہی انسان نام بدن کا ہے یا نفس ناطقہ یا دونوں کے مجموعے کا،

اول ناطق نہیں کہ ادراک کلیات شان نفس ہے نہ کار بدن، دوم حیوان نہیں کہ نفس ناطقہ نہ جسم ہے نہ نامی نہ ان کے نزدیک متحرک، سوم نہ حیوان ہے نہ ناطق۔ کہ حیوان والا حیوان کا مجموعہ لا حیوان ہوگا اور ناطق و لا ناطق، غرض واقع میں کوئی شے ایسی نہیں جس پر حیوان و ناطق بمعنی مذکور دونوں صادق ہوں۔ یہ ہے ان کا خود اپنی حقیقت کے ادراک سے عجز۔

تو از جاں زندہ و جاں را ندانی

پھر کنہ ذات و صفات میں کلام کیسا جہل شدید و ضلال تام ہے۔ حق یہ ہے کہ انسان روح متعلق بالبدن کا نام ہے اور روح امر رب سے ہے۔ اس کی معرفت بے معرفت رب نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے اولیاء فرماتے ہیں:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ

جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے ضرور اپنے رب کو پہچان لیا۔

یعنی معرفت نفس اسی وقت حاصل ہوگی۔ جب پہلے معرفت رب ہوئے۔ زندیق لوگ اسے اس پر حمل کرتے ہیں کہ نفس ہی رب ہے اور یہ کفر خالص ہے۔ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ نہ مَعَاذَ اللّٰہِ رَبِّیْ۔

عرض: حاشیہ خیالی پر مولوی عبدالحکیم نے لکھا کہ روح اور جسم میں اتحاد ذاتی اور تغایر اعتباری ہے۔

ارشاد: یہ کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا روح یعنی نفس ناطقہ کو مادے سے مجرد جانتے ہیں یا نہیں اور جسم مادی ہے تو کیسے اتحاد ہوگا، محال ہے نہ شرعاً صحیح نہ عقلاً فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَ نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فرمایا تو معلوم ہوا کہ بدن اور روح اور ہے۔

عرض: تو حلول ہوا۔

ارشاد: ہاں متکلمین بدن میں روح کا حلول مانتے ہیں۔

عرض: روح عالم امر سے ہے۔

ارشاد: ہاں عالم امر اور عالم خلق میں فرق ہے۔ عالم خلق مادے سے.... بتدریج پیدا فرمایا جاتا ہے اور عالم امر نرے کن سے لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ روح عالم امر سے ہے

محض کن سے ہی اور جسم عالم خلق سے کہ نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ غیر مخلقہ پھر مخلقہ ہوتا ہے۔ خَلَقَکُمْ اَطْوَارًا۔

عرض: اس مسئلہ جزو لا یتجزیٰ میں امام رازی اور علماء نے بھی توقف کیا ہے اور دلائل فلاسفہ اس کے ابطال پر قوی معلوم ہوتے ہیں۔

ارشاد: صدرا میں بہت حجتیں لکھیں جن میں نفس جز کوئی باطل نہیں۔ کرتی اتصال جزئین باطل کرتی ہیں، اتصال کو ہم بھی مانتے ہیں، جیسے فلاسفہ نقطہ کا وجود مانتے ہیں اور تتالی نقطتین محال جانتے ہیں۔ اقلیدس نے جو اصول موضوعہ مانے ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ نقطہ و خط و سطح موجود ہیں اور ابہری نے اپنی بعض کتب میں اس پر برہان قائم کی ہے جو شرح حکمۃ العین میں مذکور ہے اور یہی ان کے یہاں مذہب محققین و جمہور ہے بس تو اسی طرح سے اتصال کا ابطال لازم ہے۔ نہ کہ نفس جز کا۔

عرض: شیخ شہاب الدین مقتول کے مذہب کا کیا حال ہے۔

ارشاد: فلسفی خیالات باطلہ اس کی طرف نسبت کئے گئے ہیں جس پر اسے قتل کیا گیا۔ وہ اپنی کتاب حکمۃ الاشراق میں اگرچہ مشائین کے خلاف چلا مگر فلاسفہ اشراقین کا متبع ہوا۔ کہتے ہیں سیمیا جو ایک نہایت ناپاک علم ہے اسے آتا ہے۔ قصاب سے دنبہ خریدا، دنبہ لے کر چلا گیا اور قیمت نہ دی۔ قصاب پیچھے ہولیا۔ وہ مانگتا ہے یہ چپ چاپ چلا جاتا ہے۔ قصاب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا کہ ہاتھ اکھڑ آیا۔ وہ بے چارا ڈرا کہ کہیں گرفتار نہ ہو جائے، چھوڑ کر چلا گیا۔ وہ درحقیقت ہاتھ نہ تھا بلکہ آستین تھی، اسے یہ فن آتا تھا۔ اسے لکھ کر حضرت جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں:

بدا کسا نیکہ چنیں کارہا کنندہ و بدا علمیکہ باد ایں کارہا آزموند

ارشاد: بعض متصوفہ نے اس کی تعریف کی ہے۔

عرض: ہاں ابن سینا کو شیخ الرئیس اور اسے شیخ الاشراق کہتے ہیں۔

اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا: معقولیوں نے اپنے وصف میں سے (نا) گھٹا دیا۔ بے واسطہ اللہ تک وصول محال ہے سوائے محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات کے۔ نفحات الانس میں ہے۔ ایک صاحب نے زیارت اقدس سے مشرف ہو کر عرض کی: غزالی کیسے ہیں، فرمایا، فَازَ مَقْصُوْدَہٗ۔ اپنے مقصود کو پہنچ گئے۔ عرض کی فخر الدین رازی کیسے ہیں، فرمایا: رَجُلٌ مُعَاتَبٌ: ان پر عتاب ہے۔ معاذ

اللہ عقاب نہ فرمایا۔ عقاب سزا ہے اور عتاب حصہ احبا ہے۔ عرض کی: ابن سینا! فرمایا: بے میرے واسطے کے اللہ تک پہنچنا چاہتا تھا میں نے ایک دھول لگائی کہ تحت الثریٰ کو چلا گیا۔

یہ بعض صالحین کا خواب ہے اور امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مراعات الجنان میں ایک روایت یہ تحریر فرمائی کہ ابن سینا آخر عمر میں تائب ہو گیا تھا، موت سے کچھ مدت پہلے افیون کھانا چھوڑ دیا۔ باندی غلام سب آزاد کر دیے۔ رات دن نماز و تلاوت میں مشغول رہتا تھا۔ اگر ایسا ہے تو اس کے اس شعر نے کام دیا۔

آنجا کہ عنایت تو باشد باشد
ناکردہ چو کردہ کردہ چوں ناکردہ

رحمت بے سبب کو متوجہ ہوتے دیر نہیں لگتی۔ اسی برس کے بت پرست کو ایک آن میں مسلمان بلکہ قطب شبر بلکہ ابدال سے بھی اعلیٰ بدلاء سبعہ سے کر لیتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مگر امت میں بڑا فتنہ چھوڑ گیا۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔

عرض: وہابیہ تو یہ کہتے ہیں کہ جب معرفت حاصل ہو گئی تو واسطہ کی حاجت نہ رہی۔ تقویۃ الایمان میں بھی ایک آدھ جگہ ایسا یاد ہوتا ہے۔

ارشاد: ایک جگہ نہیں تقویۃ الایمان میں چار جگہ یہ لکھا اللہ پر افترا، اور اللہ کے رسولوں پر افترا اور رسالت کا انکار ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وہ واسطہ کے معنی ایلچی سمجھے ہیں، ایلچی ہی مانتے ہیں۔ بس ایلچی سے جب پیام سن لیا، اب کیا کام رہا۔

عرض: اہلِ فترت کو واسطہ کہاں نصیب ہوا۔

ارشاد: تو آپ کا مقصود کیا ہے، انھیں وصول تو نہیں ہوا۔ بے نبی کے واسطے کے کبھی وصول ممکن نہیں، یہ دوسری بات ہے کہ عذاب ہو یا نہ ہو۔ یہ مختلف فیہ ہے قس بن ساعدہ واصلین اور اہلِ فترت سے ہیں لیکن یہ بھی بلا ذریعہ نہیں، نصرانیت محو ہو چکی تھی اور اسلام ابھی آیا نہ تھا۔ وہ جو مشرکین تھے، ان کے سامنے وعظ کہتے اس میں توحید بیان کرتے اور حشر وغیرہ کا بیان کرتے، آخر میں کہتے: اگر تم میری نہیں مانتے تو عنقریب حضور تشریف لاتے ہیں جو لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ روشن فرمائیں گے تو بے واسطہ اللہ تک پہنچنے والے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہ ہی سبب ہے کہ روز قیامت تمام انبیاء

اولیاء وعلماء علیہم الصلوٰۃ والثناء کہ شفاعت فرمائیں گے، ان کی شفاعت فرمانے والے صرف حضور ہیں ﷺ کی بارگاہ ہوگی۔ بارگاہ عزت میں شفاعت فرمانے والے صرف حضور ہیں ﷺ۔

ولہذا جامع ترمذی کی حدیث میں ارشاد ہوا:

اَنَا صَاحِبُ شَفَاعَتِہِمْ وَ لَافَخْرَ۔

شفاعت انبیاء کا صاحب میں ہوں اور یہ کچھ براہ فخر نہیں فرماتا۔

اسی طرف آیہ کریمہ اشارہ فرماتی ہے۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ

ہمیں سیدھی راہ دکھاؤ

اور حضور کو بھی فرمایا:

وَ یَھْدِیَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا

اے محبوب ہم نے تمہارے لئے فتح مبین اس لئے کی ہے کہ تمہیں سیدھی راہ بتائیں۔

صراط مستقیم دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو یہ سیدھی چلی گئی ہے جس میں پیچ وخم نہیں مگر واسطہ کی ضرورت ہے کہ بغیر واسطہ نہیں پہنچ سکتا، اور دوسری یہ کہ اٹھا اور سیدھا مقصود تک پہنچا۔ پہلی اور انبیاء، اور دوسری صرف محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے۔ مطلب یہ کہ اے محبوب بس اٹھو اور مجھ تک چلے آؤ تمہیں کسی توسل کی حاجت نہیں، سب کے لئے وسیلہ تم ہو تمہارے لئے کون وسیلہ ہو فلہذا حضور اقدس کے اسماء طیبہ سے ہے صاحب الوسیلۃ ﷺ۔

واسطہ اگر حضور کے لئے بھی مانا جائے تو دور لازم آئے اس لئے کہ جو واسطہ ہوگا کامل ہوگا ناقص نہ ہوگا اور جب کامل ہوگا تو کمال وجود پر متفرع ہے اور وجودِ عالم حضور کے وجود اقدس پر موقوف، تو خلاصہ اعتقاد شان رسالت میں یہ ہے کہ مرتبہ وجود میں صرف اللہ عزوجل ہے باقی سب ظلال اور مرتبہ ایجاد میں صرف حضور اقدس ﷺ باقی سب عکس و پرتو،

توحیدیں دو ہیں: ایک توحید الٰہی کہ اللہ ایک ایک ذات ہے صفات واسماء وافعال واحکام وسلطنت کسی بات میں اس کا شریک نہیں:

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْئٌ، هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ وَلَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِهٖۤ اَحَدًا وَ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ۔

اور دوسری توحید رسول کہ حضور اپنے جمیع صفات کمالیہ میں تمام عالم سے متفرد ہیں۔

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِهٖ

فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِیْهِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ

خلاصہ ایمان یہ ہے جو محقق دہلوی فرماتے ہیں۔

مخواں اور اخد از بہر حفظ شرع و پاس دیں
دگر ہر وصف کش میخواہی اندر مدحش املاکن

اوران سے پہلے حضرت امام محمد بوصیری قدس اللہ تعالیٰ سرہ الشریف فرما گئے۔

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ ۔۔۔ وَ احْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَکِمٖ
فَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ ۔۔۔ وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٖ
فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَیْسَ لَهٗ حَدٌّ ۔۔۔ فَیُعْرِبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٖ

اتنی بات چھوڑ دے جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے بارے میں ادعا کیا (یعنی خدا اور خدا کا بیٹا) اسے چھوڑ باقی حضور کی مدح میں جو کچھ تیرے جی میں آئے کہہ اور مضبوطی سے حکم لگا۔ تو ان کی ذات پاک کی طرف جتنا چاہے شرف منسوب کر اور ان کے مرتبہ کریمہ کی طرف جتنی عظمت چاہے ثابت کر اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کے فضل کی کوئی انتہا نہیں کہ بیان کرنے والا کیسا ہی گویا ہوا سے بیان کر سکے بفرض محال اگر عالم ناسوت میں کوئی صورت الوہیت فرض کی جاتی تو وہ نہ ہوتی مگر محمد رسول اللہ ﷺ۔

عرض: صحابہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا سُلْطَانُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ کہتے تھے۔

ارشاد: اس آن سے پہلے کبھی نہیں سنا محض افتراء اور محض بے بنیاد ہے۔

عرض: سکندر نامہ کے اس شعر کا کیا مطلب ہے۔

تہی دست سلطان بشمیہ پوش

غلامی خرد پادشاہی فروش

ارشاد: بادشاہِ دوعالم ہیں تمام جہاں ملک ہے مگر کمبل اوڑھتے اور متاعِ دنیا سے خالی ہاتھ رکھتے ہیں۔ایک بار نماز کی اقامت ہوگئی تکبیر تحریمہ فرمانا چاہتے تھے کہ دفعتہً صحابہ کو ارشاد ہوا: عَلٰی رِسْلِکُمْ اپنی جگہ ٹھہرے رہو، کاشانۂ اقدس میں تشریف لے گئے۔پھر برآمد ہوئے اور ارشاد فرمایا: مجھے یاد آیا کہ آج تین دینار باقی ہیں میں ڈرا کہ رات گزرے اور وہ باقی رہیں لہٰذا جا کر انھیں تصدق فرما آیا بندہ بارگاہ میں عرض کرتا ہے۔

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

نیز عرض رسا ہے۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں اُن کے خالی ہاتھ میں

لوگوں سے غلامی مانگتے اس کے عوض سلطانی عطا فرماتے جوان کا بندۂ در ہوگیا۔ملکِ ابد کا تاجور ہوگیا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ۔

اے محبوب! تم فرمادو کہ میرے غلام ہوجاؤ اللہ تمہیں محبوب بنائے گا۔

یعنی بندوں کو محبِ الٰہی بننے کی چاہ ہے سرکاری غلامی وہ ہے کہ ہر بندۂ در محبوبِ الٰہی الٰہ ہے۔

مؤلف: ایک روز حاجی کفایت اللہ صاحب بحالت نماز مگس رانی کرنے لگے۔سلام پھیرنے کے بعد ارشاد فرمایا: نماز کی حالت میں کوئی خدمت نہ کرنی چاہئے وہ حالت عبدیت ہے نہ مخدومیت!

عرض: آمدنی کی قلت اور اہل وعیال کی کثرت، سخت کلفت ہے۔

ارشاد: یَامُسَبِّبَ الْاَسْبَاب ۵۰۰ سو بار، اوّل وآخر ۱۱-۱۱ بار درود شریف بعد نماز عشاء قبلہ رو باوضو ننگے سر ایسی جگہ کہ جہاں سر اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو، یہاں تک کہ سر پر ٹوپی بھی نہ ہو، پڑھا کرو!

مؤلف: حاضرین میں وہابیہ ملاعنہ کے تقیہ کا ذکر تھا کہ ان خبثاء نے تو روافض کو بھی مات کر دیا۔ وہ بھی ان سے تقیہ کرنا سیکھیں، جھوٹ فریب سے بہروپیے بن کر مطلب نکالتے ہیں۔

ارشاد: یہاں کا ایک سخت وہابی شخص گیا اور مدرسہ وہابیہ کے لئے چندہ مانگا۔ ان صاحب نے ان کا نام پوچھا۔ بتایا، انھوں نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے تو احمد رضا کا مخالف ہے میں تجھے چندہ نہ دوں گا۔ اس نے کہا کہ حضرت میں تو ان کے در کا کتا ہوں۔ غرض کتا بن کر پانسو روپیہ مار لیا۔ (اسی سلسلہ میں فرمایا) کہ حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بہروپیے نے دھوکا دینا چاہا۔ بادشاہ نے فرمایا: اگر دھوکا دے دیا تو جو مانگے پائے گا۔ اس نے بہت کوشش کی لیکن حضرت عالمگیر نے جب دیکھا پہچان لیا۔

آخر مدت مدید کا بھلا وادے کر صوفی زاہد اور عابد بن کر ایک پہاڑ کی کھو میں جا بیٹھا۔ رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتا۔ پہلے دیہاتیوں کا ہجوم ہوا، پھر شہریوں، پھر امراء وزراء۔ سب آتے اور یہ کسی طرف التفات نہ کرتا۔ شدہ شدہ بادشاہ تک خبر پہنچی، سلطان کو اہل اللہ سے خاص محبت تھی۔ خود تشریف لے گئے بہروپیے نے دور سے دیکھا کہ بادشاہ کی سواری آرہی ہے۔ گردن جھکالی اور مراقبہ میں مشغول ہو گیا۔

سلطان منتظر رہے۔ دیر کے بعد نظر اٹھائی اور بیٹھنے کا اشارہ کیا سلطان مؤدب بیٹھ گیا۔ ان کا مؤدب بیٹھنا تھا کہ بہروپیا اٹھا اور جھک کر سلام کیا: کہ جہاں پناہ! میں فلاں بہروپیا ہوں۔ بادشاہ خجل ہوئے فرمایا: واقعی اس بار میں نے نہ پہچانا۔ اب مانگ جو مانگتا ہے۔ اس نے کہا اب میں آپ سے کیا مانگوں میں نے اس کا نام جھوٹے طور پر لیا اس کا تو یہ اثر ہوا کہ آپ جیسا جلیل القدر بادشاہ میرے دروازے پر باادب حاضر ہوا۔ اب سچے طور پر اس کا نام لے دیکھوں، یہ کہا اور کپڑے پھاڑ کر جنگل کو چلا گیا۔

عرض: حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد ہیں۔

ارشاد: ہاں! مگر شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ انھیں اجتہاد کی اجازت نہ ہوگی۔ حضور اقدس ﷺ سے تلقی جملہ احکام کریں گے اور ان پر عمل فرمائیں گے۔

عرض: نماز کس طریقہ پر پڑھیں گے۔

ارشاد: طریقہ حنفیہ کے مطابق نہ یوں کہ مقلد حنفی ہوں گے بلکہ یوں کہ سید عالم ﷺ اسی طرح فرمائیں گے، اس دن کھل جائے گا کہ اللہ و رسول کو سب سے زیادہ پسند مذہب حنفی ہے۔ اگر وہ مجتہد ہیں تو جملہ مسائل میں ان کا اجتہاد ورنہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد مطابق مذہب امام اعظم ہوگا۔ اسی خیال سے بعض اکابر کے قلم سے نکلا کہ وہ حنفی المذہب ہوں گے بلکہ یہی لفظ معاذ اللہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت صادر ہو گیا حاشا کہ نبی اللہ کسی امام کی تقلید فرمائے بلکہ وہی ہے کہ ان کے عمل کے مطابق عمل مذہب حنفی کی سب سے کامل تر تصویب ثابت ہوگی۔ غرض ان کے زمانے میں تمام مذاہب منقطع ہو جائیں گے اور صرف مسائل مذہب حنفی باقی رہیں گے، ولہٰذا اکابر ائمہ کشف نے فرمایا ہے کہ چشمہ شریعت کبریٰ سے بہت سی نہریں نکلیں اور تھوڑی دور جا کر خشک ہو گئیں مگر مذاہب اربعہ کی چاروں نہریں جوش و آب و تاب کے ساتھ بہت دور تک بہیں آخر میں جا کر وہ تین نہریں بھی تھم گئیں اور صرف مذہب حنفی کی نہر اخیر تک جاری رہی یہ کشف اکابر ائمہ شافعیہ کا بیان ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

عرض: مؤذن اذان کہنے کے بعد باہر مسجد کے جاسکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر کوئی ضرورت درپیش ہو اور جماعت میں دیر ہو تو حرج نہیں ورنہ بلاضرورت اجازت نہیں اور مؤذن ہی نہیں ہر اس شخص کے لئے یہی حکم ہے جس نے ابھی اس وقت کی نماز نہ پڑھی جس کی یہ اذان ہوئی اور اذان ہونے ہی کی خصوصیت نہیں بلکہ مراد دخول وقت ہے جو مسجد میں ہوا اور کسی نماز کا وقت شروع ہو جائے اور یہ دوسری مسجد کا مقیم، جماعت نہ ہوا سے بغیر نماز پڑھے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں مگر یہ کہ کسی حاجت سے نکلے اور قبل جماعت واپسی کا ارادہ رکھے۔ ورنہ حدیث میں فرمایا وہ منافق ہے۔

مؤلف: یہاں کچھ اذان روافض کا ذکر ہوا، فرمایا: اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَّلِيُّ اللهِ ان کا الحاد ہے اور خود ان کی معتبر کتابوں میں تصریح ہے کہ علی ضرور ولی اللہ ہیں مگر اذان میں یہ مستزاد ہے۔ نیز تصریح ہے کہ حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ مفوضہ لعنہم اللہ کی ایجاد ہے۔ یہ سب ان کی کتب معتبرہ میں ہے نہ کہ تبرا کہ بعض ملاعنہ اضافہ کرتے ہیں۔

(اسی تذکرہ میں فرمایا) یہاں ایک عجیب حکایت سنی گئی: رافضیوں میں ایک مؤذن

اندھیرے سے جا کر اذان کہتا اور حضرت ابو بکر صدیق اکبر و عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں گستاخی کیا کرتا۔ محلہ میں کچھ غریب سُنی رہتے تھے کہ خونِ جگر پیتے اور کچھ بس نہ چلتا۔ ایک روز چار جوان ہر چہ باداباد کہہ کے مسجد کے اندر پہلے سے جا بیٹھے، حسب دستور وہ خبیث اپنے وقت پر آیا، اور اذان میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کچھ بکنا شروع کیا کہ ان چاروں میں سے ایک صاحب برآمد ہوئے اور مار کر گرا دیا کہ خبیث تو ہمیں بُرا کہتا ہے! اس نے گھبرا کر کہا: حضرت میں تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتا تھا۔ دوسرے جوان برآمد ہوئے اور مار کر بے دم کر دیا کہ مردود تو مجھے برا کہے گا۔ اس نے سراسیمہ ہو کر کہا: حضرت میں تو عثمان کو کہتا تھا۔ تیسرے صاحب تشریف لائے اور جتنا مارا گیا، مارا کہ ناپاک تو مجھے برا کہے گا۔

آخر جب بڈھے خبیث کو کچھ نہ بنی چلایا: کہ مولا مدد کیجئے دشمن مجھے مارے ڈالتے ہیں۔ اس پر چوتھے صاحب ہاتھ میں استرا لئے ہوئے برآمد ہوئے اور جڑ سے اس کی ناک پونچھ لی کہ شیطان تو ہمارے اکابر کو بُرا کہے گا۔

اب چاروں صاحب تو چل دیے۔ مجتہد صاحب درد کے مارے ناک پر رومال رکھے مسجد کے اندر ایک اندرونی گوشہ میں جا چھپے۔ جب وقت زیادہ ہوا اور روافض نماز کے لئے آئے۔ ایک دوسرے سے کہتا ہے آج جناب قبلہ تشریف نہیں لائے آج اذان نہیں فرمائی۔ جب کچھ روشنی ہوئی۔ دیکھا جناب قبلہ ایک گوشہ میں سمٹے پڑے ہیں۔ کہا: حضرت خیر ہے قبلہ خیر ہے۔ کہا خیر ہے۔ آج وہ تینوں دشمن آپڑے اور مارتے مونچھ کر دیا۔ کہا پھر آپ نے حضرت مولیٰ کو یاد نہ کیا۔ وہ چپ ہو رہا، جب بار بار یہی کہے گئے، اس نے جھنجھلا کر ناک پر سے رومال پھینک دیا کہ وہ تینوں دشمن تو مار ہی کر چھوڑ گئے تھے: مولے نے آ کر جڑ سے پوچھ لی۔

ما ز یاراں چشم یاری داشتم
خود غلط بود آنچہ ما پنداشتم

عرض: حضور اگر نماز فاسد ہو جائے تو سلام پھیرنا چاہیے۔

ارشاد: کوئی ضرورت نہیں، سلام نماز پوری کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ جب نماز ہی فاسد ہو گئی تو سلام کیسا۔

عرض: بیعت کے کیا معنی ہیں۔

ارشاد: بیعت کے معنی بک جانا۔ سبع سنابل شریف میں ہے: ایک صاحب کو سزائے موت کا حکم بادشاہ نے دیا۔ جلاد نے تلوار کھینچی، یہ ایک شیخ کے مزار کی طرف رخ کر کے کھڑے ہوگئے، جلاد نے کہا: اس وقت قبلہ کو منہ کرتے ہیں فرمایا تو اپنا کام کر میں نے قبلہ کو منہ کرلیا ہے۔ اور ہے بھی یہی بات کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا۔ اس کا نام ارادت ہے، اگر اس طرح صدق عقیدت کے ساتھ ایک دروازہ پکڑ لے تو اس کو فیض ضرور آئے گا۔ اگر شیخ خالی ہے تو شیخ کا شیخ تو خالی نہ ہوگا اور بالفرض وہ بھی نہ سہی تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو معدن فیض ومنبع انوار ہیں ان سے فیض آئے گا۔ سلسلہ صحیح ومتصل ہونا چاہئے۔

ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دکان پر کھڑا کہہ رہا تھا: ایک روپیہ دے دو نہ دیتا تھا۔ فقیر نے کہا دیتا ہے تو دے ورنہ تیری ساری دکان الٹ دوں گا۔ اس تھوڑی دیر میں بہت لوگ جمع ہوگئے۔ اتفاقاً ایک صاحب دل کا گزر ہوا جن کے سب لوگ معتقد تھے۔ انہوں نے دوکاندار سے فرمایا: جلد روپیہ اسے دے ورنہ دوکان ٹوٹ جائے گی۔ لوگوں نے عرض کی۔ حضرت یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے! فرمایا میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی۔ معلوم ہوا بالکل خالی ہے پھر اس کے شیخ کو دیکھا اسے بھی خالی پایا۔ اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا اُنھیں اہل اللہ سے پایا اور دیکھا، وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور میں دکان اُلٹ دوں۔ تو بات کیا تھی کہ شیخ کا دامن قوت کے ساتھ پکڑے ہوئے تھا۔ ائمہ دین فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفتر میں قیامت تک کے مریدین کے نام درج ہیں جس قدر غلامی میں ہیں یا آنے والے ہیں حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رب عزوجل نے مجھے ایک دفتر عطا فرمایا کہ منتہائے نظر تک وسیع تھا اور اس میں قیامت تک کے میرے مریدین کے نام تھے اور مجھ سے فرمایا وَهَبْتُهُمْ لَكَ میں نے یہ سب تمہیں بخش دیئے۔

عرض: حضور یہ تو جبراً روپیہ لینا ہوا، اُن ولی اللہ نے اگر اس کی دکان بچانے کو دینے کی تاکید فرمائی۔ ممکن تھا جیسے دفع ظلم کے لئے رشوت دینا، مگر اس فقیر کے دادا پیر نے کہ اہل اللہ سے تھے، اس ظلم کی تائید کیونکر روا رکھی۔

ارشاد: شریعتِ مطہرہ کے دو حکم ہیں: ظاہر و باطن۔ قاضی و عامہ ناس ان کی رسائی ظاہر احوال ہی تک ہے۔ ان پر اس کی پابندی لازم۔ اگرچہ واقف حقیقت حال کے نزدیک حکم بالعکس ہو۔ اس کی نظیر زمانہ سیدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں واقع ہو چکی۔

ایک فقیر مفلس بے نوا نان شبینہ کو محتاج جس شب کو دعا کیا کرتا کہ الٰہی رزق حلال عطا فرما! اتفاقاً کسی شب ایک گائے اس کے گھر میں گھس آئی۔ یہ سمجھا میری دعا قبول ہوئی۔ یہ رزق حلال غیب سے مجھے عطا ہوا ہے۔ گائے پچھاڑ کر ذبح کی اس کا گوشت پکایا اور کھایا۔ صبح کو مالک کو خبر ہوئی۔ وہ سرکار نبوت میں نالشی ہوا۔ سیدنا داؤد علیہ السلام نے فرمایا: جانے دے تو مالدار ہے اس محتاج نے ایک گائے ذبح کر لی تو کیا ہوا۔ وہ بگڑا اور کہا: یا نبی اللہ میں حق چاہتا ہوں۔ فرمایا: اگر حق چاہتا ہے تو گائے اسی کی تھی۔ وہ اور برہم ہوا۔ فرمایا: نہ صرف گائے، جتنا مال تیرے پاس ہے سب اسی کا ہے۔ وہ اور زیادہ فریادی ہوا تو فرمایا: تو بھی اسی کی ملک ہے اور اسی کا غلام ہے۔

اب تو اس کی بے تابی کی حد نہ تھی۔ فرمایا: اگر تصدیق چاہتا ہے ابھی ہمارے ساتھ چل۔ اس فقیر اور اس گائے والے کو ہمراہ رکاب لے کر جنگل کو تشریف لے گئے۔ واقعہ عجیب تھا، خلق کا ہجوم ساتھ ہولیا۔ ایک درخت کے نیچے حکم دیا کہ یہاں کھودو، کھودنے سے انسان کا سر اور ایک خنجر جس پر مقتول کا نام کندہ تھا برآمد ہوا۔ نبی اللہ نے اس درخت سے ارشاد فرمایا: شہادت ادا کر تو نے کیا دیکھا؟ پیڑ نے عرض کی: یا نبی اللہ! یہ اس فقیر کے باپ کا سر ہے، یہ گائے والا اس کا غلام تھا۔ اس نے موقع پا کر میرے نیچے اپنے آقا کو اسی کے خنجر سے ذبح کیا اور زمین میں مع خنجر دبا دیا اور اس کے تمام اموال پر قابض ہو گیا۔ اس کا یہ بیٹا بہت صغیر سن تھا۔ اس نے ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو بے کس و بے زر ہی پایا اور یہ بھی نہ جانا کہ اس کا باپ کون تھا اور اس کا کچھ مال بھی تھا یا نہیں۔

حکمِ باطن ثابت ہوا، غلام گردن مارا گیا اور وہ تمام اموال وراثۃً فقیر کو ملے۔ وہی یہاں بھی ممکن کہ دکان دار اس فقیر کے وارث کا مدیون ہو، اگرچہ فقیر بھی اس سے واقف نہ ہو۔ یہ دکان دار اسے پہنچانا ہو تو یہ جبراً دلانا جبر نہیں بلکہ حق بحق دار رسانیدن۔

عرض: کسی شیخ سے بیعت کر کے دوسرے سے رجوع کر سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر پہلے میں کچھ نقصان ہو تو بیعت ہو سکتی ہے ورنہ نہیں، البتہ تجدید ہو سکتی ہے۔ عدی بن

مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں کسی سلسلے کا آئے اس سے بیعت کر لیتا ہوں۔ سوا غلامان قادری کے کہ بحر کو چھوڑ کر نہر کی طرف کوئی نہیں آتا۔

مؤلف: ایک شب مسجد کی گھڑی کوئی صاحب چرا کر لے گئے۔ اہلِ محلہ نے پولیس میں رپورٹ وغیرہ کی۔ اس پر ارشاد فرمایا: ایک سال سلطان کی طرف سے کعبہ معظمہ میں نہایت بیش قیمت سونے کی قنادیل لگانے کے لئے آئیں، ان میں سے ایک قندیل غائب ہوگئی۔ شریف مکہ نے تحقیقات کی۔ پتہ چلا کہ خدام کعبہ کے سردار نے لی ہے۔ شریف کے سامنے پیشی ہوئی، ان سے پوچھا گیا۔ وہ صاحب بولے: کعبہ غنی ہے اسے حاجت نہیں مجھے حاجت تھی میں نے لے لی، شریف نے درگزر فرمائی۔ (پھر فرمایا) مسجد کی کوئی شے لاکھ روپے کی چُرا لے شریعت ہاتھ نہ کاٹے گی بلکہ سزائے تازیانہ کا حکم ہے۔

مؤلف: جبل پور جانے کے چار روز باقی اور حضرت مدظلہ الاقدس کے واسطے کپڑے سلوانا تھے۔ سلطان حیدر خاں نے عرض کی درزی کو دے دیئے جائیں۔

اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کی تشریف بری اور مسلمانان جبلپور کا شاندار استقبال

مسلمانان جبل پور۔ کاٹھیاوار بنگال ایک مدت سے اعلیٰ حضرت مدظلہ کی خدمت میں عرائض پیش کرتے رہے کہ حضور والا ہمارے تیرہ و تار بلاد کو اپنے قدوم والا سے منور فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ نے ہمیشہ عدم فرصت اور ضعف و علالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے عذر فرمایا۔ مگر اس مرتبہ حضرت حامی سنت ماحی بدعت جناب مستطاب مولانا مولوی محمد عبدالسلام صاحب جبل پوری کے (جو اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کے خلیفہ ارشد اور اس قطر میں دین و سنت کے قطب اوحد ہیں) انتہائی اصرار سے وعدہ فرمالیا جس وقت عریضہ مولانا موصوف کا حاضر ہوا کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے اور فرمایا: مولانا کے بے حد کلمات تواضع نے پہلو عذر کا چھوڑا ہی نہیں، اگر بالفرض کسی کے لبوں پر بھی دم ہو وہ بھی انکار نہیں کر سکتا، ان کلمات کو سن کر یہی کہے گا کہ میں حاضر ہوں۔ الغرض ۱۹ جمادی الآخر ۱۳۳۷ھ روز شنبہ ۵ بجے صبح کے میل سے عازم جبل پور ہوئے، باوجود اس کے روانگی اخیر شب میں تھی اس پر بھی بریلی کے اسٹیشن پر متوسلین و معتقدین کا کافی اجتماع تھا۔ ایک صاحب داخلِ سلسلہ بھی ہوئے۔ میل لکھنؤ پہنچا۔ وہاں کے لوگوں کو پہلے سے اطلاع نہ تھی۔ اس پر بھی حضرات جنھیں کسی ذریعہ سے علم ہو چکا تھا، حاضر خدمت ہو کر حلقہ بگوش ہوئے پھر میل پرتاب گڑھ پہنچا۔ یہاں ہمارا سیکنڈ کلاس سے کاٹ کر الہ آباد آنے والی ریل میں لگا دیا گیا۔ ریل ساڑھے تین بجے الہ آباد پہنچی،

ارشاد: آج منگل کا دن ہے جس کی نسبت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے کہ جو کپڑا منگل کے دن قطع ہو وہ جلے گا یا ڈوبے گا یا چوری ہو جائے گا۔

(بقیہ صفحہ 157) وہاں چونکہ کافی وقت ملا بعض ہمراہیوں کا ارادہ ہوا کہ اپنے شہری احباب سے مل آئیں۔ ان کے شہر میں پہنچنے سے ساکنان شہر کو اعلیٰ حضرت مدظلہٗ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی اور مسلمانوں کے گروہ جوق در جوق آئے اور دست بوس ہونے لگے۔ الہٰ آباد اسٹیشن پر نماز مغرب کی غرض سے اعلیٰ حضرت مدظلہٗ الاقدس پلیٹ فارم پر اُترے مشتاقان دیدار نے ہر چہار جانب سے ہجوم کیا اور نئے آنے والوں نے پروانہ وار گزرنا شروع کیا۔ اس خوشنما منظر کو ایک یورپین کھڑا دیکھ رہا تھا اس نے بھی موقع پا کر قدم بوسی کی عزت حاصل کی اور اب کے ساتھ سلام کر کے رخصت ہوا۔ صولت حق اسے کہتے ہیں کہ جذب قلوب کے لئے کسی تزک واحتشام اور ظاہری دھوم دھام کی ضرورت نہ ہو۔ الہٰ آباد میں بعض سیٹھوں نے ایک موٹر کار اور ایک اعلیٰ درجہ کی ولایتی لینڈ و تفریح کے لئے حاضر کی۔ ساڑھے سات بجے ریل الہٰ آباد سے روانہ ہوئی۔ اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس نے یہاں سے بھی سیکنڈ کلاس میں سفر کیا۔ ساڑھے چار بجے ریل کٹنی پہنچی یہاں جناب مولوی عبدالرزاق صاحب کٹنی کے گروہ کثیر کے ساتھ موجود تھے۔ جو جبل پور تک ہمرکاب ہو لئے اور خود جبل پور سے حامی سنت مولانا مولوی عبدالسلام صاحب دامت برکاتہم ایک بڑی استقبالی جماعت کے لئے ہوئے کٹنی اسٹیشن پر تشریف فرما تھے۔ جیسے ہی گاڑی کٹنی پر رکی زائرین نے گاڑی کو گھیر لیا جب تک گاڑی کھڑی رہی لوگ قدم بوس ہوتے رہے۔ کٹنی سے ہمارے ہمراہیوں میں بہت اضافہ ہو گیا ساڑھے سات بجے کے قریب جبل پور کی عمارتیں نظر آنے لگیں۔ ہمارے ساتھی اس کے قصور و منازل کو دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔ اور ان کی نظریں انتہائی شوق کے ساتھ اسٹیشن کی عمارت کو ڈھونڈ رہی تھیں کہ یکا یک اسٹیشن جبل پور کی عمارت بھی ایک گم گشتہ محبوب کی طرح سامنے آ ہی گئی پھر کیا تھا، اب تو اسٹیشن جتنا قریب ہوتا گیا جوش مسرت بڑھتا گیا۔ ریل جب پلیٹ فارم میں داخل ہوئی تو یہاں عجیب وغریب سماں نظر آیا۔ ریلوے سٹیشن پُر جوش مسلمانوں سے بالکل بھرا ہوا تھا۔ جب گاڑی رُکی تو بلاشبہ اس محب کی طرح (جس کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہو چکی ہوں اور محبوب کی دلکشا صورت سامنے آ گئی ہو لوگ دیوانہ وار گاڑی پر جھک پڑے اور اس گل گلزار قادریت پر دل کھول کر پھولوں کی نچھاور کی۔ جوش کا یہ عالم تھا کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ لوگ وفور جوش میں زبان سے السلام علیکم یا امام اہل السنۃ، السلام علیکم یا مجدد المائۃ الحاضرہ کے نعرے مار رہے تھے اور ان کی زبان حال کہہ رہی تھی۔

عرض: قبرستان میں جوتا پہن کر جانے کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: حدیث میں فرمایا: تلوار کی دھار پر پاؤں رکھنا مجھے اس سے زیادہ آسان

(بقیہ حاشیہ صفحہ 158)

رواق منظرِ چشم من آشیانہ تست
کرم نما و فرودا کہ خانہ خانہ تست

تمام مجمع اپنی اپنی مسرتوں میں سرشار تھا اور یہاں ایک اور منظر تھا جس پر عوام کو متنبہ نہ ہوا یہ موقع وہ تھا کہ کوئی شہرت پسند جاہ دوست ہوتا تو پھولا نہ سماتا باچھیں کھلی ہوتیں گردن بلند ہوتی آنکھیں اپنی تعظیم کے نظارے سے مست ہوتیں یہاں اس کے برعکس اس منظر جلیل کو دیکھ کر نظر جھکائی، گردن نیچی کرلی۔ آنکھوں میں آنسو ڈبڈبانے لگے۔ اس لطیف منظر پر حاجی عبدالرزاق صاحب کی نظر گئی جنھیں ادراک ہوا اور ان کا جی بھر آیا۔ یہ اس شان کا پرتو تھا کہ جب حضور اقدس ﷺ نے مکہ معظمہ فتح فرمایا، اس شان سے اس میں داخل ہو گئے کہ سر اقدس اپنے رب کے لئے تواضع میں سواری انور پر قریب بجود پہنچا ہوا تھا ﷺ۔ کثرت ہجوم کے خیال سے گاڑی پر فوراً چند آدمی بغرض تحفظ کھڑے ہو گئے کہ مجمع ادھر کا رُخ نہ کرے اور بعض نوجوان پولیس کی شرکت میں اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کے گذرنے کے لئے راستہ بنانے میں مصروف ہوئے۔ ہر چند کوشش کی گئی مگر اس مقصد میں ناکامی ہوئی ناچار چند عقیدت کیش حلقہ باندھ کر کھڑے ہوئے اس طرح وہ سواد ہند کا ماہ کامل ہالہ میں آ گیا۔ اس وقت کا نظارہ کچھ ایسا دلکش تھا کہ اسٹیشن اسٹاف اور پولیس وغیرہ اپنے فرائض منصبی کو چھوڑ کر اس کے دیکھنے میں مصروف تھا۔ مسافروں کو جب اس دلکش نظارہ کے دیکھنے کا کوئی موقع نہ ملا تو پل پر چڑھ گئے اور وہاں سے دیکھا کئے یہاں سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ کا گاڑی تک جانا بہت دشواری سے ہوا۔ خدا جزائے خیر دے ان باہمت حضرات کو جنھوں نے اپنے بازوؤں پر اس مجمع کا سارا زور روکا اور خیر و خوبی کے ساتھ اپنے پیشوا کو لے جا کر ایک پُرتکلف گاڑی میں بٹھایا۔ یہاں عام مسلمانوں کو دست بوسی کا موقعہ دیا گیا۔ بہت دیر تک یہ لوگ رسول اکرم ﷺ کے سچے عاشق کی زیارت سے دارین کی سعادت حاصل کرتے پھر یہ مجمع بڑے جوش و مسرت کے ساتھ اس قادری بزم کے دولہا کو اپنے جھرمٹ میں لئے ہوئے شہر کی جانب روانہ ہوا جہاں تک سول آبادی ہے وہاں تک انگریز اور ان کی عورتیں بچے اپنے اپنے بنگلوں کے سامنے آ کھڑے ہوئے مجمع کو عموماً اور اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کو خصوصاً ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہے پھر جب یہ مجمع شہر میں داخل ہوا تو شہر کے

ہے کہ مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں، دوسری حدیث میں فرمایا: اگر میں انگارے پر پاؤں رکھوں یہاں تک کہ وہ جوتے کا تلا توڑ کر میرے تلوے تک پہنچ جائے تو یہ مجھے اس

(بقیہ حاشیہ صفحہ 159)

باشندے اپنے دروازوں، دوکانوں اور چھتوں سے اس دلکش منظر کو دیکھتے رہے اور اعلیٰ حضرت قبلہ کی خدمت میں باادب سلام عرض کرتے۔ سکان شہر کی مجموعی حالت کہہ رہی تھی کہ۔

اے آمدنت باعث آبادیٔ ما!

اسٹیشن سے آہستہ آہستہ چل کر یہ مجمع تقریباً دو گھنٹے میں حضرت مولانا مولوی عبدالسلام صاحب مدظلہ کے دولت کدہ کے قریب پہنچا یہاں کوچہ کے موڑ پر ایک عالی شان دروازہ لگایا گیا تھا۔ یہ دروازہ علاوہ اور زیبائش کے بکثرت کتبوں سے مرصع تھا جو میزبانوں کی انتہائی عقیدت اور معزز مہمانوں کی شان وشوکت وحشمت کا اظہار کر رہا تھا اور اس کوچہ کی موڑ سے حضرت مولانا کے مکان تک دو رویہ کیلے کے بڑے بڑے درخت اور تین تین قطاروں میں قندیلیں نصب کی گئی تھیں جن پر منقبت آمیز مصرعے لکھے گئے تھے پھر جب اس مکان میں داخلہ ہوا (جو شاہنشاہ معظم رسول اللہ ﷺ کے سچے نائب کے قیام کے لئے سجایا گیا تھا) تو معلوم ہوا کہ علمائے کرام کی قدر و قیمت وہی لوگ خوب جانتے ہیں جن کو خود بھی علم کو خدمت کرنے کا کافی موقع ملا ہے مکان کی زیب وزینت اور آئینہ بندی قابل تعریف تھی۔ ہر چند نہایت موزونیت کا فرش تھا اور دیوار وسقف وزمین سب بیش قیمت کپڑوں سے دلہن بنے ہوئے تھے اعلیٰ حضرت مدظلہ کے تشریف رکھتے ہی سب لوگ بیٹھ گئے تمام حاضرین ساکت تھے مگر ہر شخص کے چہرہ سے بے انتہا مسرت کے آثار نمایاں تھے جو مسلمانوں کی گئی ہوئی سطوت کی یاددہانی کر رہے تھے اور اکابر ائمہ دین کے دربار علم کا پورا نقشہ کھنچ گیا۔ مخدومنا ومولانا حضرت مولوی محمد عبدالسلام صاحب دامت برکاتہم کی مسرتوں کا تو کوئی اندازہ ہی نہ تھا وہ ساکت مگر زبان حال درفشاں۔

وہ خود تشریف فرما ہیں میرے گھر
بتا اے خوش نصیبی کیا کروں میں

کچھ دیر سکوت کا عالم رہا اس کے بعد جناب حکیم مولوی عبدالرحیم صاحب مذاق کھڑے ہوئے اور دست بستہ سلام عرض کر کے یہ نظم پڑھی:

سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں۔ یہ فرمار ہے ہیں کہ واللہ اگر مسلمان کے سر اور سینے اور آنکھوں پر قدم اقدس رکھ دیں تو اسے دونوں جہان کا چین بخش دیں (ﷺ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ 160)

کوئی تاج والے ہوں یا راج والے ۔۔۔ ہیں اس در کے محتاج ہر کاج والے
ہے سرکار عالم کے محتاج کا در ۔۔۔ یہاں بھیک لیتے ہیں خود راج والے
یہ وہ در ہے دولت ہے جس در کی لونڈی ۔۔۔ جھڑکتے ہیں شاہوں کو محتاج والے
یہاں کی فقیری ہے رشک امیری ۔۔۔ یہیں آ کے گھستے ہیں سرتاج والے
معلی پہ ہیں سارے محتاج اُن کے ۔۔۔ کہ آخر تو حامی ہیں یہ ہی معراج والے
یہی ہیں وہ دامن کہ جس میں چھپیں گے ۔۔۔ قیامت کے میدان میں لاج والے
خدنگ نظر کا کوئی وار ادھر بھی ۔۔۔ ہیں مدت سے مشتاق آماج والے
میں کچھ بھی سہی سلسلہ میرا دیکھو ۔۔۔ میں جن کا ہوں ان کے ہیں معراج والے
مذاق اب مجھے فکر فرد اسے مطلب ۔۔۔ بنا لیں گے سب کام کل آج والے

اس نظم کے بعد یکے بعد دیگرے چھ نظمیں اور چھ صاحبوں نے پڑھیں جو بخیال طوالت چھوڑ دے جاتی ہیں۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت قبلہ کی خدمت والا میں کلفت سفر کے لحاظ سے عرض کی گئی کہ حضور والا اب آرام فرمائیں اور سب لوگ نیاز مندانہ سلام عرض کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔ شاہنشاہ ہر دو عالم ﷺ کے نائب کا پہلا اجلاس یوں ختم ہوا۔ ساکنان جبل پور کو دن عید رات شب رات تھی کہ بارہ برس کے بعد یہ نعمت عظمیٰ نصیب ہوئی تھی ملاقات کے وقت مقرر تھے صبح آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک اور سہ پہر کو بعد نماز ظہر سے عصر تک اور پھر بعد عشاء کافی وقت دیا جاتا تھا۔ عصر سے بعد مغرب تک تفریح کا وقت تھا گو حضور کا کبھی تفریح کی جانب میلان طبع نہ ہوا۔ لیکن ساکنان جبل پور کی دل شکنی کا خیال فرماتے ہوئے ان کے اصرار سے منظور فرمایا بعد عصر مسجد کے دروازہ پر موٹر اور گاڑیوں کا روزانہ انتظام رہتا۔ ایک ماہ کامل جبل پور قیام رہا۔ اس دوران میں اکثر مقدمات کا جو باہمی خانہ جنگیوں کے باعث عرصہ سے پڑے ہوئے تھے ایسا تصفیہ فرمایا کہ جن کا سلام وکلام قطعاً بند تھا، موت زیست چھوٹ چکی تھی باہم شیر وشکر ہو گئے۔ ایک روز صبح کے جلسے میں بمعروض منشی عبدالغفار صاحب دو صاحب ماسٹر محمد حیدر ومحمد ادریس صاحبان (جن کا عرصہ سے نزاع تھا

بخلاف راہ قدیم کے کہ قبریں اسے چھوڑ کر بنائی جاتی ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کے سامنے ایک صاحب قبرستان میں جوتا پہن کر نکلے۔ فرمایا:
یَاصَاحِبَ السِّبْتَیْنِ اَلْقِ سِبْتِیْکَ لَا تُوْذِ صَاحِبَ الْقَبْرِ وَلَا یُوْذِیْکَ۔ اے بال صاف کئے ہوئے جوتے والے اپنے جوتے کو

(بقیہ صفحہ 161)

اور دونوں حلقہ بگوشان اعلیٰ حضرت مدظلہ تھے) پیش ہوئے اولاً ماسٹر محمد حیدر صاحب کا بیان ہوا پھر محمد ادریس صاحب کا۔ بیان ساعت فرما کر ارشاد عالی ہوا آپ صاحبوں کا کوئی مذہبی تخالف ہی، کچھ نہیں۔ آپ دونوں صاحب آپس میں پیر بھائی ہیں۔ نسلی رشتہ چھوٹ سکتا ہے لیکن اسلام وسنت اور اکابر سلسلہ سے عقیدت باقی ہے تو یہ رشتہ نہیں ٹوٹ سکتا۔ دونوں حقیقی بھائی اور ایک گھر کے تمہارا مذہب ایک رشتہ ایک آپ دونوں صاحب ایک ہو کر کام کیجئے کہ مخالفین کو دست اندازی کا موقع نہ ملے خوب سمجھ لیجئے آپ دونوں صاحبوں میں جو سبقت ملنے میں کرے گا۔ جنت کی طرف سبقت کرے گا یہ فرمانا تھا کہ دونوں کے قلوب پر ایک برقی اثر ہوا اور بیتابانہ ایک دوسرے کے قدموں پر گر پڑے۔ اور آپس میں نہایت صاف دلی کے ساتھ لپٹ گئے جوش محبت کی یہ حالت ہوئی کہ اگر حاضرین میں سے سنبھال نہ لیتے تو دونوں حضرات معانقہ قلبی میں گر پڑتے۔ واقعی مقدس حضرت کی مٹھی میں قلوب ہوتے ہیں جس طرف چاہیں رجوع کر دیں۔ مجھے اس وقت حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ یاد آ گیا جو اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کی زبان فیض ترجمان سے سنا تھا کہ ایک مرتبہ حضور جامع مسجد میں تشریف لائے خادم جو ہمراہ تھے انھوں نے دیکھا کہ آج خلاف معمول اہل مسجد حضور کو دیکھ رہے ہیں لیکن نہ کوئی سلام کرتا ہے نہ قیام حالانکہ ہمیشہ تشریف لاتے ہی تمام جماعت حضور کی طرف آتی اور دست بوسی وقدم بوسی سے مشرف ہوتی تھی ان کے دل میں یہ خطرہ آتا تھا کہ چاروں طرف سے لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوا کہ حضور سے بہت پیچھے رہ گئے۔ انھیں خیال ہوا کہ اس سے تو وہی حالت بہتر تھی میں حضور کے قریب تو تھا ان کے دل میں یہ خطرہ آتے ہی حضور نے ان کی طرف روئے انور کیا اور فرمایا یہ تمھیں نے تو چاہا تھا کیا تمہیں معلوم نہیں، رب عزوجل نے قلوب ہمارے ہاتھ میں رکھے ہیں جب چاہیں پھیر دیں اور جب چاہیں اپنی طرف کر لیں۔ اسی طرف اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے قصیدہ ذریعہ قادریہ شریف میں اشارہ فرمایا ہے۔

غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہی پناہ
بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

پھینک نہ تو صاحب قبر کو ستا نہ وہ تجھے ستائے۔

ایک شخص کو دفن کر کے چلے گئے۔ منکر نکیر نے سوال شروع کیا: ایک شخص جوتا پہنے اس طرف سے نکلا۔ اس کے جوتے کی آواز سن کر مردہ اس طرف متوجہ ہوا اور قریب تھا کہ جو سوال منکر نکیر کر رہے تھے اس سے قاصر رہتا۔ مرنے کے بعد زندگی سے کہیں زائد ادراک ہو جاتا ہے۔ غزوہ بدر شریف میں مسلمانوں نے کفار کی نعشیں جمع کر کے ایک کوئیں میں پاٹ دیں۔ حضور کی عادت کریمہ تھی جب کسی مقام کو فتح فرماتے تو وہاں تین دن قیام فرماتے تھے۔ یہاں سے تشریف لے جاتے وقت اس کنوئیں پر تشریف لے گئے جس میں کافروں کی لاشیں پڑی تھیں اور انہیں نام بنام آواز دے کر فرمایا:

''ہم نے تو پالیا جو ہم سے ہمارے رب نے سچا وعدہ (یعنی نصرت کا) فرمایا تھا، کیوں تم نے بھی پایا جو سچا وعدہ (یعنی نار کا) تم سے تمہارے رب نے کیا تھا۔''

(بقیہ حاشیہ صفحہ 162)

حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تری
دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا
جس کو للکار دے آتا ہو تو الٹا پھر جائے
جس کو چمکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا
کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر
کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا
دل پہ کندہ ہو ترا نام تو وہ دزد رجیم
الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

●●●●●

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَجْسَادٌ لَا اَرْوَاحَ فِیْھَا۔

یارسول اللہ! کیا حضور بے جان جثوں سے کلام فرماتے ہیں۔

فرمایا:

مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْھَا

تم کچھ ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر انھیں طاقت نہیں کہ مجھے لوٹ کر جواب دیں۔

تو کافر تک سنتے ہیں، مومن تو مومن ہے اور پھر اولیاء کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے (پھر فرمایا) روح ایک پرندہ ہے اور جسم پنجرہ۔ پرندہ جس وقت تک پنجرہ میں ہے اس کی پرواز اسی قدر ہے، جب پنجرہ سے نکل جائے اس وقت اس کی قوتِ پرواز دیکھو (فرمایا) اپنے مردوں کو بزرگوں کے پاس دفن کرو کہ ان کی برکت کے سبب ان پر عذاب نہیں کیا جاتا:

ھُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقٰی بِھِمْ جَلِیْسُھُمْ۔

وہ، وہ لوگ ہیں کہ ان کے سبب ان کا ہم نشین بھی بد بخت نہیں ہوتا۔

ولہٰذا حدیث میں فرمایا:

اِدْفِنُوْا مَوْتَاکُمْ وَسْطَ قَوْمٍ صَالِحِیْنَ

اپنے مردوں کو نیکوں کے درمیان دفن کرو۔

میں نے حضرت میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ کو فرماتے سنا: ایک جگہ کوئی قبر کھل گئی اور مردہ نظر آنے لگا۔ دیکھا کہ گلاب کی دو شاخیں اس کے بدن سے لپٹی ہیں اور گلاب کے دو پھول اس کے نتھنوں پر رکھے ہیں، اس کے عزیزوں نے اس خیال سے کہ یہ قبر پانی کے صدمہ سے کھل گئی: دوسری جگہ قبر کھود کر اس میں رکھیں اب جو دیکھا تو دو اژدہے اس کے بدن سے لپٹے اپنے پھنوں سے اس کا منہ بھنبھوڑ رہے ہیں، حیران ہوئے۔ کسی صاحب دل سے یہ واقعہ بیان کیا۔ انھوں نے فرمایا: وہاں بھی یہ اژدہے تھے مگر ایک ولی اللہ کے مزار کا قرب تھا اس کی برکت سے وہ عذاب رحمت ہو گیا تھا۔ وہ اژدھے درخت گل کی شکل ہو گئے تھے، اور ان کے پھن گلاب کے پھول اس کی خیریت

چاہو تو وہیں لے جا کر دفن کرد۔ وہیں لے جا کر رکھا۔ پھر وہی گلاب کے پھول۔

ایک بار حضرت سیدی اسمٰعیل حضرمی قدس سرہ العزیز کہ اجلہ اولیائے کرام سے ہیں۔ ایک قبرستان میں گزرے۔ امام محب الدین طبری کہ اکابر محدثین سے ہیں ہمراہ رکاب تھے۔ حضرت سیدی اسمٰعیل نے ان سے فرمایا: اَتُؤْمِنُ بِکَلَامِ الْمَوْتٰی کیا اس پر آپ ایمان لاتے ہیں کہ مردے زندوں سے کلام کرتے ہیں۔ عرض کی: ہاں فرمایا اس قبر والا مجھ سے کہہ رہا ہے: انا من حشوب الجنة۔ میں جنت کی بھرتی میں سے ہوں آگے چلے، چالیس قبریں تھیں۔ آپ بہت دیر تک روتے رہے یہاں تک کہ دھوپ چڑھ گئی۔ اس کے بعد آپ ہنسے اور فرمایا تو بھی انھیں میں سے ہے لوگوں نے یہ کیفیت دیکھ کر عرض کی۔ حضرت یہ کیا راز ہے۔ ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ فرمایا: ان قبور پر عذاب ہو رہا تھا جسے دیکھ کر میں روتا رہا اور حضرت عزت میں میں نے ان کی شفاعت کی۔ مولیٰ تعالیٰ نے میری شفاعت قبول فرمائی اور ان سے عذاب اٹھالیا۔ ایک قبر گوشے میں تھی جس کی طرف میرا خیال نہ گیا تھا اس میں سے آواز آئی:

یَاسَیِّدِیْ اَنَا مِنْھُمْ اَنَا فَلَانَۃُ الْمُغَنِیَۃُ

اے میرے آقا میں بھی تو انھیں میں ہوں فلاں ڈومنی ہوں۔

مجھے اس کے کہنے پر ہنسی آ گئی اور میں نے کہا: اَنْتِ مِنْھُم: تو بھی انھیں میں ہے۔ اس پر سے بھی عذاب اٹھالیا گیا تو یہ حضرات سراپا رحمت ہیں جس طرف گزر ہو رحمت ساتھ ہے۔

عرض: ندوہ کے متعلق مسلمانوں کا کیا خیال ہونا چاہئے اور ندویوں کو کیسا سمجھنا چاہئے۔

ارشاد: ندوہ کھچڑی ہے پہلے بعض اہل سنت بھی دھوکے سے اس میں شامل ہو گئے تھے جیسے مولوی محمد حسین صاحب الہ آبادی اور مولوی احمد حسین کانپوری۔ اور مولوی عبدالوہاب صاحب لکھنوی۔ اس کی شناعتوں پر اطلاع پا کر یہ لوگ علیحدہ ہو گئے۔ مولانا احمد حسن صاحب مرحوم ندوۂ عظیم آباد کے بعد بریلی تشریف لائے۔ شعبان کا اخیر عشرہ تھا۔ میں اپنی مسجد میں معتکف تھا۔ میں نے خبر سن کر ان کو خط لکھا جس میں القاب یہ تھے:

احمد السیرة حسن السیرة غیر شرکة الندوة المبیرة

اس میں احمد حسن ان کا نام بھی نکلا اور معنی یہ ہوئے کہ آپ کی خصلت محمود اور طینت مسعود

مگر ندوہ تباہ کن کی شرکت مردود میری ان کی دوستی تھی۔ ان القاب کو دیکھ کر بہت ہنسے اور میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میں نے اس سے توبہ کرلی ہے اور عین جلسہ میں مولوی محمد علی ناظم سے یہ کہہ کر اٹھا ہوں کہ مولوی صاحب آپ اس مجمع کو دیکھتے ہیں۔ یہ سب جہنم میں جائے گا اور ان کے آگے میں اور آپ ہوں گے۔ یہ نہیں جانتا کہ آپ جائیں گے کہ پہلے میں لکھنو کے جلسے میں ابراہیم آری نے اپنے لکچر میں صرف لَا اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰــہ پر مدار نجات رکھا۔ مولوی عبدالوہاب صاحب[1] لکھنوی مع ہمراہیاں یہ فرما اٹھ آئے کہ یہاں سے تو رسالت بھی تشریف لے گئی۔ اسی طرح سنیوں میں سے جو مطلع ہوتا گیا جدا ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ اس میں بدمذہب رہ گئے۔ یا تو کھلے مریدین جیسے رافضی وہابی وغیرہم یا وہ نام کے سنی جوان کو ارکین دین بتاتے ہیں اور ان سے اتحاد مناتے ہیں ندوۃ کا عقیدہ یہ ہے کہ نیچری، وہابی، قادیانی، رافضی سب اہل قبلہ ہیں لہٰذا سب مسلمان ہیں۔ اہلِ قبلہ کی تکفیر جائز نہیں، خدا سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے جیسے برٹش گورنمنٹ کہ اسے اسکی رعیت کے سب مذہب والے ایک سے۔ ہم ایسے عقیدہ وہابیہ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہہ سکتا۔ قرآن عظیم فرماتا ہے:

اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَالَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝

کیا ہم مطیعوں کو مجرموں کے مثل کردیں تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو

اَفَنَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ:

کیا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کی مانند کردیں۔

اور فرماتا ہے:

لَيْسُوْا سَوَاءً

سب ایک سے نہیں۔

---

[1] یہ صاحب مولوی عبدالباری فرنگی محلی کے والد ہیں۔ انھوں نے ندوہ سے گریز کی، اس میں تو کلمہ گوئی شرط بھی تھی اور یہ سوراج کمیٹی میں ہمہ تن معروف جس میں ایک تو مشرکین سے اتحاد شرط اور ایک بڑے مشرک کی سرداری ہے ۱۲

اور فرماتا ہے:

هَلْ يَسْتَوُنَ

کیا یہ سب برابر ہیں۔

اور فرمایا:

لَا يَسْتَوِیْ اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ. اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُوْنَ۔

دوزخ والے جنت والے برابر نہیں۔ جنت والے ہی کامیاب ہوں گے۔

قرآن عظیم میں اس مضمون کی بکثرت آیات ہیں۔ صدیق اکبر و فاروق اعظم پر رافضی تبرا بکتے ہیں۔ ندوی کہتے ہیں۔ سنی اور شیعہ کا قطعیات میں اتفاق ہے۔ صرف ظنیات میں اختلاف ہے۔ ذرا ذرا سی بات پہاڑ بنا کر کہاں تک نوبت پہنچائی ہے تو اب نہ صدیق و فاروق کی خلافت راشدہ قطعی ہوئی نہ صدیق و فاروق جنتی ہونا قطعی رہا۔ سب ظنیات ہو گئے، روافض کا تبرا بکنا صدیق و فاروق کو گالیاں دینا ایک ذرا سی بات ہوئی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

عرض: جنت کی بھرتی، کیا معنی؟

ارشاد: جنت بہت وسیع مکان ہے: عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اس کی چوڑان میں آ جائیں۔ اس کی وسعت اللہ و رسول ہی جانتے ہیں۔ اس میں پہلے ارباب استحقاق بھیجے جائیں گے جنہوں نے اعمال صالحہ کیے اور اپنی حسنات کے سبب مستحق جنت ہوئے یعنی استحقاق تفصیلی نہ وجودی کہ کسی کو نہیں، مولےٰ تعالیٰ اپنے بندوں کو اعمال صالحہ کی توفیق دیتا ہے۔ پھر ان میں اعمال صالح فرماتا ہے۔ پھر اپنے کرم سے انہیں قبول فرماتا ہے۔ پھر اپنی رحمت سے ان کے عوض جنت دیگا یہ سب اس کا فضل ہے۔ جب یہ لوگ اپنے اپنے محلوں میں آرام کر لیں گے جنت بہت زیادہ خالی رہے گی تو بے استحقاق والوں کو اپنے محض کرم سے اس میں بھرے گا۔ یہ جنت کی بھرتی ہے اور اب بھی بہت جگہ خالی رہے گی تو رب عزوجل ان روحوں کو کہ دنیا میں نہ بھیجی گئیں جسم عطا فرما کر ان مکانوں میں بسائے گا یہ بہت آرام سے رہے، نہ دنیا کی صورت دیکھی نہ کوئی تکلیف سہی، نہ موت چکھی نہ کوئی عمل کیا، فقط اللہ و رسول پر ایمان اور ہمیشہ کے لئے دار الجنان

فسبحان واسع الرحمۃ۔

عرض: نیچری اس پر بہت زور دیتے ہیں، ڈپٹی نذیر احمد نے تو صاف لکھ دیا ہے کہ نجات کے لئے صرف لا الٰہ الا اللّٰہ کافی ہے محمد رسول اللہ کی کچھ حاجت نہیں اور اس پر حدیث مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ سے سند لاتے ہیں حدیث کا مطلب کیا ہے۔

حدیث حق ہے اور زعم خبیث کفر، لا الٰہ الا اللّٰہ کلمہ طیبہ کا علم ہے جس سے پورا کلمہ مراد ہے اگر کوئی کہے الحمد سات بار کہو یا قل ھو اللّٰہ گیارہ بار کہو، کیا اس سے صرف لفظ الحمد یا لفظ قل ھو اللّٰہ مراد ہوں گی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ پوری سورتیں کہ اختصار اجن کے نام یہ ہیں۔ کلمہ طیبہ کا اختصار لا الٰہ نہیں ہوسکتا تھا کہ نفی محض بلا استثنا تو معاذ اللہ کلمہ کفر ہے۔ لا جرم نصف کلمہ اس کا اختصار ہوا۔ یہ ایک ظاہر جواب ہے اور میرے نزدیک تو حقیقت امر یہ ہے کہ بے شک صرف لا الٰہ الا اللّٰہ نجات کا ضامن ہے اور اسی سے وہ ملعون قول کہ محمد رسول اللّٰہ کی معاذ اللہ حاجت نہیں، کفر خالص ہے: لا الٰہ الا اللّٰہ سے فقط الفاظ مراد نہیں بلکہ اس کے معنی کی تصدیق سچے دل سے ایمان لانا کہ جس ذات جامع جمیع کمالات منزہ از جمیع عیوب و نقائص کا علم پاک واقع میں اللہ ہے جس نے سچی کتابیں اتاریں، سچے رسول بھیجے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کو افضل الرسل خاتم النبیین کیا۔ وہ جس کے کلام کا ایک ایک حرف یقینی قطعی حق ہے، جس میں کذب یا سہو یا خطا کا اصلاً کسی طرح امکان نہیں جس نے اللہ کو اس طرح پہچانا: اسی نے اللہ کو جانا، اُسی نے لا الٰہ الا اللّٰہ مانا، اور جسے ضروریات دین سے کسی بات میں شک یا شبہ ہے اس نے ہرگز اللہ کو نہ جانا، نہ لا الٰہ الا اللّٰہ مانا۔

مثلاً جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر ایمان کا دعویٰ رکھے، اور محمد رسول اللہ ﷺ کو نہ مانے وہ ایسے کی توحید کو گواہی دیتا ہے۔ ایسے کو اللہ سمجھا ہے جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو نہ بھیجا اور وہ ہرگز اللہ نہیں، اس نے اپنے خیال میں ایک باطل تصور جما کر اس کا نام اللہ رکھ لیا ہے۔ یہ اللہ پر مومن نہیں بلکہ اللہ ساتھ مشرک ہے۔ اللہ یقیناً وہ ہے جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو حق کے بھیجا۔ اگر یہ عقیدہ ہے تو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اس پر تمام ضروریات دین کو قیاس کر لو مثلاً جو اللہ کا مقر اور قیامت کا منکر ہے یقیناً اللہ کا منکر اور اس اقرار میں مشرک ہے تو اس نے ایسے کو اللہ ٹھہرایا جو قیامت نہ لائے گا۔ حالانکہ اللہ وہ ہے کہ قیامت جس کا سچا وعدہ ہے وعلیٰ ہذا القیاس۔

اب بفضلہ تعالیٰ معنی بے تکلف صحیح ہو گئے۔ لہٰذا اپنے رسالہ باب العقائد والکلام میں ثابت کیا ہے کہ کفر صرف جہل باللہ کا نام ہے جو اللہ کو صحیح طور پر جانتا مانتا ہے کافر نہیں ہو سکتا اور جو کافر ہے اللہ کو ہرگز نہیں جان سکتا اگرچہ کتنا ہی بڑا دعویٰ علم و معرفت کا کرے جیسے دیوبندیہ و وہابیہ و مرزائیہ وامثالہم خذلہم اللہ تعالیٰ۔

عرض: ان لوگوں کی نسبت کہ اگر بدمذہب عالم سے ملنے کو منع کیا جائے تو کہیں عالم عالم سب ایک ہیں۔

ارشاد: ان کا شمار بھی انہیں میں سے ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ۔

تم میں سے جو ان سے دوستی رکھے گا وہ بیشک انھیں میں سے ہے۔

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

اَلْاَعْدَاءُ ثَلٰثَةٌ عَدُوُّکَ وَ عَدُوُّ صَدِيْقِکَ وَ صَدِيْقُ عَدُوِّکَ۔

دشمن تین ہیں۔ ایک تیرا دشمن ایک تیرے دوست کا دشمن، اور ایک تیرے دشمن کا دوست۔

یوں ہی اللہ عزوجل کے دشمن تینوں قسم کے ہیں۔ ایک تو ابتداً اس کے دشمن وہ کافران اصلی ہیں فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ۔ دوسرے وہ کہ محبوبان خدا کے دشمن ہیں جیسے دیوبندیہ، مرزائیہ، وہابیہ، روافض۔ تیسرے وہ کہ ان دشمنوں میں کسی کے دوست ہیں۔ یہ سب اعداء اللہ ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

عرض: حضور ہم لوگوں کو بھی چاہئے کہ ان کو اپنا دشمن جانیں۔

ارشاد: ہر مسلمان پر فرض اعظم ہے کہ اللہ کے سب دوستوں سے محبت رکھے، اور اس کے سب دشمنوں سے عداوت رکھے۔ یہ ہمارا عین ایمان ہے۔ (اسی تذکرہ میں فرمایا)

بحمد اللہ تعالیٰ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اللہ کے سب دشمنوں سے دل میں سخت نفرت ہی پائی۔ ایک بار اپنے دیہات کو گیا تھا، کوئی دیہی مقدمہ پیش آیا جس میں چوپال کے تمام ملازموں کو بدایوں جانا پڑا، میں تنہا رہا۔ اس زمانہ میں معاذ اللہ درد قولنج کے دورے ہوا کرتے تھے۔

اس دن ظہر کے وقت سے درد شروع ہوا۔ اسی حالت میں جس طرح بنا وضو کیا۔ اب نماز کو کھڑا نہیں ہوا جاتا۔ رب عزوجل سے دعا کی اور حضور اقدس ﷺ سے مدد مانگی۔ رب عزوجل مضطر کی پکار سنتا ہے میں نے سنتوں کی نیت باندھی۔ درد بالکل نہ تھا جب سلام پھیرا، اسی شدت سے تھا۔ فوراً اٹھ کر فرضوں کی نیت باندھی درد جاتا رہا۔ جب سلام پھیرا وہی حالت تھی۔ بعد کی سنتیں پڑھیں، درد موقوف اور سلام کے بعد پھر بدستور، میں نے کہا اب عصر تک ہوتا رہ۔ پلنگ پر لیٹا کروٹیں لے رہا تھا کہ درد سے کسی پہلو قرار نہ تھا۔ اتنے میں سامنے سے اسی گاؤں کا ایک برہمن کہ (خبیث بزعم خود قریب قریب توحید کا قائل اور براہِ مکر وفریب میرے خوش کرنے کے لئے مسلمانوں کی طرف مائل بنتا تھا) گزرا پھاٹک کھلا ہوا تھا، مجھے دیکھ کر اندر آیا اور میرے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔ کیا یہاں درد ہے: مجھے اس کا نجس ہاتھ بدن کو لگنے سے اتنی کراہت ونفرت پیدا ہوئی کہ درد کو بھول گیا یہ تکلیف اس بڑھ کر معلوم ہوئی کہ ایک کافر کا ہاتھ میرے پیٹ پر ہے، ایسی عداوت رکھنا چاہئے۔

عرض: اکثر لوگ جان بوجھ کر بدمذہبوں کے پاس بیٹھتے ہیں۔ ان کے لئے کیا حکم ہے۔

ارشاد: حرام ہے اور بدمذہب ہو جانے کا اندیشہ کامل اور دوستانہ ہو تو دین کے لئے زہر قاتل، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اِیَّاکُمْ وَ اِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ۔

انھیں اپنے سے دور کرو اور ان سے دور بھاگو وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمھیں فتنے میں نہ ڈالیں۔

اور اپنے نفس پر اعتماد کرنے والا بڑے کذاب پر اعتماد کرتا ہے:

اِنَّھَا اَکْذَبُ شَیْئٍ اِذَا حَلَفَتْ فَکَیْفَ اِذَا وَعَدَتْ

نفس اگر کوئی بات قسم کھا کر کہے تو سب سے بڑھ کر جھوٹا ہے نہ کہ جب خالی وعدہ کرے۔

صحیح حدیث میں فرمایا: جب دجال نکلے گا، کچھ اسے تماشے کے طور پر دیکھنے جائیں گے کہ ہم تو اپنے دین پر مستقیم ہیں۔ ہمیں اس سے کیا نقصان ہوگا وہاں جا کر ویسے ہی جائیں گے۔ حدیث میں ہے نبی ﷺ نے فرمایا ''جو جس قوم کے ساتھ دوستی رکھتا ہے اس کا حشر اسی کے ساتھ

ہوگا۔" سید عالم ﷺ کا ارشاد ہمارا ایمان ہے اور پھر حضور کا حلف سے فرمایا۔

دوسری حدیث ہے جو کافروں سے محبت رکھے گا وہ انھیں میں سے ہے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح الصدور میں نقل فرماتے ہیں: ایک شخص روافض کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ جب اس کی نزع کا وقت آیا، لوگوں نے حسب معمول اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی۔ کہا: نہیں کہا جاتا۔ پوچھا کیوں؟ کہا: یہ دو شخص کھڑے کہہ رہے ہیں تو ان کے پاس بیٹھا کرتا تھا جو ابو بکر و عمر کو بُرا کہتے تھے۔ اب یہ چاہتا ہے کہ کلمہ پڑھ کر اٹھے، ہرگز نہ پڑھنے دیں گے۔ یہ نتیجہ ہے بدمذہبوں کے پاس بیٹھنے کا۔ جب صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بدگویوں سے میل جول کی یہ شامت تو قادیانیوں اور وہابیوں اور دیوبندیوں کے پاس نشست و برخاست کی آفت کس قدر شدید ہوگی۔ ان کی بدگوئی صحابہ تک ہے ان کی انبیاء اور سید الانبیاء اور اللہ عزوجل تک۔

عرض: اگر ملازم ہے اور خوشامد میں لگا رہے۔

ارشاد: اتنا برتاؤ رکھو اللہ و رسول کے دشمنوں سے جتنا اپنے دشمنوں سے رکھتے ہو۔

عرض: حضور مجذوب کی کیا پہچان ہے۔

ارشاد: سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا۔ حضرت سیدی موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور مجاذیب سے تھے، احمد آباد میں مزار شریف ہے۔ میں زیارت سے مشرف ہوا ہوں، زنانہ وضع رکھتے تھے ایک بار قحط شدید پڑا۔ بادشاہ قاضی و اکابر جمع ہو کر حضرت کے پاس دعا کے لئے گئے انکار فرماتے رہے کہ میں کیا دعا کے قابل ہوں۔ جب لوگوں کی آہ و زاری حد سے گزری۔ ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی جانب منہ اٹھا کر فرمایا: مینہ بھیجئے یا اپنا سہاگ لیجئے۔ یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ کی طرح اُمڈیں اور جل تھل بھر دیئے۔ ایک دن نماز جمعہ کے وقت بازار میں جا رہے تھے، ادھر سے قاضی شہر کہ جامع مسجد کو جاتے تھے آئے، انہیں دیکھ کر امر بالمعروف کیا کہ یہ وضع مردوں کو حرام ہے۔ مردانہ لباس پہنئے اور نماز کو چلئے اس پر انکار و مقابلہ نہ کیا۔ چوڑیاں اور زیور اور زنانہ لباس اُتار کر مسجد ہو لئے۔ خطبہ سنا۔ جب جماعت قائم ہوئی۔ اور امام نے تکبیر تحریمہ کہی اللہ اکبر سنتے ہی ان کی حالت بدلی۔ فرمایا: اللّٰہ اکبر میرا خاوند حی لا یموت ہے کہ کبھی نہ مرے گا۔ اور یہ مجھے بیوہ کئے دیتے ہیں۔ اتنا کہنا تھا کہ سر

سے پاؤں وہی سرخ لباس تھا اور وہی چوڑیاں۔ اندھی تقلید کے طور پر ان کے مزار کے بعض مجاوروں کو دیکھا، کہ اب تک بالیاں کڑے جوشن پہنتے ہیں۔ یہ گمراہی ہے صوفی صاحب تحقیق اور ان کا مقلد زندیق۔

عرض: سچے وجد کی کیا پہچان ہے۔

ارشاد: یہ کہ فرائض وواجبات میں مخل نہ ہو۔ حضرت سید ابوحسن احمد نوری پر وجد طاری ہوا۔ تین شبانہ روز گذر گئے۔ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر تھے۔ کسی نے حضرت سید الطائفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حالت عرض کی، فرمایا: نماز کا کیا حال ہے۔ عرض کی: نمازوں کے وقت ہوشیار ہو جاتے ہیں اور پھر وہی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ فرمایا: الحمد اللہ ان کا وجد سچا ہے۔ (اس کے بعد فرمایا) نماز جب تک باقی ہے۔ کسی وقت میں معاف نہیں رمضان شریف کے روزے حالت سفر میں یا مرض میں کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں اجازت ہے کہ قضا کرے، اسی طرح زکوٰۃ صاحب نصاب پر اور حج صاحب استطاعت پر فرض ہے لیکن نماز سب پر بہر حال فرض ہے یہاں تک کہ کسی حاملہ عورت کے نصف بچہ پیدا ہو لیا ہو اور نماز کا وقت آ گیا تو ابھی نفسا نہیں حکم ہے کہ گڑھا کھودے یا دیگ پر بیٹھے اور اس طرح نماز پڑھے کہ بچے کو تکلیف نہ یا بیمار ہے کھڑے ہونے کی طاقت نہیں۔ دیوار یا عصا یا کسی شخص کے سہارے کھڑا ہو کر پڑھے اور اتنا بھی کھڑا نہیں رہ سکتا تو جتنی دیر ممکن ہو قیام فرض ہے اگر چہ اسی قدر کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہہ لے اور بیٹھ جائے۔ اگر بیٹھ بھی نہ سکے تو لیٹے لیٹے اشاروں سے پڑھے۔ حضور نماز کی کثرت فرماتے یہاں تک کہ پائے مبارک سوج جاتے۔ صحابہ کرام عرض کرتے حضور! اس قدر کیوں تکلیف گوارا فرماتے ہیں، مولےٰ تعالیٰ نے حضور کو ہر طرح کی معافی عطا فرمائی ہے، فرماتے:

اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا

تو کیا میں کامل شکرگزار بندہ نہ ہوں۔

یہاں تک کہ رب عزوجل نے خود ہی با کمال محبت ارشاد فرمایا:

طٰهٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی

اے چودھویں رات کے چاند ہم نے تم پر قرآن اس لئے نہ اُتارا کہ تم

مشقت میں پڑو۔

غرض نماز مرتے دم تک معاف نہیں۔رب عزوجل فرماتا ہے:

وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ.

اے بندا پنے رب کی عبادت کئے جا، یہاں تک کہ تجھے موت آئے۔

ایک صاحب صالحین سے تھے، بہت ضعیف ہوئے۔ پنجگانہ مسجد کی حاضری نہ چھوڑتے۔ایک شب عشاء کی حاضری میں گر پڑے، چوٹ آئی۔ بعد نماز عرض کی: الٰہی اب میں بہت ضعیف ہوا بادشاہ اپنے بوڑھے غلاموں کو خدمت سے آزاد کردیتے ہیں: مجھے آزاد فرما۔ان کی دعا قبول ہوئی مگر یوں کہ صبح اُٹھے،تو مجنوں تھے یعنی جب تک عقل تکلیفی باقی ہے،نماز معاف نہیں۔ سچے مجاذیب بھی نماز نہیں چھوڑتے۔اگرچہ لوگ انہیں پڑھتے نہ دیکھیں۔

کسی نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت سیدی قضیب البان موصلی قدس سرہٗ کی شکایت کی کہ ان کو کبھی نماز پڑھتے نہ دیکھا، ارشاد فرمایا: اس سے کچھ نہ کہو اس کا سر ہر وقت خانہ کعبہ میں سجود میں ہے۔

عرض: مرد کو چوٹی رکھنا جائز ہے یا نہیں بعض فقیر رکھتے ہیں۔

ارشاد: حرام ہے حدیث میں فرمایا:

لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَ الْمُتَشَابِھَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ۔

اللہ کی لعنت ہے ایسے مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت رکھیں اور ایسی عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت پیدا کریں۔

عرض: ولدالحرام کے پیچھے نماز ہو جائے گی یا نہیں۔

ارشاد: اگر اس سے علم و تقویٰ میں زیادہ یا اس کی مثل جماعت میں موجود ہو تو اسے امام بنانا نہ چاہئے۔ہاں اگر یہ سب حاضرین سے علم و تقویٰ میں زائد ہو تو اسی کا امام بنایا جائے۔

عرض: حضور اس میں بچہ کا کیا قصور ہے۔

ارشاد: شرع کو تکثیر جماعت کا بڑا لحاظ ہے۔امام میں جب کوئی ایسی بات ہو جس سے قوم کو

نفرت و باعث تقلیل جماعت ہو، اس کی امامت ناپسند ہے اگرچہ اس کا قصور نہ ہو، لہٰذا جس کے بدن پر برص کے داغ بکثرت ہوں اس کی امامت مکروہ ہے۔ رغبت جماعت ہی کے لحاظ سے مستحب ہے کہ اور فضائل میں مساوات کے بعد امام خوب صورت وخوش گلو ہو (پھر فرمایا) نماز کو لوگوں نے آسان سمجھ لیا ہے۔ عوام بے چارے کس گنتی میں ہیں بعض بڑے بڑے عالم جو کہلاتے ہیں ان کی نماز صحیح نہیں ہوتی (پھر فرمایا) کہ عبادت محض لوجہ اللہ ہونا چاہئے کبھی اپنے اعمال پر نازاں نہ ہو کہ کسی کے عمر بھر کے اعمال حسنہ اس کی کسی ایک نعمت کا جو اس نے اپنے رحمت سے عطا فرمائی ہیں بدلہ نہیں ہو سکتے۔ اگلی امتوں میں ایک بندۂ خدا بیچ سمندر میں ایک پہاڑ پر جہاں انسان کا گزر نہ تھا، رات دن عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے رب عزوجل نے اس پہاڑ پر ان کے لئے انار کا درخت اُگایا۔ اور ایک شریں چشمہ نکالا، انار کھاتے اور وہ پانی پیتے اور عبادت کرتے چار سو برس اسی طرح گزارے، ظاہر ہے کہ جب انسان بالکل تن تنہا زندگی بسر کرے اور کوئی دوسرا نہ ہو تو نہ جھوٹ بول سکتا ہے نہ کسی کی غیبت کرسکتا ہے نہ چوری اور نہ اور کوئی قصور کرسکتا ہے جس کا تعلق دوسرے سے ہو اور اکثر گناہ وہی ہیں۔ غرض جب ان کے نزع کا وقت آیا۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے انہوں نے کہا: اتنی اجازت دیجئے کہ میں وضو تازہ کر کے دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدے میں جاؤں قبض روح کر لینا۔ انھوں نے فرمایا: میں تمہارے لئے اتنی اجازت لایا ہوں۔ انھوں نے وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی۔ دوسری رکعت کے سجدے میں انتقال ہوا۔ بدن ان کا سلامت ہے اب تک ویسے ہی سجدہ میں ہیں۔ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کی: ہم جب آسمان اترتے یا آسمان کو جاتے ہیں اُنھیں اسی طرح سربسجود دیکھتے ہیں۔ یہ بندۂ خدا جب قیامت کے روز حاضر ہوں گے عبادت کے سوا نامۂ اعمال میں کوئی گناہ تو ہوگا ہی نہیں، حساب ومیزان کی کیا حاجت، رب العزت ارشاد فرمائے گا:

اِذْهَبُوْا بِعَبْدِیْ اِلٰی جَنَّتِیْ بِرَحْمَتِیْ۔

میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں لے جاؤ۔

ان کے منہ سے نکلے گا: اے میرے رب بلکہ میرے عمل سے، یعنی میں نے عمل ہی ایسے کئے جن سے مستحق جنت ہوں۔ ارشاد ہوگا۔ لوٹاؤ اور میزان کھڑی کرو، اس کی چار سو برس کی عبادت

ایک پلّے میں اور ہماری نعمتوں سے جو ہم نے اسے چار سو برس میں دیں۔ صرف آنکھ کی نعمت دوسرے میں رکھو، وزن کیا جائے گا۔ ان کے چار سو برس کے اعمال سے ایک یہ نعمت کہیں زیادہ ہوگی۔ ارشاد ہوگا:

اِذْهَبُوْا بِعَبْدِیْ اِلٰی نَارِیْ بِعَدْلِیْ۔

میرے بندے کو میرے جہنم میں لے جاؤ میرے عدل سے۔

اس پر گھبرا کر عرض کریں گے۔ نہیں اے رب میرے بلکہ تیری رحمت سے۔

ارشاد ہوگا:

اِذْهَبُوْا بِعَبْدِیْ اِلٰی جَنَّتِیْ بِرَحْمَتِیْ۔

میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں لے جاؤ۔

قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کی پرسش ہوگی۔ (اس کے بعد کچھ اور واقعات حشر کا بیان فرمایا کہ) سب اولین و آخرین جمع ہوں گے اور اس دن ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا بعض مسلمین بھی اپنے معاصی پر معذب کئے جائیں گے۔ کوئی مسلمان پوری سزا نہ پائے گا۔ سزا پوری ہونے سے پہلے ہی حضور اقدس ﷺ کی شفاعت انھیں نجات دلوا دے گی۔ سزا اگر پوری ہو لیتی تو نجات آپ ہی ہوتی۔ شفاعت کا کیا اثر ہوتا لیکن شفاعت انھیں بخشوائے گی تو ثابت ہوا کہ سزا پوری نہ ہو پائے گی۔

(پھر فرمایا) ایک بندہ حاضر ہوگا۔ رب العزت کا حکم ہوگا، اسے دیا جائے اس کا نامۂ اعمال۔ وہ تو مار حد نگاہ تک طویل اور سراپا گناہوں سے بھرا ہوگا۔ اپنا نامۂ اعمال خود پڑھے گا، اس میں صغائر و کبائر سب لکھے ہوں گے۔ یہ چھوٹے چھوٹے گناہ ظاہر کرے گا، اور کبائر کو چھوڑتا جائے گا۔ رب عزوجل فرمائے گا۔ پڑھ لیا۔ کہے گا ہاں! سب پڑھ لیا۔ فرمائے گا: اے میرے فرشتو! اس کے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی لکھو۔ اس وقت چلا اٹھے گا کہ الٰہی میرے بڑے گناہ تو رہ ہی گئے ہیں، میں نے صرف صغائر پڑھے۔

یہ سب صدقہ ہے نبی ﷺ کا حدیث میں ہے، جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔

البتہ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

حضور شفیع المذنبین علیہ نے ارشاد فرمایا:

اِذَنْ لَا اَرْضٰی وَ وَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ فِی النَّارِ۔

تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک اُمتی نار میں رہا۔

روز قیامت داروغہ دوزخ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور اقدس علیہ کی شفاعتیں دیکھ کر عرض کریں گے۔ حضور نے اپنی امت میں غضب الٰہی کا کوئی حصہ نہ چھوڑا۔ (پھر فرمایا) قیامت کے روز دو بندے دوزخ سے نکالے جائیں گے، رب عزوجل فرمائے گا: جو کچھ تمہیں پہنچا تمہارے اعمال کا بدلہ تھا، میں کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ تم پھر جہنم میں چلے جاؤ۔ ان میں سے ایک دوڑتا ہوا جہنم کی طرف جائے گا اور دوسرا آہستہ، حکم ہوگا: واپس لاؤ، اس شتابی اور آہستگی کا سبب پوچھو! جلدی کرنے والا عرض کرے گا: اے رب! میں نافرمانی کے سبب یہ کچھ دیکھ چکا تھا، کیا اب بھی نافرمانی کرتا۔ دوسرا عرض کرے گا: الٰہی مجھے اُمید نہ تھی کہ جہنم سے نکال کر تو مجھے پھر اس میں بھیجے گا۔ حکم ہوگا دونوں کو جنت میں لے جاؤ:

عرض: بعض لوگ کہتے ہیں کہ عالم کی صحبت میں بیٹھنے سے آدمی بگڑ جاتا ہے۔

ارشاد: حدیث میں تو یہ فرمایا ہے:

اُغْدُ عَالِماً اَوْ مُتَعَلِّماً اَوْ مُسْتَمِعاً اَوْ مُحِباً وَلَا تَكُنْ خَامِساً فَتَهْلَكَ۔

اس حال میں صبح کر کہ تو عالم ہو یا متعلم یا عالم کی باتیں سننے والا، یا عالم کا محب اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔

عرض: زید نے اپنی عورت کو طلاق مغلظہ دے دی۔ علماء سے استفتاء پوچھا، حلالہ کا حکم ملا، اگر بغیر حلالہ رجعت کر لے۔

ارشاد: حرام قطعی ہے۔ جب عدت گزرے اور مطلقہ کا نکاح دوسرے شخص سے ہو اور وہ اس سے ہمبستر ہو، پھر وہ طلاق دے اور پھر عدت گزرے۔ اس کے بعد زید سے نکاح ہو سکتا ہے بغیر اس کے زنا خالص ہوگا (اسی سلسلے میں فرمایا) ایک صحابیہ کو ان کے شوہر نے مغلظہ طلاق دے دی، ان بیوی نے دوسرے سے نکاح کر لیا اور بلا ہمبستر ہوئے خدمت اقدس میں جا کر عرض کی کہ اگر وہ طلاق

دے دے تو اب میں پہلے سے نکاح کر سکتی ہوں۔

ارشاد فرمایا:

لَاحَتّٰی تَذُوْقِی عُسَیْلَتَہٗ وَ یَذُوْقَ عُسَیْلَتَکِ۔

تو رب العزت نے یہ تازیانہ رکھا ہے کہ لوگ تین طلاقیں دینے سے خوف کریں اور اس سے باز رہیں لیکن پھر بھی خیال نہیں کرتے، تین تو درکنار! جب دینے پہ آتے ہیں تو بیشمار طلاقیں دیتے ہیں۔

عرض: حضور اگر عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کے شوہر کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں نہ وہ کندھا دے نہ منہ دیکھے

ارشاد: یہ مسئلہ جہلا میں بہت مشہور ہے اور بالکل بے اصل ہے۔ ہاں، بے حائل اس کے جسم کو بیشک ہاتھ نہیں لگا سکتا، باقی کندھا بھی دے سکتا ہے اور قبر میں بھی اتار سکتا ہے اور ار موت ایسی جگہ آئے جہاں میاں بیوی کے سوا کوئی اور نہ ہو تو شوہر خود اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر میت کو تیمم کرائے۔ لیکن عورت کو بلا کسی شرط کے اپنے شوہر مردہ کو چھونے کی اجازت ہے!

عرض: زید اگر فوت ہو گیا۔ منکوحہ نے اس کے روپے سے مسجد بنوادی اور اس کے بہن بھائی کو محروم رکھا۔

ارشاد: اگر اس کا مہر اتنا تھا کہ زید کا متروکہ اس کے مہر میں مستغرق ہوتا تو اختیار تھا ورنہ اپنے مہر و حصہ سے زائد غصب ہے۔

عرض: اگر کسی مرید کی اپنے شیخ سے زیادہ رسائی ہو اس پر اس کے پیر بھائی رنج رکھیں۔

ارشاد: یہ حسد ہے جو لے جاتا ہے جہنم میں، رب العزت تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ رتبہ دیا کہ تمام ملائکہ سے سجدہ کرایا شیطان نے حسد کیا وہ جہنم میں گیا۔ دنیا میں اگر کسی کو اپنے سے زیادہ دیکھے۔ شکر بجالائے کہ مجھے اتنا مبتلا نہ کیا اور دین میں دیکھے تو اس کی دست بوسی کرے اسے مانے کسی پر حسد کرنا رب العزت پر اعتراض ہے کہ اسے کیوں زیادہ دیا اور مجھے کیوں کم رکھا۔

عرض: تعزیہ داری میں لہو ولعب سمجھ کر جائے تو کیسا ہے۔

ارشاد: نہیں چاہئے۔ ناجائز کام میں جس طرح جان ومال سے مدد کرے گا۔ یوں سواد بڑھا کر بھی مددگار ہوگا۔ ناجائز بات کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ بندر نچانا حرام ہے اس کا تماشا بھی حرام، درمختار وحاشیہ علامہ طحطاوی میں ان مسائل کی تصریح ہے۔ آج کل لوگ ان سے غافل ہیں۔ متقی لوگ جن کو.... شریعت کی احتیاط سے ناواقفی ہے ریچھ یا بندر کا تماشا یا مرغوں کی پالی دیکھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس سے گنہگار ہوتے ہیں۔

حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر کوئی مجمع خیر کا ہو اور وہ نہ جانے پایا، اور خبر ملنے پر اس نے افسوس کیا تو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا حاضرین کو اور اگر مجمع شر کا ہو اس نے اپنے نہ جانے پر افسوس کیا تو جو گناہ ان حاضرین پر ہوگا وہ اس پر بھی۔

عرض: بزرگانِ دین کی تصاویر بطور تبرک لینا کیسا ہے۔

ارشاد: کعبہ معظمہ میں حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل وحضرت مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصاویر ہی تھیں کہ یہ متبرک ہیں، ناجائز فعل تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے خود دستِ مبارک سے انہیں دھودیا۔

عرض: نماز فجر میں دعائے قنوت پڑھنا کیا اثر رکھتا ہے اور اس کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہو۔

ارشاد: اگر معاذ اللہ کوئی نازلہ ہوا اور سخت نازلہ عام بلا ہو اور سخت بلا، اللہ پناہ میں رکھے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ دوسری رکعت میں الحمد اللہ وسورۃ کے بعد اللہ اکبر کہہ کر امام دعائے قنوت پڑھے اور مقتدی آہستہ آہستہ دعا مانگیں۔ یا آمین کہیں۔

عرض: وضو کرنے کا مسنون طریقہ کیا ہے۔

ارشاد: وضو کرنے جب بیٹھے بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ پڑھ لے جو وضو بسم اللہ سے شروع کیا جاتا ہے تمام بدن کو پاک کر دیتا ہے، ورنہ جتنے پر پانی گزرے گا اتنا ہی پاک ہوگا۔ پھر دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین تین بار اس طرح دھوئے کہ پہلے سیدھے ہاتھ کو الٹے ہاتھ سے پانی ڈال تین بار پھر الٹے ہاتھ کو سیدھے ہاتھ سے پانی ڈال کر تین بار اس کا خیال رہے کہ انگلیوں کی گھائیاں پانی بہنے سے نہ رہ جائیں۔ پھر تین بار کلی ایسی کرے کہ منہ کی تمام جڑوں اور دانتوں کی سب کھڑکیوں میں پانی پہنچ جائے کہ وضو میں اسی طرح کلی کرنا سنتِ مؤکدہ اور غسل میں

فرض ہے۔ اکثر لوگوں کو دیکھا کہ انھوں نے جلدی جلدی تین بار پچ پچ کر لیا یا ناک کی نوک پر تین مرتبہ پانی لگا دیا۔ ایسا کرنے سے وضو میں سنت ادا نہیں ہوتی۔ ایک آدھ بار ایسا کرنے سے تارک سنت اور عادت ڈالنے سے گناہگار و فاسق ہوتا ہے اور غسل میں فرض رہ جاتا ہے تو غسل تو ہوتا ہی نہیں کہ نرم بانسے تک پانی چڑھانا وضو میں سنت مؤکدہ ہے اور غسل میں فرض ہے۔

داڑھی اگر ہے خوب تر کرلے کہ اگر ایک بال کی جڑ بھی خشک رہی، اور پانی اس پر نہ بہا تو وضو نہ ہوگا اور منہ پر پانی لمبائی میں پیشانی کے بالوں کی جڑوں میں تھوڑی کے نیچے تک اور چوڑائی میں کان کی ایک لو سے دوسری لو تک بہائیں پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک اس طرح دھوئیں کہ پانی کی دھار کہنی تک برابر پڑتی چلی جائے۔ یہ نہ ہو کہ پنچے سے تین بار پانی چھوڑ دیا اور وہ کہنی تک بہتا چلا گیا اس طرح کہنی بلکہ کلائی کی کروٹوں تک پانی نہ بہنے کا احتمال ہے۔ اس کا لحاظ ضروری ہے کہ ایک رونگٹا بھی خشک نہ رہے۔ اگر پانی کسی بال کی جڑ کو تر کرتا ہوا بہہ گیا اور بالائی حصہ خشک رہ گیا تو وضو نہ ہوگا۔

پھر سر کے بالوں کا مسح کرے، چہارم سر کا مسح کرنا فرض ہے اور پورے سر کا سنت ہے۔ دونوں ہاتھوں کا انگوٹھہ اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر تین تین انگلیوں اور انھیں کے مقابل ہتھیلی کے حصوں سے پیشانی کے حصوں کی جانب سے گدی تک کھینچتا ہوا لے جائے۔ پھر ہتھیلیوں کا باقی حصہ گدی سے پیشانی تک لائے اور کلمہ کی انگلیوں کے پیٹ سے کانوں کے پیٹ کا مسح کرے اور انگوٹھوں کے پیٹ سے کانوں کی پشت کا اور پشت دست سے گردن کے پچھلے حصہ کا گلے پر ہاتھ نہ لائے، کہ بدعت ہے۔

پھر دونوں پاؤں ٹخنوں کے اوپر تک دھوئے اور ہر عضو پہلے دایاں پھر بایاں دھوئے۔ کلی کرتے وقت کہے:

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَ ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِکَ
الٰہی میری مدد فرما قرآن عظیم کی تلاوت اور اپنے ذکر شکر اور اچھی عبادت پر۔

ناک میں پانی ڈالتے وقت کہے:

اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِيْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَاتُرِحْنِيْ رَائِحَةَ النَّارِ۔
الٰہی مجھے جنت کی خوشبو سنگھا اور دوزخ کی بدبو نہ سنگھا۔
منہ دھوتے وقت کہے:
اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ۔
منہ اُجالا کر جس دن کچھ منہ اُجالے ہوں گے اور کچھ کالے۔
دہنا ہاتھ دھوتے وقت کہے:
اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِيَمِيْنِيْ وَحَاسِبْنِيْ حِسَاباً يَسِيْراً
الٰہی میرا نامۂ اعمال میرے سیدھے ہاتھ میں دے اور مجھ سے آسان حساب لے۔
بایاں ہاتھ دھوتے وقت کہے:
اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِشِمَالِيْ وَلَامِنْ وَرَاءِ ظَهْرِيْ۔
الٰہی میرا نامۂ اعمال میرے الٹے ہاتھ میں نہ دینا نہ میری پیٹھ کے پیچھے سے۔
سر کا مسح کرتے وقت کہے:
اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِيْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ عَرْشِكَ۔
الٰہی! مجھے اپنے عرش کے نیچے سایہ دے جس دن سایہ نہیں مگر تیرے عرش کا۔
کانوں کا مسح کرتے وقت کہے:
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ۔
الٰہی! مجھے ان لوگوں میں کر جو کان لگا کر بات سنتے ہیں پھر اس میں بہتر کی پیروی کرتے ہیں۔
گردن کے مسح میں کہے:
اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ۔

الٰہی! میری گردن دوزخ سے آزاد فرما۔

سیدھا پاؤں دھوتے وقت کہے:

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ۔

الٰہی! میرے پاؤں صراط پر جما جس دن قدم پھسلیں۔

الٹا پاؤں دھوتے وقت کہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَسَعْیِیْ مَشْکُوْرًا تِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ۔

الٰہی! میرے گناہ معاف کر اور میری کوشش ٹھکانے لگا اور میری سوداگری ضائع نہ کر۔

اور ہر عضو دھوتے وقت درود شریف پڑھے۔ ختم وضو کے بعد آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کلمۂ شہادت پڑھے پھر کہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔

الٰہی! مجھے بہت توبہ کرنے والوں میں سے کر اور مجھے ستھرا ہونے والوں میں سے کر۔

جنت کے آٹھوں دروازے اس کے لئے کھول دیئے جائیں گے (اسی سلسلہ میں فرمایا) ایک مرتبہ گاؤں جانے کا اتفاق ہوا، ایک عالم میرے ساتھ تھے، فجر کی نماز کے لئے انھوں نے وضو کیا، بھوؤں سے چہرہ پر پانی ڈالا۔ جب ان سے کہا گیا تو فرمایا: جلدی کی وجہ سے کہ وقت نہ جائے میں نے کہا کہ پھر تو بلا وضو ہی پڑھے۔ مجھے خیال رہا، انھوں نے ظہر کے وقت بھی ایسا ہی کیا۔ میں نے کہا۔ اب تو وقت نہ جاتا تھا۔

آج کل لوگوں کی عام طور سے یہی عادت ہے۔ غسل میں جس قدر احتیاط چاہئے، آج کل اتنی ہی بے احتیاطی ہے۔ اللہ معاف فرمائے۔ (پھر فرمایا) نماز میں سجدہ کرتے ہیں کہ پاؤں کی انگلیوں کے سرے زمین پر لگتے ہیں حالانکہ حکم ہے کہ پیٹ لگنا فرض ہے اور سب کا سنت ہے۔ پھر صرف ناک کی نوک پر سجدہ کرتے ہیں حالانکہ حکم ہے کہ جہاں تک ہڈی کا سخت حصہ ہے لگنا چاہئے۔ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ رکوع سے سر اٹھایا اور سجدہ کی طرف چلے گئے۔ سجدہ سے ایک بالشت سر اٹھایا۔ یا

بہت ہوا ذرا اٹھالیا اور وہیں دوسرا سجدہ ہوگیا۔ حالانکہ پورا سیدھا کھڑا ہونا اور بیٹھنا چاہئے۔ اس طرح اگر ۶۰ برس نماز پڑھے گا قبول نہ ہوگی۔

ایک شخص مسجد اقدس میں حاضر ہوا، اور بہت تیزی سے جلدی جلدی نماز پڑھی بعد نماز حاضر ہوکر سلام عرض کیا۔ فرمایا وَ عَلَیْکَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ وَ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ ۔ واپس جا پھر پڑھ کہ تو نے نماز نہ پڑھی۔ انہوں نے دوبارہ ویسے ہی پڑھی۔ پھر یہی ارشاد ہوا۔ آخر میں انھوں نے عرض کی۔ قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا مجھے ایسی ہی آتی ہے۔ حضور فرمائیں۔ فرمایا: رکوع و سجود با طمینان کر اور رکوع سے سیدھا کھڑا ہو اور دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھ۔

عرض: حضور جس میں ۹۹ باتیں کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی اس کے لئے کیا حکم ہے۔

ارشاد: کافر ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ایک سجدہ کرے اللہ کو اور ۹۹ مہادیو کو تو مسلمان رہے گا۔ ار ۹۹ سجدے اللہ کو ایک بھی مہادیو کو کیا تو کافر ہو جائے گا۔ گلاب میں ایک قطرہ پیشاب کا ڈالا جائے وہ پاک رہے گا یا ناپاک! اتفاقاً ایک سفر میں کسی کا ناقہ گم ہوگیا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا فلاں جنگل میں ہے، اس کی مہار پیڑ سے اٹک گئی ہے۔ زید ابن الصلت منافق نے کہا: محمد (ﷺ) کہتے ہیں فلاں جنگل میں ہے۔ حضور غیب کی خبر کیا جانیں۔ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰیٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُ وْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ: تم فرمادو، کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ، تم کافر ہو چکے، اپنے ایمان کے بعد اللہ نے ۹۹ نہ گنیں ایک گنی۔ ارشاد علماء یوں ہے کہ کسی سے کوئی کلمہ صادر ہو جس کے سو معنی ہو سکتے ہوں، ۹۹ پر کفر لازم آتا ہو اور ایک پہلو اسلام کی طرف جاتا ہو اس کے کفر کا حکم نہ کریں گے جب تک معلوم نہ ہو کہ اس نے کوئی پہلوئے کفر مراد لیا۔ مسئلہ تو یہ تھا اور بے دینوں نے کیا سے کیا کرلیا۔ اس کا بہت واضح و روشن بیان ہماری کتاب تمہید ''ایمان بآیات قرآن'' میں ہے اور یہاں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو مطلقاً غیب کا منکر ہو وہ کافر ہو گیا جو لفظ اس منافق نے کہے جسے قرآنِ عظیم نے فرمایا تو بہانے نہ بنا تو کافر ہو چکا یہی تو تھا کہ رسول غیب کیا جانے بعینہ یہی تقویۃ الایمان میں لکھا کہ غیب کی باتیں اللہ جانے رسول کو کیا خبر۔

عرض: محرم کی مجالس میں جو مرثیہ خوانی وغیرہ ہوتی ہے سننا چاہئے یا نہیں۔

ارشاد: مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی کتاب جو عربی میں ہے وہ یا حسن میاں مرحوم میرے

بھائی کی کتاب ''آئینہ قیامت'' میں صحیح روایات ہیں انھیں سننا چاہئے باقی غلط روایات کے پڑھنے سے نہ پڑھنا اور نہ سننا بہت بہتر ہے۔

عرض: اور ان مجالس میں رقت آنا کیسا۔

ارشاد: رقت آنے میں حرج نہیں، باقی رفضہ کی سی حالت بنانا جائز نہیں کہ: مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ۔ نیز حق سبحانہٗ نے نعمتوں کے اعلان کو فرمایا اور مصیبت پر صبر کرنے کا حکم دیا ہے۔ نبی ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاول شریف یوم دوشنبہ کو ہے اور اسی میں وفات شریف ہے، تو ائمہ نے خوشی و مسرت کا اظہار کیا، غم پروری کا حکم شریعت نہیں دیتی۔

عرض: یہ صحیح ہے کہ شب معراج مبارک جب حضور اقدس ﷺ عرش بریں پر پہنچے۔ نعلین پاک اُتارنا چاہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وادی ایمن میں نعلین شریف اتارنے کا حکم ہوا تھا۔ فوراً غیب سے ندا آئی۔ اے حبیب تمہارے مع نعلین شریف رونق افروز ہونے سے عرش کی زینت و عزت زیادہ ہوگی۔

ارشاد: یہ روایت محض باطل و موضوع ہے۔

عرض: شب معراج جب براق حاضر کیا گیا۔ حضور آب دیدہ ہوئے، حضرت جبریل نے سبب پوچھا۔ فرمایا: آج میں براق پر جا رہا ہوں کل قیامت کے دن میری امت برہنہ پا پل صراط کی راہ طے کرے گی۔ یہ تقاضائے شفقت و محبت امت کے موافق نہیں۔ ارشاد باری ہوا یوں ہی ایک ایک براق بروز حشر تمہارے ہر امتی کی قبر پر بھیجیں گے!۔ یہ روایت صحیح ہے یا نہیں،

ارشاد: بالکل بے اصل ہے۔ ایسی ہی اور بھی بہت سی روایات بالکل بے اصل اور بے ہودہ ہیں، کیا کہا جائے۔

عرض: کھانے کے وقت شروع میں بسم اللہ پڑھ لینا کافی ہے۔

ارشاد: ہاں کافی ہے بغیر بسم اللہ شیطان اس کھانے میں شریک ہو جاتا ہے رب العزت نے اس سے فرمایا تھا: وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ۔ مال و اولاد میں ان کا شریک ہو جو بغیر بسم اللہ کھائے پئے اس کے کھانے میں.... شیطان شریک ہوتا ہے۔ اور بغیر بسم اللہ عورت کے پاس جائے، اس کی اولاد میں شیطان کا ساجھا ہوتا ہے۔ حدیث میں ایسوں کو مغربین فرمایا جو انسان

وشیطان کے مجموعی نطفے سے بنتے ہیں۔ اگر کھانے کی ابتداء میں بھول جائے اور درمیان میں یاد آجائے فوراً بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی اَوَّلِهٖ وَ اٰخِرِهٖ پڑھ لے کہ شیطان اسی وقت قے کر دیتا ہے اور بفضلہ میں بھوکا ہی مارتا ہوں۔ یہاں تک کہ پان کھاتے وقت بسم اللہ اور چھالیہ منہ میں ڈالی تو بسم اللہ شریف۔ ہاں حقہ پیتے وقت نہیں پڑھتا۔ طحطاوی میں اس سے ممانعت لکھی ہے۔ وہ خبیث اگر اس میں شریک ہوتا تو ضرور ہی پاتا ہوگا کہ عمر بھر کا پیاسا اس پر دھوئیں سے کلیجہ جلنا۔ بھوک پیاس میں حقہ بہت بُرا معلوم ہوتا ہے۔ (پھر فرمایا) شیطان ہر وقت تمہاری گھات میں ہے۔ اس سے غافل کسی وقت نہ ہو۔

عرض: بدگمانی کیا حرام ہے۔

ارشاد: بے شک، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔

اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو بے شک بعض ظن گناہ ہیں۔

اور حدیث میں فرمایا:

اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ۔

گمان سے دور ہو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔

ایک مرتبہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا ایک گدڑی پہنے مدینہ طیبہ سے کعبہ معظمہ کو تشریف لئے جاتے تھے اور ہاتھ میں صرف ایک تالوٹ تھا۔ شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا دل میں خیال کیا کہ یہ فقیر اوروں پر اپنا بھار ڈالنا چاہتا ہے یہ وسوسہ شیطانی آنا تھا کہ امام نے فرمایا: شقیق بچو گمانوں سے بعض گمان گناہ ہوتے ہیں نام نہ بتانے اور وسوسہ دلی پر آگاہی سے نہایت عقیدت ہوگئی اور امام کے ساتھ ہو لئے۔ راستہ میں ایک ٹیلہ پر پہنچ کر امام نے اس سے تھوڑا ریت لے کر تالوٹ میں گھول کر پیا اور شقیق رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پینے کو فرمایا: انہیں انکار کا چارہ نہ ہوا۔ جب پیا تو ایسے نفیس خوشبودار ستو تھے کہ عمر بھر بھی نہ دیکھے نہ سنے۔ ایک روز شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد حرام شریف میں دیکھا کہ وہی صاحب بیش بہا لباس پہنے درس دے رہے تھے۔ لوگوں سے پوچھا: یہ کون بزرگ ہیں۔ کسی نے کہا: ابن رسول اللہ ﷺ جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جب تخلیہ ہوا، حضرت

یہ کیا بات کہ راہ میں ایک گدڑی پہنے دیکھا تھا اور اس وقت یہ لباس دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے دامن مبارک اٹھایا کہ وہی گدڑی نیچے زیب تن ہے اور فرمایا کہ وہی تمہارے دکھانے کو ہے اور یہ گدڑی اللہ کے لئے ہے۔

عرض: حضور ایک کتاب میں، میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت ریش مبارک میں خضاب تھا۔

ارشاد: خضاب سیاہ یا اس کی مثل حرام ہے۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے:

غَيِّرُوْا هٰذَا لشَّيْبَ وَلَا تَقْرَبُوا السَّوَادَ۔

اس سپیدی کو بدل دو۔ اور سیاہی کے پاس نہ جاؤ۔

سنن نسائی شریف کی حدیث میں ہے:

يَاتِيْ قَاسٌ يَخْضِبُوْنَ بِالسَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَرِيْحُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔

کچھ آئیں گے کہ سیاہ خضاب کریں گے جیسے جنگلی کبوتروں کے نیلگوں پوٹے وہ جنت کی بُو نہ سونگھیں گے۔

تیسری حدیث میں ہے:

مَنِ اخْتَضَبَ بِالسَّوَادِ سَوَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

خضاب کرے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا منہ کالا کرے گا۔

چوتھی حدیث میں ہے:

اَلصُّفْرَةُ خِضَابُ الْمُؤْمِنِ وَالْحُمْرَةُ خِضَابُ الْمُسْلِمِ وَالسَّوَادِ خِضَابُ الْكَافِرِ۔

زرد خضاب مومن کا ہے اور سرخ خضاب مسلم کا اور سیاہ خضاب کافر کا۔

پانچویں حدیث میں ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَبْغَضُ الشَّيْخَ الْغَرْبِيبَ۔

اللہ دشمن رکھتا ہے بڈھے کوّے کو۔

چھٹی حدیث میں ہے۔

اَوَّلُ مَنِ اخْتَضَبَ بِالسَّوَادِ فِرْعَوْنَ۔

سب میں پہلے جس نے سیاہ خضاب کیا، فرعون تھا۔

دیکھو فرعون کاہے میں ڈوبا: نیل میں، یہ لوگ بھی نیل میں ڈوبتے ہیں، سیاہ خضاب صرف مجاہدین کو جائز ہے جیسے جنگ میں رجز پڑھنا اور خودستائی ان کو جائز ہے، اکڑ کر چلنا ان کو جائز ہے، ریشمی بانے کا دبیز لباس ان کو پہنا جائز ہے۔ چالیس دن سے زیادہ لبیں اور چہرے کے بال اور ناخن بڑھانا جائز ہے۔ اوروں کو یہ سب باتیں حرام ہیں۔ فوجی قانون عام قانون سے جدا ہوتا اس میں سیاہ خضاب داخل ہے۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہد تھے انھیں جائز ہے، تم کو حرام ہے۔

عرض: جاہل فقیر کا مرید ہونا شیطان کا مرید ہونا ہے۔

ارشاد: بلاشبہ۔

عرض: اکثر بال بڑھانے والے لوگ حضرت گیسودراز کو دلیل لاتے ہیں۔

ارشاد: جہالت ہے نبی ﷺ بکثرت احادیث میں ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں سے مشابہت پیدا کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے تشبہ کیلئے ہر بات میں پوری وضع بنانا ضروری نہیں ایک ہی بات میں مشابہت کافی ہے۔

عرض: حضور اکرم ﷺ ایک عورت کو ملاحظہ فرمایا کہ مردوں کی طرح کندھے پر کمان لٹکائی جا رہی ہے۔ اس پر بھی فرمایا کہ ان عورتوں پر لعنت جو مردوں سے تشبہ کریں۔ ام المومنین صدیقہ نے ایک عورت کو مردانہ جوتا پہنے دیکھا، اس پر بھی یہی حدیث فرمائی کہ مردوں سے تشبہ پیدا کرنے والیاں ملعون ہیں۔ جب صرف جوتے یا کمان لٹکانے میں مشابہت موجب لعنت تو عورت کے سے بال بڑھانا اس سے سخت تر موجب لعنت ہوگا۔ کہ وہ ایک خارجی چیز ہے۔ اور یہ خاص جزو بدن تو شانوں سے نیچے گیسو رکھنا بحکم حدیث صحیح ضرور موجب لعنت اور چوٹی کا گندوانا اور زیادہ اس میں مباف ڈالنا اور اس سے سخت تر!

حضرت سیدی محمد گیسودراز قدس سرہٗ سے نے تشبہ نہ کیا تھا، ایک گیسو محفوظ رکھا تھا اس کے

لئے ایک وجہ خاص تھی کہ اکابر علماء واجلہ سادات سے تھے۔ جوانی کی عمر تھی۔ سادات کی طرح شانوں تک وہ گیسو رکھتے تھے کہ اس قدر شرعاً جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے۔ ایک بار سرِ راہ بیٹھے تھے۔ حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سواری نکلی، انھوں نے اٹھ کر زانوئے مبارک پر بوسہ دیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا: سید فروتر ک سید اور نیچے بوسہ دو۔ انھوں نے پاؤں مبارک پر بوسہ لیا۔ فرمایا: سید فروترک، انھوں نے گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا۔ ایک گیسو کہ رکاب مبارک میں الجھ گیا تھا وہیں الجھا رہا اور رکاب سے سم تک بڑھ گیا حضرت نے فرمایا: سید فروترک انھوں نے ہٹا کر زمین پر بوسہ دیا گیسو رکاب مبارک سے جدا کر کے حضرت تشریف لے گئے۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ ایسے جلیل سید نے اتنے بڑے عالم کے زانو پر بوسہ دیا اور حضرت راضی نہ ہوئے اور نیچے بوسہ دینے کو حکم فرمایا: انھوں نے پائے مبارک کو بوسہ دیا۔ اور نیچے کو حکم فرمایا، گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا۔ اور نیچے کو حکم فرمایا: یہاں تک کہ زمین پر بوسہ دیا۔ یہ اعتراض حضرت سید گیسو دراز نے سنا، فرمایا: لوگ نہیں جانتے کہ میرے شیخ نے ان چار بوسوں میں کیا عطا فرمادیا۔ جب میں نے زانوائے مبارک پر بوسہ دیا، عالم ناسوت منکشف ہو گیا، جب پائے اقدس پر بوسہ دیا، عالم ملکوت منکشف ہوا۔ جب گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا عالم جبروت منکشف تھا۔ جب زمین پر بوسہ دیا۔ لاہوت کا انکشاف ہو گیا اس ایک گیسو کو کہ ایسی جلیل نعمت کا یادگار تھا۔ اور اسے ایسی تجلی رحمت نے بڑھایا تھا نہ ترشوایا اسے تشبہ سے کیا علاقہ عورتوں کا ایک گیسو بڑا نہیں ہوتا نہ استاد راز اور اس کے محفوظ رکھنے میں یہ راز، اس کی سند ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل ہے۔

جب حضور اقدس ﷺ نے طائف شریف فتح فرمایا۔ اذان ہوئی بچوں نے اس کی نقل کی ان میں ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے ان کی آواز بہت اچھی تھی۔ حضور نے آپ کو بلایا اور سر پر دست مبارک رکھا اور ان کو مؤذن مقرر فرمادیا۔ ہاں نے برکت کے لئے پیشانی کے ان بالوں کو جن پر دست اقدس رکھا گیا تھا، محفوظ رکھا۔ جس وقت بال کھولے جاتے تو زمین پر آجاتے تھے۔ اسے بھی تشبہ سے کچھ علاقہ نہیں عورتیں فقط پیشانی کے بال نہیں بڑھاتیں اور ان کا محفوظ رکھنا اس برکت کے لئے تھا۔

عرض: حضور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا یہ ارشاد ہے کہ اصل سے خطا نہیں کم اصل سے

وفانہیں۔

ارشاد: حضور کا یہ ارشاد نہیں مگر یہ بات ہے ضرور کہ اصل طیب میں اخلاق فاضلہ ہوتے ہیں اور رذیل اس کا عکس ہے اسی واسطے عہد ماضی میں سلاطین اسلام رذیلوں کو ضرورت سے زیادہ علم نہیں پڑھنے دیتے تھے۔ اب دیکھو نائیوں اور منہاروں نے علم پڑھ کر کیا کیا فتنے پھیلا رکھے ہیں۔ بعض منہار تو سید اور ابنِ شیرِ خدا بن بیٹھے۔

عرض: روافض میں شادی کرنا کیسا ہے آج کل عجب قصہ ہے کوئی رافضی کسی کا ماموں ہے اور کسی کا سالہ کوئی کچھ کوئی کچھ!

ارشاد: ناجائز ہے، ایمان دلوں سے ہٹ گیا ہے اور اللہ و رسول کی محبت جاتی رہی ہے۔ رب العزۃ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔

تجھے اگر شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں:

اِیَّاکُمْ وَ اِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ۔

ان سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور کر، کہیں تمہیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈالیں۔

خاص رافضیوں کے بارے میں ایک حدیث ہے:

یَاْتِیْ قَوْمٌ لَھُمْ نَبَزٌ یُقَالُ لَھُمُ الرَّافِضَۃُ لَا یَشْھَدُوْنَ جُمُعَۃً وَلَا جَمَاعَۃً وَ یَطْعَنُوْنَ عَلَی السَّلَفِ فَلَا تُجَالِسُوْھُمْ وَلَا تُوَاکِلُوْھُمْ وَلَا تُشَارِبُوْھُمْ وَلَا تُنَاکِحُوْھُمْ وَ اِذَا مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْھُمْ وَ اِذَا مَاتُوْا فَلَا تَشْھَدُوْھُمْ۔ (الحدیث)

ایک قوم آنے والی ہے ان کا ایک بدلقب ہوگا، انہیں رافضی کہا جائے گا نہ جمعہ میں آئیں گے نہ جماعت میں اور سلف صالح کو برا کہیں گے تم ان کے پاس نہ بیٹھنا نہ ان کے ساتھ کھانا پینا نہ شادی بیاہت کرنا، بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جانا مرجائیں تو جنازے پر نہ جانا۔ عمران ابنِ حطان رقاشی اکابر

علماء محدثین سے تھا اس کی ایک چچازاد بہن خارجیہ تھی اس سے نکاح کر لیا۔ علمائے کرام نے سن کر طعنہ زنی کی کہا میں نے تو اس لئے نکاح کر لیا ہے کہ اس کو اپنے مذہب پر لے آؤں گا، ایک سال نہ گذرا کہ خود خارجی ہو گیا۔

شد غلام کہ آب جو آرد
آب جو آمد و غلام ببرد
؎ شکار کرنے چلے تھے شکار ہو بیٹھے

یہ سب اس صورت میں ہے کہ وہ رافضی یا رافضہ جس سے شادی کی جائے بعض اگلے روافض کی طرح صرف بدمذہب ہو دائرہ اسلام سے خارج نہ ہو، آج کل کے روافض تو عموماً ضروریاتِ دین کی منکر اور قطعاً مرتد ہیں ان کے مرد یا عورت کا کسی سے نکاح ہو سکتا ہی نہیں ایسے ہی وہابی، قادیانی، دیوبندی، نیچری، چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا، مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنا خالص ہوگا، اور اولاد ولد الزنا عالمگیریہ میں ظہیریہ سے ہے:

اَحْکَامُهُمْ اَحْکَامُ الْمُرْتَدِیْنَ اسی میں ہے لَا یَجُوْزُ نِکَاحُ الْمُرْتَدِ مَعَ مُسْلِمَۃٍ وَلَا کَافِرَۃٍ اَصْلِیَّۃٍ وَلَا مُرْتَدَۃٍ وَ کَذَا لَا یَجُوْزُ نِکَاحُ الْمُرْتَدَۃِ مَعَ اَحَدٍ۔

عرض: حضور صلح کل والے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ تہذیب کے خلاف ہے اگر کوئی اپنے پاس ملنے آئے اور اس سے نہ ملا جائے۔

ارشاد: تہذیب سے اگر تہذیب نیچری مراد ہے تو وہ تہذیب نہیں تخریب ہے۔ اور اگر تہذیب اسلامی مقصود ہے تو جن سے ہم نے تہذیب سیکھی وہی منع فرماتے ہیں۔ اِیَّاکُمْ وَ اِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ ان سے دور بھاگو، اور ان کو اپنے سے دور کرو۔ کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز مغرب پڑھ کر مسجد سے تشریف لائے تھے کہ ایک شخص نے آواز دی۔ کون ہے کہ مسافر کو کھانا دے، امیر المومنین نے خادم سے ارشاد فرمایا اسے ہمراہ لے آؤ وہ آیا اسے کھانا منگا کر دیا مسافر نے کھانا شروع ہی کیا تھا

کہ ایک لفظ اس کی زبان سے ایسا نکلا جس سے بدمذہبی کی بو آتی تھی فوراً کھانا سامنے سے اٹھولیا اور اسے نکال دیا۔

مؤلف: یہ واقعہ ۲۸؍رجب ۱۳۳۷ھ بروز جمعہ قریب عصر کا ہے اس جلسہ میں بعض وہ لوگ بھی تھے جو بدمذہبوں کے پاس بیٹھا کرتے تھے، حضور پرنور کے یہ گراں بہا نصائح سن کر دل ہی دل میں اپنے اوپر نفرین اور ملامت کررہے تھے۔ اور کبھی کبھی کسی گوشہ سے توبہ واستغفار کی آواز بھی آجاتی تھی اسی وقت ایک صاحب نے کھڑے ہوکر دوسرے صاحب سے کہا کہ آپ کو اکثر اوقات بدمذہبوں کی صحبت میں دیکھا گیا ہے۔ مناسب ہے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت خوش قسمتی سے تشریف فرما ہیں توبہ کرلیجئے۔ یہ سنتے ہی وہ قدموں پر آگر گرے اور صدق دل سے تائب ہوئے اس پر ارشاد فرمایا بھائیو! یہ وقت نزول رحمت الٰہی کا ہے سب حضرات اپنے اپنے گناہوں سے توبہ کریں، جن کے خفیہ ہوں وہ خفیہ اور جن کے علانیہ ہوں وہ علانیہ کہ اِذَا عَمِلْتَ سَیِّئَۃً فَاَحْدِثْ عِنْدَھَا تَوْبَۃً اَلسِّرِ بِالسِّرِّوَا الْعَلَانِیَۃُ بِالْعَلَانِیَۃِ جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ کی مخفی کی مخفی اور آشکارا کی آشکارا سچے دل سے توبہ کریں کہ رب عزوجل ایسی ہی توبہ قبول فرماتا ہے۔ فقیر دعا کرتا ہے کہ مولٰے تعالیٰ آپ حضرات کو استقامت عطا فرمائے جو داڑھی منڈاتے یا کترواتے ہوں یا چڑھاتے یا سیاہ خضاب لگاتے ہوں وہ اور ایسے ہی جو علانیہ گناہ کرتے ہوں انہیں علانیہ توبہ کرنا چاہئے اور جو گناہ پوشیدہ طور پر کئے ان سے پوشیدہ کہ گناہ کا اعلان بھی گناہ ہے۔ حضور پرنور کے ان چند فقرات میں اللہ ہی جانے کیا اثر تھا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ گویا وہ اپنے گناہوں کے دفتر آنسوؤں سے دھورہے تھے اور بے تابانہ پروانہ وار اس شمع انجمن محمدی ﷺ پر نثار ہونے دوڑتے اور قدموں پر گر گر کر اپنے خفیہ وعلانیہ آثام سے توبہ کررہے تھے، عجب سماں تھا۔ حضور پرنور خود بھی نہایت گریہ وزاری کے ساتھ ان کے لئے دعائے مغفرت میں مصروف تھے جب سب لوگ تائب ہوچکے حضور نے ارشاد فرمایا کہ آج مجھے فائدہ معلوم ہوا کہ تیرا جبلپور آنا اور اتنے دن قیام کرنا یوں ہوا (پھر فرمایا کہ) مناسب ہوگا اگر تائبین کی فہرست تیار کرلی جائے کہ دیکھا جائے کون کون توبہ پر مستقیم رہتا ہے اس وقت کچھ لوگ چلے بھی گئے تھے جس قدر موجود تھے ان کی فہرست درج ذیل ہے ملاحظہ ہو۔

فہرست تائبین

نمبر شمار	اسمائے گرامی	پتہ	جس بات سے توبہ کی
۱	اکبر خاں صاحب	لارڈ گنج	خضاب سیاہ
۲	قائم بھائی صاحب	لارڈ گنج	حلق لحیہ
۳	دادا بھائی صاحب	لارڈ گنج	
۴	سیٹھ عبدالکریم صاحب	لارڈ گنج	حلق لحیہ
۵	عمر بھائی صاحب	لارڈ گنج	حلق لحیہ
۶	عبدالشکور صاحب	لارڈ گنج	حلق لحیہ
۷	حافظ عبدالحمید صاحب	کمانیہ پھاٹک	حلق لحیہ
۸	عبدالغنی صاحب	گلہائی	حلق لحیہ
۹	بابو عبدالشکور صاحب	اپر نیگنج	حلق لحیہ
۱۰	حبیب اللہ صاحب	محلہ کھٹک	حلق لحیہ
۱۱	محمد ادریس صاحب	صدر بازار	حلق لحیہ
۱۲	اللہ بخش صاحب	تمرہائی	حلق لحیہ
۱۳	عزیز محمد صاحب	محلہ کھٹک	حلق لحیہ
۱۴	عزیز الدین صاحب	محلہ کھٹک	حلق لحیہ
۱۵	عبدالجبار صاحب	کمانیہ پھاٹک	حلق لحیہ
۱۶	عظیم الدین صاحب	محلہ کھٹک	حلق لحیہ
۱۷	نظام الدین صاحب	بھرتی پور	حلق لحیہ
۱۸	ولی محمد صاحب	لارڈ گنج	حلق لحیہ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	پتہ	جس بات سے توبہ کی
۱۹	سلیمان خاں صاحب	پل اومتی	حلق لحیہ
۲۰	اولاد حسین صاحب	چھوٹا تالاب	حلق لحیہ
۲۱	محمد غوث صاحب	دلہائی	حلق لحیہ
۲۲	تراب خاں صاحب	دلہائی	حلق لحیہ
۲۳	حبیب اللہ صاحب	چھوٹا تالاب	حلق لحیہ
۲۴	محمد حنیف صاحب	پشیکاری	حلق لحیہ
۲۵	منشی رعائت علی صاحب	بھان تلیا	خضاب
۲۶	منشی عبدالرحیم صاحب	بھان تلیا	حلق لحیہ
۲۷	احمد بھائی صاحب	کوتوالی بازار	حلق لحیہ
۲۸	موسیٰ بھائی صاحب	کوتوالی بازار	حلق لحیہ

ان حضرات نے اپنی خفیہ معاصی سے توبہ فرمائی

نمبر شمار	اسمائے گرامی	پتہ	نمبر شمار	اسمائے گرامی	پتہ
۱	مولوی محمد شفیع احمد صاحب	بسیلپور	۱۰	عبدالصمد خاں صاحب	بسیلپور
۲	عبدالمجید صاحب	بسیلپور	۱۱	محمد عثمان خاں صاحب	بسیلپور
۳	شیخ باقر صاحب	بسیلپور	۱۲	عبدالرحیم خاں صاحب	بسیلپور
۴	ایوب علی صاحب	بسیلپور	۱۳	نور جاں صاحب	
۵	عبدالرحمن صاحب	بسیلپور	۱۴	غلام محمد خاں صاحب	
۶	محمد ذاکر صاحب	بسیلپور	۱۵	عبدالسبحان صاحب	
۷	عبدالکریم صاحب	بسیلپور	۱۶	خان محمد صاحب	
۸	عظیم الدین صاحب	بسیلپور	۱۷	محمد فاروق صاحب	
۹	محمد حسین خاں صاحب	بسیلپور	۱۸	قاضی قاسم میاں صاحب	

نمبر شمار	اسمائے گرامی
۱۹	محمد حسین صاحب
۲۰	اللہ بخش صاحب
۲۱	ملائم خاں صاحب
۲۲	غلام حیدر صاحب
۲۳	عبدالغفار صاحب
۲۴	محمد جان صاحب
۲۵	محمد رمضان صاحب
۲۶	رستم خان صاحب
۲۷	حکیم عبدالرحیم مذاق صاحب
۲۸	ملا محمد خاں صاحب
۲۹	محمد اسحٰق صاحب
۳۰	لعل محمد صاحب
۳۱	مقبول شاہ صاحب
۳۲	عبدالستار صاحب
۳۳	قناعت علی صاحب
۳۴	علی محمد صاحب
۳۵	حاجی کفایت اللہ صاحب
۳۶	مولوی عبدالباقی صاحب
۳۷	برہان الحق صاحب
۳۸	صاحبزادہ مولانا شاہ محمد عبدالسلام جبلپوری
۳۹	میر عبدالکریم صاحب

نمبر شمار	اسمائے گرامی
۴۰	مولوی محمد زاہد صاحبزادہ برادر زادۂ مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب
۴۱	محمد فضل حق صاحب
۴۲	ظہور الحق صاحب
۴۳	ماسٹر حبیب اللہ صاحب
۴۴	عبدالرشید صاحب
۴۵	عبدالمجید صاحب
۴۶	حسین استاد صاحب
۴۷	عبدالغفور صاحب
۴۸	محمد عثمان صاحب
۴۹	مختار حافظ عبدالشکور صاحب برادر مولانا موصوف
۵۰	مولانا مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب خلیفہ اعظم اعلیٰ حضرت عظیم البرکتہ مع اللہ المسلمین بطول بقایہ
۵۱	فیروز خاں صاحب
۵۲	احمد خان صاحب ولد غلام حسین خان صاحب
۵۳	حافظ کریم بخش صاحب
۵۴	شیخ حاتم علی صاحب ملازم جاپان کمپنی (توبہ کرتے وقت بیعت بھی ہوئے)

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر شمار	اسمائے گرامی
۵۵	شیخ بہادر صاحب مؤذن	۶۵	عبدالقدیر صاحب عرف بنے صاحب برہانپوری
۵۶	محمد تقی	۶۶	امیر خاں صاحب
۵۷	منو خاں صاحب	۶۷	محمد بشیر الدین صاحب موضع پوڑی ضلع دموہ
۵۸	خدا بخش	۶۸	محمد ابراہیم صاحب
۵۹	مدار صاحب	۶۹	عبدالرحمٰن صاحب
۶۰	رحمت علی صاحب	۷۰	عبدالرحیم صاحب ٹل ادمتی
۶۱	شیخ لعل محمد صاحب ماسٹر	۷۱	عبدالشکور صاحب امام مسجد ٹل ادمتی
۶۲	بدیع الرحمٰن صاحب		
۶۳	شیخ امیر صاحب		
۶۴	شیخ محبوب صاحب		

جو لوگ حاضر جلسہ نہ تھے انہیں بعد کو اطلاع ہوئی وہ سب حاضر ہو کر تائب ہوتے گئے دوسرے دن وقت ظہر جبل پور سے روانگی تھی لوگ اسٹیشن تک آئے اور تائب ہوئے کہ ان سب حضرات کے نام لکھنے سے رہ گئے ہیں۔

بعد عصر ایک صاحب انگشتری طلائی پہنے حاضر ہوا۔ ارشاد فرمایا مرد کو سونا پہنا حرام ہے صرف ایک نگ کی چاندی کی انگوٹھی ساڑھے چار ماشے سے کم کی اس کی اجازت ہے، جو سونے یا تانبے یا لوہے یا پیتل کی انگوٹھی یا چاندی کی ساڑھے چار ماشے سے زیادہ وزن کی یا کئی انگوٹھیاں اگرچہ سب مل کر ساڑھے چار ماشے سے زیادہ وزن کی یا کئی انگوٹھیاں اگرچہ سب مل کر ساڑھے چار ماشے سے کم ہوں پہنے اس کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

عرض: داڑھی چڑھانا کیسا ہے۔

ارشاد: حدیث میں ہے:

مَنْ عَقَدَ لِحْيَةً فَأَخْبِرُوْهُ اَنَّ مُحَمَّدًا (ﷺ) مِنْهُ بَرِیٌ۔

جو شخص داڑھی باندھے اُسے خبر دیدو کہ محمد ﷺ اس سے بیزار ہیں۔

عرض: سودخوار کا قیامت کے روز کیا حال ہوگا۔

ارشاد: ان کے پیٹ ایسے ہوں گے جیسے بڑے بڑے مکان اور شیشے کی طرح چمکیں گے کہ لوگوں کو ان کی حالت نظر آئے ان میں سانپ اور بچھو بھرے ہوں گے اللہ پناہ میں رکھے، حدیث صحیح میں ہے:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ اٰكِلَ الرِّبٰو وَ مُوْكِلَهٗ وَ كَاتِبَهٗ وَ شَاهِدَیْهِ وَ قَالَ هُمْ سِوَاءٌ۔

رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی سود کھانے والے سود دینے والے اور اس کا کاغذ لکھنے والے اور اس پر گواہیاں کرنے والوں پر اور فرمایا وہ سب برابر ہیں سب ایک رسی سے بندھے ہوئے ہیں۔

دوسری حدیث صحیح میں ہے رسول اللہ (ﷺ) فرماتے ہیں:

اَلرِّبٰو ثَلَاثَةٌ وَ سَبْعُوْنَ حُوْبًا اَیْسَرُهُنَّ اَنْ یَّقَعَ الرَّجُلُ عَلٰی اُمِّهٖ۔

سود ۷۳ گناہ کے برابر ہے۔ جن میں سب سے ہلکا یہ کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ اس سے روپیہ بڑھتا ہے۔ مگر یہ خیال باطل ہے، اس میں اللہ عزوجل برکت نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ فرمایا ہے:

یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰو وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِ۔

اللہ مٹاتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے زکوٰۃ کو۔

جسے اللہ مٹائے وہ کیونکر بڑھ سکتا ہے، حدیث میں ہے:

مَنْ اَكَلَ دِرْهَمَ رِبٰو وَ هُوَ یَعْلَمُ اَنَّهٗ رِبٰوا فَكَاَنَّمَا زَنٰی بِاُمِّهٖ سِتًّا وَّ ثَلَاثِیْنَ مَرَّةً۔

جس نے دانستہ ایک درہم سود کا کھایا گویا اس نے چھتیں بار اپنی ماں

سے زنا کیا۔

درہم تقریباً ساڑھے چار آنے کا ہوتا ہے تو فی دھیلا ایک بار ماں سے زنا ہوا۔

عرض: حضور اگر ادویات پی کر بال سیاہ ہو جائیں تو یہ بھی خضاب کے حکم میں ہے۔

ارشاد: اس میں کچھ حرج نہیں دوا کھانے سے سفید بال سیاہ نہ ہو جائیں گے، بلکہ قوت وہ پیدا ہوگی کی آئندہ سیاہ نکلیں گے تو کوئی دھوکا نہ دیا گیا نہ خلق اللہ کی تبدیل کی گئی۔

ایک روز بعد فراغ نماز عشاء لوگ دست بوس ہو رہے تھے اس مجمع میں سے ایک صاحب نے خدمت بابرکت میں عرض کی حضور میں ضلع ہوشنگ آباد کا رہنے والا ہوں مجھے حضور کی جبل پور تشریف آوری کی ریل میں خبر ملی لہٰذا ڈاک سے صرف دعا کے واسطے حاضر ہوا ہوں کہ خداوند کریم ایمان کے ساتھ خاتمہ بالخیر کرے، حضور نے دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا اکتالیس بار صبح کو یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اول و آخر درود شریف نیز سوتے وقت اپنے سب اوراد کے بعد سورۂ کافرون روزانہ پڑھ لیا کیجئے اس کے بعد کلام وغیرہ نہ کیجئے ہاں اگر ضرورت ہو تو کلام کرنے کے بعد پھر سورۂ کافرون تلاوت کر لیں کہ خاتمہ اسی پر ہو انشاء اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر ہوگا اور تین بار صبح اور تین بار شام اس دعا کا ورد رکھیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ نُشْرِکَ بِکَ شَیْئاً نَعْلَمُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا نَعْلَمُہٗ۔

مؤلف: شہر جبل پور کا ایک کوہستانی مقام ہے جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ ممالک متوسط میں واقع ہے، نہایت خوشنما صاف شفاف ہے، قدرت کے فیاض ہاتھوں نے ایسا دلفریب مقام بنا دیا ہے کہ سیر سے جی نہیں بھرتا، شہر کی موزونیت کے علاوہ وہاں چند عجیب مقامات بھی ہیں جن میں بھیرا گھاٹ جو شہر سے تیرہ میل کے فاصلے پر ہے نہایت عجیب و پُر فضا منظر ہے، دریائے نربدا نے میلوں پہاڑ کاٹا ہے یہاں ایک مقام پر پانی جمع ہو کر ایک ایسے درّہ میں گرتا ہے جو تقریباً دو بانس نیچا ہے، اس مقام کا نام دھواں دار ہے اوّل تو پانی کا زور پھر اتنی موٹی دھار ہو کر گرنا اور نیچے پتھروں سے ٹکرا ٹکرا کر اوپر اُڑنا ایک عجیب لطف دیتا ہے دور سے اس کے گرنے کی آواز مسموع ہوتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ریل گاڑی نہایت زور سے پل پر جا رہی ہے، پانی جو ٹکرا کر اڑتا ہے بالکل دھواں معلوم ہوتا ہے اسی لئے اس کا نام دھواں دھار رکھا گیا ہے وہاں کے مخلصین نے حضور پر نور سے اس

عجیب مقام کی سیر کی درخواست کی جو بعد اصرار بسیار منظور ہوگئی، دھواں دھار جاتے ہوئے چونسٹھ جوگنی ملی (یہ ایک مندر پہاڑ کی چوٹی پر ہے) جس کی چار دیواری چونسٹھ در کی مشہور ہے مگر درحقیقت چوراسی ہیں۔ ہر در میں ایک بُت پتھر کا ترشا ہوا ہے، حضرت سلطان عالمگیر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتح فرما کر تمام بتوں کو کاٹا ہے کسی کی ناک ندارد ہے کسی کا ہاتھ کسی کا پاؤں کسی کو دو پارہ فرما دیا ہے، یہ مقام جب اس زمانے میں کہ ہر جگہ جانے کے لئے کشادہ سڑکیں تعمیر ہوگئی ہیں، ہنوز دشوار گزار مقام ہے اور سلطان عالمگیر رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں نہ معلوم کس درجہ مہیب ہوگا اور ایک یہ ہی مقام نہیں بلکہ اکثر اس قسم کے تاریخی مقامات دیکھے گئے کہ باوجود اپنے دشوار گزار ہونے کے اگر ان میں کوئی بت بغرض عبادت رکھا گیا ہے تو سلطان عالمگیر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بت شکنی کا اثر ضرور لئے ہوئے ہے۔ اس کی سیر بھی ہوئی، حضور نے حسب عادت کریمہ اصنام کو دیکھ کر اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ ٥ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ پڑھا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث روایت فرمائی کہ سرورِ عالم ﷺ فرماتے ہیں جو کفر کی کوئی بات دیکھے یا سنے اور اس وقت دعا پڑھے، اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بَعَدَدِ الْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكَاتِ دنیا میں جتنے مشرک مرد اور مشرک عورتیں ہیں ان سب کی گنتی کے برابر ثواب پائے، اعلیٰ حضرت قبلہ مدظلہ العالی نے حاضرین آستانہ کو بھی یہ تعلیم فرمائی ہے کہ مندروں کے گھنٹے اور سنکھ کی آواز اور گرجا وغیرہ کی عمارت کو دیکھ کر پڑھتے ہیں۔ جبل پور میں بکثرت کفار ہیں اور بڑے مالدار ہیں قریب زمانہ میں بعض ہنود نے ان شکستہ بتوں کی مرمت کرادی تھی گورنمنٹ کو خبر ہوئی پھر بدستور تڑوا دیئے اور پتھر کندہ کرا کے ایک کتبہ دروازے پر لگا دیا ہے کہ جو کوئی اس یادگار کو بدلے گا یا بگاڑے گا، جیل خانے بھیجا جائے گا اور پانچ ہزار روپیہ جرمانہ ہوگا، الحمد للہ سلطان عالمگیر کا خلوص نیت ہے اَنَارَ اللّٰهُ بُرْهَانَهٗ وَ اَدْخَلَهٗ جِنَانَهٗ۔

غرض وہاں سے فارغ ہو کر دھواں دھار کی سیر کی گئی پھر دوپہر کو آرام فرمانے کے بعد کشتی پر اس درہ کی سیر فرمائی یہ درہ پانی میں سنگِ مرمر کے پہاڑ کاٹ کر پیدا کیا ہے اونچی اونچی چوٹی کی پہاڑیوں کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے، یہ راستہ پانی نے پہاڑوں کو کاٹ کر حاصل کرلیا ہے، دور تک دورویہ سنگِ مرمر کے پہاڑ سربفلک دیواروں کی طرح چلے گئے ہیں کئی میل کے سفر میں صرف ایک

جگہ کنارہ دیکھا جو غالباً ۸ گز چوڑا تھا۔اس ہیبت ناک منظر کا نام برادر مکرم مولانا مولوی حسنین رضا خان صاحب نے فی البدیہہ دہان مرگ رکھا، کشتی نہایت تیز جا رہی تھی، لوگ آپس میں مختلف باتیں کر رہے تھے، اس پر ارشاد فرمایا ان پہاڑوں کو کلمۂ شہادت پڑھ کر گواہ کیوں نہیں کر لیتے (پھر فرمایا) ایک صاحب کا معمول تھا جب مسجد تشریف لاتے تو سات ڈھیلوں کو جو باہر مسجد کے طاق میں رکھے تھے اپنے کلمۂ شہادت کا گواہ کرلیا کرتے اسی طرح جب واپس ہوتے تو گواہ بنا لیتے۔ بعد انتقال ملائکہ ان کو جہنم کی طرف لے چلے، ان ساتوں ڈھیلوں نے سات پہاڑ بن کر جہنم کے ساتوں دروازے بند کر دیئے اور کہا ہم اس کے کلمۂ شہادت کے گواہ ہیں، انہوں نے نجات پائی، تو جب ڈھیلے پہاڑ بن کر حائل ہو گئے تو یہ پہاڑ ہیں حدیث میں ہے، شام کو ایک پہاڑ دوسرے سے پوچھتا ہے کیا تیرے پاس آج کوئی ایسا گذرا جس نے ذکر الٰہی کیا۔ وہ کہتا ہے نہ یہ کہتا ہے میرے پاس تو ایسا شخص گذرا جس نے ذکر الٰہی کیا، وہ سمجھتا ہے۔ کہ آج مجھ پر فضیلت ہے۔

مؤلف: یہ سنتے ہی سب لوگ بآواز بلند کلمہ شہادت پڑھنے لگے، مسلم زبان سے کلمہ شریف کی صدا بلند ہو کر پہاڑوں میں گونج گئی۔

عرض: حضور دونوں خطبوں کے درمیان سنتیں پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: جس وقت امام خطبہ پڑھنے کے لئے چلے اسی وقت سے کوئی نماز جائز نہیں۔ اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ فَلَا صَلٰوۃَ وَلَا کَلَامَ البتہ وہ جو صاحب ترتیب ہے۔ اور اس کی نمازِ فجر نہیں ہوتی وہ خطبے کی حالت میں بھی آپ ہی ادا کرے گا کہ اگر نہیں پڑھتا ہے تو جمعہ بھی جاتا ہے۔ جس کی پانچ نمازوں سے زائد قضا نہ ہوں وہ صاحب ترتیب ہے اسے اگر اپنی قضا نماز یاد ہے اور دوسری نماز کے وقت میں اتنی وسعت ہے کہ قضا پڑھ کر وقتی پڑھے اس پر فرض ہے کہ ایسا ہی کرے ورنہ یہ وقتی نماز بھی باطل ہوگی۔

عرض: اگر وبائی بیماری کی وجہ سے سب ہمسائے مکان چھوڑ کر بھاگ گئے ہوں اور کسی حاملہ عورت کے ایام حمل پورے ہو چکے ہوں تو اس کا شوہر بہ خیال تنہائی دوسری جگہ منتقل کر سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: نیت اگر اس کی یہی ہے کوئی حرج نہیں وبا سے بھاگنے پر ٹھکانا جہنم میں ہے ویسے اپنی

ضرورت کے لئے جانے آنے کی ممانعت نہیں۔

عرض: خاندان قادریہ میں جو شخص بیعت ہو اور مرتکب ہو مزامیر کے ساتھ گانا سننے کا۔

ارشاد: فاسق ہے۔

عرض: حضور اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں کا جانا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: غنیتہ میں ہے یہ نہ پوچھوں کہ عورتوں کا مزارات پہ جانا جائز ہے یا نہیں، بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس نہیں آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں سوائے روضۂ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے اور قرآن عظیم نے اسے مغفرت ذنوب کا تریاق بتایا۔

لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔

اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کے لئے معافی مانگے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے

خود حدیث میں ارشاد ہوا:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وجبت لہ شَفَاعَتِیْ ۔

جو میرے مزار کریم کی زیارت کو حاضر ہو اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

دوسری حدیث میں ہے:

مَنْ حَجَّ ولم یزرنی فَقَدْ جَفَانِی ۔

جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا بیشک اس نے مجھ پر جفا کی۔

ایک تو یہ ادائے واجب دوسرے قبول توبہ تیسرے دولت شفاعت حاصل ہونا چوتھے سرکار کے ساتھ معاذ اللہ جفا سے بچنا یہ عظیم اہم امور ایسے ہیں جنہوں نے سب سرکاری غلاموں اور

سرکاری کنیزوں پر خاک بوسی آستان عرش نشان لازم کردی بخلاف دیگر قبور و مزارات کہ وہاں ایسی تاکیدیں مفقود اور احتمال مفسدہ موجود اگر عزیزوں کی قبریں ہیں۔ بے صبری کرے گی اولیاء کے مزار ہیں تو محتمل کہ بے تمیزی سے بے ادبی کرے یا جہالت سے تعظیم میں افراط جیسا کہ معلوم و مشاہد ہے لہٰذا ان کے لئے طریقہ اسلم احترازی ہے۔

بدر یا در منافع بے شمار راست
اگر خواہی سلامت برکنار است

عرض: کسی مسجد میں مٹی کا تیل جلایا جاتا تھا، اس کا لیمپ اگر فروخت کیا جائے تو اس کی قیمت اس شخص کو جس نے یہ انتظام کیا تھا دی جائے گی یا مسجد کے صرف میں داخل ہوگی اور اس کی قیمت بازار کے نرخ سے لگائی جائے گی یا اصلی۔

ارشاد: اول تو مسجد میں کسی بدبودار تیل کے جلانے کی اجازت نہیں نہ کہ مٹی کا تیل ہاں اگر اس کی بدبو کسی مصالحہ سے دور کردی جائے تو حرج نہیں اور جب تک ثابت و قابل استعمال ہے مسجد کا مال ہے اگر فروخت کی حاجت ہو تو بازار کے نرخ پر فروخت کرنا چاہیے۔

(پھر چند مسائل متعلق احکام مسجد بیان فرمائے)

۱۔ جب مسجد میں قدم رکھو تو پہلے سیدھا پاؤں رکھو اور واپسی پر اس کا عکس۔

۲۔ مسجد میں آتے وقت اعتکاف کی نیت بِسْمِ اللّٰهِ دَخَلْتُ وَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ نَوَيْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِكَافِ کرلو کہ اس عبادت کا بھی ثواب ملے گا اور اس کے لئے روزہ شرط نہیں نہ کسی معین وقت تک بیٹھنا لازم جب تک ٹھہرو گے معتکف رہو گے، جب باہر آئے اعتکاف ختم ہوگیا اور اس کے سبب مسجد میں پانی پینا یا مثلاً پان کھانا بھی جائز ہوگا۔

۳۔ بغیر نیت اعتکاف کسی چیز کے کھانے کی اجازت نہیں بہت مساجد میں دستور ہے کہ ماہ رمضان مبارک میں لوگ نمازیوں کے لئے افطاری بھیجتے ہیں۔ وہ بلا نیت اعتکاف وہیں بے تکلف کھاتے پیتے اور فرش خراب کرتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے۔

۴۔ مسجد کے ایک درجے سے دوسرے درجے کے داخلے کے وقت سیدھا قدم بڑھایا جائے حتیٰ کہ اگر صف بچھی ہو اس پر بھی پہلے سیدھا قدم رکھو اور جب وہاں سے ہٹو تب بھی

سیدھا قدم فرش مسجد پر رکھو یا خطیب جب منبر پر جانے کا ارادہ کرے پہلے سیدھا قدم رکھے اور جب اُترے تو سیدھا قدم اتارے۔

۵۔ وضو کرنے کے بعد اعضائے وضو سے ایک چھینٹ پانی کی فرشِ مسجد پر نہ گرے۔

۶۔ مسجد میں دوڑنا یا زور سے قدم رکھنا جس سے دھمک پیدا ہو منع ہے۔

۷۔ مسجد میں اگر چھینک آئے تو کوشش کرو کہ آہستہ آواز نکلے، اسی طرح کھانسی کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَکْرَہُ الْعَطْسَۃَ الشَّدِیْدَۃَ فِی الْمَسْجِدِ۔ نبی ﷺ مسجد میں زور کی چھینک کو ناپسند فرماتے اسی طرح ڈکار کو ضبط کرنا چاہیے اور نہ ہو تو حتی الامکان آواز دبائی جائے اگرچہ غیر مسجد میں ہو خصوصاً مجلس میں یا کسی معظم کے سامنے کہ بے تہذیبی ہے حدیث میں ہے: ایک شخص نے دربار اقدس میں ڈکار لی فرمایا کُفَّ عَنَّا جُشَاءَکَ فَاِنَّ اَطْوَلَ النَّاسِ جُوْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَطْوَلُھُمْ شِبَعًا فِی الدُّنْیَا۔ ہم سے اپنی ڈکار دور رکھ کہ دنیا میں جو زیادہ مدت تک پیٹ بھرتے تھے وہ قیامت کے دن زیادہ مدت تک بھوکے رہیں گے۔ اور جماہی میں آواز نکلنا تو کہیں نہ چاہئے اگرچہ غیر مسجد میں تنہا ہو کہ وہ شیطان کا قہقہہ ہے جماہی جب آئے حتی الامکان منہ بند رکھو منہ کھولنے سے شیطان منہ میں تھوک دیتا ہے یوں نہ رکے تو اوپر کے دانتوں سے نیچے کا ہونٹ دبا لو اور یوں بھی نہ رکے تو حتی اَلامکان کم کھولو اور الٹا ہاتھ الٹی طرف سے منہ پر رکھ لو یونہی نماز میں بھی، مگر حالت قیام میں سیدھا ہاتھ الٹی طرف سے رکھو کہ الٹا ہاتھ رکھنے میں دونوں ہاتھ اپنی مسنون جگہ سے بدلیں گے اور سیدھا رکھنے میں صرف یہ ہے بضرورت بدلا الٹا اپنی محل سنت پر ثابت رہا، جماہی روکنے کا ایک مجرب طریقہ یہ ہے کہ جب جماہی آنے کو ہو فوراً تصور کرے کہ حضرات انبیاء الصلاۃ والسلام کو کبھی نہ آئی کہ یہ مثل احتلام شیطان کی طرف سے ہے اور وہ دخل شیطان سے معصوم، چھینک اچھی چیز ہے اسے بدشگونی جاننا مشرکین ہند کا ناپاک عقیدہ ہے حدیث میں تو یہ ارشاد فرمایا اَلْعَطْسَۃُ عِنْدَ الْحَدِیْثِ شَاھِدُ عَدْلٍ بات کے وقت چھینک عادل گواہ ہے یعنی جو کچھ بیان کیا جاتا ہو، جس کا صدق و کذب معلوم نہیں اور اس وقت کسی کو

چھینک آئے تو وہ اس بات کے صدق پر دلیل ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ دعا کے وقت چھینک ہونا دلیل قبول ہے لہٰذا چھینک پر حمد الٰہی بجالانا مسنون ہوا بہت لوگ صرف الحمد اللہ کہتے ہیں۔ پورا کلمہ کہنا چاہئے، الحمد اللہ رب العالمین حدیث میں جو چھینک پر الحمد اللہ کہے فرشتہ کہتا ہے رب العالمین یعنی اس کلمہ کو پورا کر دیتا ہے اور جو کہتا ہے الحمد اللہ رب العالمین فرشتہ کہتا ہے یرحمک اللہ، اللہ تجھ پر رحم کرے تو کتنی بڑی دولت ہے کہ معصوم فرشتے کی زبان سے دعائے رحمت ہو ملائکہ کے لئے ہے آدمی پر واجب ہے کہ جب چھینکنے والا مسلمان حمد الٰہی بجالائے اگرچہ صرف الحمد اللہ یہ یرحمک اللہ کہے پھر اسے مستحب کہ اس سے کہے یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ ۔ اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے اور چھینک پر افضل واکمل صیغہ حمد کا یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ مَا کَانَ مِنْ حَالٍ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اَھْلِ بَیْتِہٖ۔

اسے امام شمس الدین سخاوی نے القول البدیع فی الصلاۃ علی النبی الشفیع میں ذکر کیا یہاں ایک حدیث زبان زد ہے مَوْطِنَانِ لَا اُذْکَرُ فِیْھِمَا الْعَطْسَۃُ وَ الذَّبْحُ دو جگہ میرا ذکر نہ کیا جائے یعنی چھینک اور ذبح۔ اجلہ علماء نے اس پر اعتماد کر کے ان دونوں مقاموں کو ذکر اقدس حضور سید عالم ﷺ سے مستثنےٰ فرما دیا، مگر تحقیق یہ ہے کہ وہ حدیث ثابت نہیں۔ چھینک کے وقت ذکر شریف کا صیغہ یہ ہے اور ذبح میں بھی معاذ اللہ بطور شرکت نام لینا جائز نہیں، بطور برکت اس میں اصلا مضائقہ نہیں مثلاً بسم اللہ اللہ اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد و الہ بلکہ فتاویٰ امام اجل قاضی خاں میں اس کا جواز بھی مصرح کہ بسم اللہ اللہ اکبر محمد رسول اللہ (ﷺ) خود حضور اقدس ﷺ نے ایک دنبے کی ذبح میں فرمایا بسم اللہ اللہ اکبر اللھم عن محمد و اھل بیتہ دوسرے کی ذبح میں فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ عَمَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ. یہ اس کی طرف سے جس نے میری امت سے قربانی نہ کی، مسلمانوں اپنے نبی رؤف و رحیم ﷺ کی رحمت دیکھو، حدیث میں ارشاد ہے اِسْتَفْرِھُوْا ضَحَایَاکُمْ فَاِنَّھَا مَطَایَاکُمْ عَلَی الصِّرَاطِ فربہ و تروتازہ قربانیاں کرو

کہ وہ پُل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی، حضور سرور عالم ﷺ کو معلوم تھا کہ میری امت میں کروڑوں وہ ہوں گے جو قربانی سے عاجز ہوں گے یا ان پر واجب نہ ہونے کے سبب قربانی نہ کریں گے حضور نے نہ چاہا کہ وہ صراط پر بے سواری کے رہ جائیں گے ان کی طرف سے خود قربانی فرمادی کہ اگر وہ اپنی جان بھی قربان کرتے تو ان کے دست مبارک کی فضیلت کو نہ پہنچے ﷺ وصحبہ وبارک وسلم۔

کمر بستن بکار امت خود نگیں باید
نجیب درنام او نجیدن ہم مقتدو را

میں بچپن سے روز عید ایک اعلیٰ درجے کا بیش قیمت مینڈھا اپنے سرکار عالم مدار ﷺ کی طرف سے کیا کرتا ہوں اور روز وصال حضرت والد ماجد قدس سرہٗ سے ایک مینڈھا ان کی طرف سے اور اب اس سے کریمہ کے اچھا ہے یہ نیت کرلی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تابقائے زندگی اپنے ان اہلسنت بھائیوں کی طرف سے کیا کروں گا، جنہوں نے قربانی نہ کی خواہ گذر گئے ہوں یا موجود ہوں یا آئندہ آئیں ہاں کلام کا سلسلہ کہاں پہنچا وہ جو میں نے کہا تھا کہ کوئی مسلمان چھینک کر حمد الٰہی بجالائے تو ہر سننے والا یرحمک اللہ کہے اس قید کا فائدہ یہ تھا کہ اگر وہابی یا رافضی یا دیوبندی یا نیچری یا قادیانی یا صوفی بننے والا الغرض کوئی کلمہ گو مرتد چھینک کر لاکھ بار الحمد للہ کہے اسے یرحمک اللہ کہنا جائز نہیں، ایک فائدہ یہ بھی یاد رکھنے کا ہے کہ حدیث میں ہے مَنْ سَبَقَ الْعَاطِسَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ اٰمِنَ الشَّوْصِ وَاللَّوْصِ وَالْعِلَّوْصِ جو چھینکے سے پہلے حمد الٰہی بجالائے وہ کان اور دانت اور پیٹ کے درد سے محفوظ رہے گا، غرض چھینک محبوب چیز ہے مگر وہ کہ نماز میں آئے حدیث میں اسے بھی شیطان کی طرف سے شمار فرمایا ہے، یہ سارا بیان اتفاقی چھینک کی نسبت ہے زکام کی چھینکیں کوئی چیز نہیں مگر آواز پست کرنا ان میں بھی تہذیب ہے اور مسجد میں اس کی زیادہ تاکید ہے۔

سمعنوا کا صیغہ بھی حدیث میں آیا ہے ۱۲ مصحح

۸۔ مسجد میں دنیا کی کوئی بات نہ کی جائے ہاں اگر کوئی دینی بات کسی سے کہنا ہو۔ تو قریب جا کر آہستہ سے کہنا چاہئے نہ یہ کہ ایک صاحب مسجد میں کھڑے ہوئے راہگیر سے جو سڑک پر کھڑا ہوا ہے چلا کر باتیں کر رہے ہیں یا کوئی باہر سے پکار رہا ہے اور یہ اس کا جواب بلند آواز سے دے رہے ہیں۔

۹۔ تمسخر ویسے ہی ممنوع ہے اور مسجد میں سخت ناجائز یا ہنسنا منع ہے قبر میں تاریکی لاتا ہے، موقع سے تبسم میں حرج نہیں۔

۱۰۔ فرش مسجد پر کوئی شے پھینکی نہ جائے بلکہ آہستہ سے رکھ دی جائے موسم گرما میں لوگ پنکھا جھلتے جھلتے پھینک دیتے ہیں یا لکڑی چھتری وغیرہ رکھتے وقت دور سے چھوڑ دیا کرتے ہیں اس کی ممانعت ہے فرش مسجد کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔

۱۱۔ مسجد میں حدث منع ہے ضرورت ہو تو باہر چلا جائے لہٰذا معتکف کو چاہئے کہ ایام اعتکاف میں تھوڑا کھائے پیٹ ہلکا رکھے کہ قضائے حاجت کے وقت کے سوا کسی وقت اخراج ریح کی حاجت نہ ہو وہ اس کے لئے باہر نہ جا سکے گا۔

۱۲۔ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا تو ہر جگہ منع ہے مسجد میں کسی طرف نہ پھیلائے، کہ خلاف آداب دربار ہے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہٗ مسجد میں تنہا بیٹھے تھے۔ پاؤں پھیلا لیا گوشہ مسجد سے ہاتف نے آواز دی ابراہیم بادشاہوں کے حضور میں یونہی بیٹھتے ہیں معا پاؤں سمیٹے اور ایسے سمیٹے کہ وقت انتقال ہی پھیلے۔

۱۳۔ استعمالی جوتا اگر پاس ہو مسجد میں پہن کر جانا گستاخی و بے ادبی ہے، ادب و توہین کا راز عرف و عادت پر ہے ہاں بالکل نیا جوتا پہن سکتا ہے اور اسے پہن کر نماز پڑھنا افضل ہے، جب کہ پنجہ اتنا سخت نہ ہو کہ سجدے میں انگلیوں کا پیٹ زمین پر نہ بچھنے دے، بحرالرائق میں ہے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم جوتے کے دو جوڑے رکھتے استعمالی پہن کر دروازہ مسجد تک جاتے دوسرا غیر استعمالی پہن کر مسجد میں قدم رکھتے۔

۱۴۔ مسجد میں یہاں کے کسی کافر کو آنے دینا سخت ناجائز اور مسجد کی بے حرمتی ہے۔ فقہ میں جواز ہے تو ذمی کے لئے اور یہاں کے کافر ذمی نہیں۔ کیسا شدید ظلم ہے۔ وہ تم کو بھنگی کی

طرح سمجھیں جس چیز کو تمہارا ہاتھ لگ جائے اسے ناپاک جانیں، سودا دیں تو دور سے ڈال دیں پیسے لیں تو الگ رکھوالیں، حالانکہ ان کی نجاست پر قرآن کریم شاہد ہے تم ان نجسوں کو مسجد میں آنے کی اجازت نہ دو کہ اپنے ناپاک پاؤں تمہاری ماتھا رکھنے کی جگہ رکھیں گے اپنے گندے بدنوں سے تمہارے رب کے دربار میں آئیں۔ اللہ ہدایت فرمائے۔

❀......❀......❀

نعت

اے شافعِ اُمم شہِ ذی جاہ لے خبر
لِلّٰہ لے خبر مری لِلّٰہ لے خبر

دریا کا جوش، ناؤ نہ بیڑا نہ ناخدا
مَیں ڈوبا تو کہاں ہے مرے شاہ لے خبر

منزل کڑی ہے رات، اندھیری میں نابلد
اے خضر لے خبر، مری اے ماہ لے خبر

پہنچے پہنچنے والے منزل مگر شہا
ان کی جو تھک کے بیٹھے سرِ راہ لے خبر

جنگل درندوں کا ہے میں بے یار شب قریب
گھیرے ہیں چار سمت سے بدخواہ لے خبر

منزل نئی عزیز جدا لوگ ناشناس
ٹوٹا ہے کوہِ غم ہیں پر کاہ لے خبر

مجرم کو بارگاہِ عدالت میں لائے ہیں
تکتا ہے بے کسی میں تیری راہ لے خبر

اہلِ عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے
میرا ہے کون تیرے سوا آہ لے خبر

وہ سختیاں سوال کی وہ صورتیں مہیب
اے غمزدوں کے حال سے آگاہ لے خبر

پُر راہ برہنہ پا تشنہ آب دُور
مولیٰ پڑی ہے آفتِ جانکاہ لے خبر

باہر زبانیں پیاس سے ہیں آفتاب گرم
کوثر کے شاہ کثّرہ اللہ لے خبر

مانا کہ سخت مجرم وہ ناکارہ ہے رضا
تیرا ہی تو ہے بندۂ درگاہ لے خبر

(اعلیٰ حضرت بریلویؒ)

ملفوظات

نعت

ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماوا ہے ہمارا
خاکی تو وہ آدم جدِ اعلیٰ ہے ہمارا
اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں
یہ خاک تو سرکار سے تمغا ہے ہمارا
جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سیدِ عالم
اس خاک پہ قربان دلِ شیدا ہے ہمارا
خم ہوگئی پشتِ فلک اس طعنِ زمیں سے
سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا
اُس نے لقب خاک[1] شہنشاہ سے پایا!
جو حیدر کرار کہ مولےٰ ہے ہمارا
اے مدعیو خاک کو تم خاک نہ سمجھے
اس خاک میں مدفون شہِ بطحا ہے ہمارا
ہے خاک سے تعمیرِ مزارِ شہِ کونین
معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا
ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

(اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلویؒ)

---

[1] ابوتراب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

بعد عصر کسی صاحب نے ایک مریض کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا بے حد بخار ہے۔ اس پر ارشاد فرمایا۔ بے حد بخار کے تو یہ معنی ہیں کہ اس کی انتہا ہی نہیں۔ کبھی اُترے گا نہیں، کوستے تو آپ خود ہیں (پھر فرمایا) سورۂ مجادلہ جو اٹھائیسویں پارہ کی پہلی سورت ہے۔ بعد عصر تین مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کرکے پلایئے۔

عرض: عمامہ کے دونوں سرے کامدار ہوں تو کیا حکم ہے؟

ارشاد: اس میں راجح یہ ہے کہ اگر چار انگل سے زائد ہے تو ممنوع ہے۔

عرض: حضور تانبے یا لوہے کی انگوٹھی کا کیا حکم ہے؟

ارشاد: مرد عورت دونوں کے لئے مکروہ ہے۔

عرض: اس کی کیا وجہ ہے کہ چاندی کی انگوٹھی جائز رکھی جائے۔ جو اس سے بیش بہا ہے اور تانبے وغیرہ کی مکروہ۔

ارشاد: چاندی کی انگوٹھی تذکیر آخرت کے لئے جائز رکھی گئی ہے کہ سونا چاندی جنتیوں کا زیور ہے، تانبے وغیرہ کا وہاں کیا کام (پھر فرمایا) ایک صاحب خدمت اقدس ﷺ میں حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی، ارشاد فرمایا:

ف: دفع بخار کا عمل   ف: ساڑھے چار ماشے سے کم چاندی کی انگوٹھی مرد کو جائز ہے۔

مَالِیْ اَرٰی فِیْ یَدِکَ حِلْیَةَ الْاَصْنَامِ۔

کیا ہوا کہ تمہارے ہی ہاتھ میں بتوں کا زیور دیکھتا ہوں۔ انھوں نے اتار کر پھینک دی۔

دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے، ارشاد فرمایا مَالِیْ اَرٰی فِیْ یَدِکَ حِلْیَةَ اَهْلِ النَّارِ کیا ہوا کہ تمہارے ہاتھ میں دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں۔ انہوں نے اتار کر پھینک دی اور عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) کس چیز کی انگوٹھی بناؤں، ارشاد فرمایا اِتَّخِذْهُ مِنَ الْوَرِقِ وَ لَا تُتِمَّهٗ مِثْقَالًا چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال (یعنی ساڑھے چار ماشہ) پوری نہ کرو۔

عرض: ٹوپی یا کپڑے وغیرہ میں[ف] سچا کام ہو تو کیا حکم ہے۔

ارشاد: اگر چار انگل تک ہے تو حرج نہیں اور اگر چند بوٹیاں اور ہر ایک چار انگل سے زیادہ نہیں اور دور سے دیکھنے میں فصل معلوم ہوتا ہو جب بھی کوئی حرج نہیں اگرچہ جمع کرنے سے چار انگل سے زیادہ ہو جائیں ہاں اگر بوٹی چار انگل سے زیادہ ہے۔ یا مغرق ہے کہ دور سے فصل نہ معلوم ہوتا ہو تو ناجائز۔

عرض: انگوٹھی کون سی انگلی میں پہننا چاہیے۔

ارشاد: بائیں ہاتھ میں بھی آیا ہے اور داہنے میں بھی لیکن بہتر یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کا بنصر (وہ انگلی جو چھنگیا کے پاس ہے) میں پہنے۔

عرض: اپنا نام انگوٹھی میں کندہ ہو تو بیت الخلاء میں جا سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: نام اگر زیادہ معظم نہ ہو جب بھی حرفوں کی تعظیم تو چاہئے اور اگر متبرک نام ہو تو پہن کر جانا ناجائز ہے ہاں جیب میں رکھ لے تو حرج نہیں۔

عرض: نگینہ پر کلمہ طیبہ کندہ کیسا ہے۔

ارشاد: تبرکا جائز ہے اور مہر کی حیثیت سے حرام۔

عرض: اللہ صاحب کہنا کیسا ہے۔

ف: سچا کام چار انگل ہو یا متفرق ہو کہ دور سے دیکھنے سے ایک سا معلوم نہ ہو تو اگرچہ چار انگل سے زائد ہو جائز ہے۔

ارشاد: جائز ہے حدیث میں ہے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَ الْخَلِیْفَةُ فِی الْمَالِ وَ الْاَھْلِ وَالْوَلَدِ اور سرکار رسالت ﷺ کے لئے تو قرآن عظیم میں صاحب فرمایا گیا ہے مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَ مَاغَوٰی ہ وَمَاصَاحِبُکُمْ بِمَجْنُوْنٍ لیکن اللہ صاحب کہنا اسماعیل دہلوی کا محاورہ ہے اور حضور اقدس ﷺ یقیناً ہمارے صاحب ہیں مگر نام پاک کے ساتھ صاحب کہنا آریہ و پادریوں کا محاورہ ہے اس لئے نہ چاہئے (پھر فرمایا) آریہ، پادری، وہابیہ سب ایک سے ہیں۔

ف: مخمل کا مرد کے لئے حکم

عرض: مخمل مردوں کے لئے جائز ہے یا نہیں

ارشاد: اگر اس پر ریشم کا رواں بچھا ہوا ہے تو ناجائز ہے ورنہ نہیں۔

عرض: حضور ریشم کا بھی یہی حکم ہے کہ چار انگل سے زیادہ ناجائز۔

ارشاد: ہاں اگر تبع مستقل ہو تو چار انگل تک جائز ہے، مثلاً ٹوپی کی گوٹ جائز ہے لیکن رامپور جیسی ٹوپی کہ بعض چار انگل کی بھی نہیں ہوتی اگر ریشم کی ہو تو ناجائز ہے کہ وہ خود مستقل ہیں تبع مستقل نہیں ایسے ہی تعویذ کہ بعض ایک انگل کے بھی نہیں ہوتے ہیں، لیکن چونکہ مستقل ہیں اس لئے اگر ریشم کے ہوں تو ناجائز۔

ف: تانبے پیتل کے تعویذ کا حکم۔

عرض: تانبے پیتل کے تعویذوں کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: مرد عورت دونوں کو مکروہ اور سونے چاندی کے مرد کو حرام عورت کو جائز۔

ف: سونے چاندی کی گھڑی کا حکم یونہی عورت کے لئے آرسی میں منہ دیکھنے کا

عرض: چاندی اور سونے کی گھڑی رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: رکھ سکتا ہے البتہ اس میں وقت نہیں دیکھ سکتا کہ حرام ہے۔ اسی طرح آرسی پہنے میں عورت کے لئے کوئی حرج نہیں اور اس میں منہ دیکھنا حرام (پھر فرمایا) چاندی سونا صرف پہننا عورت کے لئے حلال ہے، باقی طریق استعمال اس کے لئے بھی حرام ہیں ہاں کھانا دونوں کے لئے جائز

ف: ریشم بھی چار انگل ہو اور تابع ہو تو جائز ہے

ہے، ورق چاندی سونے کے کھائیں یا ریزہ کر کے کشتہ بنا کر۔

عرض: جو درخت نجس پانی سے سینچا گیا ہو اس کے پھل کھانا جائز ہے؟

ارشاد: جائز ہے۔

عرض: جس گائے کو غصب یا سرقہ وغیرہ کا بھوسہ دیا جائے اس کا دودھ پینا کیسا ہے۔

ارشاد: دودھ حرام نہ ہوگا۔ ہاں تورع ایک بڑی چیز ہے ایک بی بی امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائیں اور فرمایا میں اپنی چھت پر سیتی ہوں روشنی اتنی نہیں کہ سوئی میں سے اگر ڈور نکل جائے تو ڈال سکوں، بادشاہ کی سواری نکلتی ہے اس کی روشنی میں ڈورا ڈال سکتی ہوں یا نہیں کہ وہ روشنی ظالم کی ہے، اس کے روپے حلال وحرام سب ہے آپ نے ان سے دریافت فرمایا تم کون ہو، میں بہن ہوں بشر حافی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی امام نے فرمایا ورع تمہارے گھر سے پیدا ہوا تمہارے لئے اس روشنی میں ڈورا ڈالنا جائز نہیں (پھر فرمایا) ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تجارت کرتے تھے ہزاروں روپے لوگوں پر قرض تھے تقاضے کے واسطے دوپہر کو تشریف لے جایا کرتے اور مقروض کی دیوار کے سائے میں علیٰحدہ کھڑے ہوتے کہ یہ قرض سے نفع حاصل کرنے میں داخل نہ ہو جائے ایک شخص پر حضور کے دس ہزار آتے تھے وعدہ گذرے مدت ہو چکی تھی، ایک مرتبہ آپ تشریف لئے جاتے تھے سامنے سے وہ آتا تھا۔ آپ کو دیکھ کر ڈر کے مارے ایک گلی میں ہو گیا۔ قسمت کی بات کہ وہ گلی دوسری طرف سے سربستہ تھی امام وہیں تشریف لے گئے فرمایا کیوں تم ادھر کیسے آ گئے، سبب بتایا کہ میں حضور کا مقروض ہوں وعدہ گذر گیا میں ڈرا کہ حضور تقاضا فرمائیں گے اور میرے پاس اس وقت موجود نہیں اس لئے میں اس طرف آ گیا، فرمایا دس ہزار بھی ایسی چیز ہیں کہ کسی مسلمان کا قلب پریشان کیا جائے میں نے معاف کئے۔

عرض: حضور بزرگان دین کے اعراس میں مزامیر ہوتے ہیں جب تک مزامیر ہوں اس وقت تک نہ جائے اور مزامیر کے بعد قل میں شریک ہونے کے واسطے جا سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: جا سکتا ہے، امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جب بلوائیوں نے بلوہ کیا تمام مدینہ منورہ میں ان کا شور تھا امیر المومنین کے مکان کو گھیرے ہوئے تھے نماز بھی وہی پڑھاتے تھے سوال ہوا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے یا نہیں، ارشاد فرمایا لوگ جب برائی کریں تو

ان سے علیحدہ ہو اور جب بھلائی کریں۔ تو ان کے شریک ہو۔

عرض: حضور اگر صاحب سجادہ بد مذہب ہو۔

ارشاد: اگر آپ صاحب سجادہ کے پاس جانا چاہتے ہیں تو نہ جایئے اور صاحب مزار کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں تو جایئے۔

عرض: حضور بعض احادیث میں یہ واقعہ آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوا کہ جاؤ ہمارا ایک بندہ فلاں پہاڑ پر ہے اس سے علم حاصل کرو یہ واقعہ توریت مقدس میں سے پہلے کا ہے یا بعد کا۔

ارشاد: توریت مقدس سے بہت بیشتر کا واقعہ ہے۔

عرض: اگر اس کو توریت مقدس سے بعد کا مانا جائے تو یہ اعتراض لازم آئے گا کہ توریت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ تَمَامًا عَلَی الَّذِیْٓ اَحْسَنَ وَ تَفْصِیْلًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّ هُدًی وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ٥

جب توریت تفصیل کل شے ہے تو دوسرے سے علم حاصل کرنے کی کیا ضرورت۔

ارشاد: کوئی اعتراض نہیں توریت کا تفصیل کل شی ہونا فرمایا ہے اس تفصیل کا باقی رہنا کہیں نہیں فرمایا، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب توریت لے کر آئے یہاں دیکھا کہ لوگ گوسالہ کے آگے سجدہ کرتے اور اس کی پرستش کرتے ہیں۔ آپ کی شان جلال کی یہ حالت تھی کہ جس وقت جلال طاری ہوتا۔ آدھ گز آگ کا شعلہ کلاہ مبارک سے اوپر کو اٹھتا جلال میں آ کر الواح توریت پھینک دیں، وہ ٹوٹ گئیں، امام مجاہد تلمیذ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ تفصیل کل شی اڑ گئی صرف احکام باقی رہ گئے۔

ـ میرے خیال میں بیشتر کی جگہ بعد ہونا چاہئے جیسا کہ صحیح بخاری شریف کی حدیث انکم علی علمکم اللہ لا اعلمه سے اس کی طرف اشارہ ہے نیز قام موسیٰ خطیبا فی بنی اسرائیل بھی اسی کو چاہتا ہے۔۱۲

ف: اس کی تحقیق کہ توریت تفصیل کل شے نہ ہے۔

عرض: حضور[1] الواح توریت تو کلام خدا ہے ان کے ساتھ حضرت موسیٰ نے یہ برتاؤ کس طرح کیا؟

ارشاد: حضرت[2] ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں اور آپ کے بڑے بھائی اور نبی[3] کی تعظیم فرض ہے ان کے ساتھ تو آپ نے جلال کے وقت یہ کیا اَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ یَجُرُّهٗ اِلَیْهِ اُن کا سر اور ڈاڑھی پکڑ کر کھینچنے لگے جانے دیجئے، یہ تو آپ کے بڑے بھائی تھے، شب معراج میں حضور اقدس ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ کوئی شخص رب عزوجل کے حضور بلند آواز سے کلام کر رہا ہے، ارشاد فرمایا اے جبریل یہ کون شخص ہیں۔ عرض کی موسیٰ ہیں۔ فرمایا کیا اپنے رب پر تیزی کرتے ہیں۔ عرض کیا قَدْ عَرَفَ رَبُّهٗ حِدَّتَهٗ ان کا رب جانتا ہے کہ ان کا مزاج تیز ہے، خیر ان کو بھی جانے دیجئے وہ جو رب عزوجل سے عرض کی ہے۔ اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ یہ سب تیرے ہی فتنے ہیں۔ یہاں کیا کہئے گا ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو الفاظ شان جلال میں ارشاد کر گئی ہیں۔ دوسرا کہے تو گردن ماری جائے اندھوں نے صرف شانِ عبدیت دیکھی شانِ محبوبیت سے آنکھیں پھوٹ گئیں۔

عرض: حضور[1] یہ امام مجاہد کا قول ہے اور وہ بھی خبر احاد ہے۔

ارشاد: تو اس سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ ان کا قول نہ مانا جائے، قرآن ایک حرف نہیں چل سکتا تاوقتیکہ احادیث اور ائمہ کا قول نہ مانا جائے۔

عرض: ائمہ سے مراد ائمہ تفسیر ہے۔

ارشاد: ہاں۔

عرض: بہت مقامات پر ائمہ تفسیر کا قول نہیں مانا جاتا ہے، مثلاً قاضی بیضاوی نے یا ائمہ مثلاً خازن وغیرہ نے تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ کو مخصص بتایا ہے۔

ارشاد: قاضی بیضاوی یا خازن وغیرہ ائمہ تفسیر نہیں کسی فن کا امام ہونا اور بات ہے اور اس فن میں

ف[1]: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب الواح توریت پھینکیں اور توریت کلام اللہ ہے یہ کیونکر جائز تھا۔ اس کا جواب، ف: حضرت ہارون بڑے بھائی تھے ف نبی کی تعظیم فرض ہے ف: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شدت جلال کے چند واقعات۔

[1]: اس شبہ کا جواب کہ توریت کو قرآن عظیم نے تفصیل کل شے فرمایا اور مجاہد کا قول اور وہ بھی خبر احاد قرآن عظیم کے مقابل کیوں کر معتبر ہوگا۔

کتاب لکھ دینا اور بات، ائمہ تفسیر صحابہ ہیں اور تابعین عظام، تابعین میں بھی عظام کی تخصیص ہے (پھر اصل جواب کی طرف توجہ فرمائی۔ اور فرمایا) قرآن عظیم میں یہ فرمایا ہے کہ توریت میں ہم نے تفصیل کل شئی کی تھی۔ یہ نہیں فرمایا کہ وہ تفصیل ہمیشہ باقی رکھی جائے گی تو اب اس کا تفصیل کل شے ہونا تو قطعی مگر اس کا تفصیل کل شئ رہنا یہ ظنی اور خبر احاد بھی مفید ظن اور ظن ظن کا مقابل ہو سکتا ہے جب خبر احاد سے ثابت ہو گیا کہ توریت میں تفصیل کل شئ نہ رہی تو مان لیا گیا۔

عرض: حضور اسی طرح قرآن کو فرمایا گیا ہے تبیانا لکل شی یہ نہیں فرمایا گیا کہ تِبیَانا لِکُلِّ شَئیٍ باقی رہے گا تو علم ماکان و مایکون کس طرح ثابت ہوگا۔

ارشاد: بلاشبہ اگر اس کے خلاف کسی حدیث میں آیا ہو کہ تبیاناً لِکُلِّ شی باقی نہ رہا تو مان لیا جائے گا، لیکن خلاف آنا تو درکنار احادیث صحیحہ میں اس کی تائید ہی آتی ہے۔ البتہ[1] مطلقاً علم غیب دینے کا، منکر کافر ہے کہ وہ سرے ہی سے نبوت کا منکر ہے، نبوت کہتے ہی علم غیب دینے کو امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں فرماتے ہیں: اَلنُّبُوَّۃُ ھِیَ الْاِطِّلَاعُ عَلَی الْغَیْبِ امام ابن حجر مکی مدخل میں اور امام قسطلانی مواہب الدنیہ میں فرماتے ہیں۔ اَلنُّبُوَّۃُ مَاخُوْذَۃٌ مِنَ النَّبَاءِ بِمَعْنَی الْخَبَرِ اَیْ اَطْلَعَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی الْغَیْبِ نبوت غیب پر مطلع ہونے کا نام ہے۔

عرض: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہم غیب کی تعریف کرتے ہیں وہ علم جو بلا واسطہ ہو اور اس معنی سے علم غیب کا مطلقاً منکر ہو تو اس پر کیا حکم ہے۔

ارشاد: علم[2] بلا واسطہ کے ساتھ غیب کو خاص کرنا قرآن کے خلاف ہے۔ قرآن فرماتا ہے:

وَمَا ھُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ۝

کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلا واسطہ کے بتانے پر بخیل نہیں ہیں۔

یہ کفر ہو جائے گا جو شخص ذرہ برابر غیر خدا کے لئے علم بلا واسطہ مانے کافر ہے اگر کوئی انسان کے معنی پاگل کے گھڑ لے تو وہ خود پاگل ہے اللہ فرماتا ہے:

1۔ علم غیب کی جلیل بحث،

2۔ علم بلا واسطہ ہی کو غیب کہنا خلاف قرآن ہے۔

عٰلِمُ الغیبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا. اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔

کیا بلا واسطہ اپنے رسولوں کو علم دیتا ہے۔

عرض: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔

قرآن شریف کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا۔

جب اس کے الفاظ محفوظ ہوئے تو معانی کی حفاظت ضرور کہ معانی الفاظ سے منفک نہیں ہو سکتے اور معانی قرآن عظیم کی صفت تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ہے تو قرآن عظیم ہی سے تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ کا دوام ثابت ہو گیا۔

ارشاد: قرآن عظیم کے الفاظ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا اگر چہ معانی ان الفاظ کے ساتھ ہیں لیکن ان معانی کا علم ہونا کیا ضرور نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہوہوتا ہے ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بیانه' اور ممکن یہ ہے کہ بعض آیات کا نسیان ہوا ہو اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ ۔

عرض: ماشاء اللّٰه تو ما کَانَ و مَا یَکُوْن میں ہے اور اللہ فرماتا ہے:

سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰیo اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ ۔

ہم تم کو پڑھاویں گے پھر تم نہ بھولو گے مگر جو اللہ چاہے۔

اس سے لازم آتا ہے کہ مَاشَاءَ اللّٰه کا علم حضور کو نہ رہا حالانکہ وہ مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْنَ میں سے ہے۔

ارشاد: مَاشَاءَ اللّٰه کس کی نسبت فرمایا گیا ہے۔ آیاتِ الٰہی کی نسبت کلام ہے اور آیاتِ الٰہی صفت الٰہی ہے اور وہ قدیم ہے مَاکَان و مایکون میں داخل نہیں مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْنُ تو ان حوادث کا نام ہے جو اوّل روز سے آخر، روز تک ہوئے اور ہوں گے۔

عرض: سمدھن کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔

ارشاد: ہاں۔

عرض: خورجی جو گھوڑے کی زین میں لٹکی رہتی ہے اس میں قرآن شریف رکھا ہو ایسی حالت میں سوار ہو سکتا ہے۔

ارشاد: اگر گلے میں نہیں لٹکا سکتا ہے اور خورجی میں رکھنے مجبور محض ہیں تو جائز ہے۔

عرض: بعد طلوع فجر کے سنت الفجر میں تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کی نیت جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: نہیں کہ بعد طلوع فجر سوائے سنت فجر کے اور کوئی نفل پڑھنا ناجائز ہے ہاں بغیر نیت کے تحیۃ الوضو تحیۃ المسجد سنت فجر ہی سے ادا ہو جائیں گی۔

جس کے بچے نہ جیتے ہوں وہ کیا کرے۔

عرض: حضور ۱۳ سال میں میری اہلیہ کے چار لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئے۔ جن میں سے پانچ اولادیں انتقال کر گئیں کسی کی عمر ۳ سال کسی کی دو سال کسی ایک سال ہوئی اور سب کو ایک ہی بیماری لاحق ہوئی۔ یعنی پسلی اور ام الصبیان فی الحال صرف ایک لڑکی تین سالہ حیات ہے، حضور دعا فرمائیں اور ان امراض کے واسطے کوئی عمل جو مناسب ہو ارشاد فرمائیں۔

ارشاد: مولا تعالیٰ اپنی رحمت فرمائے۔ اب جو حمل ہو اُسے دو مہینے نہ گذرنے پائیں کہ یہاں اطلاع دیجئے اور زوجہ اور ان کی والدہ کا نام بھی معلوم ہونا چاہئے۔ اس وقت سے انشاء اللہ تعالیٰ بندوبست کیا جائے اپنے گھر میں پابندی نماز کی تاکید شدید رکھئے اور پانچوں نمازوں کے بعد آیت الکرسی ایک ایک بار ضرور پڑھا کریں اور ایک ایک بار صبح سورج نکلنے سے پہلے اور شام کو سورج ڈوبنے سے پہلے اور سوتے وقت جن دنوں میں عورتوں کو نماز کا حکم نہیں ان میں بھی ان تین وقت کی آیۃ الکرسی نہ چھوٹے مگر ان دنوں میں آیت قرآن مجید کی نیت سے نہ پڑھیں بلکہ اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں۔ اور جن دنوں میں نماز حکم ہے ان میں اس کا بھی التزام رکھیں کہ تینوں قل ۳۔۳ بار صبح و شام اور سوتے وقت پڑھیں، صبح سے مراد یہ ہے کہ آدھی رات ڈھلنے سے سورج نکلنے تک اور شام سے مراد یہ ہے کہ دوپہر ڈھلنے سے غروب آفتاب تک اور سوتے وقت اس طور پڑھیں کہ چت لیٹ کر دونوں ہاتھ دعا کی طرح پھیلا کر ایک ایک بار تینوں قل پڑھ کر ہتھیلیوں پر دم کر کے سارا منہ اور سینے اور پیٹ اور پاؤں آگے اور پیچھے جہاں تک ہاتھ پہنچ سکے سارے بدن پر ہاتھ پھیریں۔ دوبارہ ایسے ہی سہ بارہ ایسے ہی اور جن دنوں میں عورتوں کو نماز کا حکم نہیں ان میں آپ اسی طرح پڑھ کر تین بار ان کے بدن پر ہاتھ پھیر دیا کیجئے بڑا چراغ یہاں ایک صاحب بناتے ہیں وہ بنوا لیجئے اور ایام حمل میں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد جس ترکیب سے بتایا جائے اسے روشن

کیجئے اور یہ لڑکی جو موجود ہے اس کو اگر ناسازی لاحق ہو تو اس کے لئے بھی روشن کیجئے وہ چراغ باذنہ تعالیٰ سحر و آسیب و مرض تینوں کے دفع میں مجرب ہے۔ بچہ جو پیدا ہو پیدا ہوتے ہی معاسب سے پہلے اس کے کانوں میں ۷ بار اذانیں دی جائیں ۴ بار اذان سیدھے کان میں اور تین بار تکبیر بائیں میں اس میں ہرگز دیر نہ کی جائے دیر کرنے میں شیطان کا دخل ہوتا ہے، چالیس روز تک بچہ کو کسی اناج سے تول کر خیرات کیا جائے۔ پھر سال بھر تک ہر مہینے پر پھر دو برس کی عمر تک ہر دو مہینے پر تیسرے سال ہر تین مہینے پر چوتھے سال ہر چار مہینے پر پانچویں سال بھی چار مہینے پر چھٹے سال ہر چھ مہینے پر ساتویں سال سے سالانہ، یہ تول اس لڑکی کے لئے بھی کیجئے، چوتھے سال میں ہے تو ہر چار مہینے پر تو لئے مکان میں سات دن تک مغرب کے وقت ۷۔ ۷ بار اذان باآواز بلند کہی جائے اور تین شب کسی صحیح خواں سے پوری سورۂ بقرہ ایسی آواز سے تلاوت کرائی جائے کہ مکان کے ہر گوشے میں پہنچے، شب کو مکان کو دروازہ بسم اللہ کہہ کر بند کیا جائے اور صبح کو بسم اللہ کہہ کر کھولا جائے، جب پاخانہ کو جائیں اس کے دروازہ سے باہر بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ پڑھ کر بایاں پیر پہلے رکھ کر جائیں اور جب نکلیں تو داہنا پاؤں پہلے نکالیں اور الحمد للہ کہیں اور کپڑے بدلنے یا نہانے کے لئے جب کپڑے اتاریں پہلے بسم اللہ کہہ لیں اور قربت کے وقت نہایت اہتمام کے ساتھ یاد رکھئے کہ شروع فعل کے وقت آپ اور وہ دونوں بسم اللہ کہیں ان باتوں کا التزام رہے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ کوئی خلل نہ ہونے پائے گا۔

بڑا چراغ روشن کرنے کی ترکیب

عرض: حضور بڑا چراغ روشن کرنے کی کیا ترکیب ہے۔

ارشاد: ۱۔ چراغ معلق روشن کیا جائے گا۔ کسی چھینکے یا قندیل میں۔

۲۔ روشن کرتے وقت لو کے پاس سونے کا چھلہ یا انگوٹھی یا بالی ڈال دیا کریں چلہ ختم ہونے پر وہ مساکین مسلمین پر تصدق کریں۔

۳۔ چراغ باوضو نمازی آدمی روشن کریں اگرچہ عورت ہو اور مرد بہتر ہے۔

۴۔ مرض ہلکا ہو تو چراغ روز ڈیڑھ گھنٹہ روشن ہو اور سخت ہو تو دو گھنٹے تین گھنٹے اور بہت سخت ہو تو شب بھر۔

۵۔ مریض اس کی روشنی میں بیٹھے خواہ لیٹے مگر منہ اسی کی طرف رکھے اور اکثر اوقات اس کی لو کو دیکھے۔

۶۔ جتنی دیر تک جلانا منظور ہو اسی حساب سے اعلیٰ درجہ کا پھلیل اس میں ڈالیں اور اسے ڈال کر چراغ کے سب طرف پھرالیں کہ تمام نقوش پر دورہ کرآئے پھر جھاکر رکھ دیں اور جس طرف بتی کا نشان ہے، بسم اللہ کہہ کر اس طرف روشن کریں۔

۷۔ اگر مرض نہایت شدید ہو تو چاروں گوشوں میں چار بتیاں جلائیں اور چراغ سیدھا رکھیں اور ہر لوے پاس سوتا رکھیں۔

۸۔ جس مکان میں یہ چراغ روشن ہو وہاں نہ کوئی تصویر ہو نہ کتا آنے پائے۔ ماسوائے مریضہ کے کوئی عورت حیض یا نفاس والی، یا کوئی ناپاک مرد یا عورت۔

۹۔ اس جگہ بیٹھ کر سب ذکرِ الٰہی درود شریف میں مشغول رہیں جو بات ضرورت کی ہو بقدر ضرورت آہستگی سے کہہ دیں چپقلش نہ کریں نہ کوئی لغو بے ہودہ بات وہاں ہونے پائے۔

۱۰۔ جتنی عورتیں وہاں بیٹھیں یا آئیں جائیں سب سنگین کپڑے پہنے ہوں، نماز کی طرح سوائے منہ کی ٹکلی یا ہتھیلیوں کے سر کا کوئی بال یا گلے یا کلائی یا بازو یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی حصہ اصلاً نہ کھلنے پائے۔

۱۱۔ چراغ پہلے دن جس وقت روشن ہو وہ گھنٹہ منٹ یاد رکھیں کہ کسی دن اس سے زیادہ دیر روشن کرنے میں نہ ہونے پائے اس کے موکل اپنی حاضری کا وہی وقت مقرر کر لیتے ہیں جس وقت پہلے دن روشن ہوا تھا، پھر اگر کسی دن آئے اور چراغ اس وقت روشن نہ پایا تو اس کو تکلیف ہوتی ہے، لہٰذا چاہئے کہ پہلے دن قصداً کچھ دیر کر کے روشن کریں کہ اگر کسی دن اتفاقیہ دیر ہو جائے تو اس وقت سے زیادہ دیر نہ ہونے پائے۔ مگر پہلے دن اتنی دیر بھی نہ کریں کہ کسی دن چراغ روشن ہو کر اس وقت کے آنے سے پہلے ختم ہو جائے۔

۱۲۔ جب چراغ بڑھانے کا وقت آئے کوئی باوضو شخص بڑھائے اور اس وقت یہ کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اِرْجِعُوْا مَاجُوْرِیْنَ۔

۱۳۔ روز نیا پلیتہ ڈالیں کل کا بچا ہوا آج مریض کے سر اور بدن پر مل دیں۔

۱۴۔ جس کے لئے چراغ روشن ہوا اس کے سوا اور مریض بھی بہ نیت شفا ان شرائط کی پابندی سے بیٹھ سکتے ہیں۔

عرض: ایک صاحب کی لڑکی بلا ناغہ کچھ عرصہ سے سورۂ مزمل شریف پڑھا کرتی تھی، بلکہ قریب نصف حفظ بھی تھی۔ ان صاحبزادی کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔

ارشاد: لاحول شریف ۶۰ بار، الحمد شریف اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار تینوں قل تین بار پانی پر دم کر کے پلایئے۔

عرض: کیا آیاتِ قرآنی بھی یہ اثر رکھتی ہیں۔

ارشاد: جو قیود عامل بتاتے ہیں ان کی پابندی نہ کرنے سے ایسا ہوتا ہے۔

عرض: حضور اقدس ﷺ کا کمبل اوڑھنا ثابت ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہاں حدیث شریف سے ثابت ہے۔

پیراہنِ اقدس کا ذکر

عرض: پیراہنِ اقدس میں کیا کپڑے ہیں۔

ارشاد: رداء، تہ بند، عمامہ یہ تو عام طور سے ہوتا تھا اور کبھی قمیض اور ٹوپی پاجامہ ایک بار خریدنا لکھا ہے، پہننے کی روایت نہیں عورتیں بھی تہ بند ہی باندھتی تھیں۔ ایک بار حضور تشریف لئے جاتے تھے راہ میں ایک بیوی کا پاؤں پھسلا روئے مبارک اس طرف سے پھیر لیا۔ صحابہ نے عرض کیا حضور پاجامہ پہنے ہوئے ہے، ارشاد فرمایا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُتَسَرْوِلَاتِ اے اللہ بخشدے ان عورتوں کو جو پاجامہ پہنتی ہیں اور غالباً پاجامہ تنگ تھا اس واسطے کہ اگر ڈھیلا ہوتا تو اس میں بھی تہ بند کی طرح کھل جانے کا احتمال ہو سکتا تھا۔

موم بتی جس میں چربی ہوتی ہے اس کا حکم

عرض: موم بتی جس میں چربی پڑتی ہے، مسجد میں جلانا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر مسلمان کی بنائی ہوئی ہے تو جائز ہے، ورنہ مسجد ہی میں نہیں ویسے بھی جلانا نہ چاہئے۔

عرض: یہ جو جرمن وغیرہ وغیرہ ولایتوں سے آتی ہے اس کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: ان کا بھی وہی حکم ہے اس واسطے کہ چربی اور گوشت کا ایک حکم ہے، اگرچہ گائے ہو یا بکری کسی مسلمان سے کوئی ہندو یا نصرانی چربی لے گیا اور تھوڑی دیر میں واپس لائے اور کہے یہ وہی چربی ہے جو ابھی ابھی تم سے لے گیا ہوں اور تھوڑی دیر میں واپس لائے اور کہے یہ وہی چربی ہے جو ابھی ابھی تم سے لے گیا ہوں اس کا لینا حرام ہے النصرانیۃ لا ذبحیۃ لہ بخلاف یہودیوں کے کہ ان کے یہاں اب تک ذبح کرنے کا اہتمام ہے، فتاویٰ قاضی خاں میں ہے الیھودیۃ یذبح او یاکل ذبیحۃ المسلم نصرانی و یہودی کافر دونوں ہیں کہ ایک محبوبان خدا کی محبت میں اور دوسرے عداوت میں کافر ہوئے، قرآن عظیم میں یہودیوں کو مغضوب علیہم اور نصاریٰ کو ضالین فرمایا، یہی وجہ ہے کہ آج روئے زمین پر کوئی یہودی ایک گاؤں کا بھی حاکم نہیں بخلاف نصاریٰ کے ان کی سلطنت ظاہر ہے اور بعینہ یہی مثال روافض و وہابیہ کی ہے کہ روافض مثلِ نصاریٰ کے محبت میں کافر ہوئے اور وہابیہ مثلِ یہود کے عداوت میں۔

عرض: امام مسافر کے پیچھے مقتدی مقیم کو ایک رکعت ملی تو بقیہ نماز میں قرأت کس طرح کرے۔

ارشاد: پہلے دو رکعت مثل لاحق کے بغیر قرأت بقدر سورۂ فاتحہ قیام کرکے قعدہ کرے اور پچھلی رکعت میں قرأت کرے۔

جماعت ثانیہ اگر نہ ملنے کا خوف ہو سنت فجر پڑھے یا نہیں اصل نماز جماعت اولیٰ ہے

عرض: جماعت ثانیہ جس وقت شروع ہو سنت ظہر اس وقت پڑھنا جائز ہے یا نہیں یا فجر کی سنت جماعت ثانیہ کے قعدہ نہ ملنے کی وجہ سے چھوڑ دی جائیں یا کیا۔

ارشاد: جماعتِ ثانیہ فقط جائز ہے اس کے لئے سنتیں نہ چھوڑے اصل نماز جماعتِ اولیٰ ہے، جس کے لئے حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر مکانوں میں بچے اور عورتیں نہ ہوتیں تو جو لوگ جماعت میں شریک نہیں ہوتے ان کے مکانوں کو جلوا دیتا ایک مرتبہ مولوی عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ مارہرہ مطہرہ میں اتفاقاً مجھے نماز میں دیر ہوگئی، جب میں مسجد کی سیڑھیوں پر پہنچا حضرت میاں صاحب قبلہ نماز پڑھ کر تشریف لا رہے تھے، ارشاد فرمایا عبدالقادر نماز تو گئی، تو اصل نماز جماعت اولیٰ ہی ہے۔

ف: اس کی کیا وجہ ہے کہ جب چھ آدمی ہوں تو جنازہ میں تین صفیں۔

یوں ہوں کہ پہلی میں تین اور دوسری میں دو اور تیسری میں ایک ہو۔

عرض: نماز جنازہ میں تو تین صف کرنے کی فضیلت ہے اس کی ترکیب درمختار و کبیری میں یہ لکھی ہے کہ پہلی صف میں تین دوسری میں دو اور تیسری میں ایک آدمی کھڑا ہو اس کی کیا وجہ ہے ہر صف میں دو دو کھڑے ہو سکتے تھے۔

ارشاد: اقل درجہ صف کامل کا تین آدمی ہیں اس واسطے صف اول کی تکمیل کر دی گئی، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ امام کے برابر دو آدمیوں کا کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے اور تین کا مکروہ تحریمی، کیونکہ صف کامل ہو گئی اور اس صورت میں امام کا صف میں کھڑا ہونا ہو گیا اور پنج وقتہ نماز میں بھی، بعض صورتوں میں تنہا صف میں کھڑا ہونا ناجائز نہیں ہے، مثلاً دو مرد ایک عورت ہے تو عورت پچھلی صف میں تنہا کھڑی ہوگی۔

عرض: ایام وباء میں بعض جگہ دستور ہے کہ بکرے کے داہنے کان میں سورۂ یٰسین شریف اور بائیں میں سورۂ مزمل شریف پڑھ کر دم کرتے ہیں اور شہر کے ارد گرد پھرا کر چوراہے پر ذبح کرتے ہیں اور اس کی کھال دوسری زمین میں دفن کر دیتے ہیں۔ یہ کیسا ہے؟

ارشاد: کھال دفن کرنا حرام ہے کہ اضاعت مال ہے اور چوراہے پر لے جا کر ذبح کرنا جہالت اور بیکار بات ہے اللہ کے نام پر ذبح کر کے مساکین کو تقسیم کر دے۔

عرض: خطبہ نکاح بھی کھڑے ہو کر قبلہ رو پڑھنا چاہئے۔

ارشاد: ہاں کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور قبلہ رو ہونا کچھ ضرور نہیں سامعین کی طرف منہ ہونا چاہئے خطبہ جمعہ بھی تو قبلہ کی جانب پشت کر کے پڑھا جانا مشروع ہے۔

عرض: معلم کی اگر تنخواہ مقرر نہ ہو تو بچوں سے کام لے سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر والدین کو ناگوار نہ ہو اور بچہ کو تکلیف نہ ہو۔ تو حرج نہیں تنخواہ مقرر ہو یا نہ ہو۔

عرض: میلاد خواں کے ساتھ اگر امرد شامل ہوں یہ کیسا ہے۔

ارشاد: نہیں چاہئے۔

عرض: نوشہ کے اُبٹن ملنا جائز ہے یا نہیں۔

ف: امرد (نابالغ لڑکا)

ارشاد: خوشبو ہے، جائز ہے۔

عرض: اگر پیلی بھیت سے بدایوں جانا ہے اور راستے میں بریلی اترا تو قصر کرے گا یا نہیں۔

ارشاد: اس صورت میں قصر نہیں کہ سفر کے دو ٹکڑے ہوگئے۔

عرض: ایک شخص بریلی کا ساکن مراد آباد میں دوکان کھولے اور ہمیشہ وہاں تجارت کا ارادہ ہو اور کبھی کبھی اپنے اہل وعیال کو بھی لے جایا کرے اس صورت میں مراد آباد وطن اصلی ہوگا یا وطن اقامت۔

ارشاد: وطن اصلی نہ ہوگا ہاں اگر نکاح کر لے تو ہو جائے گا۔

ارشاد: اگر وہابی نکاح پڑھائے تو ہو جائے گا۔ یا نہیں۔

ارشاد: نکاح تو ہو ہی جائے گا اس واسطے نکاح نام باہمی ایجاب وقبول کا ہے اگر چہ بامن پڑھا دے چونکہ وہابی سے پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہے جو حرام ہے۔ لہٰذا احتراز لازم ہے۔

عرض: ولیمہ نکاح کی سنت ہے یا زفاف کی اور نابالغ کا نکاح ہو تو ولیمہ کب اور کس دن کرے۔

ارشاد: ولیمہ زفاف شب عروسی کی سنت ہے اور نابالغ بھی بعد زفاف کے ولیمہ کرے اور ولیمہ شب زفاف کی صبح کو کرے۔

عرض: نکاح کے بعد چھوہارے لٹانے کا جو رواج ہے وہ کہیں ثابت ہے یا نہیں۔

ارشاد: حدیث شریف میں لوٹنے کا حکم ہے اور لٹانے میں بھی کوئی حرج نہیں اور یہ حدیث دار قطنی وبیہقی وطحاوی سے مروی ہے۔

سیاہ خضاب حرام ہے

عرض: خضاب سیاہ اگر وسمہ سے ہو۔

ارشاد: وسمہ سے ہو یا کسمہ سے سیاہ خضاب حرام ہے۔

عرض: کوئی صورت بھی اس کے جواز کی ہے۔

ارشاد: ہاں جہاد کی حالت میں جائز ہے۔

عرض: اگر جوان عورت سے مرد ضعیف نکاح کرنا چاہے تو خضاب سیاہ کر سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: بوڑھا بیل سینگ کاٹنے سے بچھڑا نہیں ہو سکتا۔

عرض: بعض کتب میں ہے کہ وقت شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسمہ کا خضاب تھا۔

ارشاد: حضرت امام حسن وحسین وعبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم خضاب وسمہ کا کیا کرتے تھا کہ یہ سب حضرات مجاہدین تھے۔

عرض: نمازِ قصر نہ تھی اور قصر پڑھی تو اعادہ ہوگا یا نہیں۔

ارشاد: ضرور اعادہ ہوگا کہ سرے سے نماز ہی نہ ہوئی۔

عرض: ایک گاؤں میں مسجد بالکل ویرانہ میں ہے۔اس کے متصل ایک کمہار کا مکان ہے، مسجد مذکور میں نماز بھی نہیں ہوتی ہے، بلکہ اس کے اردگرد لوگ کوڑا وغیرہ ڈالتے ہیں وہ کمہار زمین مسجد کو خریدنا چاہتا ہے آیا اس کی بیع ہوسکتی ہے یا نہیں۔

ارشاد: حرام ہے اگر چہ زمین کے برابر سونا دے مسجد کے لئے جو لوگ ایسا کریں ان کی نسبت قرآن عظیم فرماتا ہے:

لَهُمْ فِى الدُّنيا خِزىٌ وَلهم فى الأخرةِ عذابٌ عَظِيْمٌ .

دنیا میں ان کے لئے رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب۔

عرض: نمازِ جنازہ کی تعجیل سے کیا مراد ہے۔

ارشاد: غسل وکفن بغیر تو نماز پڑھ سکتے ہی نہیں ہاں اس کے بعد تاخیر نہ کرے، بعض لوگ شب جمعہ میں جس کا انتقال ہوا میت کو تا نمازِ جمعہ رکھے رہتے ہیں کہ آدمیوں کی نماز جمعہ میں کثرت ہو جائے یہ ناجائز ہے اور اس کی تصریح کتب فقہ میں موجود ہے۔اور اگر قبر تیار ہونے سے بیشتر کسی عذر سے تاخیر کی جائے تو حرج نہیں۔

عرض: مردہ کے ساتھ مٹھائی قبرستان میں چیونٹیوں کے ڈالنے کے لئے لے جانا کیسا ہے۔

ارشاد: ساتھ لے جانا روٹی کا جس طرح علمائے کرام نے منع فرمایا ہے ویسے ہی مٹھائی ہے اور چیونٹیوں کو اس نیت سے ڈالنا کہ میت کو تکلیف نہ پہنچائیں، یہ محض جہالت ہے اور یہ نیت نہ بھی ہو تو بھی بجائے اس کے مساکین صالحین پر تقسیم کرنا بہتر ہے (پھر فرمایا) مکان پر جس قدر چاہیں خیرات کریں۔قبرستان میں اکثر دیکھا گیا ہے۔کہ اناج تقسیم ہوتے وقت بچے اور عورتیں وغیرہ غل مچاتے ہیں اور مسلمانوں کی قبروں پر دوڑتے پھرتے ہیں۔

عرض: معمولی چھینٹ جس کے پاجامے عورتوں کے ہوتے ہیں، خوشدامن کا پاجامہ ایسی چھینٹ کا ہو اس پر سے اس کے جسم ہاتھ بشہوت لگائے تو کیا حکم ہے۔

ارشاد: اگر ایسا کپڑا ہے کہ حرارت جسم کی نہ معلوم ہو جب تو نہیں ورنہ حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

عرض: یہ جو مولود شریف کی بعض کتب میں لکھا ہے کہ جس رات حضرت آمنہ خاتون حاملہ ہوئیں دوسو عورتیں رشک وحسد سے مرگئیں یہ صحیح ہے یا نہیں۔

ارشاد: اس کی صحت معلوم نہیں البتہ چند عورتوں کا بہ تمنائے نور نبی کریم ﷺ مرجانا ثابت ہے۔

عرض: اسقاط[1] کی حالت میں چند سیر گندم اور قرآن عظیم دیا جاتا ہے اس میں کل کفارہ ہو جائے گا یا نہیں۔

ارشاد: جس قدر ہدیہ قرآن عظیم کا بازار میں ہے اتنے کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

عرض: ثمن کے اندر عاقدین مختار ہیں جتنا چاہیں طے کرلیں۔

ارشاد: یہاں کہ صدقہ دیا جارہا ہے وہی بازار کے بھاؤ کا اعتبار ہوگا۔

عرض: خطبہ کے وقت عصا ہاتھ میں لینا سنت ہے یا کیا۔

ارشاد: اختلاف ہے علماء کا بعض کہتے ہیں کہ سنت ہے۔ اور بعض مکروہ بتاتے ہیں۔

جب سنت کراہت متعارض ہوں تو ترک اولیٰ ہے

عرض: سنت ومکروہ میں تعارض ہو تو کیا کرنا چاہئے۔

ارشاد: ترک اولیٰ ہے جامع الرموز میں محیط سے نقل کیا ہے کہ سنت ہے اور محیط ہی میں ہے کہ مکروہ ہے اسی کو ہندیہ میں نقل کیا ہے۔

دیہات میں جمعہ جائز نہیں جو پڑھتے ہوں انہیں منع نہ کیا جائے

عرض: دیہات میں جمعہ نہ پڑھنے کے مسائل ورسائل علماء نے لکھے ہیں۔ اس سے اہل دیہات بہت پریشان ہیں۔

---

[1] اسقاط میں قرآن عظیم دینے سے اتنا ادا ہوگا جو اس قرآن عظیم کا بازار میں ہدیہ ہے۔

ارشاد: مذہب حنفی میں جمعہ وعیدین جائز نہیں۔ لیکن جہاں قائم ہے وہاں منع نہ کیا جائے اور جہاں نہیں ہے وہاں قائم نہ کیا جائے آخر شافعی مذہب پر تو ہو ہی جائے گا۔ ایسی صورت میں جہلا جمعہ تو جمعہ ظہر بھی چھوڑ دیں گے۔ اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی سے خوف کرنا چاہئے۔ مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے منقول ہے کہ ایک شخص کو طلوع آفتاب کے وقت نفل پڑھتے ہوئے دیکھ کر منع نہ فرمایا۔ جب وہ پڑھ چکا تو مسئلہ تعلیم فرمایا۔

عرض: حضور کی قسم کھا کر خلاف کرنے سے کفارہ لازم آئے گا یا نہیں۔

ارشاد: نہیں۔

عرض: حضور کی قسم کھانا جائز ہے۔

ارشاد: نہیں۔

عرض: کیا بے ادبی ہے۔

ارشاد: ہاں۔

عرض: خلال تانبے پیتل کا گلے میں لٹکانا کیسا ہے۔

ارشاد: ناجائز ہے کیونکہ یہ تعلیق کے حکم میں ہے، ویسے جائز ہے اور سونے[1] چاندی کا حرام ہے۔ بلکہ عورتوں کو بھی ایسے[2] ہی سونے چاندی کے ظروف میں کھانا ناجائز ہے اور گھڑی[3] کی چین بھی عام ازیں کہ چاندی کی ہو یا پیتل کی ہاں ڈورا باندھ سکتا ہے۔

عرض: جوان غیر محرم عورت کے سلام کا جواب دینا چاہئے یا نہیں۔

ارشاد: دل میں جواب دے۔

عرض: اگرچہ غائبانہ نامحرم کو سلام کہلائے۔

ارشاد: یہ بھی ٹھیک نہیں۔

---

[1] تانبے پیتل کا خلال گلے میں لٹکانا جائز نہیں، [2] سونے چاندی کا خلال مرد و عورت سب پر حرام ہے: سونے چاندی کے برتن کا استعمال عورت مرد سب پر حرام ہے۔ [3] گھڑی کی چین کسی دھات کی نہ چاہئے۔

بسا کیں آفت از گفتار خیزد

عرض: سنۃ الفجر اول وقت پڑھے یا متصل فرضوں کے۔

ارشاد: اول وقت پڑھنا اولی ہے حدیث شریف میں ہے جب انسان سوتا شیطان ہے تین گرہ لگادیتا ہے۔ جب صبح اٹھتے ہی وہ رب عزوجل کا نام لیتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور وضو کے بعد دوسری اور جب سنتوں کی نیت باندھی تیسری بھی کھل جاتی ہے، لہٰذا اول وقت سنتیں پڑھنا اولی ہے۔

عرض: ظہر کے وقت بغیر سنت پڑھے امامت کرسکتا ہے۔

ارشاد: بلا عذر نہ چاہئے۔

عرض: سنت جمعہ اگر خطبہ شروع ہونے کی وجہ سے چھوٹ جائیں۔ تو بعد نماز جمعہ پڑھے یا نہیں۔

ارشاد: پڑھے اور ضرور پڑھے۔

عرض: بعض جگہ دستور ہے کہ مسلمان ہندو کی آڑھت میں مال فروخت کرتا ہے۔ اور اس صورت میں ہندو کو کمیشن دینا پڑتا ہے اور وہ لوگ کمیشن کے ساتھ چار آنے سینکڑہ اس بات کا لیتے ہیں کہ اس رقم کا اناج خرید کر کبوتروں کو ڈالا جائے گا۔ یہ دینا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر جانوروں کے لئے لیں کچھ حرج نہیں البتہ بت وغیرہ کے لئے ناجائز ہے۔

عرض: دست غیب وکیمیا حاصل کرنا کیسا ہے۔

ارشاد: دست غیب کے لئے دعا کرنا محال عادی کے لئے دعا کرنا ہے، جو مثل محال عقلی و ذاتی کے حرام ہے اور کیمیا تضیع مال ہے اور یہ حرام ہے آج تک کہیں ثابت نہیں ہوا کہ کسی نے بنالی ہو کباسط کفیه الی الماء لیبلغ فاه و ماهو ببالغه[1] دست غیب جو قرآن عظیم میں ارشاد ہے اس کی طرف لوگوں کو توجہ ہی نہیں۔ کہ فرماتا ہے۔ ومن یتق اللہ یجعل له مخرجاه ویرزقه من حیث لایحتسب[2] یتق اللہ پر عمل نہیں ورنہ حقیقتاً سب کچھ حاصل ہوسکتا ہے۔ میرے ایک

---

[1] جیسے کوئی دونوں ہاتھ پھیلائے پانی کی طرف بیٹھا ہو اور وہ پانی یوں اسے پہنچنے والا نہیں ۱۲

[2] اور جو اللہ سے ڈرے اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔

دوست مدینہ طیبہ کے رہنے والے ان کا مدینہ منورہ سے بھیجا ہوا ایک خط اتوار کے روز مجھے ملا جس میں پچاس روپے کی طلب تھی۔ بدھ کے روز یہاں سے ڈاک جاتی تھی۔ جو ہفتہ کو ڈاک کے جہاز میں روانہ ہو جاتی تھی۔ پیر کے دن مجھے خیال ہی نہ رہا منگل کے روز یاد آیا دیکھا تو اپنے پاس پانچ پیسے بھی نہیں وہ دن بھی ختم ہوا۔ نماز مغرب پڑھ کر اور یہ فکر کہ کل بدھ ہے اور ابھی تک روپے کی کوئی سبیل نہیں میں نے سرکار میں عرض کیا کہ حضور ہی میں بھیجنا ہے عطا فرمائے جائیں کہ باہر سے حسنین میاں (اعلیٰ حضرت مدظلہ کے بھتیجے) نے آواز دی، سیٹھ ابراہیم بمبئی سے ملنے آئے ہیں۔" میں باہر آیا اور ملاقات کی، چلتے وقت اکیاون روپے انہوں نے دیئے حالانکہ ضرورت صرف پچاس روپے کی تھی۔ یہ اکیاون روپے یوں تھے کہ ایک روپیہ فیس منی آرڈر کا بھی تو دینا پڑتا ہے غرض صبح کو فوراً منی آرڈر کر دیا۔

مؤلف: یہ ہے یرزقہ حیث لا یحتسب

عرض: بعض اکابر اولیاء کرام سے کچھ کلمات ایسے صادر ہوئے جو بظاہر خلاف شریعت ہیں اس میں ان کو معذور رکھا جاتا ہے اور ان کلمات کی تاویل کی جاتی ہے۔ اگر کوئی اس زمانہ میں ایسے الفاظ کہے تو اس کو کیوں معذور نہیں رکھا جاتا۔

ارشاد: اگر اس کی ولایت ثابت ہو جائے تو اس کو معذور رکھا جائے گا۔

معرفت ولایت کا طریقہ

عرض: ثبوت ولایت کا کیا طریقہ ہے۔

ارشاد: اطباق آئمہ کا علماء کا جمہور کا سواد اعظم کا۔ سواد اعظم جس کو ولی مان رہا ہے وہ بیشک ولی ہے اور اگر یہ شرط نہ لگائی جائے بلکہ جس کسی کو بھی خلاف شریعت الفاظ بکتے سنئے اس کو معذور رکھئے تو ہر شرابی بھنگڑا جو چاہے گا بک دے گا اور کہہ دے گا کہ ہم نے حالت سکر میں ایسا کہا شریعت بالکل معدوم ہو جائے گی۔

عرض: بعض وظائف میں آیات اور سورتوں[1] کا معکوس کر کے پڑھنا لکھا ہے۔

---

[1] سورتوں آیتوں کا معکوس پڑھنا حرام قریب کفر ہے۔ صرف ترتیب بدلنا بھی گناہ ہے۔ یعنی پہلی کو پیچھے اور پچھلی کو پہلے پڑھنا۔

ارشاد: حرام اور اشد حرام کبیرہ اور سخت کبیرہ قریب کفر ہے۔ یہ تو در کنار سورتوں کی صرف ترتیب بدل کر پڑھنا اس کی نسبت تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کیا ایسا کرنے والا ڈرتا نہیں کہ اللہ اس کے قلب کو اُلٹ دے نہ کہ آیات کو بالکل معکوس کر کے مہمل بنا دینا۔

عرض: حضور پھر صوفیائے کرام کے وظائف میں یہ اعمال کیونکر داخل ہوئے۔

ارشاد: احادیث جن کے منقول عنہ حضور اقدس ﷺ ہیں ان میں کس قدر موضوعات ہیں (اسی سلسلہ میں فرمایا کہ) جاہلوں میں اسمائے حسنٰی کی قوت بڑھانے کے واسطے ایک طریقہ یہ رکھا گیا ہے کہ مثلاً یا عزیز تعزّزت فی عزّتک و العزّۃ فی عزۃ عزّتک یا عظیم تعظّمت فی عظمتک و العظمۃ فی عظمۃ عظمتک۔

خیر یہاں تک تو صحیح تھا آگے اس کے یہ ہے یا مذلّ تذلّلت فی ذلّتک و الذلّۃ فی ذلّۃ ذلّتک یا خافض تخفّضت فی خفضتک و الخفض فی خفض خفضتک۔

اب کہئے یہ کفر ہوا یا نہیں لیکن وہ کافر نہ ہوئے اس واسطے ان کو شیطان نے بہکا دیا ان کو اس عربی عبارت کا ترجمہ نہیں معلوم (پھر فرمایا) صوفیائے کرام فرماتے ہیں صوفی[1] بے علم مسخرہ شیطان است وہ جانتا ہی نہیں شیطان اپنی باگ ڈور پر لگالیتا ہے۔ حدیث میں ارشاد ہوا المتعبد بغیر فقۃ کالحمار فی الطّاحون بغیر فقہ کے عابد بننے والا (عابد نہ فرمایا بلکہ عابد بننے والا فرمایا یعنی بغیر فقہ کے عبادت ہوتی نہیں سکتی) عابد بنتا ہے وہ ایسا ہے جیسے چکی میں گدھا کہ محنت شاقہ کرے اور حاصل کچھ نہیں۔ ایک صاحب اولیائے کرام میں سے تھے قدسنا اللہ تعالی باسرارھم اُنھوں نے ایک صاحب کو ریاضت و مجاہدہ کا شہرہ سنا ان کے بڑے بڑے دعاوی سننے میں آئے ان کو بلایا اور فرمایا یہ کیا دعوے ہیں جو میں نے سنے، عرض کی مجھے دیدار الٰہی روز ہوتا ہے۔ ان آنکھوں سے سمندر پر خدا کا عرش بچھتا ہے اور اس پر خدا جلوہ فرما ہوتا ہے، اب اگر ان کو علم ہوتا تو پہلے ہی سمجھ لیتے کہ دیدار الٰہی دنیا میں بحالت بیداری ان آنکھوں سے محال ہے سوائے سید عالم ﷺ کے اور

---

[1] صوفی بے علم مسخرہ شیطان ہے۔

حضور بھی فوق السموٰت و العرش دیدار ہوا۔ دنیا نام ہے سماوات وارض کا۔ خیر ان بزرگ نے ایک عالم صاحب کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ وہ حدیث پڑھو جس میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ شیطان اپنا تخت سمندر پر بچھاتا ہے۔ انھوں نے عرض کی بیشک سید عالم ﷺ نے فرمایا ہے: اِنَّ ابلیس یضع عرشہ علی البحر۔ شیطان اپنا تخت سمندر پر بچھاتا ہے انہوں نے جب یہ سنا تو سمجھے کہ اب تک میں شیطان کو خدا سمجھتا رہا اسی کی عبادت کرتا۔

رہا، اسی کو سجدے کرتا رہا کپڑے پھاڑے اور جنگل کو چلے گئے پھر ان کا پتہ نہ چلا۔ سیدی ابوالحسن جوسقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خلیفہ ہیں حضرت سیدی ابوالحسن علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے اور آپ خلیفہ ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آپ نے اپنے ایک مرید کو رمضان شریف میں چلے بٹھایا۔ ایک دن انھوں نے رونا شروع کیا آپ تشریف لائے اور فرمایا کیوں روتے ہو۔ عرض کیا حضرت شب قدر میری نظروں میں ہے شجر و حجر اور دیوار و در سجدہ میں ہیں نور پھیلا ہوا ہے۔ میں سجدہ کرنا چاہتا ہوں ایک لوہے کی سلاخ حلق سے سینے تک ہے جس سے میں سجدہ نہیں کرسکتا اس وجہ سے روتا ہوں فرمایا اے فرزند وہ سلاخ نہیں وہ تیر ہے جو میں نے تیرے سینے میں رکھا ہے۔ اور یہ سب شیطان کا کرشمہ ہے، شب قدر وغیرہ کچھ نہیں، عرض کی حضور میری تشفی کے لئے کوئی دلیل ارشاد ہو۔ فرمایا اچھا دونوں ہاتھ پھیلا کر تدریجا سمیٹو۔ سمیٹنا شروع کیا، جتنا سمیٹتے تھے اتنی ہی روشنی مبدل بہ ظلمت ہوتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ دونوں ہاتھ مل گئے بالکل اندھیرا ہوگیا۔ آپ کے ہاتھوں میں سے شور وغل ہونے لگا حضرت مجھے چھوڑ یئے میں جاتا ہوں، تب ان مرید کی تشفی ہوئی۔

(فرمایا) بغیر علم کے صوفی کو شیطان کچے تاگے کی لگام ڈالتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے بعد نماز عصر شیاطین سمندر پر جمع ہوتے ہیں ابلیس کا تخت بچھتا ہے۔ شیاطین کی کارگذاری پیش ہوتی ہے، کوئی کہتا ہے اس نے اتنی شرابیں پلائیں، کوئی کہتا ہے اس نے اتنے زنا کرائے سب کی سنیں۔ کسی نے کہا اس نے آج فلاں طالب کو پڑھنے سے باز رکھا۔ سنتے ہی تخت پر سے اچھل پڑا اور اس کو گلے سے لگا لیا اور کہا انت انت تو نے کام کیا۔ اور شیاطین یہ کیفیت دیکھ کر جل گئے کہ انھوں نے اتنے بڑے بڑے کام کئے ان کو کچھ نہ کیا اور اس کو اتنی شاباش دی۔ ابلیس بولا! تمہیں نہیں معلوم جو کچھ تم نے کیا

سب اسی کا صدقہ ہے۔ اگر علم ہوتا تو وہ گناہ نہ کرتے۔ بتاؤ وہ کونسی جگہ ہے جہاں سب سے بڑا عابد رہتا ہے مگر وہ عالم نہیں اور وہاں ایک عالم بھی رہتا ہو۔ انھوں نے ایک مقام کا نام لیا۔ صبح کو قبل طلوع آفتاب شیاطین کو لئے ہوئے اس مقام پر پہنچا۔ اور شیاطین مخفی رہے اور یہ انسان کی شکل بن کر رستہ پر کھڑا ہو گیا۔ عابد صاحب تہجد کی نماز کے بعد نماز فجر کے واسطے مسجد کی طرف تشریف لائے۔ راستہ میں ابلیس کھڑا ہی تھا، اسلام علیکم، وعلیکم السلام حضرت مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے عابد صاحب نے فرمایا جلد پوچھو مجھے نماز کو جانا ہے۔ اس نے اپنی جیب سے ایک شیشی نکال کر پوچھا اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ان سماوات وارض کو اس چھوٹی سی شیشی میں داخل کردے۔ عابد صاحب نے سوچا اور کہا، کہاں آسمان وزمین اور کہاں یہ چھوٹی سی شیشی۔ بولا بس یہی پوچھنا تھا تشریف لے جائیے اور شیاطین سے کہا دیکھو اس کی راہ ماردی، اس کو اللہ کی قدرت پر ہی ایمان نہیں عبادت کس کام کی۔

طلوع آفتاب کے قریب عالم صاحب جلدی کرتے ہوئے تشریف لائے اس نے کہا السلام وعلیکم، وعلیکم السلام مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ انھوں نے فرمایا جلدی پوچھو نماز کا وقت کم ہے۔ اس نے وہی سوال کیا۔ ملعون تو ابلیس معلوم ہوتا ہے ارے وہ قادر ہے کہ یہ شیشی تو بہت بڑی ہے ایک سوئی کے ناکے کے اندر اگر چاہے تو کروڑوں آسمان وزمین داخل کردے۔ انّ اللّٰہ علیٰ کُلِّ شَیئٍ قدیر۔ عالم صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد شیاطین سے بولا، دیکھو یہ علم ہی کی برکت ہے۔

عرض: عورتوں کے لئے مسواک کیسی ہے۔

ارشاد: ان کے لئے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنت ہے۔ لیکن اگر وہ نہ کریں تو حرج نہیں، ان کے دانت اور مسوڑے بہ نسبت مردوں کے کمزور ہوتے ہیں مسّی کافی ہے۔

عرض: بیعانہ کی نسبت کیا حکم ہے۔

ارشاد: بیعانہ آج کل تو یوں ہوتا ہے کہ اگر خریدار بعد بیعانہ دینے کے نہ لے، تو بیعانہ ضبط اور یہ

بیعانہ ضبط کرلینا حرام ہے۔

قطعاً حرام ہے۔

عرض: مرنے کے بعد مصنوعی دانت نکالنا چاہئیں یا نہیں۔

ارشاد: نکال لینا چاہئیں اگر کوئی تکلیف نہ ہو اور اس کے ٹوٹے ہوئے دانت کفن میں رکھ دیے جائیں۔

عرض: ایک صف فرض پڑھ رہی ہے درمیان میں ایک شخص بہ نیت نفل ہے ان کی نماز میں کوئی خرابی ہے یا نہیں۔

ارشاد: کوئی حرج نہیں۔

عرض: کیا قطع صف نہیں۔

ارشاد: نہیں۔

عرض: حالانکہ اس کی نماز اور ہے اور ان کی اور۔

ارشاد: اس کی نماز اور نہیں فرض مشتمل ہے مطلق نماز کو اور مطلق نماز نفل بھی۔ نفل ہر نماز میں داخل ہے ہاں اگر وہ لوگ آج کی ظہر پڑھ رہے ہوں اور یہ کل کی ظہر کی نیت سے امام کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو اب اس کی نماز نہ ہوگی کہ اس کی نماز اور ہے اور امام کی اور، کل کی ظہر میں داخل نہیں۔

عرض: ایک شخص وضو کر رہا تھا اور دو آدمی باوضو تھے یہ خیال کر کے کہ وہ وضو کر کے شامل ہو جائے گا ایک شخص امام بن کر آگے کھڑا ہو گیا اور دوسرا تنہا پیچھے لیکن وہ شخص وضو کر کے شامل ہی نہ ہوا اب ان دونوں کی نماز ہوئی یا نہیں۔

ارشاد: نماز تو ہوگئی لیکن امام اور مقتدی دونوں نے غلطی کی اور خلاف سنت کیا۔ چاہئے تھا کہ امام مقتدی دونوں برابر کھڑا ہوتے جب وہ وضو کر کے آتا مقتدی پیچھے ہٹ آتا یا امام آگے بڑھ جاتا (پھر فرمایا) اس غلطی میں عوام تو عوام علماء مبتلا ہیں حالت موجودہ کا اعتبار ہے غیب کا کیا علم ممکن ہے وہ وضو کرتے ہی مرجائے اور کوئی عذر پیش آجائے۔

عرض: دو عورتوں کے بیچ میں سے نکلنے کی ممانعت کی کیا وجہ ہے۔

ارشاد: دو عورتوں کے بیچ میں سے نکلنے کو منع فرمایا۔ عورتوں کے پیچھے چلنے سے منع فرمایا (پھر فرمایا) ایک عورت تین مردوں کی نماز فاسد کرتی ہے ایک وہ جو داہنی طرف ہو ایک وہ جو بائیں طرف

ہو اور ایک وہ جو پیچھے ہو۔ اور دو عورتیں کم سے کم چار کی، دو دائیں بائیں اور دو دو جوان کے پیچھے ہیں۔ اور تین عورتیں دو دائے بائیں مردوں کی نماز فاسد کرتی ہیں اور اپنے پیچھے ہر صف میں سے تین تین آدمیوں کی جوان کے محاذات میں ہوں اور اگر چار عورتیں ہیں تو دو مردوں کی تو دائیں بائیں نماز فاسد کریں گی۔ اور ان کے پیچھے اگر لاکھ صفیں ہوں تو سب کی نماز فاسد اگر چہ محاذات نہ ہوں۔ آخر کچھ تو اثر ہے جو اتنی نمازیں فاسد ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے دو عورتوں کے درمیان نکلنے سے منع فرمایا۔

عرض: کچھ مرد آگے ہیں ان کے پیچھے عورتیں۔ اور ان کے پیچھے ایک دیوار ہے اس دیوار کے پیچھے جو لوگ کھڑے ہوں ان کی نماز کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: اگر دیوار اتنی نیچی ہے کہ سینہ یا سر دکھائی دے جب بھی محاذات ہے اور مردوں کی نماز فاسد۔

عرض: اگر چہ عورتیں ضعیف ہوں۔

ارشاد: ضعیف ہوں یا قوی۔ عورتوں کو مسجد میں جانا ہی منع ہے حدیث میں ارشاد فرمایا عورت کی نماز اپنے دالان میں بہتر ہے کوٹھری میں نماز پڑھنے سے اور اس کی کوٹھری میں نماز بہتر ہے دالان میں نماز پڑھنے سے اور اس کی اپنے صحن میں نماز بہتر ہے میری مسجد میں نماز پڑھنے سے (پھر فرمایا) مسجد اور جماعت کی حاضری عورتوں کو معاف ہے بلکہ ممنوع ہے۔

عرض: ایک صف مردوں کی پوری کھڑی ہے اور ان کے پیچھے عورتیں ہیں۔ اب اور مرد بعد میں آنے والے کہاں کھڑے ہوں۔

ارشاد: اگر یہاں جگہ نہیں تو نماز باطل ہوگی دوسری مسجد میں پڑھیں۔

عرض: اگر امام نے دو آیتیں پڑھیں اور بھول کر اور جگہ کی ایک آیت پڑھ دی تو نماز ہوگئی یا نہیں۔

ارشاد: ہوگئی۔

اگر دیوار اتنی نیچی ہو کہ سینہ یا سر ہی دکھائی دے جب بھی محاذات ہی ہے۔

عرض: رنڈیوں کا روپیہ مسجد کی خدمت میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں۔

ارشاد: نہیں، مسجد کے لئے مال حلال طیب ہو۔

عرض: اگر دیوار اس قدر اونچی ہو کہ عورتوں کے سر دکھائی نہیں دیتے تو اب امام کا رکوع و سجود بھی ان لوگوں پر جو دیوار کے پیچھے ہیں مخفی ہو جائے گا تو اقتداء کیونکر صحیح ہوگی۔

ارشاد: آواز پہنچے گی۔

عرض: قرض[1] وصول کرنے میں جو خرچ ہو وہ مقروض سے لے سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: ایک حبہ نہیں لے سکتا۔

مؤلف: دوسری باری کی حاضری میں جو انعامات سرکار سے پائے ان کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا خود اپنے مہمانوں کی مدد فرماتے ہیں اور حضور تو حضور ہیں ﷺ، حضور کی امت کے اولیائے کرام کی بھی یہی شان ہے۔ حضرت سیدی[2] احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی مجلس میلاد مصر میں ہوتی ہے۔ مزار مبارک پر آپ کی ولادت کے دن ہر سال مجمع ہوتا ہے اور آپ کا میلاد پڑھا جاتا ہے۔ امام عبدالوہاب[3] شعرانی قدس اللہ سرہ الربانی التزام کے ساتھ ہر سال حاضر ہوتے اپنی کتاب میں بھی بہت تعریف لکھی ہے۔ کئی ورقوں میں اس مجلس کے حالات بیان کئے ہیں۔ مجلس تین دن ہوتی ہے ایک دفعہ آپ کو تاخیر ہوگئی۔ یہ ہمیشہ ایک دن پہلے ہی حاضر ہو جاتے تھے اس دفعہ آخر دن پہنچے جو اولیائے[4] کرام مزار مبارک پر مراقب تھے انھوں نے فرمایا کہاں تھے دو روز سے حضرت[5] مزار مبارک سے پردہ اٹھا اٹھا کر فرماتے ہیں عبدالوہاب آیا، عبدالوہاب آیا۔ انھوں نے فرمایا کیا حضور کو میرے آنے کی اطلاع ہوتی ہے۔ انہوں نے فرمایا اطلاع کیسی حضور تو فرماتے ہیں کتنی ہی[6] منزل پر ہی کوئی شخص میرے مزار پر آنے کا ارادہ کرے میں

---

[1] قرض وصول کرنے میں جو خرچ ہو مقروض سے لینا حرام ہے۔ [2] سید احمد بدوی کبیر کی مجلس میلاد مصر میں منعقد ہوتی ہے۔ [3] امام شعرانی التزام کے ساتھ ہر سال مجلس میلاد سید احمد بدوی کبیر میں حاضر ہوتے اپنی کتاب میں اس کی بہت تعریف فرماتے ہیں۔ [4] حضرت سید احمد بدوی کبیر کے مزار پر اولیاء کرام کا مراقبہ۔ [5] حضرت کا مزار مبارک سے پردہ اٹھا اٹھا کر امام شعرانی کو اولیاء حاضرہ سے دریافت کرنا۔ [6] حضرت کا ارشاد کتنی ہی منزل سے کوئی میرے مزار کی حاضری کا ارادہ کرے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اس کی حفاظت کرتا ہوں اس کی رسی کا ٹکڑا جاتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال کرے گا۔

اس کے ساتھ ہوتا ہوں اس کی حفاظت کرتا ہوں اگر اس کا ٹکڑا رسی کا جاتا رہے گا اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال کریگا (پھر فرمایا) ان پر خاص توجہ تھی اور ان کو بھی خاص نیازمندی تھی اسی وجہ سے حضرت کو ان سے خاص محبت تھی۔ حدیث میں ہے جو کوئی دریافت کرنا چاہے کہ اللہ کے یہاں اس کی کس قدر، قدر و منزلت ہے وہ یہ دیکھے کہ اس کے دل میں اللہ کی کس قدر، قدر و منزلت ہے اتنی ہی اس کی اللہ کے یہاں ہے۔ حضرت[1] سیدی عبدالوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں۔ حضرت سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر بہت بڑا میلہ اور ہجوم ہوتا تھا۔ اس مجمع میں چلے آتے تھے ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیر لی کہ حدیث میں ارشاد ہوا: اَلنَّظْرَةُ الْاُوْلٰی لَکَ وَالثَّانِیَةُ عَلَیْکَ۔ پہلی[2] نظر تیرے لئے ہے اور دوسری تجھ پر یعنی پہلی نظر کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری مواخذہ ہوگا۔ خیر نگاہ تو آپ نے پھیر لی مگر وہ آپ کو پسند آئی۔ جب[3] مزار شریف پر حاضر ہوئے ارشاد فرمایا عبدالوہاب وہ کنیز پسند ہے عرض کی ہاں[4] اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہئے ارشاد فرمایا اچھا ہم نے تم کو وہ کنیز ہبہ کی۔ اب آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں۔ معاً وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کے نظر کی۔ خادم کو اشارہ ہوا انھوں نے آپ کی نذر کر دی ارشاد فرمایا عبدالوہاب اب دیر کا ہے کی فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔

عرض: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کی حیات برزخیہ میں کیا فرق ہے۔

ارشاد: انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے ان پر تصدیق وعدۂ الہیہ کے لئے محض ایک آن کی آن کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے۔ اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا۔ ان کی ازواج کو نکاح حرام نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ

---

[1] حضرت سیدی امام عبدالوہاب شعرانی اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں۔

[2] پہلی نظر معاف ہے دوسری پر مواخذہ ہوگا۔ [3] سید احمد بدوی کبیر کا غیب پر مطلع ہونا۔ [4] اپنے شیخ سے کوئی امر چھپانا نہیں چاہئے۔ [5] انبیائے کرام کی حیات برزخیہ اور اولیاء وعلماء کی حیات برزخیہ کا فرق۔

ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے تو ان کو حج کرتے ہوئے لبیک پکارتے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور اولیاء علماء شہداء کی حیات برزخیہ اگرچہ حیات دنیویہ سے افضل اعلیٰ ہے مگر اس پر احکام دنیویہ جاری نہیں اور ان کا ترکہ تقسیم ہوگا۔ ان کی ازواج عدت کریں گی اور حیات برزخیہ کا ثبوت تو عوام کے لئے بھی ہے۔ حدیث میں ہے مثل مومن کی اس طائر کی طرح جو قفس میں ہے کہ جب تک وہ قفس میں ہے اس کی اڑان اسی تک ہے اور جب اس سے آزاد ہوا تو اس کی اڑان کتنی ہوگی۔ بعد مرنے کے سمع بصر ادراک عام لوگوں کا یہاں تک کہ کفار کا زائد ہو جاتا ہے اور یہ تمام اہل سنت و جماعت کا اجماعی عقیدہ ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جو خلاف کرے گمراہ ہے۔ کہ جس کسی کی قبر پر آدمی جاتا ہے اگر صاحب قبر اس کو پہچانتا تھا تو اس کو پہچانتا تھا تو اتنا ضرور جانتا ہے کہ ایک مسلمان میری قبر پر آیا ہے۔ اگر کسی زندہ شخص کو اتنے من مٹی میں دبا دیا جائے تو اس کے اوپر اگر توپ بھی چھوڑی جائے جب بھی نہ سنے گا تو ثابت ہوا کہ مرنے کے بعد سمع و بصر و ادراک بڑھ جاتا ہے۔

عرض: حضور بعض جگہ بچہ پیدا ہوتا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں فلاں جگہ پیدا ہوا تھا اور تمام نشانیاں ظاہر کرتا ہے۔

ارشاد: الشیطان ینطق علی لسانہ۔ شیطان اس کی زبان پر بولتا ہے اس کا شیطان اس بچہ کے شیطان سے پوچھ رکھتا ہے وہی بیان کرتا ہے تاکہ لوگ گمراہ ہوں کہ او ہو یہ تو آواگون ہو گیا۔ مسلمان کا ہمزاد مقید کر جاتا ہے اور کافر کا بھوت ہو جاتا ہے۔ جب کام کے واسطے لوگ دنیا میں بھیجے جاتے ہیں ان کے ساتھ کراما کاتبین اور شیاطین ہوتے ہیں۔ جب انسان مرتا ہے کراما کاتبین عرض کرتے ہیں کہ اے رب ہمارا کام ختم ہو گیا۔ وہ شخص دار اعمال سے نکل گیا اجازت دے کہ ہم آسمان پر آئیں اور تیری عبادت کریں۔ رب عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ میرے آسمان بھرے ہیں عبادت کرنے والوں سے کچھ حاجت تمہاری نہیں۔ عرض کرتے ہیں الٰہی ہمیں زمین میں جگہ دے ارشاد ہوتا ہے۔ میری زمینیں بھری ہیں عبادت کرنے والوں سے تمہاری کچھ حاجت نہیں۔

---

1 بعد موت سمع و بصر و ادراک بڑھ جاتا ہے یہ عقیدہ اہل سنت کا اجماعیہ ہے مخالف گمراہ ہے۔

عرض کرتے ہیں الٰہی پھر ہم کیا کریں ارشاد ہوتا ہے میرے بندے کی قبر کے سرہانے قیامت تک کھڑے رہو اور تسبیح و تقدیس کرتے رہو، اس کا ثواب میرے بندے کو بخشتے رہو۔ (پھر فرمایا) اچھی باتیں مثلاً سبحان اللّٰہ و الحمد للّٰہ و لا الٰہ الا اللّٰہ اکبر[1] ان کا اُخری نفع تو یہ ہے کہ ہر کلمہ سے ایک پیڑ جنت میں لگایا جاتا ہے۔ اسی کو فرمایا جاتا ہے والباقیات الصالحات خیرٌ املا ______ اور دوسری جگہ فرمایا ہے: وَالباقیات الصالحات خیرٌ عند ربک ثوابا و خیرٌ مردا اور فی الحال ان کا نفع یہ ہے کہ وہ کلمات منہ سے نکل کر ہوا میں مجتمع رہتے ہیں۔ قیامت تک تسبیح و تقدیس کریں گے اور اپنے قائل کے واسطے مغفرت مانگیں گے۔ اسی طرح کلمات[2] کفر منہ سے نکل کر ہوا میں مجتمع رہتے ہیں قیامت تک تسبیح و تقدیس کریں گے اور اپنے قائل پر لعنت کرتے رہیں گے۔

عرض: ایسی الماری جو چھت سے لگی ہوئی ہے اس کے اوپر کے درجے میں قرآن شریف رکھا ہے اب اس کی طرف پیر کر کے سو سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: جب پاؤں کے محاذات سے بہت بلند ہے تو حرج نہیں۔

عرض: شراب بیچنے والے کے ہاتھ کوئی چیز بیچنا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر شراب بیچنے والا مسلمان ہے اور اس کے پاس سوائے شراب کی آمدنی کے اور کچھ نہیں تو اس سے کوئی چیز بیچنا حرام ہے اور اگر کافر ہے یا اس کے پاس سوائے اس کے اور بھی آمدنی ہے تو جائز ہے کفار کے لئے شراب اور خنزیر ایسے ہیں جیسے ہمارے لئے سرکہ اور بکری کالخلہ و الشاۃ لنا۔[3]

عرض: رنڈی کو مکان کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اس کا اس مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں، رہنے کے واسطے مکان کرایہ کا دینا کوئی گناہ نہیں باقی رہا اس کا زنا کرنا یہ اس کا فعل ہے اس کے واسطے مکان کرایہ پر نہیں دیا گیا ہے۔

---

[1] سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ کے فوائد دنیوی واخری
[2] کلمات کفر قیامت تک اپنے قائل پر لعنت کرتے رہیں گے۔
[3] یعنی جبکہ وہ قیمت اسی مال حرام سے دے اور اگر اس نے کسی سے مال حلال قرض لیا ہے اور مال حلال کے عوض اس سے چیز خریدتا ہے تو بیچنے میں حرج نہ ہوگا ۱۲ مؤلف غفرلہ

عرض: علاج کرنا سنت ہے یا نہ کرنا۔

ارشاد: دونوں سنت ہیں یہ بھی ارشاد ہوا ہے:

تداوَوا عِبادَ اللّٰہِ فَاِنَّ الَّذِیْ اَنزَلَ الدَّاءَ اَنزَلَ الدواء لکلِّ داءٍ۔

علاج کروا لے اللہ کے بندو کہ جس نے مرض اتارا اس نے ہر مرض کی دوا بھی اتاری ہے۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عادت کریمہ شریفہ یہی ہے کہ ان کی امت کے لئے سنت ہو اور اکابر صدیقین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت علاج نہ کرنا ہے۔

عرض: انگریزی دوائیاں جائز ہیں یا نہیں۔

ارشاد: ان کے یہاں جس قدر رقیق دوائیں ہیں سب میں عموماً شراب ہوتی ہے سب نجس وحرام ہیں۔

عرض: اگر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر جانور تیر مارا اور اس کے پاس پہنچے سے پہلے بغیر ذبح کے مر گیا اب اس کا کھانا کیسا ہے۔

ارشاد: جائز ہے خواہ کہیں لگ جائے (پھر فرمایا) اگر تکبیر کہہ کر بندوق ماری اور ذبح کرنے سے بیشتر مر گیا تو حرام ہے اس واسطے بندوق توڑ ہے کاٹ نہیں اور تیر میں کاٹ ہے۔

عرض: سنا گیا ہے کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بلی اور اصحاب کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کتا جنت میں جائیں گے یہ صحیح ہے یا نہیں۔

عرض: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بلی کے لئے ثابت نہیں۔ اور اصحاب کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کتا بلعم باعور کی شکل بن کر جنت میں جائے گا۔ اور وہ اس کتے کی شکل ہو کر دوزخ میں پڑے گا۔ اسی کو فرمایا گیا ہے۔ ہم نے اس کو اپنی آیتیں دیں تو وہ نکل گیا ان سے اور گمراہوں میں سے ہو گیا اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کے سبب بلند فرما لیتے لیکن وہ تو زمین پکڑ گیا۔ اور اس سے نہ اٹھا گیا اس نے اپنی خواہش کا اتباع کیا۔ فَمَثَلُہٗ کَمَثَلِ الکلبِ ان تَحمِلْ عَلَیْہِ یَلْھَثْ

تیر کا مارا بے ذبح کئے مر جائے حلال اور بندوق کا مارا بے ذبح کے مر جائے تو حرام۔

اَوْ تَتْرُکْہُ یَلْھَث ۔ تو اس کی مثل کتے کی مثل ہے۔ اگر تو اس پر بوجھ لادے تو ہانپے اگر چھوڑ دے تو ہانپے۔ یہ ان لوگوں کی مثل ہے جنہوں نے، ہماری آیتوں کی تکذیب کی (پھر فرمایا) اس نے محبوبانِ خدا کا ساتھ دیا۔ اللہ نے اس کو انسان بنا کر جنت عطا فرمائی۔ اور اس نے محبوبانِ خدا سے عداوت کی بنی اسرائیل میں بہت بڑا عالم تھا۔ مستجاب الدعوات تھا۔ لوگوں نے اس کو بہت سا مال دیا، کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بددعا کرے۔ خبیث لالچ میں آ گیا اور بددعا کرنی چاہی جو الفاظ موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کہنا چاہتا تھا، اپنے لئے نکلتے تھے۔ اللہ نے اس کو ہلاک کر دیا اور استن حنانہ شریف علماء کا اختلاف ہے۔ ایک روایت آئی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا اگر تو چاہے تو تیرے باغ کے اندر تجھے پھر لگا دیا جائے۔ تجھ میں پھل پھول آئیں یا جنت میں ایک پیڑ ہو جنت کے لوگ تجھ سے فائدہ اٹھائیں، اس نے عرض کی دنیا دار الفنا ہے۔ میں نے دار الفنا پر دار البقا کو اختیار کیا۔ حضور نے اس کو منبر کے نیچے دفن فرما دیا۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

آں ستوں را دفن کرد اندر زمیں
تا چو مردم حشر یابد روز دیں
تا بدانی ہر کرا یزداں بخواند
از ہمہ کار جہاں بیکار ماند

عرض: سریتین[1] میں جب امام الحمد شریف پڑھے تو تعوّذ اور آمین کہے یا نہیں۔

ارشاد: تعوذ نہ کرے ہاں بسم اللہ پڑھ کر شروع کرے اور ختم پر آمین کہے اور اگر مقتدیوں کے کانوں تک آواز پہنچ جائے تو وہ بھی آمین کہیں۔

عرض: حضور بعض مرض متعدی بھی ہوتے ہیں۔

ارشاد: نہیں حدیث میں ارشاد ہوا۔ لاعدویٰ

عرض: پھر جدائی سے بھاگنے کا کیوں حکم دیا گیا۔

ارشاد: وہ حکم ضعیف الایمان کے واسطے ہے کہ اگر وہ اس کے پاس بیٹھے اور تقدیر الٰہی سے کچھ ہو

---

[1] فرض کی پچھلی دو دو رکعتیں جن میں قرأت خفی ہوتی ہے۔ ۱۲ مؤلف غفرلہٗ۔

جائے تو شیطان بہکا دے گا کہ یہ اس کے پاس بیٹھنے سے ہو گیا ہے۔ اگر نہ بیٹھتا تو ہوتا۔ تقدیر الٰہی ۔ بھول جائے گا۔

عرض: پھر طاعون سے بھاگنے کی ممانعت کیوں۔

ارشاد: اس کے لئے حدیث میں صاف ارشاد ہے:

اَلْفَارُّ مِنَ الطَّاعُوْنِ کَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ

طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہی ہے جیسا جہاد میں کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنے والا۔

اس پر بھی ارشاد ہوا کہ جہاں طاعون ہو وہاں بلاضرورت نہ جاؤ۔

سماع موتےٰ کی بحث

عرض: ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا انکار سماع موتےٰ سے رجوع ثابت ہے یا نہیں۔

ارشاد: نہیں۔ وہ جو فرما رہی ہیں حق فرما رہی ہیں وہ مردوں کے سننے کا انکار فرماتی ہیں مردے کون ہیں جسم، روح مردہ نہیں اور بے شک جسم نہیں سنتا / سنتی روح ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب ام المومنین کے حضور میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث بیان کی گئی کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: **مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ** تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں۔ ام المومنین نے فرمایا اللہ رحم فرمائے امیر المومنین پر حضور اقدس ﷺ نے یہ نہیں ارشاد فرمایا بلکہ **اِنَّهُمْ لَيَعْلَمُوْنَ** بے شک وہ جانتے ہیں امیر المومنین کو سہو ہوا۔ انھوں نے فرمایا **مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ** تو خود ام المومنین مردوں کے علم کا اقرار فرماتی ہیں۔ سماع سے بے شک انکار۔ فرماتی ہیں اور بھی اس کے ان معنوں سے جو عرف میں شائع ہیں۔ سماع کے عرفی معنی ان آلات کے ذریعہ سے سننا اور یہ یقیناً بعد مرنے کے روح کے لئے نہیں روح کو جسم مثالی دیا جاتا ہے اس جسم کے کانوں سے سنتی ہے پھر ام المومنین کا ان آیتوں سے استدلال اور بھی اس کو ظاہر کر رہا ہے: **اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی** اور و

---

۱ طاعون سے بھاگنا حرام ہے۔

۲ مردوں کا سننا

انت بمسمع من فی القبور ۵ موتے کون ہیں اجسام قبور میں کون ہیں۔ وہی اجسام تو پھر اجسام ہی کے سننے سے انکار ہوا اور وہ یقیناً حق ہے (پھر فرمایا) خود ام المومنین کا طرز عمل سماع موتی کو ثابت کر رہا ہے۔ فرماتی ہیں کہ جب حضور اقدس ﷺ میرے حجرہ میں دفن ہوئے۔ میں بغیر چادر اوڑھے ہوئے بے حجابانہ حاضر ہوتی اور کہتی انما ھو زوجی میرے شوہر ہی تو ہیں پھر میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہوئے جب بھی میں بغیر احتیاط کے چلی جاتی اور کہتی انما ھو زوجی و ابی میرے شوہر اور باپ ہی تو ہیں پھر جب عمر دفن ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو میں نہایت احتیاط کے ساتھ چادر سے لپٹی ہوئی حاضر ہوتی اس طرح کہ کوئی عضو کھلا نہ رہے۔ حیاء من عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عمر کی شرم سے۔ تو اگر ارواح کا سمع و بصر نہ مانتیں تو پھر حیا عمر کے کیا معنی۔

(پھر فرمایا) تین باتوں میں ام المومنین کا خلاف مشہور ہے اور ان تینوں میں غلط فہمی ایک[1] تو یہی سماع موتے کہ وہ سماع عرفی کا جسموں کے واسطے انکار فرماتی ہیں اور اس کو غلط فہمی سے ارواح کے سماع حقیقی پر محمول کیا جاتا ہے۔

دوسرے[2] اسے معراج جسدی کے بارہ میں انکار مشہور ہے کہ ام المومنین فرماتی ہے ما فقدت جسد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسد اقدس میرے پاس سے کہیں نہیں گیا۔ حالانکہ آپ معراج منامی کے بارہ میں فرما رہی ہیں جو مدینہ منورہ میں ہوئی اور وہ معراج تو مکہ معظمہ میں ہوئی اس وقت ام المومنین خدمت اقدس میں حاضر بھی نہ تھیں بلکہ نکاح سے بھی مشرف نہ ہوئی تھیں اسے اس پر محمول کرنا سراسر غلط فہمی ہے۔

تیسرے[3] علم ما فی الغد کے بارہ میں ام المومنین کا قول ہے کہ جو یہ کہے کہ حضور کو علم ما فی الغد تھا وہ جھوٹا ہے۔ اس سے مطلق علم کا انکار نکالنا محض جہالت ہے علم جب کہ مطلق بولا جائے۔ خصوصاً جب کہ غیب کی طرف مضاف ہو تو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے۔

---

[1] سماع موتی میں حضرت عائشہ کس سماع کا انکار فرماتی ہیں۔
[2] حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کس معراج سے انکار فرماتی ہیں۔
[3] علم ما فی الغد کے بارے میں حضرت عائشہ کس علم کا انکار فرماتی ہیں۔

اس کی تصریح حاشیہ کشاف میں میر سید شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کردی ہے اور یہ یقیناً حق ہے کہ کوئی شخص کسی مخلوق کے لئے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی مانے یقیناً کافر ہے۔

عرض: ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ o عند سدرۃ المنتھیٰ میں عند کس سے ظرف ہے۔

ارشاد: راٰہ کی ضمیر فاعل سے اور جن لوگوں نے اس سے مراد رویت جبریل لی ہے وہ راٰہ کی ضمیر مفعول سے مانتے ہیں (پھر فرمایا) بعض اس پوری صورت کو جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مانتے ہیں اور واضح وارجع اور نظم قرآنی سے وافق وہی ہے جو جمہور صحابہ کرام و تابعین عظام و آئمہ اعلام کا مذہب ہے کہ یہ تمام ضمیریں رب العزت جل جلالہ کی طرف راجع ارشاد ہوتا ہے:

فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ۔

ظاہریت چاہتی ہے اس بات کو کہ یہ ضمیریں اللہ کی طرف راجع ہوں ورنہ اختلاط ہو جائے گا کہ اوحیٰ کی ضمیریں دونوں جگہ جبریل کی طرف راجع ہوں گی۔ اور عبدہٖ کی ضمیر بیچ میں اللہ کی طرف پھر آگے معبودان باطل کا مقابلہ فرمایا جاتا ہے اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰی o وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی o الیٰ قولہ تعالیٰ اِنْ ھِیَ اِلَّا اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْھَا اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُکُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ ط اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ کیا تم نے دیکھا ہے لات وعزٰی و منات کو وہ تو نہیں۔ مگر کچھ نام کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ لئے۔ اللہ نے اس پر کوئی دلیل نہیں اتاری، وہم کی پیروی کرتے ہو تو فرمایا جاتا ہے کہ تم اپنے معبودوں کو بغیر دیکھے پوجتے ہو اور یہ اپنے رب کو دیکھ کر عبادت کرتے ہیں۔ (پھر فرمایا) حضور اقدس ﷺ کا اس میں کیا کمال کہ جبرئیل کو دیکھ لیں۔ جبرئیل کا کمال ہے حضور اقدس ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوں۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ضمائر کو جبریل کی طرف پھیرا کرتے ایک مرتبہ خلوت میں لیٹے ہوئے تھے: ایک صاحب نے پوچھا: ھل راٰی محمدٌ صلی اللہ علیہ وسلم ربہٗ۔ کیا حضور اقدس نے اپنے رب کو دیکھا۔ یہ سنتے ہی اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے راٰہ راٰہ حتیٰ انقطع نفسہ۔ حضور نے اپنے رب کو دیکھا دیکھا فرماتے رہے، یہاں تک کہ سانس ختم ہو گئی۔ اس وقت کے عوام کے ذہن میں یہ مسئلہ نہیں آ سکتا تھا۔ اس لئے عوام میں اس کے معنی وہ فرماتے تھے اور جب خلوت میں پوچھا تو چونکہ کوئی اندیشہ نہ تھا اس لئے صاف صاف فرمادیا۔

(پھر فرمایا) یہ واقعہ ایسا ہے کہ رب العزۃ جل جلالہٗ کو اس کی تصریح خود نہیں منظور۔ سورۂ والنجم شریف میں کوئی لفظ تصریح کا نہیں، خود حضورِ اقدس ﷺ نے جس حدیث میں اس واقعہ کو بیان فرمایا وہ دونوں معنی کو محتمل فرماتے ہیں۔ نُـوْرٌ' اَنّٰی اَرَاہُ اَنّٰی کے معنی کیف کے بھی ہیں تو معنی یہ ہوں گے ''نور ہے اس کو کیوں کر دیکھوں'' اور انّی اینما کا مرادف ہے تو معنی یہ ہیں ''نور ہے جہاں دیکھوں اس کو۔''

مؤلف: مولوی عبدالکریم صاحب رضوی چتوڑی نے عزلت نشینی کے متعلق کچھ عرض کیا، اس پر ارشاد فرمایا: آدمی تین قسم کے ہیں: مفید، مستفید منفرد، مفید وہ کہ دوسروں کو فائدہ پہنچائے، مستفید وہ کہ جو دوسرے سے فائدہ حاصل کرے۔ منفرد وہ کہ دوسرے سے فائدہ لینے کی حاجت نہ ہو اور نہ دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہو۔ مفید اور مستفید کو عزلت گزینی حرام ہے اور منفرد کو جائز بلکہ واجب، امام ابن سرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا: وہ لوگ جو پہاڑ پر گوشہ نشین ہو کر بیٹھ گئے تھے، وہ خود فائدہ حاصل کیے ہوئے تھے اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی ان میں قابلیت نہ تھی۔ ان کو گوشہ نشینی جائز تھی اور امام ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر عزلت حرام تھی۔

(پھر فرمایا) امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک عالم صاحب کی وفات ہوئی، ان کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ فرمایا جنت عطا کی گئی نہ علم کے سبب بلکہ حضورِ اقدس ﷺ کے ساتھ اس نسبت کے سبب جو کتے کو راعی کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہر وقت بھونک کر بھیڑوں کے بھیڑیے سے ہوشیار کرتا رہتا۔ مانیں نہ مانیں، یہ ان کا کام سرکار نے فرمایا: بھونکے جاؤ۔ بس اس قدر نسبت کافی ہے۔ لاکھ ریاضتیں لاکھ مجاہدے اس نسبت پر قربان جس کو یہ نسبت حاصل ہے اس کو کسی مجاہدے کی ریاضت کی ضرورت نہیں (پھر فرمایا) اور اسی میں ریاضت کیا تھوڑی ہے، جو شخص عزلت نشین ہو گیا نہ اس کے قلب کو کوئی تکلیف پہنچ سکتی ہے نہ اس کی آنکھوں کو نہ اس کے کانوں کو۔ اس کو کہیے جس نے اوکھلی میں سر دیا ہے اور چاروں طرف سے موسل کی مار پڑ رہی ہے، کئی ہزار کی تعداد میں وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے نہ مجھ کو کبھی دیکھا نہ میں نے کبھی ان کو دیکھا، اور روزانہ صبح اٹھ کر پہلے مجھے کوستے ہوں گے اور پھر اور کام کرتے ہوں گے۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ لاکھوں کی تعداد میں وہ لوگ بھی نکلیں گے جنہوں نے نہ مجھ کو دیکھا، اور نہ میں نے ان کو دیکھا

اور روزانہ صبح اٹھ کر نماز کے بعد میرے لئے دعا کرتے ہوں گے۔

(پھر فرمایا) گالیاں جو چھاپتے ہیں اخباروں میں اور اشتہاروں میں، وہ اخبار و اشتہار تو ردی میں جل کر خاکستر ہو جاتے ہیں لیکن وہ چٹکیاں جو ان کے دلوں میں لی گئی ہیں، وہ قبروں میں ساتھ جائیں گی۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ حشر میں رسوا کریں گی۔ صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وصال کو تیرہ سو برس سے زائد ہوئے، اس وقت تک تبرا سے انہیں نجات نہیں۔ یہ کیوں اس لئے کہ غاشیہ اٹھایا حق کا اپنے کندھوں پر اور دور مٹایا اہلِ باطل کا: رَحِمَ اللّٰہُ عُمَرَ تَرَکَہُ الْحَقُّ مَالَہٗ مِنْ صِدِّیْقٍ۔ اللہ رحمت کرے عمر پر کہ حق گوئی نے اسے ایسا کر دیا کہ اس کا کوئی دوست نہ رہا۔

عرض: یہ دعا کہ اللہ وہابیوں کو ہدایت کرے جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: وہابیہ کے لئے دعا فضول ہے: ثُمَّ لَا یَعُوْدُوْنَ ان کے لئے آچکا ہے۔ وہابی کبھی لوٹ کر نہ آئے گا اور جو ہدایت پا جائے وہ وہابی نہ تھا ہو چلا تھا۔ کفار وہاں جا کر کہیں گے ہمیں واپس دنیا میں بھیج کہ تجھ پر ایمان لائیں، فرماتا ہے:

وَ لَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُھُوْا عَنْہُ۔

اگر انہیں پھر بھیجا جائے تو وہی کریں گے جس سے پہلے منع کیا گیا تھا۔

مؤلف: پنجشنبہ کے دن بعد عصر حسب معمول خط بنانے کے واسطے حجام حاضر ہوا۔ اس کے ہاتھوں میں بدبو تھی، ناپسند فرما کر دھونے کے لئے ارشاد فرمایا۔

(پھر فرمایا) یہ بھی بے صبری و ناشکری ہے، سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مرتبہ لوگوں کے ساتھ تشریف لئے جا رہے تھے۔ راستہ میں نہایت لطیف خوشبو آئی، تمام لوگوں نے قصداً اسے سونگھا اور آپ نے ناک بند کر لی۔ آگے چل کر ایک نہایت تیز بدبو آئی، سب نے ناک بند کر لی مگر آپ کھولے رہے۔ لوگوں نے سبب پوچھا: ارشاد فرمایا: وہ نعمت تھی، میں نے خوف کیا کہ شاید میں اس کا شکر یہ ادا نہ کر سکوں اور یہ بلا تھی اس پر میں نے صبر کیا۔

عرض: داڑھی چڑھانا کیسا ہے۔

ارشاد: نسائی شریف میں ہے:

مَنْ عَقَدَ لِحْیَۃً فَاَخْبِرُوْہُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ بَرِیْ

منہ۔

جو شخص اپنی داڑھی چڑھائے اسے خبر دے دو کہ محمد ﷺ اس سے بیزار ہیں۔

بینائی زیادہ ہونے کے اعمال

عرض: حضور میری آنکھوں کی روشنی بہت کم ہے۔

ارشاد: نمبرا آیۃ الکرسی شریف یاد کر لیجئے۔ ہر نماز کے بعد ایک بار پڑھئے۔ نماز پنجگانہ کی پابندی رکھئے اور عورتیں کہ جن دنوں میں انہیں نماز کا حکم نہیں وہ بھی پانچوں وقت آیۃ الکرسی اس نیت سے کہ اللہ کی تعریف ہے، نہ اس نیت سے کہ کلام اللہ ہے پڑھ لیا کریں اور جب اس کلمہ پر پہنچیں: وَلَا يَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آنکھوں پر رکھ کر اس کلمہ کو گیارہ بار کہیں پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لیں۔

نمبر۲:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نور نور نور نور

چینی کی سفید تشتری پر اسے اسی طرح لکھیں کہ واؤ اور میم کے سر کھلے رہیں۔ آب زمزم شریف اور نہ ملے تو آبِ باراں اور نہ ملے تو آب جاری اور نہ ملے تو آبِ تازہ سے دھو کر دو سو چھپن بار اس پر یا نور پڑھ کر دم کریں، اول و آخر تین تین بار یہ درود شریف

اَللّٰهُمَّ يَا نُور يَانور النور صلی علیٰ نورک المنير و اله وبارک وسلم۔

یہ پانی آنکھوں پر لگائیں اور باقی پی لیں۔

نمبر۳:

تھلیا کے تعویذوں کا چلہ کریں (پھر فرمایا) یہ عمل ایسے قوی التاثیر ہیں کہ اگر صدق اعتقاد ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ گئی ہوئی آنکھیں واپس آ جائیں۔

مؤلف: ایک صاحب نے پانی پی کر بچا ہوا پھینک دیا۔ اس پر ارشاد فرمایا: پھینکنا نہ چاہئے۔ کسی

برتن میں ڈال دیتے۔ اس وقت تو پانی افراط سے ہے، اس ایک گھونٹ پانی کی قدر نہیں، جنگل میں جہاں پانی نہ ہو وہاں اس کی قدر معلوم ہو سکتی ہے۔ اگر ایک گھونٹ پانی مل جائے تو ایک انسان کی جان بچ جائے۔ حضرت خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ علماء دوست تھے۔ دربار میں علماء کا مجمع ہر وقت لگا رہتا تھا، ایک مرتبہ پانی پینے کے واسطے منگایا۔ منہ تک لے گئے تھے پینا چاہتے تھے کہ ایک عالم صاحب نے فرمایا: امیر المومنین ٹھہریئے ذرا میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں، فوراً خلیفہ نے ہاتھ روک لیا۔ انہوں نے فرمایا: اگر آپ جنگل میں ہوں اور پانی میسر نہ ہو اور پیاس کی شدت ہو تو اتنا پانی کس قدر قیمت دے کر خریدیں گے فرمایا واللہ آدھی سلطنت دے کر، فرمایا: بس پی لیجئے۔ جب خلیفہ نے پی لیا۔ انھوں نے فرمایا اب اگر یہ پانی نکلنا چاہئے اور نہ نکل سکے تو کس قدر قیمت دے کر اس کا نکلنا مول لیں گے۔ کہا: واللہ پوری سلطنت دے کر۔ ارشاد فرمایا: بس آپ کی سلطنت کی یہ حقیقت ہے کہ ایک مرتبہ ایک چلو پانی پر آدھی بک جائے اور دوسری بار پوری اس پر جتنا چاہے تکبر کر لیجئے۔

عرض: سبز جوتا پہننا کیسا ہے۔

ارشاد: جائز ہے۔

عرض: حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل مبارک شکل اقدس سے ملتی تھی یا نہیں۔

ارشاد: نہیں۔

عرض: پھر اس شعر کا کیا مطلب ہے۔

نقشۂ شاہِ مدینہ صاف آتا ہے نظر
جب تصور میں جماتے ہیں سراپا غوث کا

ارشاد: اس کے یہ معنی ہیں کہ جمالِ غوث آئینہ ہے جمالِ اقدس کا۔ اس میں وہ شبیہ مبارک دکھائی دے گی (پھر فرمایا) امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل مبارک سر سے سینہ تک حضور اقدس ﷺ سے مشابہ تھی اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سینے سے ناخن پا تک اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر سے پاؤں تک حضور اقدس ﷺ سے مشابہ ہوں گے۔ ایک صحابی حضرت عابس بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شباہت کچھ کچھ سرکار سے ملتی تھی۔ جب وہ تشریف لائے، حضرت امیر

معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تخت سے سر و قد کھڑے ہو جاتے (پھر فرمایا) اور یہ تو ظاہری شباہت ہے ورنہ فی الحقیقت وہ ذات اقدس تو شبیہ سے منزہ اور پاک بنائی گئی ہے کوئی ان کے فضائل میں شریک نہیں امام محمد بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں عرض کرتے ہیں۔

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ
فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمِ

عرض: اہل سنت کے نزدیک جوہر کی تعریف۔

ارشاد: حضور اپنے تمام فضائل و محاسن میں شریک سے پاک ہیں جوہر حسن آپ میں غیر منقسم ہے۔ اہل سنت کی اصطلاح میں جوہر اس جزو کو کہتے ہیں جس کی تقسیم محال ہو یعنی حضور کے حسن میں سے کسی کو حصہ نہیں ملا۔

عرض: جمعہ پڑھانا کس کا حق ہے۔

ارشاد: سلطانِ اسلام یا اس کے نائب یا اس کے ماذون (اجازت یافتہ) کا۔

عرض: جہاں سلطان اسلام[1] نہ ہو وہاں کیا عالم دین اس کا قائم مقام مانا جائے گا۔

ارشاد: وہاں عالم دین ہی سلطان اسلام ہے وہ ہو یا اس کا نائب یا اس کا ماذون۔

عرض: بجائے التحیات کے الحمد شریف پڑھ گیا، اب کیا کرے۔

ارشاد: سوائے قیام کے تلاوت قرآن نہ رکوع میں جائز ہے نہ سجود میں نہ قعدہ میں بھول کر پڑھ گیا تو سجدہ سہو کرے۔

عرض: جس طرح ایمان کا تعلق قلب سے ہے کہ بغیر تصدیق قلبی زبانی کلمہ گوئی کارآمد نہیں، اسی طرح صرف کلمہ کفر بکنے سے بھی کفر نہ ہونا چاہئے جب تک کہ دل سے اس کا اقرار نہ کرے۔

ارشاد: زبان سے بلا اکراہ اس کا کلمۂ کفر بکنا صراحۃً اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے دل میں ایمان نہیں۔ ایمان ہوتا تو بلا اکراہ ایسے لفظ نہ بکتا۔ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَ قَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ۔ فرمایا گیا ہے۔ صرف صورت اکراہ کا استثناء ہے۔

---

[1] جہاں اسلامی حکومت نہ ہو وہاں عالم دین قائم مقام سلطان ہوگا۔

حدیث میں ایمان کی تعریف آئی ہے کہ دوبارہ کافر ہونے کو آگ میں ڈالے جانے سے بدتر جانے اگر ایسا جانتا ہرگز اکراہ نہ بکتا۔

عرض: سجدۂ شکر کی نیت نماز کے سجدہ میں کرلی تو کچھ حرج تو نہیں۔

ارشاد: کوئی حرج نہیں اور بہتر یہ کہ نماز سے علیحدہ کرے۔

عرض: نورالایضاح میں ہے: سجدة الشكر مكروهة عند الامام۔

ارشاد: اس میں امام سے تین قول منقول ہیں، ایک تو یہی کہ مکروہ ہے اور ایک لیس بشی اور صحیح یہ کہ مستحب ہے۔

عرض: جنازہ کی نماز طلوع یا غروب کے وقت پڑھ سکتا ہے؟

ارشاد: جنازہ اگر آیا خاص طلوع یا غروب کے وقت یا نماز عصر کے بعد پڑھ سکتا ہے اور اگر پہلے سے لایا ہوا رکھا ہے تو جب تک آفتاب بلند نہ ہو یا غروب نہ ہولے نہ پڑھے۔

عرض: ایک مرتبہ ارشاد عالی ہوا تھا کہ مرنے کے لئے خوشی سے تیار ہے۔ حضور جو مجرم ہے وہ کیسے خوش ہوسکتا ہے۔

ارشاد: گناہ چھوڑے توبہ کرے اور خوشی سے موت کے لئے تیار رہے یہ مطلب نہیں کہ گناہ کرتا رہے اور موت کے لئے خوش رہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔

(پھر فرمایا) اللہ کا بندہ جب توبہ لاتا ہے، رب کے حضور تو وہ اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا وہ شخص جس کی اونٹنی مع زادِراہ کے گم گئی اس کے مل جانے پر خوش ہو۔

عرض: حضور اگر کوئی شخص ایسے مقام پر زنا کرے جہاں اقامت حدود نہ ہو۔ وہاں توبہ کرنے سے معافی ہوجائے گی یا نہیں۔

ارشاد: جس گناہ میں میں صرف حق اللہ ہو حق العبد نہ ہو وہ توبہ سے معاف ہوجائے گا۔ اور بعض وہ ہیں جن میں حق العبد بھی شامل ہوتا ہے تو جب تک اس سے معاف نہ کرائے تو صرف توبہ سے معاف نہ ہوں گے۔

عرض: زنا میں وہ کون کون ہیں جن کو حق شامل ہوتا ہے۔

ارشاد: بعض وقت عورت کا بھی حق ہوتا ہے جب کہ اس میں جبراً زنا کیا جائے، اور اس کا باپ

بھائی شوہر جس جس کو اس خبر سے عار لاحق ہوگی۔ ان سب کا حق ہے۔ علماء میں اختلاف ہے، بعض نے کہا کہ صاف لفظوں میں ان سے معافی مانگے کہ میں نے یہ کام کیا ہے معافی چاہتا ہوں اور بعض نے کہا یوں کہہ سکتا ہے کہ جو چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا تمہارا حق میرے ذمہ ہے معاف کر دو لیکن یہ قول مرجوع ہے اور مفتی کو جائز نہیں کہ قول مرجوع[1] پر فتویٰ دے۔ اور نہ قاضی حکم دے سکتا ہے۔ فقہائے کرام تصریح فرماتے ہیں:

اَلْحُکْمُ وَ الْفُتْیَا بِالْقَوْلِ الْمَرْجُوْعِ جَھْلٌ وَّخَرْقُ الْاِجْمَاعِ۔

قول مرجوع پر فتویٰ اور حکم دینا جہالت اور اجماع کی مخالفت ہے۔ (پھر فرمایا) اس بریلی میں عذر سے پہلے ایک صاحب نے عجیب شان سے توبہ کی کہ نہ ایسا کہیں دیکھا نہ سنا کسی عورت کے ساتھ ان سے گناہ سرزد ہوا۔ بعد کو نادم ہوئے۔ ایک گڑھا قد آدم اکیلے مکان میں آ کر کھودا، اور اس عورت کے شوہر کو وہاں لا کر اس گڑھے میں کودے تلوار اس کو دی، اس وقت کہا: یہ خطا مجھ سے سرزد ہوئی ہے خواہ قتل کر کے مجھ کو اسی گڑھے میں دفن کر دے کسی کو خبر بھی نہ ہوگی یا اللہ کے واسطے معاف کر دے۔ اس کی زبان سے کچھ نہ نکلا اور معاف ہی کرنا پڑا۔

عرض: اگر قرض دار ہے اور میعاد پوری ہو چکی ہے اور ڈر یہ ہے کہ قرض دار قید کرا دے گا اور مکان کوئی لیتا نہیں ہے۔ ایسی حالت میں دخلی رہن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر حاجت صحیح ہے اور سچے دل سے بیچنا چاہتا ہے اور کوئی نہیں لیتا تو اجازت ہے (پھر فرمایا) مگر ایسی صورت بہت کم ہوگی، دس کا مال نو میں فروخت کرے گا، ہر کوئی لے گا اور رہن میں یہ حالت ہوتی ہے کہ ہزار کا مال چار سو میں۔

عرض: خلال کرنا سنت ہے۔

ارشاد: ہاں تنکے سے کرنا سنت ہے۔

عرض: وضو کر کی حالت میں جھوٹ بولا یا غیبت کی یا فحش بکا تو وضو میں کوئی خرابی تو نہیں آئی۔

ارشاد: مستحب یہ ہے کہ پھر وضو کرے لے اگر نماز اسی وضو سے پڑھ لی۔ خلاف مستحب کیا۔

---

1. مفتی و قاضی قول مرجوع پر فتویٰ نہیں دے سکتا قضا نہیں کر سکتا۔

عرض: اگر دوا میں افیون اس قدر پڑی ہو کہ نشہ نہ لائے تو جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہاں اگر ایسی صورت ہو کہ اس کا کوئی اثر واقعی نہ ہوتا ہو اور اس کی عادت نہ پڑے اور آئندہ بھی کوئی بات ظاہر نہ تو جائز ہے۔

عرض: حدیث شریف میں آیا ہے:

اِنِّیْ حَرَّمْتُ کُلَّ مُسْکِرٍ وَ مُفْتِرٍ

اور افیون مفتر ہے تو چاہئے کہ حرام ہو۔

ارشاد: ہاں اگر حد تفتیر کو پہنچے گی تو حرام ہے۔

عرض: تو حضور شراب کا بھی جب تک حد اسکار کو نہ پہنچے، یہی حکم ہونا چاہئے۔

ارشاد: وہ حرام ہے، بعینہٖ ہے مثل پیشاب کے نجس ہے اپنی نجاست کے سبب حرام ہے نہ اسکار کے سبب۔ اگر ایک قطرہ کوئیں میں پڑ جائے سارا کنواں نجس ہو جائے گا۔

عرض: امام ضامن کا جو پیسہ باندھا جاتا ہے، اس کی کوئی اصل ہے۔

ارشاد: کچھ نہیں۔

عرض: حضور یہ کسی صاحب کا لقب ہے۔

ارشاد: ہاں امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔

عرض: مٹی آنکھ میں پڑ جائے اور پانی نکلے تو ناقص وضو ہے یا نہیں۔

ارشاد: یہ وہ پانی نہیں جس سے وضو ٹوٹے، ہاں دکھتی آنکھ سے اگر پانی نکلے، ناقص وضو ہے۔

عرض: حضور یہ مشہور ہے اَلْوِلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ۔

ارشاد: یوں نہیں بلکہ یوں ہے وِلَایَۃُ النَّبِیِّ اَفْضَلُ مِنْ نَبُوَّتِہٖ۔ نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے کہ ولایت کی توجہ الی اللہ ہے اور نبوت کی توجہ الی الخلق ہے۔

عرض: حضور ولی کی ولایت بھی متوجہ الی اللہ ہوتی ہے۔

---

1 دکھتی آنکھ کا پانی ناقص وضو ہے۔

ارشاد: ہاں مگر اس کی توجہ الی اللہ نبی کی توجہ الی الخلق کے کروڑویں حصہ کو نہیں پہنچتی۔

عرض: حضور بزرگان دین کے اعراس کی تعین میں بھی کوئی مصلحت ہے۔

ارشاد: ہاں اولیائے کرام کی ارواح طیبہ کو ان کے وصال شریف کے دن قبور کریمہ کا طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے چنانچہ وہ وقت جو خاص وصال کا ہے اخذ برکات کے لئے زیادہ مناسب ہوتا ہے۔

عرض: حضور بزرگان دین کے اعراس میں جو افعال ناجائز ہوتے ہیں، ان سے ان حضرات کو تکلیف ہوتی ہے۔

ارشاد: بلاشبہ اور یہی وجہ ہے کہ ان حضرات نے بھی توجہ کم فرمادی ہے۔ ورنہ پہلے جس قدر فیوض ہوتے تھے اب کہاں۔

عرض: یہ حکم جو فرمایا گیا ہے کہ مزار شریف پر پائتی کی طرف سے حاضر ہو۔ ورنہ صاحب قبر کو سر اٹھا کر دیکھنا پڑے گا تو کیا عالم برزخ میں بھی اولیائے کرام کو سر اٹھانے کی ضرورت پڑتی ہے۔

ہاں عوام کو بلکہ عامہ اولیائے کرام کو بھی اس کی ضرورت ہے اور یہ شانِ نبوت میں سے ہے کہ آگے پیچھے یکساں دیکھنا۔ بعض صحابہ کرام نے جو نئے مسلمان ہوئے تھے، نماز میں حضور اقدس ﷺ پر سبقت کی، بعد نماز کے حضور نے ارشاد فرمایا:

اَتَرَوْنَ اَنَّ قِبْلَتِیْ اَمَامِیْ اِنِّی مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرٰی مِنْ اَمَامِیْ

کیا تم دیکھتے ہو کہ میرا منہ قبلہ کو ہے، میں ایسا ہی اپنے پیچھے دیکھتا ہوں جیسا آگے۔

مؤلف: حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تذکرہ پر فرمایا: کہ حضرت خواجہ کے مزار سے بہت کچھ فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں، مولانا برکات احمد صاحب مرحوم جو میرے پیر بھائی اور میرے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد تھے انھوں نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک ہندو جس کے سر سے پیر تک پھوڑے تھے اللہ ہی جانتا ہے کہ کس قدر تھے، ٹھیک دوپہر کو آتا اور درگاہ شریف کے سامنے گرم کنکروں اور پتھروں پر لوٹتا اور کہتا: کھواجہ اگن لگی ہے۔

تیسرے روز میں نے دیکھا کہ بالکل اچھا ہو گیا ہے۔ (پھر فرمایا) بھاگلپور سے ایک

صاحب ہر سال اجمیر شریف حاضر ہوا کرتے، ایک وہابی رئیس سے ملاقات تھی۔ اس نے کہا: میاں ہر سال کہاں جایا کرتے ہو، بیکار اتنا روپیہ صرف کرتے ہو انہوں نے کہا چلو اور انصاف کی آنکھ سے دیکھو، پھر تم کو اختیار ہے۔ خیر ایک سال وہ ساتھ میں آیا: دیکھا کہ ایک فقیر سونٹا لئے روضہ شریف کا طواف کر رہا ہے اور یہ صدا لگا رہا: خواجہ پانچ روپے لوں گا اور ایک گھنٹے کے اندر لوں گا اور ایک ہی شخص سے لوں گا۔ جب اس وہابی کو خیال ہوا کہ اب بہت وقت گزر گیا، ایک گھنٹہ ہو گیا، ایک گھنٹہ ہو گیا، اور اب تک اسے کسی نے کچھ نہ دیا جیب سے پانچ روپے نکال کر ان کے ہاتھ پر رکھے اور کہا لو میاں تم خواجہ سے مانگ رہے تھے بھلا خواجہ کیا دیں گے لو ہم دیتے ہیں۔ فقیر نے وہ تو جیب میں رکھے اور ایک چکر لگا کر زور سے کہا: ''خواجہ تورے بلہاری جاؤں دلوائے بھی تو کیسے خبیث منکر سے۔''

(پھر فرمایا) یمن میں حضرت سید احمد بن حلوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی مزار شریف ایسا ہی مشہور ہے۔

عرض: حضور قرب قیامت کے علامات احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں؟

ارشاد: ان کے بارہ میں صحیح حدیثیں بھی آئی ہیں اور حسن وضعیف و موضوع بھی مگر دجال کا خروج[1] امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول، آفتاب کا مغرب سے طلوع یہ سب احادیث متواترہ سے ثابت ہے جس روز آفتاب مغرب سے نکلے گا، وہی وقت در توبہ بند ہونے کا ہوگا۔ انہیں ایام میں دابۃ الارض کعبہ معظمہ کے قرب میں زمین سے نکلے گا اور گھوڑے کی طرح پھریری لے کر غائب ہو جائے گا۔ تیسری مرتبہ جب نکلے گا تو دہنے ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگشتری ہوگی جو علم الٰہی میں مسلمان ہوگا اس کی پیشانی پر عصا سے نورانی نشان کر دے گا اور جو کافر ہوگا انگشتری سے کالا داغ لگا دے گا۔

حدیث شریف میں آیا ہے: ایک دسترخوان پر چند آدمی بیٹھے ہوئے کھانا کھاتے ہوں گے یہ کہے گا کہ وہ کافر ہے وہ کہے گا یہ مسلمان پھر نہ کوئی مسلمان کافر ہو سکے گا اور نہ کافر مسلمان!

---

[1] خروج دجال، ظہور امام مہدی نزول حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام طلوع آفتاب از جانب مغرب احادیث متواتر سے ثابت ہے۔

(پھر فرمایا) قیامت[1] تین قسم کی ہے۔ قیامت صغریٰ، یہ موت ہے: مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَةُ: جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہوگئی، دوسری قیامت وسطیٰ وہ یہ کہ ایک قرن کے تمام لوگ فنا ہو جائیں اور دوسرے قرن کے لئے لوگ پیدا ہو جائیں گے تیسری قیامت کبریٰ وہ یہ کہ آسمان وزمین سب فنا ہو جائیں گے۔

عرض: قرآن شریف میں آیا ہے: وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا اور یہ بھی آیا ہے: وَ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔

جب سب یہود ونصاریٰ قبل قیامت ایمان لے آئیں گے تو عداوت کس طرح ہوگی۔[2]

کتابوں[3] سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ان کی وفات سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے پھر زمانہ بدلے گا، خیر سے شر کی طرف اسلام سے کفر کی طرف۔ یہود ونصاریٰ باقی نہ رہے پھر زمانہ بدلے گا، خیر سے شر کی طرف اسلام سے کفر کی طرف۔ یہود ونصاریٰ باقی نہ رہے ہوں گے سب مسلمان ہوگئے ہوں گے لیکن جو ان کی نسلیں ہوں گی، ان میں بھی یہود ہوں گے نصاریٰ بھی ہوں گے ہنود بھی ہوں گے غرض سب طرح کے کافر ہوں گے ان کی آپس میں قیامت تک دشمنی وعداوت ہوگی۔

عرض: یہ آیہ کریمہ عام ہے یا خاص:[4] اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ

ارشاد: اس آیت کی دو سری تفسیریں ہیں، اگر موتہ کی ضمیر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف پھیری جائے تو یہ آیت ان سب کے واسطے ہوگی جو ان کے زمانہ میں ہوں گے اب پہلے جو ہیں۔ وہ کفر پر مرتے ہیں اسی طرح جو بعد میں ہوں گے وہ بھی کفر پر مریں گے ہاں آپ کے زمانہ میں جو کتابی ہوں گے ان میں سے وہ جو تلوار سے بچ رہے ہوں گے، کوئی ایسا نہ ہوگا جو آپ پر ایمان نہ لائے۔

---

[1] قیامت کی تین قسم ہے۔ [2] اس شبہ کا جواب کہ جب سب یہود ونصاریٰ قبل قیامت ایمان لے آئیں گے تو ان میں تا قیامت عداوت کیونکر رہے گی۔ [3] کتابی سب سیدنا مسیح علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔ [4] آیہ کریمہ وان من اہل الکتب الا لیومنن بہ قبل موتہ کی دو تفسیریں۔

اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ موتہ کی ضمیر کتابی کی طرف پھرتی ہے۔ اب یہ آیت عام ہوگی کوئی کتابی نہیں مرتا۔ مگر مرتے وقت جب اس کو عذاب دکھایا جاتا ہے، پردے اٹھادیئے جاتے ہیں تو کہتا ہے کہ میں ایمان لایا اس عیسیٰ پر جس نے بشارت دی تھی احمد ﷺ کی۔ لیکن ہم ایسے وقت کا ایمان ہوگا جب کہ نفع نہ دے گا۔ ایمان یاس ا بیکار ہے۔ جب نار سامنے ملائکہ عذاب سامنے اس وقت کا ایمان مفید نہیں۔ جب فرعون ڈوبنے لگا بولا۔ اٰمَنْتُ بِالَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓ اِسْرَآئِیْلَ۔ میں ایمان لایا اس پر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔ فرمایا گیا اٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ۔ اب ایمان لاتا ہے اور اس کے پہلے نافرمان تھا)

عرض: حضور قرآن شریف میں آیا ہے:

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ۔

(سائل کی یہ عرض ختم نہ ہوئی تھی) ختم ہونے سب پہلے ہی ارشاد فرمایا: وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ۔ (پھر فرمایا) مسلمان کی توبہ یاس کے مقبول ہونے میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ مقبول ۲ ہے اور کفار کی توبہ یاس یقیناً مردود و نامقبول ہے۔

عرض: وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بنی آدم میں سے کوئی شخص زمین کے سوا کہیں نہ جائے گا اور یہ خطاب تمام بنی آدم کو عام ہے تو چاہئے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آسمان پر تشریف فرما نہ ہوں۔ ۳

ارشاد: بے شک یہ عام ہے اور اس کے معنی یہ ہے کہ ہر شخص کو زمین پر قرار ہے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی قرار زمین ہی پر ہے۔ زمیں سے کوئی جدا نہ ہوگا اور اگر یہ معنی لئے جائیں کہ زمین سے کوئی کسی وقت جدا نہ ہوگا تو معراج جسدی سے بھی انکار کرنا پڑیگا اور چاہئے کہ سمندر ۴ پر چلنا محال ہو کہ اس وقت بھی زمین پر قرار نہیں ہوتا لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ سمندر تھوڑی دیر کے واسطے چلا جانا زمین پر قرار ہونے کے منافی نہیں۔

---

۱ ایمان یاس کارآمد نہیں۔ ۲ مسلمان کی توبہ یاس کا قبول مختلف فیہ ہے صحیح یہی ہے کہ مقبول ہے۔

۳ اس شبہ کا جواب کہ آیہ ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین جب عام ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان پر کیونکر ہیں۔ ۴ یونہی ہوائی جہاز پر اڑنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تخت کا ہوا پر جانا بعض اولیائے کرام کا اپنی کرامت سے ہوا پر چلنا۔ مؤلف غفرلہٗ

عرض: لیکن عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو کتنی صدیوں سے آسمان پر تشریف فرما ہیں ان کا مستقر تو آسمانوں پر ہوگیا۔

ارشاد: وہ ایسے عالم میں ہیں جہاں ہزار برس کا ایک دن ہے: وَ اِنَّ یَوْماً عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ط تو شاید ایک دن گزرا ہوگا دوسرے دن کے کچھ حصہ میں اُتر آئیں گے۔

عرض: ایک مناجات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے اس میں یہ الفاظ ہیں: ابن موسیٰ ابن عیسیٰ ابن یحیٰ ابن نوح۔

ارشاد: یہ نسبت جھوٹ ہے اور اس کا ورد بھی اچھا نہیں کوئی شخص صدیق تخلص رکھتا ہوگا جس کو عربی عبارت بھی لکھنا نہ آتی تھی۔

ردِ قادیانی

عرض: قرآن عظیم میں فرمایا: یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ وَ مُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا توفی کے کیا معنی ہیں۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا۔

اللہ لے لیتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور ان جانوں کو جو نہیں مریں ان کے سونے کے وقت۔

ایک لفظ توفی کا دونوں کے واسطے فرمایا توفی[2] منام کو بھی شامل ہے اور موت کو بھی، تو اب یہ معنی ہوں گے کہ اے عیسیٰ میں تم کو سلا دینے والا ہوں اور اٹھانے والا ہوں اپنی طرف اور پاک کرنے والا ہوں تم کو کافروں سے، اور فرض کیا جائے توفی کے معنی اگر موت ہی کے ہیں تو یہ کہاں سے نکلا کہ تم کو وفات دینے والا ہوں تم کو پھر اٹھانے والا ہوں اپنی طرف ؟ نہیں ثم نہیں و ہے اور وہ ترتیب پر دلالت نہیں کرتا صرف جمع کے لئے آتا ہے اور ک خطاب جر افـــــــــــــــــــــک

[1] آیہ انی متوفیک الخ کے کیا معنی ہیں۔
[2] توفی منام کو بھی شامل ہے اور موت کو بھی۔

میں ہے وہ نہ صرف روح سے خطاب نہ صرف جسم سے بلکہ روح مع الجسد مخاطب ہے اگر صرف روح مراد ہوتی تو رافعک نہ فرمایا جاتا بلکہ رافع روحک۔ اسی طرح علمائے کرام نے معراج جسدی کو فرمایا ہے کہ فرمایا گیا ہے: اسریٰ بعبدہٖ۔ عبد روح مع الجسد کا نام ہے اگر معراج روح ہوتی تو بروح عبدہٖ فرمایا جاتا۔

عرض: بغیر اجازت متولی کے مسجد میں وعظ کہہ سکتا ہے یا نہیں خصوصاً اس حالت میں جبکہ متولی کا حکم ہو کہ بغیر میری اجازت کے کوئی وعظ نہ کہے۔

ارشاد: متولی اگر عالم دین ہے اور یہ روک اس وجہ سے ہے کہ پہلے وہ واعظ کے عقائد جانچ لے سنی صحیح العقیدہ پائے تو وعظ کی اجازت دے۔ ایسی حالت میں بغیر اس کی اجازت کے وعظ کہنا جائز نہیں اور اگر ایسا نہیں تو متولی روکنے کا مجاز نہیں۔

عرض: زید اپنی زندگی میں اپنے لئے ایصال ثواب کرسکتا ہے یا نہیں ؟

ارشاد: ہاں کرسکتا ہے۔ محتاجوں کو چھپا کر دے۔ یہ جو عام رواج ہے کہ کھانا پکایا جاتا ہے اور تمام اغنیا و برادری کی دعوت ہوتی ہے ایسا نہ کرنا چاہئے۔

(پھر فرمایا) چھپا کر دینا محتاجوں کو اعلیٰ و افضل ہے، حدیث میں ارشاد فرمایا:

صَدَقَةُ السِّرِ تُدْفِعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ وَ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ۔

چھپا کر صدقہ دینا بُری موت سے بچاتا ہے اور رب العزت جل جلالہٗ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔

(پھر فرمایا) زندگی میں اپنے واسطے صدقہ کرنا بعد موت کے صدقہ سے افضل ہے حدیث میں ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ تَصَدَّقَ وَ اَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ وَلَا تُمْهِلِ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتَ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَ لِفُلَانٍ كَذَا اِلَّا وَ قَدْ كَانَ لِفُلَانٍ تَاْمَلُ

---

۱ اسریٰ بعبدہٖ سے معراج جسدی کا ثبوت ہے۔ ۲ اپنے زندگی میں اپنے لئے ایصال ثواب کرسکتا ہے۔ یہ افضل ہے۔ ۳ چھپا کر دینا افضل ہے ۔ ۴ واؤ ترتیب پر دلالت نہیں کرتا ہے۔ ۵ رافعک روح اور جسم دونوں سے مراد ہے۔ اگر صرف روح سے مراد ہوتی تو رافعک نہ فرمایا جاتا۔

الغِنٰی وَ تَخشَی الفَقرَ۔

افضل صدقہ یہ ہے کہ تو تصدق کرے اس حال میں کہ تو تندرست ہو اور مال پر حریص، دولت مندی کی تمنا رکھتا ہو اور محتاجی سے ڈرتا ہو یہ نہ ہو جب دم گلے میں اٹکے اس وقت کہے کہ فلاں کو اتنا فلاں کو اتنا کہ اب تو فلاں کے لئے ہو ہی چکا۔

عرض: حکم یہ کہ قبر کی پائنتی سے حاضر ہو، قبرستان میں جب کہ قبور کا اختلاط ہے کیونکر ہوگا۔

ارشاد: سب سے پہلے قبرستان کے پائنتی جانب سے آئے اور اسی پائنتی کنارے پر کھڑا ہو کر سلام کہے اور جو چاہے عالم ایصال ثواب کرے کسی کو سر اٹھانے کی حاجت نہ ہو اور اگر کسی خاص کے پاس جاتا ہے تو ایسے راستہ سے جائے جو اس قبر کی پائنتی کی جانب کو آیا ہو بشرطیکہ کوئی قبر درمیان میں نہ پڑے ورنہ ناجائز ہوگا، فقہائے کرام فرماتے ہیں زیارت کے واسطے قبروں کو پھاند کر جانا حرام ہے۔[1]

عرض: حضور یہ حکم ہے کہ قبرستان میں اگر دفن کرنے جائے تو جوتے اتار لے اور اہل قبور کے واسطے استغفار کرتا چلے۔ اگر راستہ میں ببول کے کانٹے وغیرہ پڑے ہوں تو کیا کرے۔

ارشاد: شریعتِ مطہرہ کا عام قاعدہ ہے کہ کسی کام کو منع فرماتی ہے کسی مصلحت سے اور جب بندہ کو ضرورت پیش آتی ہے فوراً اپنی ممانعت اٹھالیتی ہے۔ خمر و خنزیر سے بڑھ کر کون سی چیز حرام فرمائی گئی ہے مگر ساتھ ہی مضطر کا استثنا فرما دیا۔ جنگل میں ہے، پیاس کی شدت ہے۔ شراب موجود ہے، پانی کہیں نہیں ہے۔ نہ کوئی اور چیز ہے جس سے پیاس بجھائے، اب اگر شراب نہ پیئے تو پیاس کی وجہ سے مر جائے گا یا نوالہ اٹکا اور سوائے شراب کے کوئی ایسی چیز نہیں جس سے نوالہ اُتر جائے۔ اگر نہ پیئے تو دم گھٹ کر مر جائے گا۔ ایسی حالت میں اگر اس نے شراب نہ پی اور مر گیا گنہگار ہوا حرام موت مرا یا مثلاً بھوک کی شدت ہے اب اگر کچھ نہ کھائے تو مر جائے گا، اور سوائے خنزیر کے گوشت کے کچھ موجود نہیں، اگر اس نے نہ کھایا اور مر گیا تو گناہگار ہوگا حرام موت مرے گا۔

---

[1] قبروں کو پامال کرنا حرام ہے۔

عرض: وَمَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ اس کے کیا معنی ہیں، شبیہ بنادی گئی ان کے واسطے یا شبہ ڈال دیا گیا۔[1]

ارشاد: عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہ انہیں میں سے ایک کافر پر ڈال کر شبہ ڈال دیا گیا۔ جب اس خبیث پر سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہ آ گئی۔ انہیں آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ اب وہ کہتا ہے: میں تمہاری وہی ہوں، سب کہتے ہیں ہم تجھ کو جانتے ہیں تو وہی مکار ہے جس نے لوگوں میں فتنہ ڈال دیا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا، آگے فرمایا جاتا ہے:

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَالَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ط بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا o

اور بیشک وہ لوگ جنہوں نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں اختلاف کیا ان کی طرف سے شک میں پڑے ہیں اور ان کو علم نہیں سوائے وہم کی پیروی کرنے کے اور انھوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

یہود و نصاریٰ جو اختلاف کرتے ہیں کوئی بات دل سے نہیں کہتے، اپنے اوہام کے تبع ہیں۔ اس وقت کے نصاریٰ بھی کر رہے ہیں سوائے مہملات کے ان کے پاس اور کیا ہے اور انھیں پر کیا منحصر عام کفار بھی فرمایا: اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ۔

وہ سوائے اپنی خواہش نفسانی اور ظن کے کسی اور کا اتباع نہیں کرتے بلکہ تمام کفار اسلام کی حقانیت پر یقین رکھتے چلے آئے ہیں عناداً اس کے منکر ہیں۔

عرض: وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۔ اس کے معنی یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو کثیر امت والا پایا کہ شفاعت کا وعدہ فرما کر آپ کو بے پرواہ کر دیا۔

ارشاد: کہہ سکتے ہیں تاویل کے درجے میں ہوگی۔

عرض: تاویل کہاں تک جائز ہے۔

---

[1] وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ کے معنی سے سوال اور اس کا جواب۔

ارشاد: جہاں تک لفظ متحمل ہو (پھر فرمایا) وَ لَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی[1] کی تفسیر ظاہر یہی ہے کہ آخرت آپ کے واسطے دنیا سے بہتر ہے اور میں ہمیشہ اس کی یہی تاویل کرتا ہوں۔ وَ السَّاعَۃُ الْاٰخِیْرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ السَّاعَۃِ الْاُوْلٰی کہ جو ساعت آتی ہے وہ گزر جانے والی ساعت سے آپ کے لئے افضل ہے۔

عرض: کھڑاؤں پہننا کیسا ہے۔

ارشاد: صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد وضو کھڑاویں پہنا کرتے۔

عرض: خطبہ میں اخلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر زمانۂ اول میں نہ تھا۔

ارشاد: زمانہ اول ثابت ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ابوموسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا ذکر خطبہ میں کیا۔ بعد آپ کے ذکر کے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا۔ اس کی خبر
فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی سخت ناراض ہوئے کہ تم نے حضرت ابوبکر صدیق کا ذکر میرے بعد کیوں کیا! مجھ سے پہلے چاہئے تھا۔ ذکر کرنے پر ناراضی نہ فرمائی۔

عرض: رَغْمًا لِاُنُوْفِ الْوَھَابِیَّۃِ وَ الرَّافِضِیَّۃِ خطبہ میں سرکار حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیسا ہے۔

ارشاد: جائز و مستحسن ہے اور میرے تو اکثر خطبوں میں حضور کا ذکر ہوتا ہے۔ ہاں التزام سے نہیں۔

---

۱ آیہ ووجدک عائلا فاغنی کے متعلق۔
۲ آیہ وللاخرۃ خیر لک من الاولی کی تفسیر ظاہر،
۳ تاویل جہاں تک لفظ متحمل ہو جائز ہے،
۴ خطبہ میں ذکر خلفا عہد فاروقی سے ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے صدیق فاروق کا ذکر کیا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
۴ حضرت فاروق اعظم ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس لئے ناراض ہوئے تھے، کہ انھوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر حضرت عمر کے بعد کیوں کیا۔

عرض: جب کہ عالم دین حقیقۃً سلطان اسلام ہے اور اولی الامر منکم سے علمائے دین ہی مراد ہیں تو جس جگہ بادشاہِ اسلام نہ ہو وہاں خطبہ میں عالم دین کا نام لے کر ان کے واسطے دعا کرتا کیسا ہے۔

ارشاد: جائز[1] ہے۔ جس طرح سلطان اسلام دعا کا مستحق ہے اسی طرح عالم دین بھی[2]۔

عرض: سید کے لڑکے کو اس کا استاد تادیباً مار سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: قاضی جو حدود الٰہیہ قائم کرنے پر مجبور ہے اس کے سامنے اگر کسی سید پر حد ثابت ہوئی تو باوجودیکہ اس پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائے گا، لیکن اس کو حکم ہے کہ سزا[3] دینے کی نیت نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیت رکھے کہ شہزادے کے پاؤں میں کیچڑ لگ گئی ہے اسے صاف کر رہا ہوں تو قاضی جس پر سزا دینا فرض ہے اس کو تو یہ حکم ہے۔ تا بہ معلم چہ رسد۔

عرض: شعبان میں نکاح کرنا کیسا ہے۔

ارشاد: کوئی حرج نہیں ہاں یہ آیا ہے لَا نکاح بین العیدین دو عیدوں کے درمیان نکاح نہیں ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جمعہ کے دن اگر عید پڑھے تو ظاہر ہے کہ جمعہ و عیدین کے درمیان فرصت کہاں ہو سکتی ہے۔[4]

عرض: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیونکر اسلام لائے۔

ارشاد: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ایمان لائے جب کل مرد و عورت ۳۹ مسلمان تھے۔ آپ چالیسویں مسلمان ہیں اسی واسطے آپ کا نام الاربعین ہے یعنی چالیس مسلمان کے پورا کرنے والے۔ جب آپ مسلمان ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ٥

اے نبی تجھ کو کافی ہے اللہ اور اس قدر لوگ جو اب تک مسلمان ہو گئے۔

---

[1] حضور غوث اعظم کا ذکر خطبہ میں مستحسن ہے۔

[2] عالم دین سلطانِ اسلام کی طرح مستحق دعا ہے۔

[3] اگر سید پر حد ثابت ہو تو قاضی حد لگائے مگر سزا دینے کی نیت نہ کرے۔

[4] نکاح بین العیدین کا مطلب۔

کفار نے جب سنا تو کہا ''آج ہم اور مسلمان آدھوں آدھ ہو گئے'' جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حضور کو خوشخبری ہو کہ آج آسمانوں پر عمر کے اسلام لانے پر شادی رچائی گئی اور آپ کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ کفار ہمیشہ سرکار کی ایذا رسانی کی فکر میں رہتے آیہ کریمہ نازل ہوئی:

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔

اللہ تمہارا حافظ و ناصر ہے۔کوئی تمہارا کچھ نہیں کر سکتا۔

اس وقت تک یہ بھی مسلمان نہ ہوئے تھے ابوجہل لعین نے اعلان کیا کہ جو شخص ......

.....اس کو اس قدر انعام دوں گا۔ان کو جوش آیا تلوار ننگی کر لی اور قسم کھائی اس کو نیام میں نہ کریں گے جب تک معاذ اللہ اپنے ارادے کو پورا نہ کرلیں گے۔ معارج میں ہے کہ انھوں نے تو یہ قسم کھائی اور ادھر رب العزت جل جلالہٗ نے قسم یاد فرمائی کہ یہ تلوار نیام میں نہ ہوگی یاوقتیکہ کفار کو اسی سے قتل نہ کریں، جارہے تھے راستہ عبداللہ بن نعیم صحابی ملے دیکھا نہایت غصہ کی حالت میں سرخ آنکھیں ننگی تلوار لئے ہیں پوچھا کہاں جارہے ہو، انھوں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔عبداللہ بن نعیم نے کہا بنی ہاشم کے ہاشم کے حملوں سے کیسے بچو گے۔انھوں نے کہا شاید تو بھی مسلمان ہو گیا ہے تجھی سے شروع کروں۔عبداللہ بن نعیم نے فرمایا میری کیا فکر کرتے ہو اپنے گھر میں تو جا کر دیکھو تمہارے بہن اور بہنوئی دونوں ہی مسلمان ہو گئے ہیں۔ان کو غیظ آیا سیدھے بہن کے مکان پر گئے، دروازہ اندر سے بند پایا اندر سے پڑھنے کی آواز آرہی تھی۔ان کی بہن کو حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۂ طٰہٰ شریف سکھا رہے تھے۔آواز اجنبی کلام اجنبی خیر آواز دی بہن نے صحیفہ کو کسی گوشہ میں چھپا دیا، اور حضرت خباب ایک کوٹھڑی میں چھپ گئے۔دروازہ کھولا گیا آتے ہی بہن سے پوچھا تو دین سے پھر گئی۔اسلام میں رافضیوں کا سا تقیہ کہاں صاف کہہ دیا میں نے سچا دین اسلام قبول کیا خیر انھوں نے تلوار سے تو نہیں مارا مگر ہاتھ سے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ خون بہنے لگا۔جب آپ کی بہن نے دیکھا کہ چھوڑتے ہی نہیں تو کہا اے عمر تم مار بھی ڈالو مگر دین اسلام ہم سے نہ چھوٹے گا۔جب انھوں

ا وہابیہ پر قیامت کبریٰ اللہ فرماتا ہے اے نبی تجھ کو کافی ہے اللہ اور تیرے متبع مسلمان ۱۲ مؤلف احضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ

نے خون بہتا ہوا دیکھا غصہ فرو ہوا اپنی بہن کو چھوڑ دیا۔تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ میں نے نئے کلام کی آواز سنی تھی وہ مجھے دکھاؤ۔ آپ کی بہن نے کہا تم مشرک ہو اس کو چھو نہیں سکتے۔انھوں نے زبردستی کر کے مانگ لیا دو تین آیتیں پڑھیں فوراً ان کے منہ سے نکلا واللہ ماہذا کلام البشر۔خدا کی قسم یہ کلام بشر نہیں یہ سن کر حضرت خباب فوراً کوٹھری سے نکل آئے اور کہا اے عمر تمہیں خوشخبری ہو کل ہی حضور اقدس ﷺ نے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ خَطَّابٍ۔

الٰہی! اسلام کو عزت دے ابوجہل یا عمر خطاب کے ذریعہ سے۔

الحمد اللہ کہ حضور (ﷺ) کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوئی۔انھوں نے فرمایا حضور کہاں تشریف فرما ہیں حضرت خباب نے فرمایا دار ارقم میں انھوں نے کہا مجھے لے چلو حضرت خباب در دولت پر لے کر حاضر ہوئے یہاں مسلمان بخوف کفار چھپ کر نماز پڑھتے تھے۔دروازہ پر آواز دی، اندر سے آواز آئی ''کون'' انھوں نے کہا عمر ضعفائے مسلمین خائف ہوئے دو تین آوازیں دیں مگر جواب نہ دیا گیا جب انھوں نے سختی سے آواز دی سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کواڑ کھول دیا جائے اگر خیر کے لئے آیا ہے فبہا اور اگر ارادۂ شر سے آیا ہے تو واللہ اس کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دونگا۔دروازہ کھلا یہ اندر گئے حضور اقدس ﷺ کھڑے ہو گئے اور ان کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا عمر کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تم مسلمان ہو۔فرماتے ہیں مجھے یہ معلوم ہوا کہ ایک عظیم الشان پہاڑ میرے اوپر رکھ دیا گیا یہ عظمت نبوت تھی فوراً عرض کیا:

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَه وَاشهد اَنَّ مُحَمَّدًا عبده' ورسُوْلُه'۔

یہ دیکھتے ہی مسلمانوں نے خوش ہو کر بآواز بلند تکبیریں کہیں جن سے پہاڑ گونج اُٹھے۔ اُنھوں نے مسلمان ہوتے ہی عرض کیا یا رسول اللہ کفار علی الاعلان اپنے معبودان باطل کی پرستش کریں اور ہم مسلمان چھپ کر اپنے سچے خدا کی عبادت کریں۔ہم اعلانیہ مسجد الحرام میں نماز پڑھیں گے حضور اقدس ﷺ مسلمانوں کو لے کر برآمد ہوئے۔مسجد حرام شریف میں اذان کہی گئی دو صفیں ہوئیں ایک میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے اور دوسری میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس

کافر نے دیکھا چپکا اپنے گھر گھس گیا۔ جب ضعفائے مسلمین نے ہجرت کی تو کفار سے چھپ چھپ کر چلے گئے انہوں نے جب ہجرت فرمائی ایک ایک مجمع کفار میں ننگی شمشیر لے جا کر فرمایا جس نے مجھے جانا اس نے جانا اور جس نے نہ جانا ہو وہ اب جان لے کہ میں ہوں عمر جسے اپنی عورت بیوہ اور بچے یتیم کرنا ہوں ہو میرے سامنے آئے میں اب ہجرت کرتا ہوں پھر یہ نہ کہنا عمر بھاگ گیا۔ تمام کفار سر جھکائے بیٹھے رہے کسی نے چوں بھی نہ کی۔ (پھر فرمایا) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر قدم موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر قدم حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اسی واسطے ان کی شدت اور ان کی رحم لی درجۂ کمال پر تھی۔

عرض: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس نبی کے زیر قدم ہیں۔

ارشاد: ایک لاکھ[1] چوبیس ہزار صحابی ہیں کس کس طرح کس کس کے زیر قدم بتاؤں نام بھی سب کے نہیں معلوم وہ صحابہ جن کے نام معلوم ہیں سات ہزار ہیں۔ حجۃ الوداع میں ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے۔

عرض: حضور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ علی میرا نظیر ہے۔

ارشاد: ذال سے ظا اگر ذال سے نذیر مراد ہے تو تمام علماء حضور کے نیابت میں نذیر ہیں مگر یہ کوئی حدیث نہیں ہاں یہ آیا ہے: اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ ۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور اگر ظا سے نظیر لیا ہے تو یہ صریح کلمۂ کفر ہے حدیث میں کہاں آ سکتا ہے۔ وہ ذات تو اللہ تعالیٰ نے بے مثل و بے نظیر بنائی۔ حضور اقدس ﷺ کا نظیر محال بالذات ہے تحت قدرت ہی نہیں، ہو ہی نہیں سکتا نہ اولین میں نہ آخرین میں نہ انبیاء میں نہ مرسلین میں۔

عرض: حضرت[3] سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے جب کسی کو کوئی تکلیف پہنچے تو یا زروق کہہ کر ندا کرے میں فوراً اس کی مدد کروں گا۔

ارشاد: مگر میں نے کبھی اس قسم کی مدد نہ طلب کی جب کبھی میں استعانت کی یا غوث ہی کہا یک

---

[1] صحابی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں۔

[2] سات ہزار صحابہ معلوم الاسم ہیں۔ [3] حضور کا نظیر محال بالذات ہے۔

درگیر محکم گیر میری عمر کا تیسواں سال تھا کہ حضرت محبوب الٰہی کی مدرگاہ میں حاضر ہوا حاطہ میں مزامیر وغیرہ کا شور مچا تھا طبیعت منتشر ہوتی تھی میں نے عرض کی کیا حضور میں آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں اس شور وشغب سے مجھے نجات ملے جیسے ہی پہلا قدم روضۂ مبارک میں رکھا کہ معلوم ہوا کہ سب ایک دم چپ ہوئے ہیں میں سمجھا کہ واقعی سب لوگ خاموش ہو گئے قدم درگاہ شریف سے باہر نکلا پھر وہی شور غل تھا۔ پھر اندر قدم رکھا پھر وہی خاموشی معلوم ہوا کہ یہ سب حضرت کا تصرف ہے یہ بین کرامت دیکھ کر مدد مانگنی چاہی بجائے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام مبارک کے یا غوثاہ زبان سے نکلا وہیں میں نے اکسیر اعظم قصیدہ بھی تصنیف کیا (پھر ارشاد فرمایا) ارادت شرط اہم ہے۔

بیعت میں بس مرشد کی ذرا سی توجہ درکار ہے اور دوسری طرف اگر ارادت نہیں تو ف کچھ نہیں ہو سکتا۔ ایک صاحب حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلاموں میں سے تھے انھوں نے واقعہ میں یعنی سوتے جاگتے میں دیکھا کہ ایک ٹیلہ پر یاقوت کی کرسی بچھی ہے اس پر حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں اور نیچے ایک مخلوق جمع ہے ہر ایک اپنی چٹھی دیتا ہے حضرت اس کو بارگاہِ رب العزت میں پیش کرتے ہیں۔ یہ چپکے کھڑے رہے جب حضرت نے بہت دیر تک انھیں دیکھا اور انھوں نے کچھ نہ کہا تو خود فرمایا: ھَاتِ اَعْرِضْ قِصَّتَکَ۔ لاؤ میں تمہاری عرضی پیش کروں انھوں نے عرض کیا: اَوَ شَیْخِیْ عَزَلُوْہُ۔ کیا میرے شیخ کو معزول کر دیا گیا؟ وَاللّٰہِ مَا عَزَلُوْہُ وَ لَنْ یَّعْزِلُوْہُ۔ خدا کی قسم ان کو معزول نہیں کیا گیا اور نہ کبھی ان کو معزول کریں گے انھوں نے عرض کی تو بس میرا شیخ کافی ہے آنکھ کھلی حاضر ہوئے دربار میں سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ عرض کریں قبل اس کے کہ کچھ عرض پیش کروں (فرمایا) ارادت یہ ہے۔

---

۱ گم شدہ شے ملنے کا عمل ۲ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک کرامت کا ذکر
۳ ارادت شرط اہم بیعت ہے۔
۴ سرکار غوثیت کے ایک مرید کی پختہ ارادت کی نفیس حکایت۔
۵ سرکار غوثیت کا وقوف غیب۔ ۶ علی بن ہیتی حضور غوث اعظم کے خلیفہ ہیں اور علی جوسقی علی بن ہیتی کے مرید خاص

ہمہ شیرانِ باں بستۂ ایں سلسلہ اند۔ (پھر فرمایا) جب تک مرید یہ اعتقاد نہ رکھے گا کہ میرا شیخ تمام اولیائے زمانہ سے میرے لئے بہتر ہے نفع نہ پائے گا۔ علی بن ہیتی نے جو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص خلیفہ ہیں۔ ایک بار حضور کی دعوت کی ان کے خاص مرید تھے۔ حضرت علی جوسقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کھانا لائے خیال کرتے ہیں کہ روٹیاں کس کے سامنے پہلے رکھوں۔ اپنے شیخ کے سامنے رکھتا ہوں تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کے خلاف ہے اور اگر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رکھتا ہوں تو ارادت تقاضا نہیں کرتی اُنھوں نے اس طرح روٹیاں گھمائیں کہ دونوں کے حضور ایک ساتھ جا کر گریں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ مرید تمہارا بہت باادب ہے۔ علی بن ہیتی نے عرض کیا بہت ترقیاں کر چکا ہے اب اس کو حضور اپنی خدمت میں لیں۔ علی جوسقی یہ سنتے ہی ایک کونہ میں گئے اور رونا شروع کیا۔ حضور نے فرمایا اس کو اپنے ہی پاس رہنے دو جس پستان کا ہلا ہوا ہے اسی سے دودھ پیئے گا۔ دوسرے کو نہیں چاہتا (پھر فرمایا) اپنے تمام حوائج میں اپنے شیخ ہی کی طرف رجوع کرے۔

عرض: اس حدیث کے کیا معنی ہیں: لَوْ کَانَ مُوْسیٰ حَیًّا مَاوَسِعَہٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ۔

ارشاد: اگر موسیٰ تشریف لائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کرو گمراہ ہو جاؤ گے حالانکہ نبی نبی بحیثیت نبوت کے کچھ فرق نہیں وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ ناسخ جمیع ادیان سابقہ ہیں۔ بہت احکام شریعت موسوی اور شریعت عیسوی کے ہماری شریعت میں منسوخ ہوئے تو اگر ان احکام کو چھوڑ کر ان کی پیروی کی جائے یقیناً گمراہی ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور چند یہود مشرف با اسلام ہوئے اور نماز میں توریت شریف بھی پڑھنے کی اجازت چاہی آیہ کریمہ نازل ہوئی:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔

---

۱ علی بن جوسقی کی پختہ ارادت کا ایک عجیب واقعہ۔

۲ حدیث لوکان موسیٰ حیا ماوسعہ الا اتباعی کے معنی

۳ یایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ الآیہ کا شان نزول۔

اے مسلمانوں! اگر مسلمان ہوتے ہو تو پورے مسلمان ہو جاؤ۔ شیطان کے فریب میں نہ پڑو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

عرض: شیخ کے حضور چپکا رہنا افضل ہے یا نہیں۔

ارشاد: [1] بیکار باتوں سے تو ہر وقت پرہنر چاہیے اور شیخ کے حضور خاموش رہنا افضل ہے ضروری مسائل پوچھنے میں حرج نہیں اولیائے کرام فرماتے ہیں شیخ [2] کے حضور بیٹھ کر ذکر میں دوسری طرف مشغول ہوگا اور یہ حقیقۃً ممانعتِ ذکر نہیں بلکہ تکمیل ذکر ہے کہ وہ جو کرے گا بلا توسل ہوگا اور شیخ کی توجہ سے جو ذکر ہوگا وہ بتوسط ہوگا۔ یہ اس سے بدرجہا افضل ہے۔ (پھر فرمایا) اصل کار حسن عقیدت ہے یہ نہیں تو کچھ نفع نہیں اور صرف حسن عقیدت ہے تو خیر اتصال تو ہے (پھر فرمایا) پرنالہ کی شکل تم کو فیض پہنچے گا حسن عقیدت ہونا چاہیے۔

عرض: حضور کیا یہ صحیح ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کی وفاتِ اقدس کے وقت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا صبر بہتر ہے مگر آپ پر اور رُونا بُرا ہے مگر آپ پر۔

ارشاد: یہ الفاظ نظر سے نہ گزرے بہت ممکن ہے کہ ایسا ہوا ہو۔

عرض: اگر اس کو صحیح مانا جائے تو اس کے کیا معنی ہوں گے۔

ارشاد: معنی ظاہر ہیں صبر ہوتا ہے متناہی رنج پر اور سرکار دو عالم ﷺ کی جدائی کا رنج ہر مسلمان کو غیر متناہی ہے تو غیر متناہی پر صبر کیونکر ہوگا۔

عرض: لیکن ہمارے علمائے کرام غم تازہ کرنے کو حرام فرماتے ہیں۔

ارشاد: غم تازہ کرنا اپنی طرف سے ہوتا ہے اور یہاں تو رنج ہے وہ اپنے اختیار میں نہیں۔

عرض: تو اگر بے اختیاری میں اپنے عزیز کی موت پر صبر نہ کرے تو جائز ہوگا۔

ارشاد: بے اختیاری بنالیتے ہیں ورنہ اگر طبیعت کو روکا جائے تو یقین ہے کہ صبر ہو سکتا ہے، حضور

---

[1] بیکار باتوں سے ہر وقت پرہیز چاہیے۔
[2] شیخ کے حضور خاموش بیٹھے یہاں تک کہ ذکر بھی نہ کرے۔

[1] نوحہ ناجائز ہے۔

اقدس ﷺ تشریف لئے جارہے تھے، راہ میں ملاحظہ فرمایا کہ ایک عورت اپنے لڑکے کی موت پر نوحہ کر رہی ہے۔ حضور ﷺ نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا صبر کرو، وہ اپنے حال میں ایسی بے خبر تھی کہ اس کو نہ معلوم ہوا کون فرمارہے ہیں جواب بیہودہ دیا کہ آپ تشریف لے جائیں مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔ حضور تشریف لے گئے۔ بعد کو لوگوں نے اس سے کہا کہ حضور اقدس ﷺ نے منع فرمایا تھا۔ وہ گھبرائی اور فوراً دربار میں حاضر ہوئی اور عرض کیا! یارسول اللہ (ﷺ) مجھے معلوم نہ ہوا کہ حضور منع فرمارہے ہیں اب میں صبر کرتی ہوں، ارشاد فرمایا:

اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰی۔

صبر پہلی ہی بار کرتی تو ثواب ملتا پھر آ ہی جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی صبر کرے تو ہوسکتا ہے۔ امام محمد بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں نفس بچہ کی مثل ہے اگر اس کو دودھ پلائے جاؤ جوان ہو جائے گا اور پیتا رہا گا اور اگر چھڑا دو چھوڑ دے گا میں نے خود دیکھا ہے گاؤں میں ایک لڑکی ۱۸ یا ۲۰ برس کی تھی ماں اس کی ضعیفہ تھی اس کا دودھ اس وقت تک نہ چھڑایا تھا ماں ہر چند منع کرتی وہ زور آور تھی پچھاڑتی اور سینے پر چڑھ کر دودھ پینے لگتی۔

عرض: حضور نفس اور روح میں فرق اعتباری معلوم ہوتا ہے۔

ارشاد: اصل میں تین چیزیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ نفس، روح، قلب، روح[۱] بمنزلہ بادشاہ کے ہے اور نفس و قلب اس کے دو وزیر ہیں۔ نفس اس کو ہمیشہ شر کی طرف لے جاتا ہے اور قلب جب تک صاف ہے خیر کی طرف بلاتا ہے اور معاذ اللہ کثرت[۲] معاصی اور خصوصاً کثرتِ بدعات سے اندھا کر دیا جاتا ہے۔ اب اس میں حق کے دیکھنے سمجھنے غور کرنے کی قابلیت نہیں رہتی مگر ابھی حق سننے کی استعداد باقی رہتی ہے اور پھر معاذ اللہ[۳] اوندھا کر دیا جاتا ہے۔ اب وہ نہ حق سن سکتا ہے اور نہ دیکھ سکتا ہے بالکل چوپٹ ہو کر رہ جاتا ہے (پھر فرمایا) قلب حقیقۃً اس مضغۂ گوشت کا نام نہیں بلکہ وہ ایک لطیفۂ غیبیہ[۵] ہے جس کا مرکز یہ مضغۂ گوشت ہے سینے کے بائیں جانب اور نفس[۶] کا مرکز زیرناف ہے۔

---

[۱] روح بادشاہ ہے اور نفس و قلب اس کے وزیر۔
[۲] قلب کس طرح اندھا ہو جاتا ہے۔
[۳] قلب کب ایسا ہو جاتا ہے کہ حق سن بھی نہ سکے
[۴] قلب حقیقۃً ایک لطیفہ غیبیہ ہے۔
[۵] نفس کا مرکز کہاں ہے۔

اسی واسطے شافعیہ[1] سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں کہ نفس سے جو وساوس اٹھیں وہ قلب تک نہ پہنچنے پائیں اور حنفیہ زیر ناف[2] باندھتے ہیں۔

کہ سر چشمہ باید گرفتن بہ میل
چوں پُر شد نشاید گرفتن بہ پیل

یعنی گربہ کشتن روز اول باید اسی واسطے یہ تحریر کیا گیا ہے کہ اگر ہاتھ سختی سے باندھیں جائیں تو وساوس نہ پیدا ہوں گے۔

عرض: کسی شخص کو ایسی بلا میں مبتلا دیکھے جو بظاہر انسان کی طرف سے پہنچتی ہے اس وقت بھی یہ دعا پڑھ سکتا ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلاکَ بِہٖ وَ فَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلاً۔

ارشاد: ہر بلا میں مبتلا کو دیکھ کر پڑھ سکتا ہے خواہ وہ بلا انسانی ہو یا آسمانی (پھر فرمایا) میں تو کافر کا مردہ بھی دیکھ کر پڑھتا ہوں کہ جس بلا میں وہ مبتلا ہوا یعنی موت علی الکفر اس سے خدا نے ہم کو نجات دی اس پر شکر کرنا چاہیے۔ (پھر فرمایا) حدیث میں ہے کافر کے جنازہ کے آگے شیطان آگ کے شعلے اڑاتا ہوا شور مچاتا ناچتا ہوا چلتا ہے کہ وہ دوڑتے ہوئے لے جاتے ہیں اور .... کے جنازہ کے ساتھ شیطان کو تھوڑی دیر ناچنا پڑتا ہے کہ وہ باجہ بجاتے جگہ جگہ ٹھہراتے بہت آہستہ آہستہ لے جاتے ہیں۔ اللہ اکبر ہمارے مذہب اسلام میں ہر بات میں توسط کو اختیار فرمایا یہاں بھی حکم ہے کہ میت کو نہ بہت آہستہ لے جاؤ نہ دوڑتے ہوئے[3]۔

عرض: حضور وسط کے معنی افضل کے بھی آتے ہیں جیسے وَجعلنا کم اُمَّۃً وَّسَطاً۔

ارشاد: ہاں[4] وسط کے لئے افضلیت لازم ہے آیت کے معنی یہ ہیں ہم نے تم کو

---

[1] شافعیہ سینے پر ہاتھ کیوں باندھتے ہیں۔
[2] حنفیہ زیر ناف کیوں ہاتھ باندھتے ہیں۔
[3] میت کو نہ دوڑتے ہوئے جانا چاہیے نہ بہت آہستہ
[4] وسط کو افضلیت لازم ہے۔

بہترین امت بنایا حدیث میں ارشاد ہوا:

اَنْتُمْ تُتِمُّوْنَ سَبْعِیْنَ اُمَّةً مِنْ قَبْلِکُمْ وَ اَنْتُمْ اٰخِرُھُمْ ۔

تم سے پہلے ۱۲۹ امتیں گزریں اور تم سب سے پچھلے ہو۔

شب معراج رب العزۃ جل جلالہٗ نے حضور اقدس ﷺ سے ارشاد فرمایا: اَغَمٌّ عَلَیْکَ اَنْ جَعَلْتُکَ اٰخِرَ الْاَنْبِیَاءِ۔ کیا تمہیں اس بات کا غم ہوا کہ میں انہیں سب سے پچھلا نبی کیا۔ عرض کی نہیں اے میرے رب! ارشاد فرمایا میں نے انھیں اس لئے سب سے پچھلی امت کیا کہ سب امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انہیں کسی کے سامنے رسوا نہ کروں (پھر فرمایا) ایک آنکھ کے لئے کروڑوں آنکھوں کا اعزاز کیا جاتا ہے۔ روز قیامت تمام امتوں کو منادی پکارے گا جب اس امت کی باری آئے گی ندا کرے گا کہاں ہیں، امتِ محمد (ﷺ) اور دامنِ رحمت وسیع کیا جائے گا اس میں سب کو لے لیا جائے گا کسی کو ان کے حساب کا پتہ بھی نہ چلے گا۔ ایک حدیث میں ہے نبی ﷺ نے عرض کی اے رب! میری امت کا حساب مجھے دیدے۔ ارشاد فرمایا: اے محمد ﷺ تیری امت میرے بندے ہیں خود حساب لوں گا اور خود بخشش دوں گا۔ روز قیامت دامنِ رحمت میں تمام امت کو جمع فرمایا جائے گا اور ارشاد فرمایا جائے گا۔ میں نے اپنے حقوق معاف کئے تم آپس میں ایک دوسرے کے حقوق معاف کرو اور جنت کو چلے جاؤ۔ یہ سب صدقہ ہے سرکا ﷺ (پھر فرمایا) بندگی ہونا چاہئے مرتے وقت محمد رسول اللہ ﷺ پڑھ کر جان نکل جائے۔ پھر تو سب آسان ہے۔ یہی ایک پہلی منزل ہے جو تمام منزلوں سے تحت تر ہے اللہ آسان فرمائے: حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ عَلَیْہِ تَوَکَّلْنَا ۔ پھر فرمایا قیامت کے دن باوجود ان رحمتوں اور مہربانیوں کے ہم میں بعض وہ لوگ ہوں گے جو اس وقت بھی بخل کریں گے۔ حدیث میں ہے ایک شخص کو جنت کا حکم ہوگا وہ جانا چاہے گا کہ اس کا حقدار کھڑا ہوگا۔ عرض کرے گا اے رب! میرا حق میرے اس بھائی سے دلا۔ حکم ہوگا اس کی نیکیاں اس کو دے کر حق پورا کرو، نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور اس کا حق باقی رہے گا (فرمایا) کہ تین پیسے جو کسی کے اپنے اوپر آتے ہوں گے ان کے بدلے میں ۷۰۰ باجماعت نمازیں لی جائیں گی۔ حق دار پھر کھڑا ہوگا اور عرض کرے گا اے رب! میرا حق اس بھائی سے دلوا، حکم ہوگا اس کی بدیاں اس پر رکھ کر حق پورا کرو اسکی بدیاں بھی ختم ہو جائیں گی اور ابھی حق باقی ہے۔ پھر وہ کھڑا ہوگا اور عرض

کرے گا اے رب! میرا حق میرے اس بھائی سے دلوا، ارشاد ہوگا اس کی تمام نیکیاں تجھے مل گئیں تیری تمام برائیاں اس پر رکھ دی گئیں: وَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّ ھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اب اس کے پاس کیا ہے جو تو لے گا۔ عرض کرے گا اے رب! میرے، میرا حق ابھی باقی ہے وہ اس سے دلوا۔ تب فرشتوں کو حکم ہوگا کہ جنت سے ایک مکان خوب آراستہ کرکے عرصات میں لایا جائے سب لوگ اس کو نہایت شوق سے دیکھنے لگیں گے۔ رب العزۃ جل جلالہٗ ارشاد فرمائے گا میں اس مکان کو بیچتا ہوں، کوئی ہے جو اس کو خریدے، حق دار عرض کرے گا اے رب میرے اس کی قیمت کس کے پاس ہوگی۔ ارشاد فرمائے گا لیکن تیرے پاس اس کی قیمت ہے۔ عرض کرے گا اے رب میرے وہ کیا چیز ہے۔ ارشاد فرمائے گا اپنے بھائی کا حق معاف فرمادے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں چلا جا (پھر فرمایا) خدا نے وعدہ فرمالیا ہے کہ حق العبد کو میں معاف نہ کروں گا ورنہ بندے کا بھی وہی مالک بندے کے حقوق کا بھی وہی مالک وہ چاہے تو تمام بندوں کے حقوق معاف فرمادے۔ مگر چونکہ اس نے وعدہ فرمالیا ہے اس لئے اس طور پر اپنے حبیب ﷺ کے غلاموں سے حقوق العباد معاف کرائے گا۔

عرض: قواعد رویت ہلال یقینی ہیں یا تخمینی۔

ارشاد: تخمینی ہیں سب سے پہلا فن ہیت کا امام جو گنا جاتا بطلیموس ہے اس نے مجسطی لکھی اس میں تمام افلاک کے احوال، ستاروں کا طلوع وغروب ان کا آپس میں نظری فاصلہ یہاں تک کہ ثوابت کا بھی طلوع وغروب لکھا ہے فلاں ستارہ آفتاب سے اتنے بعد پر ہوگا تو نظر آئے گا وراتنے بعد پر ہوگا تو نہیں اور ہلال کو چھوڑ گیا وہ اس کے قابو کا نہ تھا۔ متاخرین نے اس کا قاعدہ ایجاد کیا ہے۔ آٹھ ورق کامل پر اس کے اعمال آتے ہیں اور اس کے بعد بھی یقینی جواب آتا ہے اور کبھی اس قدر اعمال کثیرہ کے بعد مشکوک، سیدھا حساب جو ہمارے آقا و مولا ﷺ نے سکھایا ہے۔ وہ کبھی نہ ٹوٹ سکتا ہے نہ ٹوٹے گا: اِنَّا اُمَّۃٌ اُمِّیَّۃٌ لَا نَکْتُبُ وَلَا نَحْسِبُ الشَّھْرَ اِلَّا ھٰکَذَا وَ ھٰکَذَا وَ ھٰکَذَا فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَعُدُّوْا ثَلٰثِیْنَ ......ہم امت امیہ ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں مہینا ۲۹ کا ہے یا ۳۰ کا اگر تمہیں شبہ پڑ جائے تو ۳۰ کی گنتی پوری کرلو۔

مؤلف: ولادت کی تاریخوں کا ذکر تھا اس پر ارشاد فرمایا بحمد اللہ تعالیٰ میری ولادت کی تاریخ اس

آیۂ کریمہ میں ہے۔

أُولٰئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا ہے اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ سے ان کی مدد فرمائی ہے اور

اس کا صدر ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ لَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَ ھُمْ اَوْ اَبْنَآءَ ھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ۔

نہ پائیں گے آپ ان لوگوں کو جو اللہ و رسول اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ و رسول کے مخالفوں سے دوستی رکھیں اگرچہ وہ ان کے باپ یا ان کی اولاد یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے قبیلے ہی کے کیوں نہ ہوں اسی کے متصل فرمایا اولئک کتب فی قلوبہم الایمان بحمد اللہ تعالیٰ بچپن سے مجھے نفرت ہے اعداء اللہ سے اور مجھے اور میرے بچوں کو بھی بفضل تعالیٰ عداوت اعداء اللہ گھٹی میں پلا دی گئی ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ یہ وعدہ بھی پورا ہوگا اولئک کتب فی قلوبھم الایمان بحمد اللہ اگر قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا: لا الہ الا اللہ دوسرے پر لکھا ہوگا محمد رسول اللہ (ﷺ) اور الحمد اللہ تعالیٰ ہر بد مذہب پر ہمیشہ فتح و ظفر حاصل ہوئی۔ رب العزت جل جلالہٗ نے روح القدس سے تائید فرمائی۔ اللہ پورا فرمائے:

وَ یُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(پھر فرمایا) یہ سب برکات ہیں حضرت جدامجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرآن عظیم میں خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ میں ہے کہ دو یتیم بچے ایک مکان میں رہتے تھے اسکی دیوار گرنے والی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا۔ خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دیوار کو سیدھا کر دیا اس واقعہ کو فرمایا جاتا ہے وَکَانَ ابوھما صالحاً ان کا باپ صالح تھا اس کی برکت سے یہ رحمت کی گئی ہے۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں وہ باپ ان کی چودھویں پشت میں تھا۔ صالح باپ

کی یہ برکات ہوتی ہیں تو یہاں ابھی تیسری ہی پشت ہے دیکھئے کب تک برکات اس سلسلے میں رہیں (پھر فرمایا) حضرت جدامجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحمد اللہ تعالیٰ میرے ساتھ اس وقت تک وہی محبت ہے جو پہلے تھی۔ میرے جدامجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک حقیقی بھتیجے تھے انھوں نے کوئی دقیقہ میرے برائی میں اپنے نزدیک اٹھا نہ رکھا۔ ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت جدامجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پلنگ پر تشریف فرما ہیں اور وہ صاحب پائتی بیٹھے ہیں، اور ہر چند بات کرنا چاہتے ہیں حضرت جواب نہیں دیتے اور متوجہ نہیں ہوتے اتنے میں میں حاضر ہوا حضرت مجھے دیکھ کر فوراً سروقد کھڑے ہوگئے اور فرمایا آیئے مولانا تشریف لایئے باوجودیکہ میں ان کی پاؤں کی جوتی کی خاک مگر حضرت نے مجھ کو نہایت تعظیم سے اپنے پاس بٹھایا اور جب تک میں بیٹھا رہا حضرت برابر میری طرف متوجہ رہے دو روز ہوئے تھے کہ لکھنؤ سے خمیرہ آیا تھا حضرت حقہ ملاحظہ فرما رہے تھے مجھے خواب میں خمیرہ یاد آیا، میں اُٹھا اور عرض کیا میں لکھنؤ کا خمیرہ بھرتا ہوں سنتے ہی گھبرا گئے اور فوراً کھڑے ہوکر فرمانے لگے مولانا آپ تکلیف نہ فرمایئے مولانا آپ تکلیف نہ فرمایئے اور مجھے بٹھا لیا۔ میری محبت کے سبب اپنے حقیقی بھتیجے سے کلام نہ فرمایا (پھر فرمایا) میں روتا ہوا دوپہر کو سو گیا حضرت جدامجد رضی اللہ تعالیٰ تشریف لائے اور ایک صندوقچی عطا فرمائی اور فرمایا عنقریب آنے والا ہے وہ شخص جو تمہارے درد دل کی دوا کرے گا، دوسرے یا تیسرے روز حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بدایوں سے تشریف لائے اور اپنے ساتھ مارہرہ شریف لے گئے وہاں جاکر شرف بیعت حاصل کیا (پھر فرمایا) ایک مرتبہ جائیداد کا جھگڑا تھا اور وہ بھی ایسا کہ ظاہری رزق کے بند ہونے کے اسباب تھے اسی دوران میں خواب میں دیکھا کہ حضرت جدامجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ عربی گھوڑے پر سوار تمام اعضاء نہایت روشن عربی لباس میں تشریف لائے میں اسی پھاٹک میں کھڑا تھا حضرت قریب آکر گھوڑے سے اترے اور فرمایا بشیر الدین وکیل کے یہاں جانا ہے۔ آنکھ کھلی، میں نے کہا اب مقدمہ فتح ہوگیا، چنانچہ صبح ہی کو مقدمہ میں فتحیابی ہوگئی ۸۔۱۰ برس ہوئے، رجب کے مہینے میں حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں احمد رضا اب بھی رمضان میں تمہیں بیماری ہوگی اور زیادہ ہوگی۔ روزہ نہ چھوڑنا یہاں بحمد اللہ تعالیٰ جب سے روزے فرض ہوئے کبھی نہ سفر نہ مرض کسی حالت میں روزہ نہیں چھوڑا اخیر رمضان شریف میں بیمار ہوا اور بہت بیمار ہوا مگر

بحمد اللہ تعالیٰ روزے نہ چھوڑے گاؤں میں ایک زمین میری زمین کے متصل ایک صاحب کی تھی وہ ایک سود خوار کے ہاتھ بیچنا چاہتے تھے ان سے کہا گیا مخالفت کیوجہ سے انھوں نے بانا والد ماجد خواب میں تشریف لائے اور فرمایا مجھے نہیں دیتے سود خوار کو دیتے ہیں اور ملے گی مجھی کو، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک بار بیمار ہوا اور شدت کا درد ہوا آنکھ لگ گئی خواب میں حضرت والد ماجد اور مولوی برکات احمد جو والد ماجد سے پڑھا کرتے تشریف لائے مولوی برکات احمد صاحب نے پوچھا مزاج کیسا ہے میں نے کہا درد کی شدت ہے دعا کیجئے کہ ایمان پر خاتمہ ہو جائے۔ یہ کہا ہی تھا کہ والد ماجد کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا ابھی تو باون برس مدینہ طیبہ میں، اب اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں کہ باون برس کی تھی یا یہ کہ اس وقت سے باون برس کے بعد مدینہ منورہ کی حاضری میں ہوگی اور خدا سے اُمید ہے کہ ایسا ہی کرے آمین۔ ایک مرتبہ کھانا نہ کھایا کئی روز سے والدین کریمین کو خواب میں دیکھا والدہ ماجدہ نے کچھ نہ فرمایا والد ماجد نے فرمایا تھا تمہارے نہ کھانے سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے مجبوراً پھر صبح سے کھانا شروع کر دیا۔ ایک بار میں دیکھا والدہ ماجدہ نے کچھ نہ فرمایا اور والد ماجد نے فرمایا تھا اونچی بھی تھی۔ والد ماجد نے کمر پکڑ کر سوار کیا اور فرمایا گیارہ درجے تک تو ہم نے پہنچا دیا آگے اللہ مالک ہے۔ میرے خیال میں اس سے مراد غلامی ہے، سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی، ایک صاحب میرے چچا ہوتے تھے گاؤں کا کام وہی کرتے تھے۔ ایک بار حضرت والد ماجد ان سے ناراض ہو گئے فرما دیا تھا کہ اب سے یہ گاؤں کا کام نہ کریں۔ بعد میں مجھے فرصت نہ ہوئی اور گاؤں کے کام پر معتمد آدمی درکار تھا اور ان سے بڑھ کر کون معتمد ہو سکتا تھا مگر حضرت والد ماجد کی ممانعت تھی سخت فکر تھی۔ ایک روز شب کو تشریف لائے اور ان کا ہاتھ لے کر میرے ہاتھ میں دے دیا میں سمجھ گیا کہ حضرت کی اجازت ہے کہ انھیں کو گاؤں کا کام دے دو۔ چنانچہ صبح ہی کو میں نے اُنہیں گاؤں کو بھیج دیا۔

عرض: مرغی اگر پانی میں چونچ ڈال دے تو ناپاک ہو جائے گا۔

ارشاد: ناپاک نہ ہوگا مکروہ ہے اُبال دیا جائے کراہت زائل ہو جائے گی۔

عرض: متشابہ لگا تین بار لوٹا مگر نہ نکلا تو سجدۂ سہو لازم ہے۔

ارشاد: کیوں اور اگر تین بار سبحان اللہ کے قدر رکا تو سجدہ سہو واجب ہوگا لوٹنے سے نہ ہوگا اگرچہ دس ہزار بار۔

عرض: ناپاک پانی گرم کیا اتنا کہ اُبل گیا پاک ہوگا یا نہیں۔

ارشاد: نہیں کہ پاک پانی نے نہ ابالا۔

عرض: کتے کا رواں تو ناپاک نہیں۔

ارشاد: صحیح[1] یہ ہے کہ کتے کا صرف لعاب نجس ہے لیکن بلاضرورت[2] پالنا نہ چاہئے کہ رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ حدیث صحیح ہے کہ جبریل کل کسی وقت حاضری کا وعدہ کر کے چلے گئے دوسرے دن انتظار رہا مگر وعدہ میں دیر ہوئی اور جبریل حاضر نہ ہوئے۔ سرکار باہر تشریف لائے ملاحظہ فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام در دولت پہ حاضر ہیں فرمایا کیوں عرض کیا: اِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ اَوْ تَصَاوِيْرُ رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا ہو یا تصویر ہو، اندر تشریف لائے سب طرف تلاش کیا کچھ نہ تھا۔ پلنگ کے نیچے ایک کتے کا پلا نکلا اُسے نکالا تو حاضر ہوئے۔

عرض: خلافت[3] راشدہ کس کس کی خلافت تھی۔

ارشاد: ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، مولا علی، امام حسن، امیر معاویہ، عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت راشدہ تھی اور اب سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت خلافت راشدہ ہوگی۔

عرض: بعض علیگڑھی کی سید صاحب کہتے ہیں۔

ارشاد: وہ تو ایک خبیث مرتد تھا حدیث میں ارشاد فرمایا:

لَا تَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدًا فَاِنَّهٗ اِنْ يَّكُنْ سَيِّدَكُمْ فَقَدْ اَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ۔

منافق کو سید نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سید ہوا تو یقیناً تم نے اپنے رب کو غضب دلایا۔

عرض: حضور یہ صحیح ہے کہ عالم[5] کی زیارت ثواب ہے۔

---

[1] صحیح ہے کہ کتے کا صرف لعاب نجس ہے۔
[2] کتا بے ضرورت پالنا نہ چاہئے۔ [3] حدیث میں ہے جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ [4] خلافت راشدہ کس کی ہوئی۔ [5] عالم کے چہرہ کی طرف نظر عبادت ہے کعبہ معظمہ کی طرف نظر عبادت ہے، قرآن عظیم میں نظر عبادت ہے۔

ارشاد: ہاں صحیح حدیث میں وارد ہوا۔

اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ الْعَالِمِ عِبَادَۃٌ اَلنَّظْرُ اِلَی الْکَعْبَۃِ عِبَادَۃٌ اَلنَّظْرُ اِلَی الْمُصْحَفِ عِبَادَۃٌ۔

عالم کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے، کعبہ معظمہ کو دیکھنا عبادت ہے۔
قرآن عظیم کو دیکھنا عبادت ہے۔

عرض: دل میں اگر الفاظ طلاق بولے تو طلاق ہوگی یا نہیں۔

ارشاد: نہیں، جب تک اتنی آواز سے نہ کہے کہ اگر کوئی مانع نہ ہو تو خود اس کے کان سن لیں۔

عرض: کافرہ اگر اسلام لائے اور شوہر والی ہو تو کیا کرے۔

ارشاد: تین حیض تک انتظار کرے اگر اس کے اندر شوہر اسلام لے آیا یہ اس کے نکاح میں ہے ورنہ دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔

مرگی کی حقیقت

عرض: حضور یہ صرع کیا کوئی بلا ہے۔

ارشاد: ہاں یہ بہت خبیث بلا ہے اور اسی کو ام الصبیان کہتے ہیں۔ اگر بچوں کو ہو ورنہ صرع (مرگی) تجربہ سے ثابت ہوا کہ اگر پچیس برس کے اندر اندر ہوگی تو امید ہے کہ جاتی رہے اور اگر پچیس برس کے بعد یا پچیس برس والے کو ہوئی تو اب نہ جائے گی۔ ہاں کسی ولی کی کرامت یا تعویذ سے جاتی رہے تو یہ امر آخر ہے، یہ فی الحقیقت ایک شیطان ہے جو انسان کو ستاتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ کے دربار میں ایک عورت اپنی لڑکی کو لائیں عرض کی صبح و شام یہ مصروعہ ہو جاتی ہے حضور نے اس کو قریب کیا اور اس کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰہِ وَ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ نکل اے خدا کے دشمن میں اللہ کا رسول ہوں اسی وقت اسے قے آئی ایک سیاہ چیز جو چلتی تھی اس کے پیٹ سے نکلی اور غائب ہوگئی اور وہ عورت ہوش میں آ گئی۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک شخص کو مرگی ہوگئی۔ حضور نے فرمایا، اس کے کان میں کہ دو غوث اعظم[1] کا حکم ہے کہ بغداد

---

[1] غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرگی پر حکم۔

سے نکل جا چنانچہ اسی وقت وہ اچھا ہو گیا (اور اب تک بغداد مقدس میں مرگی نہیں ہوتی (پھر فرمایا) بچہ پیدا ہونے کے بعد پہلا کام یہ کیا جائے کہ نہلا کر اذان و اقامت بچہ کے کان میں کہہ دی جائے تو انشاءاللہ عمر بھر محفوظی ہے۔

عرض: گراموفون کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: بعض باتوں میں اصل کا حکم ہے بعض میں نہیں۔ گراموفون میں اگر قرآن عظیم ہو اس کا سننا فرض نہیں بلکہ ناجائز اور آیت سجدہ اس سے اگر سنی سجدہ واجب نہیں، حالانکہ یوں استماع قرآن مبین اور آیت سجدہ پر سجدہ واجب اور گانے میں اصل کا حکم ہے اگر اصل جائز یہ بھی جائز اگر اصل حرام یہ بھی حرام مثلاً عورت و مرد کی آواز نہ ہو مزامیر کی آواز نہ ہو اشعار خلاف شرع نہ ہوں تو جائز ہے ورنہ نہیں اور قرآن عظیم کا سننا تو حد ہے کہ عبادت ہے اور اگر گراموفون سے سنا لہو ہے وہ موضوع ہی اس لئے ہے اگرچہ کوئی نیت لہو نہ کرے مگر اصل وضع کی تبدیل کوئی نہیں کر سکتا پھر جو مصالحہ اس میں بھرا ہوا ہے ہمیں اکثر اسپرٹ کا میل ہوتا ہے اور اسپرٹ شراب ہے اور شراب نجس ہے تو اس میں قرآن عظیم کا بھرنا ہی حرام ہے۔

عرض: جانوروں کو کھانے پلانے سے ثواب ملتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہاں حدیث میں ارشاد ہوا:

فِیْ کُلِّ ذَاتِ کَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ

ہر تر جگر میں اجر ہے

یعنی ہر جاندار کو آرام پہنچانے میں ثواب ہے۔

عرض: تھانوی کو لوگ سید کہتے ہیں اور وہ مانع نہیں ہوتا حالانکہ وہ قوم کا جھوجہ ہے۔

ارشاد: حدیث میں ہے:

---

۱ بچہ کے کان میں اذان کا فائدہ اور اذان میں دیر سے ضرر،
۲ اگر گراموفون سے قرآن عظیم سننا جائز نہیں اور اگر اس سے آیت سجدہ سنی سجدہ واجب نہیں،
۳ گراموفون کا حکم۔
۴ تبدیل نیت سے، ۵ تبدیل وضع نہیں ہو سکتی۔
۶ اسپرٹ شراب ہے،

مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرْفًا وَّ لَا عَدْلًا۔

جوشخص اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کو باپ بنائے اس پر اللہ اور تمام فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت، اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے گا نہ نفل۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہے:

فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ

تیسری حدیث میں فرمایا:

فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ مُتَتَابِعَۃٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔

اس پر اللہ کی پے در پے قیامت تک لعنت ہے۔

عرض: ایام بیض میں روزہ رکھنے سے مہینہ بھر کا ثواب ملتا ہے۔

ارشاد: ہاں پہلی دوسری تیسری یا تیرہ چودہ پندرہ یا ستائیس اٹھائیس اُنتیس ان میں سے جس میں روزہ رکھے گا سب کا ثواب برابر ہے۔ پہلی دوسری تیسری لیالی سود (سیاہ)

عرض: حضور ایک روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص دوسو برس تک فسق وفجور میں مبتلا رہا اور بعد انتقال اس کی مغفرت فرمادی گئی۔ اس وجہ سے کہ اس نے توریت شریف میں نام پاک حضور اقدس ﷺ کو دیکھ کر چوم لیا تھا۔

ارشاد: ہاں صحیح ہے ان کا نام مسطح تھا پھر فرمایا اس کے کرم کی کوئی انتہا نہیں اس کی رحمت چاہے تو کروڑوں برس کے گناہ دھودے غلامی ہونا چاہئے سرکار کی ایک نیکی سے معاف فرمادے بلکہ ان گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے اور اگر عدل فرمائے تو کروڑوں برس کی نیکیاں ایک صغیرہ کے عوض رد فرمادے حدیث میں ارشاد ہوا کہ کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے جنت میں نہیں جا سکتا صحابہ نے عرض کیا: وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ آپ بھی نہیں یا رسول اللہ۔ فرمایا: وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیْ رَحْمَۃٌ۔ اور میں بھی جب تک کہ میرا رب رحمت نہ فرمائے گناہ نہ سہی استحقاق کس بات کا ہے دنیا ہی

---

۱ اپنی قوم چھپانے اور دوسری قوم بتانے کا اور اس پر حدیث سے شدید وعیدیں،

۲ ایام بیض کا روزہ

کا قاعدہ ہے اگر اجیر ہے مزدوری کریگا اجرت پائے گا اور اگر عبد ہے مملوک ہے کتنی ہی خدمت کرے کچھ نہ پائے گا۔ہم سب تو اسی کی مخلوق و مملوک ہیں۔اس کی رحمت ہی رحمت ہے آپ ہی بندوں کو توفیق دی آپ ہی اس کو اسباب دیئے،آپ ہی آسان فرمایا ہے بدلہ ہے ان کے نیک عملوں کا۔نعم العبد کیا اچھا بندہ ہے۔ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کتنے عرصے تک بلا میں مبتلا رہے اور صبر بھی کیسا جمیل فرمایا۔جب اس سے نجات ملی عرض کیا الٰہی میں نے کیسا صبر کیا ارشاد ہوا اور توفیق کس گھر سے لایا۔ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سر پر خاک اُڑائی عرض کیا بیشک اگر توفیق نہ عطا فرماتا تو میں صبر کہاں سے لاتا۔

عرض: آدم[1] علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول بھی تھے۔

ارشاد: ہاں۔

عرض: نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اول الرسل کہا جاتا ہے یہ کس وجہ سے۔

ارشاد: کافروں کی طرف جو رسول بھیجے گئے ان میں سب سے اوّل حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں آپ سے پہلے جو نبی تشریف لائے وہ مسلمانوں کی طرف بھیجے جاتے تھے۔

عرض: کلب علی کے کیا معنی ہیں۔

ارشاد: اولیائے کرام میں بھی کسی کا نام کلب ہوا ہے۔

عرض: سلف صالحین صحابہ تابعین میں کلب کلیب کلاب نام ہوئے۔

ارشاد: خاندان سلاریہ بھی کوئی خاندان بیعت ہے۔

عرض: نہیں،حضرت سیدی سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مجاہد تھے شہید ہوئے ہیں تو کیا ہر شہید سے بیعت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا(پھر فرمایا)کہ آپ اجلۂ اکابر اولیاء سے ہیں۔حضرت کے ایک مرید بارگاہِ غوثیت میں حاضر تھے عرض کی مجھے اپنے شیخ کی زیارت کا شوق ہے حضور نے ایک شیشہ سامنے رکھ دیا۔اس میں شیخ کی شکل نظر آئی کہ دانتوں میں انگلی دبائے فرما رہے ہیں جو بحر

---

[1] آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول بھی تھے۔

[2] نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اول الرسل کہنے کی وجہ۔ [3] خاندان سلاریہ کوئی سلسلہ نہیں۔

کے پاس ہو وہ جدول چاہے۔

عرض: کیا حضرت مجدد الف ثانی نے کہیں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنی تفضیل بھی لکھی ہے۔

ارشاد: تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ o پھر فرمایا مکتوبات کی اوّل دو جلدوں میں تو ایسے الفاظ ملیں گے جن میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تو کیا گنتی تیسری جلد میں فرماتے ہیں، جو کچھ فیوض و برکات کا مجمع ہے وہ سب سرکار غوثیت سے ملے ہیں۔نُوْرُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِّنْ نُوْرِ الشَّمْسِ۔ اسی میں لکھا ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جو کچھ میں نے اگلی جلدوں میں کہا صحو سے کہا نہیں بلکہ سکر ہے اب اگر کوئی مجددی اب کے قول سے استدلال کرے اس کو وہ جانے ہم تو ایسے شیخ کے غلام ہیں جس نے جو بتایا صحو سے بتایا، خدا کے فرمانے سے کہا۔ تمام جہانوں کے شیوخ نے جو زبانی دعوے کیے ہیں، ظاہر کر دیا کہ ہمارا سکر ہے اور ایسی غلطیاں دو وجہوں سے ہوتی ہیں یا ناواقفی یا سکر، سکر تو یہی ہے اور ناواقفی یہ کہ مثلاً حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک بزرگ سیدی عبدالرحمٰن طفسونجی نے ایک روز بر سر منبر فرمایا: اَنَا بَيْنَ الْاَوْلِيَاءِ كَالْكُرْكِيِّ اَطْوَلُ عُنُقًا۔ میں اولیاء میں ایسا ہوں جیسے کلنگ، سب میں اونچی گردن، وہیں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید حضرت سیدی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ انہیں ناگوار ہوا کہ حضور پر اپنے آپ کو تفضیل دی۔ گدڑی پھینک کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا میں آپ سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ حضرت سیدی عبدالرحمٰن نے ان کو سر سے پیر تک دیکھا۔ غرض اس طرح کئی بار نظر ڈالی اور خاموش ہو گئے۔ لوگوں نے حضرت سے سبب پوچھا، فرمایا میں نے دیکھا اس کے جسم کو کہ کوئی رونگٹا رحمت الٰہی سے خالی نہیں ہے۔ اور ان سے فرمایا گدڑی پہن لو، انھوں نے کہا فقیر جس کپڑے کو اتار پھینک دیتا ہے دوبارہ نہیں پہنتا بارہ روز کے راستہ پر ان کا مکان تھا۔ اپنی زوجہ مقدسہ کو آواز دی فاطمہ میرے کپڑے دو۔ انھوں نے وہیں سے

حضرت نوح سب سے پہلے کافروں کی طرف مبعوث اور اس سے پہلے انبیاء مسلمانوں ہی کی طرف مبعوث ہوتے تھے،

حضرت سیدی احمد کبیر رفاعی اجلہ اکابر کا سرکار غوثیت کے ساتھ ادب۔ مجدد صاحب کا سرکار غوثیت کے ساتھ ادب۔

حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ فرمایا صحو سے فرمایا اللہ کے امر سے فرمایا، حضرت عبدالرحمٰن طفسونجی اور حضرت غوث اعظم کے ایک مرید کی دلچسپ حکایت۔

ہاتھ بڑھا کر کپڑے دیئے اور انھوں نے ہاتھ بڑھا کر پہن لئے۔ حضرت سیدی عبدالرحمٰن نے دریافت کیا کس کے مرید ہو فرمایا میں غلام ہوں سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا، انھوں نے اپنے دو مریدوں کو بغداد بھیجا کہ حضور سے جا کر عرض کرو۔ بارہ برس سے قرب الٰہی میں حاضر ہوتا ہوں آپ کو نہ جاتے دیکھا نہ آتے ادھر سے یہ دونوں مرید چلے ہیں کہ ادھر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دو مریدوں سے ارشاد فرمایا، طفسونج جاؤ راستہ میں شیخ عبدالرحمٰن کے دو آدمی ملیں گے ان کو واپس لے جاؤ اور شیخ عبدالرحمٰن کو جواب دو کہ وہ جو صحن میں ہے اس کیونکر دیکھ سکتا ہے جو کوٹھری میں ہے اور وہ جو کوٹھری میں ہے اسے کیونکر دیکھ سکتا ہے، جو نہاخانہ خاص میں ہوں اور علامت یہ ہے کہ فلاں شب بارہ ہزار اولیاء کو خلعت عطا ہوئے تھے یاد کرو کہ تم کو جو خلعت ملا تھا وہ سبز تھا اور اس پر سونے سے قُلْ هُوَ اللهُ لکھی تھی۔ یہ سن کر شیخ عبدالرحمٰن نے سر جھکا لیا اور فرمایا: صَدَقَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ وَ هُوَ سُلْطَانُ الْوَقْتِ۔

عرض: کانجی ہاؤس کی لاوارث گائے بکری وغیرہ کا نیلام خریدنا کیسا ہے۔

ارشاد: حرام ہے۔

عرض: جو شخص مہر قبول کرتے وقت یہ خیال کرے کہ کون ادا کرتا ہے۔ اس وقت تو قبول کر لو پھر دیکھا جائے گا ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: حدیث میں ارشاد فرمایا ایسے مرد عورت قیامت کے روز زانی و زانیہ اٹھیں گے۔

عرض: ایک جلسہ میں آریہ و عیسائی اور دیوبندی قادیانی وغیرہ جو اسلام کا نام لیتے ہیں وہ بھی ہوں وہاں دیوبندیوں کا رد نہ چاہئے۔

ارشاد: کوں، کیا ان سے موافقت کی جائے گی۔ حاشا یہ محال ہے اسلام پر اس میں کوئی اعتراض نہیں۔

عرض: آریہ وغیرہ یہ کہیں گے کہ اسلام ہی میں اختلاف ہو گیا۔

ارشاد: حاشا اسلام میں اختلاف نہیں اسلام واحد ہے۔ یہ لوگ اسلام سے نکل گئے مرتد ہوئے مرتدین کی موافقت بدتر ہے کافر اصلی کی موافقت سے۔

حضور غوثیت کا اطلاع بر غیب۔ — شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی کی شہادت کہ حضور غوث اعظم سلطان الوقت ہیں۔

وحی کی بحث

عرض: وَاَوْحَیْنَا اِلٰی اُمِّکَ مَا یُوْحٰی۔ اس وحی سے کیا مراد ہے۔

ارشاد: اس کا بیان آگے فرمادیا: اَنِ اقْذِفِیْهِ فِی التَّابُوْتِ الخ

عرض: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر انبیاء پر بھی وحی آتی ہے۔

ارشاد: یہاں وحی سے مراد وحی الہام ہے۔ دوسری جگہ فرماتا ہے: وَ اَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ۔ اس سے بھی الہام مراد ہے وحی شریعت وہ خاص ہے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واسطے غیر کو نہیں آسکتی (پھر فرمایا) وحی اشارہ سے بات بتانے کو بھی کہتے ہیں کہ فرماتا ہے: فَاَوْحٰی اِلَیْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُکْرَةً وَّ عَشِیًّا زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارے سے فرمایا کہ خدا کی تسبیح صبح وشام کرو۔

عرض: کھانے میں برکت اور پانی وغیرہ میں اور انگشتان مبارک سے پانی کا جاری ہونا متواتر ہے۔

ارشاد: ہاں یہ اور اس قسم کے وقائع متواتر بالمعنی ہیں مدہا مرتبہ انگشتانِ مبارک سے پانی جاری ہوا تکثیر طعام کے صدہا وقائع ہیں جس سے یہ معجزے متواتر بالمعنی ہو گئے۔

عرض: استن حنانہ کا واقعہ بھی متواتر ہے۔

ارشاد: اس میں اختلاف ہے بعض نے متواتر لکھا ہے اور ہو تو کوئی عجب نہیں تتبع ایسی چیز ہے جس سے بہت پتہ چل جاتا ہے یہ مسئلہ کہ سجدہ غیر خدا کو حرام ہے۔ اس سے صرف دو حدیثیں مجھے یاد تھیں اجماع سے اس کی حرمت قطعیہ میں نے ثابت کی قرآن عظیم میں کہیں اس کا ذکر نہیں تتبع اس کا

ـ مرتد کی موافقت کافر اصلی کی موافقت سے بدتر ہے۔
ـ بعض جگہ وحی مراد الہام ہے۔
ـ وحی شریعت انبیاء کے ساتھ خاص ہے۔
ـ وحی اشارہ سے بات کرنے کو بھی کہتے ہیں۔
ـ تکثیر و آب جریان آب از انگشتان مبارک متواتر المعنی ہیں۔
ـ واقعہ استن حنانہ کا تواتر مختلف فیہ ہے۔

کیا تو ۴۰ حدیثیں نکلیں کہ متواتر کی حد سے بھی بڑھ گئیں۔

عرض: متواتر ہونے کے لئے کتنی تعداد درکار ہے۔

ارشاد: بعض نے تیرہ چودہ حدیثیں فرمائی ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ تیں اور یہاں چالیس ہوگئیں۔

عرض: اِنِّی اُحَرِّمُ مَا بَیْنَ لَا بَتَیْھَا۔ یہ حدیث حنفیہ کے یہاں ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہے اور اسی پر ان کا عمل ہے اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ وہاں (مکہ معظمہ) جزا لازم آتی ہے اور یہاں (مدینہ طیبہ) نہیں۔

عرض: فاسق اگر مصافحہ کرنا چاہے تو جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر وہ کرنا چاہے تو جائز ہے ابتدا نہ چاہئے۔

عرض: حضور اگر فاسق معلن ہو۔

ارشاد: اگرچہ معلن ہو مبتدع سے نہ چاہئے۔

عرض: زید نے ایک شخص کو پوشیدگی میں گناہ کرتے دیکھا اب اس کے پیچھے اقتدا کرسکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: کرسکتا ہے یہ اپنے کو دیکھے اگر اس نے کبھی کوئی گناہ نہ کیا ہو تو نہ پڑھے حدیث میں ہے: تَرَی الْقَذَاةَ فِیْ عَیْنِ اَخِیْکَ وَ لَا تَرَی الْجِذْعَ عَیْنِکَ۔ (ہاں) فاسق معلن کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ ہے)

عرض: قبر کا اونچا بنانا کیسا ہے۔

ارشاد: خلاف سنت ہے میرے والد ماجد میری والدہ ماجدہ میرے بھائی کی قبریں دیکھئے ایک بالشت سے اونچی نہ ہوں گی۔

عرض: اگر جیب میں کوئی لکھا ہوا کاغذ ہو تو بیت الخلا جا سکتا ہے یا نہیں۔

ـ سجدہ تعظیمی حرام ہے اس کی حرمت اجماع سے ثابت ہے قرآن عظیم میں اس کا ذکر نہیں چالیس حدیثوں سے اس کی حرمت ثابت۔

ـ متواتر کتنی حدیثوں سے ہوتا ہے۔

ارشاد: چھپا ہوا ہے جا سکتا ہے اور احتیاط یہ ہے کہ علیحدہ کر دے۔

عرض: تمغے جو اسکولوں میں ملتے ہیں۔ ان پر چہرہ بنا ہوتا ہے اس کو لگا کر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہو گی مگر مکروہ تحریمی ہے۔

ابو حنیفہ کہنے کی وجہ

عرض: حضور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابو حنیفہ کیوں کہتے ہیں۔

ارشاد: حنیف اوراق کو کہتے ہیں۔ حضور کو ابتداء ہی سے لکھنے کا بہت شوق تھا۔

عرض: اگر بیچ دریا میں کشتی کھڑی ہو تو اس پر نماز ہو جائے گی۔

ارشاد: اگر اُتر نہیں سکتا تو ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

عرض: حضور کشتی تو مستقر ہے۔

ارشاد: کشتی پر ہے یا زمین پر۔ پانی پر بیشک مستقر ہے مگر پانی مستقر نہیں۔

عرض: کرامت اولیاء سے اگر تخت ہوا پر رُک جائے تو اس پر نماز ہو گی یا نہیں۔

ارشاد: نہیں کہ اس کے نیچے کی ہوا زمین پر مستقر نہیں ہاں اگر یہ ہو کہ تخت سے زمین تک جتنی ہوا ہے سب منجمد ہو جائے تو ہو جائے گی ارض شمالی میں برف کی کثرت سے دریا ایسے جم جاتے ہیں کہ پھاوڑوں سے کھودے جائیں تب بھی نہ کھدیں اس پر نماز ہو جائے گی جائز ہے۔

عرض: زید کا عمرو سے لین دین ہے اس کا مال لے جا کر اپنی دکان پر بیچتا ہے اگر مال چوری ہو جائے تو عمرو اس کی قیمت زید سے لینے کا مستحق ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر وہ مضارب ہے اور اس کا لین دین مضاربت کے طور پر ہے یعنی یہ کہ اس کا مال لاتا ہے اور جو کچھ نفع ہوتا ہے آدھا تہائی اس کو دیتا ہے باقی اپنے آپ لے لیتا ہے تو قیمت نہیں لے سکتا ہاں اگر عمر سے مول لاتا ہے تو لے سکتا ہے کہ خود اس کا مال چوری ہوا۔

عرض: زید نے عمرو کو گوٹے کا تار بنانے کے لئے دیا۔ اس نے بکر کو دیدیا اس کے یہاں چوری ہو گیا تو زید عمر سے لے سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: عمرو تو بکر سے نہیں لے سکتا اور زید کو اگر یہ معلوم ہے کہ عمرو دوسرے سے بھی بنوایا کرتا ہے تو یہ بھی نہیں لے سکتا کہ اس کی رضامندی پائی جاتی ہے اور اگر معلوم نہ تھا یا اس نے یہ کہہ دیا تھا کہ خاص تمہیں بنانا دوسرے کو نہ دینا تو ظاہر اس صورت میں زید کو لے لینے کا اختیار چاہئے۔

نعت

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا — ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا — میرے مولیٰ میرے آقا تیرے قربان گیا

آہ وہ آنکھ کہ ناکامِ تمنا ہی رہی — ہائے وہ دل جو ترے در سے پر ارمان گیا

دل ہے وہ دل جو تری یاد میں معمور رہا — سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام — للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی — نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے — پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اُف رے منکر یہ بڑھا جوشِ تعصب آخر — بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

جان ودل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

(اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی)

ملفوظات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحمَدُہٗ وَ نصلّی علیٰ رَسُولِہِ الکَریم ط

عرض: حدیث کے متواتر ہونے کے لئے چودہ یا تیس کی تعداد ہے تو چودہ یا تیس چاہے حسن ہوں یا صحیح۔

ارشاد: حسن ہوں یا صحیح، حسن صحیح کا فرق محدثین کا کیا ہوا ہے۔ فقہاء کے نزدیک دونوں ایک ہیں (پھر فرمایا) استن حنانہ کے معجزہ کو کیا ہی چاہتا ہے متواتر ہونے کو۔ مجمع کا وقت تھا۔ صحابہ کرام کا مجمع سب کے سامنے کا واقعہ اور واقعہ بھی ایسا عجیب، ہر ایک نے اس واقعہ کو بیان کیا ہوگا بخلاف شق القمر کے کہ وہ آدھی رات میں واقع ہوا تھا۔ صحابہ بھی حضور کے ساتھ کم تھے اس کی حدیث متواتر نہیں۔ قرآن عظیم سے استناد کیا جائے گا (اسی سلسلہ میں فرمایا) فلسفہ میں توغل کی وجہ سے قاضی بیضاوی نے ایک اور تاویل نکالی۔ انھوں نے لکھا: ای سینشق یعنی قیامت کے دن شق ہو جائے گا۔ چونکہ یقینی الوقوع ہے اس لئے بصیغۂ ماضی فرمایا گیا۔ لیکن اس تاویل کو خود آگے کی آیت رد فرماتی ہے وَ اِن یَّرَوْا اٰیَۃً یُّعْرِضُوْا وَ یَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ اور اگر وہ دیکھیں معجزہ کو اعتراض کریں گے یہ زبردست جادو ہے۔ قیامت کے دن کوئی اعتراض کرنے والا نہ ہوگا۔ اس دن کیونکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ جادو ہے۔ شاہ ولی اللہ نے تفہیمات الٰہیہ

ف تواتر کے لئے یہ ضروری نہیں کہ حدیثیں صحیح ہوں حسن سے بھی ہو جائے گا۔

ف بیضاوی نے جو شق القمر کی تاویل کی آیت سے اس کا جواب۔

ف شاہ ولی اللہ صاحب نے معجزہ شق القمر سے انکار کیا ان کا رد احادیث سے۔

میں لکھا کہ شق القمر کوئی معجزہ نہیں محض اس وجہ سے کہہ دیا جائے کہ حضور نے خبر دی تھی، چاند شق ہو جائے گا اور یہ محض غلط ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیثیں اس کو مردود کر رہی ہیں۔ حدیث سے مصرح ہے کہ حضور نے انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا اور وہ شق ہوا اور ارشاد فرمایا: اللّٰھُمَّ اشھد۔ اے اللہ گواہ ہو جا۔ اس کی احادیث[1] مشہورہ ہیں اور ان سے اجماع مسلمین ا[1]حق ہو گیا۔

عرض: تو اس وجہ سے آیت میں دوسری تاویل کا احتمال نہ رہا۔

ارشاد: اصلا نہ رہا اور پہلے تھا۔ دوسری آیت اس تاویل باطل کو رد کر رہی ہے مگر ہے یہ کہ یا بی اللہ العصمۃ الالکلامہ و لکلام رسول اللہ (ﷺ) (پھر فرمایا) انسان سے غلطی ہوتی ہے۔ مگر رحمت ہے اُس پر جس کی خطا کسی امر مہم دینی پر زد نہ ڈالے۔ یہ بڑی رحمت ہے ایسی ہی باتوں کی نسبت شیخ محقق کو مدارج شریف میں غصہ آ گیا۔ فلاسفہ کے اعتراض نقل کئے کہ وہ ایسا کہتے ہیں۔ (پھر فرمایا) اُن سے کوئی تعجب نہیں ایں بد بخت متکلمان را چہ شدہ است (پھر فرمایا) فلاسفہ کے طور پر تو شق القمر محال ہے وہ فلکیات کو قابل خرق والتیام مانتے ہی نہیں۔

عرض: حضور وہ تو فلک محدد الجہات کو قابلِ خرق والتیام نہیں مانتے ہیں۔

ارشاد: دعویٰ[2] تو ان کا تمام فلکیات کی نسبت ہے مگر دلیل ان کی سوائے محدد الجہات کے کہیں نہیں چلتی (پھر فرمایا) الہیات[3] و نبوت و معاد کو جو میزانِ عقل سے تولنا چاہے گا وہ لغزش کرے گا۔ عقائد سمعیہ[4] کے بارہ میں ان نصوص شرعیہ کے ہاتھ میں ایسا ہو جائے جیسے غسال کے ہاتھ میں میت بس اٰمنا بہ کُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا یہ راستہ سیدھا ہے اور یہ عطا ہوتا ہے سلیم الطبع صحیح العقیدہ عوام کو اور خاص کر ان کی عورتوں کو اور ان کی بوڑھیوں کو ان سے کتنا ہی کچھ کہو ہرگز نہ مانیں گی جو سن چکی ہیں۔ اسی پر عقیدہ رکھیں گی۔ اس واسطے ارشاد ہوا: علیکم بدین العجائز۔

ف۱: شق القمر کی احادیث مشہورہ ہیں شق القمر پر اجماع مسلمین۔

ف۲: فلاسفہ کے فلکیات کو نا قابل خرق والتیام ماننے کے ذکر اور ان کی دلیل کی حالت کا بیان۔

ف۳: الہیات و نبوات و معاد کو میزان عقل سے تولنے والا لغزش کرے گا۔

ف۴: عقائد سمعیہ پر نصوص شرعیہ کے ہاتھوں ایسا ہونا چاہئے جیسے مردہ نہلانے والے کے ہاتھ میں۔

بوڑھیوں کا دین اختیار کرو۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ان کا ایک شاگرد آیا۔ وہاں ایک جاہل اَن پڑھ بیٹھا تھا۔ اس سے کہا تمہارا کیا مذہب ہے کہا سُنی، پوچھا اپنے دل میں اس مذہب کی طرف سے کچھ خدشہ پاتے ہو۔ کہا حاشا للّٰہ جیسا مجھے دوپہر کے آفتاب پر یقین ہے ایسا ہی مجھے اپنے مذہب پر ہے۔ امام کا شاگرد یہ سن کر اتنا رویا کہ کپڑے بھیگ گئے اور کہا میں اس وقت تک نہیں جانتا کہ کونسا مذہب حق ہے۔ (پھر فرمایا) ۲ اسی واسطے ناقص بلکہ کامل کو بھی بلا ضرورت بدمذہبوں کی کتابیں دیکھنا ناجائز ہے کہ انسان ہے ممکن ہے کوئی بات معاذ اللہ دل میں جم جائے اور ہلاک ہو جائے۔

امام حارث محاسبی نے بدمذہبوں کے رد میں ایک کتاب تصنیف کی، اور وہ بدمذہبوں کے رد میں ۴ پہلی تصنیف تھی۔ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے کلام کرنا چھوڑ دیا۔ کہا مجھ سے کیا خطا ہوئی میں نے اُن کا رد ہی تو کیا ہے، فرمایا کیا ممکن نہیں ہے کہ تم نے جو کلام بدمذہبوں کا نقل کیا ہے کسی کے دل میں جم جائے اور وہ گمراہ ہو جائے (پھر فرمایا) پہلے تلوار تھی رد کی حاجت نہ تھی تلوار کے ذریعہ سارا انتظام ہو سکتا تھا کہ اب ہمارے پاس سوائے رد کے کوئی علاج نہیں۔ رد کرنا فرض ہے۔ حدیث میں ارشاد ہوا: اِذَا ظَهَرَتِ الْفِتَنُ اَوْقَالَ الْبِدَعُ وَلَمْ يُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهٗ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ. لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا۔ جب فتنے یا بدمذہبیاں ظاہر ہوں اور عالم اپنا علم ظاہر نہ کرے تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت، اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل (پھر فرمایا) امام سعید ۶ ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستہ میں تشریف لئے جاتے تھے ایک بدمذہب ملا۔ امام سے کہا میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، فرمایا میں سننا

ف ۱ امام رازی کے تلمیذ کی ایک دلچسپ حکایت۔

ف ۲ جاہلوں بلکہ شرح بدھ پڑھے لکھوں کو بدمذہبوں کی کتابیں دیکھنا ناجائز بلکہ بے ضرورت علماء کو بھی۔

ف ۳ امام حارث محاسبی و امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا واقعہ

ف ۴ بدمذہبوں کے رد میں سب سے پہلے کس نے کتاب تصنیف کی۔

ف ۵ بدمذہبوں کا رد فرض۔

ف ۶ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بدمذہب سے کہا میں تیری آدھی بات سننا نہیں چاہتا۔

نہیں چاہتا اس نے کہا صرف ایک بات آپ نے چھنگلیا کے پہلے پورے پر انگوٹھا رکھا فرمایا: **ولا نصف کلمة** آدھی بات بھی نہیں سنوں گا۔ لوگوں نے سبب پوچھا فرمایا از یشاں منہم ہے (پھر فرمایا) اکابر کی تو یہ حالت اور اب یہ حالت ہے کہ جاہل سا جاہل چنا پڑتا ہے آریوں سے وہابیوں سے اور کچھ خوف نہیں کرتا، جو تمام فنون کا ماہر ہو تمام پیچ جانتا ہو پوری طاقت رکھتا ہو۔ تمام ہتھیار پاس ہوں اس کو بھی کیا ضرور کہ خواہ مخواہ بھیڑیوں کے جنگل میں جائے ہاں اگر ضرورت ہی آپڑے تو مجبوری ہے۔ اللہ پر توکل کر کے ان ہتھیاروں سے کام لے۔

مؤلف: ایک مرتبہ بعد عصر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا آج چوتھا روز ہے حضور اقدس ﷺ کا بین معجزہ ظاہر ہوا۔ گائے کا گوشت کھانے سے مجھے معاضر رہوتا ہے۔ ایک صاحب نے میرے یہاں نیاز کا کھانا بھیجا، اور ساتھ ایک رقعہ میں لکھ دیا کہ اس میں سے تھوڑا سا چکھ لیں۔ شوربے میں مرچ زیادہ تھی اور میں مرچ کا عادی نہیں۔ میں نے ایک بوٹی صاف کر کے کھائی بہت اچھا پکا تھا۔ میں نے ایک بوٹی اور مانگی۔ اس وقت معلوم ہوا کہ گائے کا گوشت ہے دل میں گھبراہٹ پیدا ہوئے سید محمود علی صاحب کا خدا بھلا کرے زمزم شریف بہت سا انھوں نے بھیجدیا ہے۔ میں نے جس وقت اجابت ہوا فوراً زمزم شریف پیا صبح تک برابر پیتا رہا کچھ نہ ہوا (پھر فرمایا) زمزم شریف میں یہ معجزہ ہے کہ دو مہینے کا زمزم شریف تھا اس سے یہ نفع ہوا حالانکہ باسی پانی سے فوراً مجھے نقصان ہوتا ہے۔ پہلی بار کی حاضری میں میری بائیس برس کی عمر تھی۔ میں نے دونوں وقت کی روٹی چھوڑ دی تھی۔ صرف گوشت پر اکتفا کرتا اور گوشت بھی دنبے کا جو سناچرے ہوئے ہوتے ہیں۔ کچھ روز کے بعد پیٹ میں خلش معلوم ہوئی۔ حرم شریف میں جا کر قدح بھر کر زمزم شریف پیا۔ فوراً خلش جاتی رہی (پھر فرمایا) کھانے پینے کی چیزوں میں مجھے زمزم شریف سے زیادہ کوئی چیز مرغوب نہیں۔ یہاں کیا ذریعہ وہاں صبح، دوپہر، شام ہر وقت پیتا۔ پانچوں نمازوں کے بعد پہلا کام یہی ہوتا تھا (پھر فرمایا) زمزم شریف ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ ہر وقت مزہ بدلتا رہتا ہے کسی وقت کچھ کھاراپن کسی وقت نہایت شریں اور رات کے دو بجے اگر پیا جائے تو تازہ دوہا ہوا گائے کا دودھ معلوم ہوتا ہے۔ (پھر

ف ا: زمزم شریف کے برکات۔

فرمایا) زمزم شریف جس کے پاس کافی مقدار سے ہو اسے نہ کسی غذا کی ضرورت نہ دوا کی۔ حدیث شریف میں فرمایا زمزم کھانے کی جگہ کھانا ہے اور دوا کی جگہ دوا۔ ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ضعفِ اسلام تھا۔ صحابہ چالیس تک پہنچے تھے اس زمانہ میں مکہ معظمہ آئے وہاں نہ کسی سے شناسائی نہ کسی سے ملاقات ایک مہینہ کامل وہی زمزم شریف پیا۔ حالت یہ ہوئی کہ پیٹ کی بٹیں الٹ پڑیں (اس قدر توانائی آ گئی) (پھر فرمایا) یہ جانچ ہے منافق کی اور مومن کی۔ منافق1 بھی پیٹ بھر کر نہیں پی سکتا اور میں تو بحمد اللہ اس قدر دودھ نہیں پی سکتا جس قدر زمزم شریف پی لیتا تھا باقی بچتا منہ اور سر پر ڈال لیتا۔

عرض: زمزم شریف بھی تین سانسوں میں پینا چاہئے۔

ارشاد: ہاں2 ہاں ہر چیز کا یہی حکم ہے۔ حدیث میں ارشاد ہوا:

مُصُّوْہُ مَصًّا وَلَا تَعُبُّوْہُ عَبًّا فَاِنَّ مِنْہُ الْکِبَادُ۔

چوس چوس کر پیو غٹ غٹ کر کے بڑے بڑے گھونٹ نہ لگاؤ۔

عرض: حضور کن کن پانیوں کو کھڑے ہو کر پینے کا حکم ہے۔

ارشاد: زمزم3 اور وضو کا پانی شرع میں کھڑے ہو کر پینے کا حکم ہے۔ اور لوگوں نے دو اور اپنی طرف سے لگا لئے ہیں۔ ایک سبیل کا اور دوسرا جھوٹا پانی اور دونوں جھوٹے، سبیل کا تو یوں لگا لیا کہ اکثر کیچڑ ہوتی ہے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہوتی۔ (پھر فرمایا) دوسری بار کی حاضری میں مجھے جیٹھ کا مہینہ تھا، پورا مدینہ طیبہ میں گذرا۔ دن میں تو کچھ خفیف گرمی ہوتی تھی رات کو اکثر نماز عشاء پڑھ کر سوئے تو سوائے مؤذن کی اذان کے کوئی جگانے والا نہیں، نہ گرمی میں پتو نہ کھٹمل نہ مچھر حدیث میں ارشاد ہوا:

لَیْلُ تِہَامَۃَ لَا حَرٌّ وَّلَا بَرْدٌ وَّلَا خَوْفٌ وَّلَا سَامَۃٌ۔

مدینہ کی رات4 میں نہ گرمی ہے نہ سردی نہ خوف ہے، نہ ملال۔

ف1: منافق اور مومن کی ایک جانچ۔

ف2: ہر پینے کی چیز چوس چوس کر پی جائے بڑے بڑے گھونٹ نہ لئے جائیں۔

ف3: ان پانیوں کا بیان جنہیں کھڑے ہو کر پینا چاہئے۔

ف4: مدینہ کی رات

منیٰ[1] میں تین دن کہ کروڑوں جانور ذبح ہوتے ہیں نہ مکھی نظر آتی ہے نہ کوا نہ چیل۔ اگر کوئی کہے وہاں مکھی ہوتی ہی نہ ہو تو مکہ معظمہ میں شب کو دیکھا گیا کہ اگر رات سوتے وقت میں ہاتھ اٹھ گیا تو مکھیوں کا ڈنگارا اڑ گیا۔

عرض: زید مرتد ہو گیا تو عورت پر عدت ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر قربت[2] ہو چکی ہے تو عدت کرے گی ورنہ نہیں۔

عرض: عدت تو نکاح کے لئے ہے اور مرتد کا نکاح ہی نہیں۔

ارشاد: شبہہ[3] نکاح کی بھی عدت ہوتی ہے۔ (اور سوال تو بعد نکاح ارتداد کی صورت سے تھا)

عرض: مرتد مسلمان ہو گیا تو اپنی بیوی سے جبراً نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: اُس[4] کی رضامندی سے کر سکتا ہے۔

عرض: حضور کیا اس صورت میں حلالہ ہے۔

ارشاد: نہیں کہ حلالہ طلاق کے ساتھ خاص ہے۔

عرض: حالتِ اسلام میں دو طلاقیں دی تھیں پھر معاذ اللہ مرتد ہو گیا اب پھر اسلام لایا اب کتنی طلاق کا مالک ہے۔

ارشاد: ایک[5] طلاق کا۔

عرض: حضور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اسلام اپنے ماقبل کو مٹا دیتا ہے۔

ارشاد: اپنے ماقبل کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

عرض: نابالغی میں زید عالم ہو گیا وہ مکلف ہے یا نہیں۔

ارشاد: ابھی سے مکلف نہ ہوگا علم سبب تکلیف نہیں جاہل محض ہے اور بالغ ہے مکلف ہے اور علامہ ہے بالغ نہیں تو مکلف نہ ہوگا۔

ف ۱: منیٰ کے دن ف ۲: مرتد کی عورت پر عدت ہوگی یا نہیں۔

ف ۳: عدت شبہ نکاح سے بھی ہوتی ہے۔ ف ۴: بعد ارتداد مسلمان ہو کر بی بی سے بجبر نکاح نہیں کر سکتا۔

عرض: نوشیروان[2] کو عادل کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔

ارشاد: نہیں۔ اور اگر اس کے احکام کو حق جان کر کہے کفر ہے ورنہ حرام۔

عرض: حضور میں آج کل بہت پریشان ہوں گزر اوقات مشکل سے ہوتی ہے قرض دار بہت ہوگیا ہوں۔

ارشاد: اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَ اَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ۔ ہر نماز کے بعد ۱۱ بار اور صبح و شام سو، سو بار روزانہ اول آخر درود شریف، اسی دعا کی نسبت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ اگر تجھ پر مثل پہاڑ کے بھی قرض ہوگا تو اسے ادا کردے گا۔

عرض: مدراس سے جو تار آتا ہے اُس کے آنے میں کچھ وقفہ نہیں لگتا۔

ارشاد: شاید ایک سیکنڈ دو سیکنڈ کا وقفہ لگتا ہو۔ اگر تار کا سلسلہ برابر متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو تو تین سیکنڈ میں ساری زمین کا دورہ کرکے پھر وہیں آجائے گا۔ ایک سیکنڈ میں تقریباً ایک ہزار میل چلتا ہے اور نور[4] ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ بانوے ہزار میل چلتا ہے اور روح[5] باصرہ کی رفتار اس سے بھی کہیں زیادہ تیز ہے۔ اس کی رفتار خدا ہی جانتا ہے۔ ایک نگاہ اٹھائی اور فوراً فلک ثوابت تک پہنچی ایک سیکنڈ کا وقفہ نہیں لگتا۔

عرض: فلک ثوابت کا فاصلہ کتنا ہوگا؟

ارشاد: واللہ اعلم۔ سب سے قریب[6] تر ثابتہ جو مانا گیا ہے نواربِ اونتیس کروڑ میل ہے (پھر فرمایا) زمین[7] سے سدرۃ المنتہٰی تک پچاس ہزار برس کی راہ ہے، اس سے آگے مستوی[8]۔ اس کے بعد اللہ جانے اس سے آگے عرش کے ستر ہزار حجاب ہیں ہر حجاب سے دوسرے حجاب تک پانچ سو برس کا فاصلہ اور اس سے آگے عرش ہے[9]، اور ان تمام وسعتوں میں فرشتے بھرے ہیں۔ حدیث میں

ف۱: دو طلاقیں دے کر مرتد ہوگیا پھر مسلمان ہوکر اس بی بی سے نکاح کیا ایک ہی طلاق کا مالک رہا۔

ف۲ نوشیروان کو عادل کہنے کا حکم۔ ف۳: ادائے قرض کی وہ دعا جس کی نسبت مولا علی نے فرمایا کہ پہاڑ کے برابر ہو تو ادا ہو جائیگا۔ ف۴ نور کی رفتار فی سیکنڈ۔ ف۵ روح باصرہ کی تیز رفتاری۔ ف۶ سب سے قریب ثابتہ کا فاصلہ۔ ف۷. زمین سے سدرۃ المنتہٰی کا فاصلہ۔

ف۸ سدرۃ المنتہٰی سے آگے کیا ہے۔ ف۹ عرش کے نیچے ستر ہزار حجاب کا دوسرے سے فاصلہ۔

آسمانوں میں چار انگل جگہ نہیں جہاں فرشتہ نے سجدے میں پیشانی نہ رکھی ہو، فرمایئے کس قدر فرشتے ہیں، وَ مَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۔ اور تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا (اسی سلسلہ میں فرمایا) جب فرمایا گیا: عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۔ دوزخ پر انیس فرشتے موکل فرمائے اس پر کفار نے استہزا کیا۔ رب عزوجل نے فرمایا یہ اس واسطے تعداد فرمائی گئی تاکہ یقین کریں وہ لوگ جنہیں کتاب ملی اور زیادہ ہو ایمان والوں کا ایمان اور شکر کریں اہل کتاب اور مومنین (پھر فرمایا) ابوجہل لعین نے کہا تھا دوزخ میں صرف انیس فرشتے ہیں، دس سے میں نبٹ لوں گا نو سے تم نبٹ لینا۔ ایک اور خبیث نے کہا نو کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا لوں گا اور آٹھ کو اپنی پیٹھ پر لا دلوں گا۔ دورہ گئے ان سے تم نبٹ لینا معاذ اللہ۔

عرض: حضور! کتنے فرشتوں پر ایمان لانا چاہئے؟

ارشاد: جتنے ملائکہ ہیں سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ فرماتا ہے كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ کوئی تعداد مقرر نہ فرمائی۔ تمام فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے جس طرح وَ كُتُبِهٖ فرمایا گیا۔ تمام کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ کتابوں میں چار نام معلوم ہیں اور ان کے سوا اور صحف نازل ہوئے یہی کہنا چاہئے کہ ہم تمام کتابوں پر ایمان لائے اسی طرح فرمایا وَ رُسُلِهٖ یہاں بھی تمام رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح جتنے ملائکہ ہیں سب پر ایمان لازم ہے۔

عرض: اگر کشتی[2] بیچ دریا میں کھڑی ہو اور کنارے اترنا ممکن ہو لیکن کوئی اترنے نہ دے تو نماز ہوگی یا نہیں۔

ارشاد: پڑھ لے جب کنارے پر اترے اعادہ کرلے۔

عرض: عورت[3] سے اگر کلمہ کفر نکل جائے تو نکاح ٹوٹے گا یا نہیں بعد توبہ کے پھر تجدید نکاح کرے۔

ارشاد: ہاں عملاً باصل المذہب یہی ہے کہ نکاح فی الحال فسخ ہو جاتا ہے۔

ف۱ تمام ملائکہ اور تمام کتب اور تمام رسولوں پر ایمان ضروری ہے۔

ف۲ کشتی کنارے پر ہو اترنے سے کوئی مانع ہو تو نماز کا حکم۔

ف۳ عورت کلمہ کفر بولے تو نکاح سے نکلتی ہے یا نہیں۔

عرض: کسی مسلمان کو کافر کہہ دیا کیا حکم ہے۔

عرض: بطورِ سب وشتم کہا تو کافر نہ ہوا گنہ گار ہوا اور اگر کافر جان کر کہا تو کافر[۱] ہو گیا۔

ارشاد: حضور ایک[۲] صاحب پہلے محدث[۳] صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہاں مدرسہ میں پڑھتے تھے اب ان کی حالت یہ ہے کہ مخفی باتیں بتاتے ہیں لوگوں کا ہجوم زیادہ ہے اور نماز وغیرہ کی پابندی نہیں ہے۔

ارشاد: ایک صاحب[۳] اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں سے تھے، آپ کی خدمت میں بادشاہِ وقت قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا حضور کے پاس کچھ سیب نذر میں آئے تھے۔ حضور نے ایک سیب دیا اور کہا کھاؤ۔ عرض کیا حضور بھی نوش فرمائیں۔ آپ نے بھی کھائے اور بادشاہ نے بھی۔ اس وقت بادشاہ کے دل میں خطرہ آیا کہ یہ جو سب میں بڑا اچھا، خوش رنگ سیب ہے اگر اپنے ہاتھ سے اٹھا کر مجھ کو دے دیں گے تو جان لوں گا کہ یہ ولی ہیں۔ آپ نے وہی سیب اٹھا کر فرمایا ہم مصر گئے تھے وہاں ایک جلسہ بڑا بھاری تھا۔ دیکھا ایک شخص ہے اس کے پاس گدھا ہے اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھ دی جاتی ہے۔ اس گدھے سے پوچھا جاتا ہے گدھا ساری مجلس میں دورہ کرتا ہے جس کے پاس ہوتی ہے سامنے جا کر سر ٹیک دیتا ہے۔ یہ حکایت ہم نے اس لئے بیان کی کہ اگر یہ سیب ہم نہ دیں تو ولی ہی نہیں اور اگر دے دیں تو اس گدھے سے بڑھ کر کیا کمال دکھایا۔ یہ فرما کر سیب بادشاہ کی طرف پھینک دیا بس یہ سمجھ گئے کہ وہ صف[۴] جو غیر

ف ۱. مسلمان کو بطور شتم کافر کہنا اور کافر جاننا دونوں کا حکم۔

ف ۲. محض کشف دلیل ولایت نہیں۔

ف ۳. ایک ولی اور بادشاہ کی حکایت۔

۱ے اور فتویٰ اس پر ہے کہ ارتداد زن سے عورت نکاح سے نہیں نکلتی وہ توبہ اور شوہر اول کی طرف رجوع پر مجبور کی جائے گی ورنہ امان اٹھ جائے گی۔ ۱۲ مؤلف غفی عنہ

۲ے یہ حکم مسلمان کے کافر کہنے کا ہے اور جو شخص باوجود ادعائے ایمان و اسلام کلمات کفر بولے افعال کفر کرے اس کو کافر ہی کہا جائے گا کہ یہاں مسلمان کو کافر کہنا نہیں بلکہ کافر کو کافر کہنا ہے۔

۳ے یعنی حضرت مولانا وصی احمد صاحب قدس سرہ العزیز ۱۲ مؤلف غفرلہ۔

انسان کے لئے ہو سکتی ہے انسان کے لئے کمال نہیں اور جو غیر مسلم کے لئے ہو سکتی ہے مسلم کے لئے کمال نہیں [1]۔

عرض: مسمریزم کی حقیقت کیا ہے۔

ارشاد: اصل اس کی تصحیح تصور ہے روح کی قوتوں کو ظاہر کرنا۔ روح [4] کی بہت قوتیں ہیں۔ سبع سنابل شریف میں ہے تین صاحب جا رہے تھے۔ دور ایک جنگل میں دیکھا کہ بہت آدمیوں کا مجمع ہے ایک راجہ گدی پر بیٹھا ہے حواری حاضر ہیں ایک فاحشہ ناچ رہی ہے شمع روشن ہے۔ یہ صاحب تیر اندازی میں بڑے مشاق تھے۔ آپس میں کہنے لگے کہ اس مجلس میں فسق و فجور کو درہم برہم کرنا چاہئے کیا تدبیر کی جائے ایک نے کہا کہ راجہ کو قتل کر دو کہ سب کچھ اسی نے کیا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ اس ناچنے والی عورت کو قتل کر دو۔ تیسرے نے کہا اسے بھی قتل نہ کرو کہ وہ خود نہیں آئی راجہ کے حکم سے آئی ہے اپنی غرض تو مجلس کا درہم برہم کرنا ہے اس شمع کو گل کر دو۔ یہ رائے پسند ہوئی انھوں نے تاک کر شمع کی لو پر تیر مارا شمع گل ہوئی اب نہ وہ راجہ رہا نہ فاحشہ نہ مجمع نہایت تعجب ہوا بقیہ رات وہیں گذاری جب صبح ہوئی دیکھا تو ایک الو مرا پڑا ہے اور اس کی چونچ میں وہی تیر لگا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ سب کام اسی الو کی روکر رہی تھی۔ (پھر فرمایا) نمرود [5] کے دروازہ پر ایک درخت تھا جس کا سایہ بالکل نہ تھا۔ جب ایک شخص اس کے نیچے آتا اس کے لائق سایہ ہو جاتا دوسرا آتا تو دو کے لائق ہو جاتا۔ غرض ایک لاکھ تک آدمی اس کے سایہ میں رہ سکتے اور جہاں ایک لاکھ سے ایک بھی زیادہ ہوا سب دھوپ میں۔ اسی [6] کا ایک حوض تھا صبح کو لوگ آتے کوئی اس میں پیالہ بھر کر دودھ ڈالتا کوئی شربت کوئی شہد

---

[1] یعنی کشف

[2] یعنی جب وہ نماز کے پابند نہیں ولی نہیں کشف مسلم تو مسلم کبھی غیر مسلم کو بھی [illegible] سے ولی ہو جانا ضرور نہیں۔ ۱۲

ف ۳ مسمریزم کی حقیقت۔

ف ۴ روح کی قوتوں کا ذکر۔

ف ۵ نمرود کے دروازے کے درخت کی عجیب حکایت۔

ف ۶ نمرود کے ایک عجیب حوض کی حکایت۔

جس کو جو پسند آیا یہاں تک کہ وہ بھر جاتا۔ اور سب چیزیں خلط ہو جاتیں۔ اب جس کو حاجت ہوتی پیالہ ڈالتا جو شے جس نے ڈالی ہوتی وہی اس کے جام میں آ جاتی۔ یہ کافر اور وہ بھی کیسے بڑے کافر کا استدراج تھا۔ اسی واسطے اولیائے کرام فرماتے ہیں کشف و کرامت نہ دیکھو استقامت دیکھو کہ شریعت کے ساتھ کیسا ہے۔ حضرت خواجہ شیخ بہاء الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے امام ہیں۔ آپ سے کسی نے عرض کی کہ حضرت تمام اولیاء سے کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ حضور سے بھی کوئی کرامت دیکھیں، فرمایا اس سے بڑی اور کیا کرامت ہے کہ اتنا بڑا بھاری بوجھ گناہوں کا سر پر ہے اور زمین میں دھنس نہیں جاتا۔

عرض: مکان[1] میں وضو کے لئے مسجد سے گرم پانی لے جانے کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: حرام ہے اگرچہ وضو کے لئے لے جائے۔

عرض: حضور رجال الغیب ملائکہ سے ہیں۔

ارشاد: نہیں، جنوں[3] یا انسانوں میں سے ہوتے ہیں، آپ نے رجال پر خیال نہیں کیا۔ ملائکہ[2] پاک ہیں رجال اور نساء ہونے سے۔

عرض: بودار پسینہ بغلوں سے نکلے وضو تازہ کرنا ہوگا یا نہیں۔

ارشاد: پسینہ نکلنے سے وضو ضرور نہیں ہاں اگر کھجائے[4] تو تازہ وضو کر لینا مستحب ہے۔

عرض: مجازیب بھی کسی سلسلے میں ہوتے ہیں۔

ارشاد: ہاں وہ خود سلسلے میں ہوتے ہیں ان[5] کا کوئی سلسلہ نہیں ان سے آگے پھر نہیں چلتا۔

عرض: کسی کی کرامت کسبی بھی ہوتی ہے۔[6]

ارشاد: کرامت سب کی موہبی ہوتی ہے اور وہ جو کسب سے حاصل ہو بھانمتی کا تماشا ہے۔

ف ۱ مسجد سے گرم پانی لے جانے کا حکم۔

ف ۲ ملائکہ نہ مرد ہوتے ہیں نہ عورت وہ عورت و مرد ہونے سے پاک ہیں۔

ف ۳ رجال الغیب جنوں یا انسانوں سے ہوتے ہیں۔

ف ۴ بغل کھجانے سے وضو تازہ مستحب ہے۔ ف ۵ مجازیب سے کوئی سلسلہ جاری نہیں ہوتا۔

ف ۶ کرامت کسبی نہیں ہوتی۔

لوگوں کو دھوکا دینا ہے۔

عرض: رجال الغیب کیا ہے؟

ارشاد: غائب رہتے ہیں اس وجہ سے۔

عرض: رجال بھی سلسلے میں ہوتے ہیں۔

عرض: ہاں[1] یہ بھی سلسلے میں ہوتے ہیں۔ البتہ افراد سوائے حضور اقدس ﷺ کے کسی اور کے ماتحت نہیں اسی واسطے فرد کہلاتے ہیں۔ سلسلے میں کسی کے نہیں لیکن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع سے چارہ نہیں۔

عرض: ان چاروں سلاسل کے علاوہ بھی کوئی اور خاندان ہے جو ان چاروں میں سے کسی کی شاخ نہ ہو۔

ارشاد: ہاں[2] تھے اب تو بہت سے منقطع ہو گئے۔ ایک سلسلہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، ایک عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھا۔ سیدنا ابوبکر صدیق[3] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک سلسلہ علاوہ سلسلہ نقشبندیہ کے حواریہ[4] تھا۔ اس کے امام حضرت سیدی ابوبکر حواری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، آپ کے مرید حضرت ابو محمد شبنکی اور آپ مرید حضرت تاج العارفین ابوالوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ (پھر فرمایا) اللہ کو ہدایت فرماتے دیر نہیں لگتی۔ یہ حضرت ابوبکر حواری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے رہزن تھے قافلے کے قافلے تنہا لوٹا کرتے تھے۔ ایک بار ایک قافلہ اترا وہاں آپ تشریف لے گئے اس خیمہ میں عورت اپنے شوہر سے کہہ رہی تھی شام قریب ہے اور اس جنگل میں ابوبکر تیری حالت یہ ہو گئی کہ خیموں میں عورتیں تک تجھ سے خوف کرتی ہیں اور او رتو خدا سے نہیں ڈرتا۔ اسی وقت تائب ہوئے اور گھر کو لوٹ آئے۔ شب کو سوئے خواب میں زیارت اقدس

ف ا رجال الغیب سلسلہ میں ہوتے ہیں افراد سوائے سرکار دو عالم ﷺ کے کسی کے ماتحت نہیں مگر انہیں بھی حضور غوث اعظم سے رجوع سے چارہ نہیں۔ ف ۲ ان چاروں سلاسل مشہورہ کے علاوہ بہت سلاسل کا ذکر

ف ۳ نقشبندیہ سلسلہ حضرت صدیق اکبر سے ہے۔ ف ۴ سلسلہ حواریہ کے امام حضرت ابوبکر حوار ہیں۔

سے مشرف ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ آپ نے عرض کیا بیعت لیجئے۔ ارشاد فرمایا تجھ سے تیرا ہمنام بیعت لے گا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت لی اور اپنی کلاہ مبارک ان کے سر پر رکھی، آنکھ کھلی تو کلاہ اقدس موجود تھی یہ سلسلہ حواریہ آپ سے شروع ہوا۔

عرض: عرب کے ساتھ محبت رکھنے کا حکم حدیث میں ہے۔

ارشاد: ہاں حدیث میں ہے:

مَنْ اَحَبَّ الْعَرَبَ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَ الْعَرَبَ فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔

دوسری حدیث میں ہے:

حُبُّ الْعَرَبِ اِیْمَانٌ وَ بُغْضُهُمْ نِفَاقٌ۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلَاثٍ لِاَنِّیْ عَرَبِیٌّ وَ الْقُرْاٰنُ عَرَبِیٌّ وَ لِسَانُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِیَّةٌ۔

عرض: عربی زبان مرنے کے وقت سے ہوجاتی ہے۔

ارشاد: اس کی بابت تو کچھ حدیث میں ارشاد نہیں ہوا۔ حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب کتاب ابریز کے شیخ فرماتے ہیں منکر نکیر[2] کا سوال سریانی میں ہوگا اور کچھ لفظ بھی بتائے ہیں۔

عرض: عبرانی اور سریانی ایک ہی ہیں۔

ارشاد: عبرانی اور ہے اور سریانی اور۔ عبرانی میں انجیل[1] نازل ہوئی اور سریانی[3] میں توراۃ ہے۔

عرض: حضور متکلمین جو زمان و مکان کو بعد امتداد موہوم کہتے ہیں اس کے کیا معنی؟[4]

ف۱ انجیل کس زبان میں نازل ہوئی۔

ف۲ منکر نکیر کا سوال کس زبان میں ہوگا۔

ف۳ توریت کس زبان میں نازل ہوئی۔

ف۴ زمان و مکان کا وجود خارجی نہیں۔

ارشاد: خارج میں ان کا وجود نہیں وہم حکم کرتا ہے۔ لیکن انکا وجود انیاب اغوال کے مثل نہیں اصلیت ہے۔

عرض: حضور خلا ممکن ہے؟

ارشاد: خلاء بمعنی فضا تو واقع ہے اور خلا بمعنی فضا خالی عن جمیع الاشیاء موجود تو نہیں لیکن ممکن ہے۔ فلاسفہ جتنی دلیلیں بیان کرتے ہیں جزلا تجزی اور خلا وغیرہ کے استحالہ میں وہ سب مردود ہیں۔ کوئی دلیل فلاسفہ کی ایسی نہیں جو ٹوٹ نہ سکے فلاسفہ نے جتنی دلیلیں قائم کی ہیں وہ سب اتصال اجزا کو باطل کرتی ہیں۔ وجود جز کو باطل نہیں کرتیں۔ اور ترکب جسم کے لئے اتصال ضروری نہیں، دیوار جسم مرکب ہے اور اس کے اجزا متصل نہیں۔

عرض: حضور مقابلہ تو نکلے گا اور ایک وہ سطح نکلے گی جو مقابل ہوگی اور ایک وہ جو مقابل نہ ہوگی پھر تقسیم ہو جائے گی۔

ارشاد: مقابلہ کل سے ہوگا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اصول موضوعہ میں لکھا ہے کہ سطح اور خط اور نقطہ موجود خارجی ہیں۔ اب ہم ایک نقطہ سے تین خط ایک جانب کو ایک حد تک کھینچیں۔ ہر خط کی انتہا پر ایک نقطہ ہوگا۔ ہم پوچھتے ہیں یہ تینوں نقطے ہر ایک آپس میں کل سے مقابل ہیں یا جز سے۔ اگر جز سے مانا جائے تو نقطے کے اجزا ہو جائیں گے۔ حالانکہ نقطہ متجزی نہیں تو ثابت ہو گیا کہ کل سے مقابلہ ہو سکتا ہے (پھر فرمایا) وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اور ہم نے ان کو پارہ پارہ کر دیا ہے پارہ پارہ کرنا ممزق بمعنی اسم مفعول نہیں کہ اس صورت میں تحصیل حاصل ہوگی بلکہ بمعنی مصدر ہے۔

عرض: کھانا کھاتے وقت بولنا کیسا ہے۔

ارشاد: کھانا کھاتے وقت التزام کر لینا نہ بولنے کا یہ عادت ہے مجوس کی۔ اور مکروہ ہے اور لغو باتیں کرنا یہ ہر وقت مکروہ اور ذکر خیر کرنا جائز ہے۔

عرض: نوکر نماز نہ پڑھے تو آقا پر مواخذہ ہے یا نہیں۔

ارشاد: جتنی تاکید کر سکتا ہے اتنی نہ کرے تو مواخذہ ہے ورنہ نہیں۔

عرض: مسجد میں کرسی بچھا کر اس پر بیٹھ کر وعظ کہنا جائز ہے۔

ارشاد: جائز ہے۔ خود حضور اقدس ﷺ نے عیدگاہ میں کرسی بچھا کر اس پر وعظ فرمایا ہے۔

عرض: کیا[1] اولیاء سے بھی احیاء موتٰی کا ثابت ہے۔

ارشاد: ہاں۔ حضرت[2] سیدی احمد جام زندہ پیل رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک مرتبہ تشریف لئے جا رہے تھے۔ راہ میں ایک ہاتھی مرا پڑا تھا لوگوں کا مجمع تھا، آپ تشریف لے گئے فرمایا کیا ہے۔ عرض کیا ہاتھی مر گیا ہے۔ فرمایا اس کی سونڈ ویسی ہے آنکھیں بھی ویسی ہیں ہاتھ بھی ویسے ہی ہیں۔ غرض سب چیزوں کو فرمایا کہ ویسے ہی ہیں پھر مر کیسے گیا۔ یہ فرمانا تھا کہ فوراً زندہ ہو گیا جب سے آپ کا لقب زندہ پیل ہو گیا۔

عرض: اگر لڑکی بالغ ہو تو اس کا ولی نکاح میں کون ہوتا ہے۔

ارشاد: باپ اور باپ کے بعد دادا نہ ہو تو بھائی، بھائی نہ ہو تو بھتیجا بھتیجا نہ ہو تو چچا، پھر چچا کا بیٹا۔ الخ

عرض: نابالغ لڑکے کا باپ طلاق دے تو ہو گی یا نہیں۔

ارشاد: نہیں ہو سکتی۔

عرض: حضور جب اس کو نکاح کا اختیار ہے تو طلاق کا بھی ہونا چاہئے۔

ارشاد: نکاح کرا دینے کا مالک ہے کہ وہ نفع ہے طلاق کا نہیں کہ وہ ضرر ہے۔

عرض: بد دعا میں یہ کہنا کہ تجھے خدا سمجھے۔

ارشاد: تجھے خدا سمجھے کہہ سکتا ہے یہاں سمجھنے کے معنی انتقام لینے کے ہیں۔

عرض: کسی کو زانی کہہ کر پکارنا کیسا ہے۔

ارشاد: اگر یہ چار گواہ شرعی نہ لا سکے تو قاذف ہے (پھر فرمایا) اس طرح سے تو لوگ کم بولتے

ف۱ خلا بمعنی فضا واقع اور بمعنی خالی از اشیاء ممکن۔

ف۲ فلاسفہ دلائل ابطال جزء لا یتجزی واستحالہ خلا کا رد۔

ف۳ کھانا کھانے میں نہ بولنے کا التزام مجوس کی عادت و مکروہ ہے۔

ف۴ نوکر اگر فرائض ترک کرے تو آقا جتنی تاکید کر سکتا ہو اتنی کرنا لازم۔

ف۵ اولیاء نے مردے زندہ کئے ہیں۔

ف۶ حضرت سیدی احمد جام زندہ پیل کی مردہ ہاتھی زندہ کرنے کی حکایت۔

ہیں۔ آج کل جو عوام میں جاری ہے اور اس کو معیوب نہیں سمجھتے کسی کو بیٹی کے ساتھ کسی کو بہن کے ساتھ کسی کو لفظ بڑ کے ساتھ بڑا ہی فحش لفظ ملاتے ہیں۔ یہ بھی موجب حد قذف ہے۔ ایسے ہی کسی کو حرامی کہنا لڑکی کو حرامزادی کہنا۔

عرض: حضور مرد کو حرامزادہ کہنا۔

ارشاد: یہ حد القذف کا موجب نہیں حرامزادہ کے معنی شریر کے آتے ہیں۔

عرض: اگر کوئی حرامزادی کے معنی شریرہ لے تو حد قذف کا موجب ہوگا۔

ارشاد: ہوگا کیونکہ یہاں عرف کا اعتبار ہے۔

عرض: اور اگر استہزاءً کہہ دیا۔

ارشاد: جب بھی موجب حد قذف ہوگا (پھر فرمایا) بلکہ جو بڑ کے ساتھ ہے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں سے کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے ایک وہ زمانہ آنے والا ہے کہ لوگوں میں ان کی تحیت کی جگہ گالی ہوگی۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا سلام کی جگہ گالی بکتے ہوئے۔

عرض: حضور اگر کسی کو یہ الفاظ کہہ دیئے ہیں ان کی تلافی کیونکر ہوگی۔

ارشاد: اگر اس کے منہ پر کہے ہیں یا اس کو خبر ہوگئی تو اس سے معافی مانگے، اور اللہ سے توبہ کرے اور اگر منہ پر نہ کہا اور نہ خبر ہوئی تو صرف توبہ کافی ہے۔

عرض: حضور یہ بھی کوئی حدیث ہے:

لاَ یَقُصُّ اِلاَّ اَمِیرٌ اَوْمَا مُوْرٌ اوْمُخْتَالٌ۔

ارشاد: یہ حدیث نہیں بلکہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے۔

عرض: اس کے کیا معنی ہیں۔

ف ۱ کسی کو زانی کہنا یا مادر...... بیٹی...... بڑ...... یوں گالی دینا یوں ہیں لڑکے کو حرامی لڑکی کو حرامزادی کہنا موجب حد قذف ہے۔

ف ۲ لڑکے کو حرامزادہ کہنا موجب حد قذف نہیں۔

ارشاد: وعظ نہ کہے گا مگر امیر یا جس کو امیر نے حکم دیا یا اترانے والا۔

عرض: حضور علماء ماموری کی شق میں داخل ہوں گے۔

ارشاد: حاشا علماء خود امیر ہیں: اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ سے علماء ہی مراد ہیں۔[1] علماء نائب ہیں نبی ﷺ کے حقیقۃً علماء ہی حاکم ہیں۔ علماء کی اطاعت فرض ہے سلاطین پر بشرطیکہ علماء ہوں۔

عرض: با خدا داریم[2] کار و باخلائق کار نیست کا کیا مطلب ہے واقعات السنان میں لکھا ہے کہ اس کا مطلب جو ہم اہل سنت کے نزدیک ہے وہ تم کو کیوں پسند ہوگا۔ اور جو تمہارا مطلب ہے وہ یقیناً کفر ہے۔

ارشاد: مسلمانوں کا کام مثلاً اگر عالم دین سے ہے تو اس لئے نہیں کہ وہ زید بن عمرو ہے بلکہ اس لئے کہ وہ عالم دین ہے تو یہ کام اس سے نہیں اللہ سے ہے اسی طرح صلحا سے لے کر اولیاء انبیاء اور پھر سید الانبیا (ﷺ) تک جو کچھ کسی سے کام ہوگا حقیقۃً اللہ ہی سے ہوگا۔ وہابیہ اگر اس مطلب کو لیتے تو مدد مانگنے اور پکارنے اور ان کے سوا اور مسائل میں مسلمانوں کو کافر مشرک نہ کہتے، اور جب یہ مطلب نہیں تو جو اس سے ظاہر ہے اس میں انبیاء، اولیاء سب داخل اور ان سے کام نہ رکھنا یقیناً کفر ہے۔

عرض: حضور یہ مشہور ہے کہ جس مباح کو کفار منع کریں واجب ہو جاتا ہے۔

ارشاد: جس[3] مباح کے ترک میں مسلمانوں کے لئے ذلت ہو وہ واجب ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کو ذلت پہنچانا حرام تو جس امر میں مسلمانوں کو ذلت پہنچے اس کا ترک واجب ہے۔

عرض: فتاویٰ[4] عالمگیر یہ کس کی تصنیف ہے۔

ارشاد: مولانا نظام الدین صاحب جو مجمع علماء کے سردار تھے۔ ان کی تصنیف ہے۔

ف۱ علماء امیر ہیں ان کی اطاعت سلاطین پر لازم اولی الامر منکم سے علماء مراد ہیں۔

ف۲ با خدا داریم کار و باخلائق کا نیست کا مطلب اور وہابیہ پر رد اشد۔

ف۳ جس مباح کے ترک میں مسلمانوں کی ذلت ہو واجب ہو جاتا ہے۔

ف۴ فتاویٰ عالمگیر یہ کے مصنف۔

عرض: حضور پھر اس کو عالمگیریہ کیوں کہتے ہیں۔

ارشاد: سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کو جمع کر کے تصنیف کرائی، اور اس میں کئی لاکھ روپیہ صرف کیا، کثیر کتب خانہ جمع کیا تمام کتابوں میں دیکھ دیکھ کر یہ فتاویٰ تصنیف ہوا۔

عرض: مناظرہ[1] میں یہ شرط کرنا کہ جو مغلوب ہو غالب کا مذہب اختیار کرلے کیسا ہے؟

ارشاد: حرام ہے اور اگر دل میں ہے کہ دوسرا شخص غالب ہوگا تو وہ شخص اپنے مذہب کو چھوڑ دے گا تو یہ کفر ہے۔ ائمہ کرام کی تصریح ہے کہ جو شخص[2] کفر کا ارادہ کرے مضافاً یا معلقاً ابھی کافر ہوگیا۔ مضافاً یہ کہ مثلاً ارادہ کرے کہ بیس برس بعد کفر کرے گا تو ابھی کافر ہوگیا کفر پر راضی ہوا۔ اور معلق کی شکل یہ ہے کہ اگر وہ کام ہوجائے یا نہ ہو تو وہ شخص کفر کرے گا۔ ہاں اگر دل میں یہ ہے کہ یقیناً میں ہی غالب آؤں گا تو کفر نہیں۔

عرض: حضور اگر وہابیہ یہ کہیں کہ باری تعالیٰ کے لئے ظلم اس وجہ سے محال ہے کہ غیر مالک مستقل ہے ہی نہیں تو بالذات محال نہیں اس کا جواب کیا ہے۔

ارشاد: یوں[3] تو کوئی شے محال بالذات نہ رہے مخالف پوچھے گا یہ کیوں محال ہے جب اس کی جگہ استحالہ بتائے گا وہ کہہ دے گا اس وجہ سے محال ہے نفس ذات میں استحالہ نہیں محال بالذات وہ ہے جس کی نفس ذات ابا کرے وجود سے اور وہ عرض بھی محال بالذات ہوتا ہے۔ جو اپنے وجود کے وقت ایسی شے سے متعلق ہوتا ہے جس کی نفس ذات ابا کرتی ہے وجود سے اور اگرچہ وہ شے مستقل نہیں تو جس کے ساتھ اس کا تعلق ہے اس کی نفس ذات ابا کرے اس کے وجود سے تو وہ بھی محال بالذات ہے وجہ استحالہ بیان کرنے سے شے محال بالغیر نہیں ہوجاتی۔ اللہ نے خبر دی کہ فلاں بات ہوگی یا نہ ہوگی۔ اب اس کا خلاف ممکن ہے یا محال، ممکن تو ہے نہیں اور محال بالذات ہو نہیں سکتا کہ نفس ذات میں امکان ہے تو محال بالغیر ہوگا۔ اب وہ غیر کیا ہے جس کے سبب سے یہ محال ہے وہ کذب الٰہی ہے۔

ف۱: مناظرہ میں یہ شرط کرنا کہ جو مغلوب ہو غالب کا مذہب اختیار کرلے گا کیسا ہے؟

ف۲: جو کفر کا ارادہ کرے کہ فلاں دن کفر کرے گا یا یہ کام ہوجائے گا یا نہ ہوگا تو کفر کرے گا۔ محض اس کا ارادہ ہی سے فی الحال کافر ہوجائے گا۔ ف۳: محال بالذات اور بالغیر کا فرق وہابیہ کا رد۔

لازم آئے گا کہ کذب الٰہی محال بالذات ہو ورنہ محال بالغیر تو ممکن بالذات ہوتا ہے اور ممکن بالذات پر کوئی شے موقوف ہونے سے محال بالغیر نہیں ہو جاتی (پھر فرمایا) کذب الٰہی کا امکان مان کر عقائد، ایمان، شرائع، ادیان کچھ بھی نہ رہے گا۔ ایمان کہتے ہیں اعتقاد ثابت جازم غیر متزلزل کو۔ ہمارا ایمان ہے کہ قیامت آئے گی۔ پھر کیا سبب ہے کہ کوئی دلیل عقلی اس پر قائم نہیں سمعیات محضہ میں سے ہے لامحالہ ماننا پڑے گا کہ اخبار الٰہی ہیں اور جب اخبار الٰہی میں کذب ممکن ہوا تو اعتقاد ثابت جازم غیر متزلزل کہاں سے آئے گا۔ پھر تو ہر بات میں یہ رہے گا کہ ممکن ہے جھوٹ کہہ دیا ہو تو نہ دین رہا نہ قرآن نہ اسلام رہا نہ ایمان۔

عرض: حضور اگر کلام لفظی میں کذب ممکن مانا جائے اور کلام نفسی کو اس سے پاک مانا جائے تو کیا خرابی ہے۔

ارشاد: کلام لفظی تعبیر کس سے ہے کسی معنی سے ہے یا یہ معنی سے علیحدہ الفاظ ہیں۔ ضرور ہے کہ معنی سے تعبیر ہے اور معنی کلام نفسی اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ صدق و کذب اولا معنی کو عارض ہوا یا الفاظ کو ضرور ہے کہ معنی ہی کو عارض ہے اس کے ذریعہ سے الفاظ پر تو کذب کلام نفسی پر ہوا یا صرف کلام لفظی پر۔ معنے اگر مطابق واقع ہیں تو صادق ورنہ کاذب۔ الفاظ اگر اس کے موافق نہیں تو یہ صادق ہوگا۔ تو وہ صادق اور یہ کاذب تو وہ بھی کاذب اگر موافق نہیں تو تعبیر ہی نہ ہوئی، بشر کلام لیجئے۔ زید کے ذہن میں ایک معنی ہیں 'زید' 'قائم' اب اگر الفاظ میں زید لیس بقائم ہیں تو سرے سے اس کی تعبیر ہی نہ ہوئی۔ اور اگر زید قائم ہے تو معنی صادق ہوں گے تو یہ بھی صادق ہوگا اور وہ کاذب تو یہ بھی کاذب (پھر فرمایا) ہم سنی تو کلام باری عزوجل میں لفظی و نفسی کا تفرقہ مانتے ہی نہیں۔ ہمارے نزدیک دونوں ایک ہی ہیں۔ یہ متاخرین متکلمین کی غلطی ہے۔

ارشاد: فقط متصلب ہونا کافی نہیں بلکہ عالم ہو پورا ماہر ہو وسیع نظر ہو اس کے ساتھ متصلب سنی

ف ۱ امکان کذب کارو باز غ۔

ف ۲ کلام لفظی میں کذب مانا جائے اور نفسی کو پاک مانا جائے تو کیا خرابی ہے۔

ف ۳ کلام باری عزوجل میں تفرقہ کلام نفسی و لفظی متاخرین متکلمین کی غلطی ہے۔

عرض: متصلب سنی کو اعتراض کی نظر سے خبثاء کی کتابیں دیکھنا جائز ہیں یا نہیں۔
بھی ہو کیا اعتماد رکھتا ہے اپنے نفس اور اجو اپنے نفس پر اعتماد کرے اس نے بڑے کذاب پر اعتماد کیا۔
حدیث میں ہے:

اَلْقُلُوْبُ فِی اِصْبَعَیِ الرَّحْمٰنِ یُصَرِّفُھَا کَیْفَ یَشَاءُ۔

انسانوں کے دل رحمٰن کے دست قدرت کی دو انگلیوں میں ہیں پھیرتا ہے ان کی جس طرف چاہتا ہے۔

اس کے بعد مغرب کی نماز کا وقت آ گیا۔ خود اعلیٰ حضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیام [2] فرمانے سے پہلے حسب معمول دعا پڑھی:

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ۔

ایک خادم نے عرض کیا حضور اس کی فضیلت کیا ہے۔ ارشاد فرمایا: حدیث میں ہے جو شخص جلسہ سے اٹھتے وقت اس دعا کو پڑھے گا جس قدر نیک باتیں اس جلسے میں کی ہوں گی ان پر مہر لگا دی جائے گی کہ ثابت رہیں۔ اور جتنی بری بات کی ہوں گی وہ محو کر دی جائیں گی۔

عرض: مخلوقات خالق تبارک و تعالیٰ میں ہژدہ ہزار عالم کہ مشہور ہیں اس طرح ہوتے ہیں۔ اوّل عالم عقول و دوم ارواح نو عالم افلاک چار عالم عناصر، تین عالم موالید، مجموع اٹھارہ ہوئے اور خداوند عالم کے ہزار نام ہیں۔ ہر نام ان میں ایک تصرف مخصوص رکھتا ہے۔ جب اٹھارہ کو ایک ہزار میں ضرب دی جائے گی اٹھارہ ہزار ہوں گے۔ بعض روایات سے سی صد و شصت ہزار یعنی تریسٹھ ہزار تین سو پائے جاتے ہیں۔ بعض ستر ہزار بتاتے ہیں۔ بعض کے نزدیک اٹھارہ عالم ہیں علقیہ، روحیہ، نفسیہ، طبعیہ، عنصریہ، مثالیہ، خیالیہ، برزخیہ، حشریہ، جناتیہ، جنمیہ، اعرافیہ، رویتیہ، صوریہ، جمالیہ، جلالیہ، یہ سترہ ہوتے ہیں۔ یقیناً ایک رہ گیا ہے وہ ارشاد ہو۔

ف ۱ اپنے نفس پر اعتماد بڑے کذاب پر اعتماد ہے۔

ف ۲ بیٹھنے سے اٹھتے وقت کی دعا اور اس کا عظیم الشان فائدہ۔

ارشاد: یہ کسی کا تخیل ہے اور غیر صحیح، اس کی تکمیل کیا ہو۔

عرض: برزخ کی تعریف تو یہ ہے کہ وہ شے جو متوسط ہو درمیان دو شے کے، جسے دونوں سے علاقہ ہو سکے۔ جب صرف برزخ کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس کا مفہوم قبر ہوتا ہے سوال یہ ہے کہ برزخ سے مراد قبر ہے یا وہ زمانہ جو بعد مرنے سے قیامت یا حشر تک ہے۔

ارشاد: نہ قبر اور نہ وہ زمانہ بلکہ وہ مقامات جن میں ارواح بعد موت حشر تک حسب مراتب رہتی ہے۔

عرض: قیامت اور حشر کا فرق۔ قیامت وہ ہے جس میں سب موجودات فنا کئے جائیں گے اور حشر میں پھر از سرِ نو پیدا کئے جائیں گے۔ اگر برزخ کا زمانہ قیامت ہے تو بعد قیامت حشر تک کے زمانہ کا کوئی نام ہے یا نہیں اور قیامت کے کتنے عرصہ کے بعد حشر ہوگا۔

ارشاد: وہ ساعت ہے کبھی اسے قیامت بھی کہتے ہیں ورنہ قیامت و حشر ایک ہیں۔ ساعت و حشر کے درمیان جو زمانہ ہے اسے مابین النفختین کہتے ہیں۔ حشر چالیس برس بعد ہوگا۔

عرض: درجات برزخ علیین اور سجین اور ان کے سوا جو ہوں ارشاد ہوں۔

ارشاد: علیین اور سجین برزخ ہی کے مقامات ہیں اور ہر ایک میں حسب مراتب تفاوت بیشمار۔

عرض: درجات فقر ترتیب وار ارشاد ہوں کہ جب طالب سلوک کی راہ چلتا ہے تو اوّل کونسا درجہ حاصل ہوتا ہے پھر کون سا۔

ارشاد: صلحا، سالکین، قائمین، واصلین، اب ان واصلوں کے مراتب ہیں نجبا، نقبا، ابدال، بدلا، اوتاد، امامین، غوث، صدیق، نبی، رسول، تین پہلے سیر الی اللہ کے ہیں باقی سیر فی اللہ کے اور ولی ان سب کو شامل۔

ف۱ برزخ سے کیا مراد۔

ف۲ ساعت و حشر کا فرق کبھی ساعت کو قیامت کہتے ہیں۔ قیامت و حشر ایک ہیں۔

ف۳ حشر ساعت سے کتنے زمانہ کے بعد ہوگا۔

ف۴ اولیاء کے درجے اور یہ کہ سیر الی اللہ صلحاء، سالکین، قائمین کی ہے باقی سیر سیر فی اللہ۔

عرض: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے فضلات شریفہ پاک ہیں۔

ارشاد: پاک ہیں اور ان کے والدین کریمین کے وہ نطفے بھی پاک ہیں جن سے یہ حضرات پیدا ہوئے (پھر فرمایا) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں حضور اقدس ﷺ کے ہمراہ تھا۔ حضور کو قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی۔ دو متفرق پیڑ الگ الگ کھڑے تھے اور کچھ پتھر ادھر ادھر پڑے تھے۔ حضور نے ارشاد فرمایا اے جابر ان پیڑوں اور پتھروں سے جا کر کہو کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ تم آپس میں مل جاؤ۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جا کر فرمایا دونوں پیڑوں نے جنبش کی اور اپنے تمام رگ وریشہ زمین سے نکالے، ایک ادھر سے چلا اور دوسرا ادھر سے اور دونوں مل گئے اور پتھروں نے ایک دیوار کی مثل ہو کر اڑنا شروع کیا اور درختوں کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر حضور وہاں تشریف لے گئے اور قضائے حاجت فرمائی جب فارغ ہو کر تشریف لائے میں گیا اس قصد سے کہ جو کچھ خارج ہوا ہو اس کو کھاؤں وہاں کچھ نہ تھا البتہ اس جگہ مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ فرمایا ان پیڑوں اور پتھروں سے کہو اپنی اپنی جگہ چلے جاؤ وہ اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں اس نیت سے گیا تھا کہ جو کچھ ملے اس کو تبرکاً کھاؤں وہاں سوائے مشک کی خوشبو کے، اور کچھ نہ پایا۔ فرمایا: کیا تم کو معلوم نہیں کہ زمین نگل لیتی ہے جو انبیاء سے خارج ہوتا ہے۔

(پھر مسکرا کر فرمایا) جو اچھی چیز ہوتی ہے اس کو زمین ہی نہیں چھوڑتی (پھر فرمایا) سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام طاہر محض ہیں اور جو شے ان سے علاقہ رکھنے والی ہے ان سے کوئی فضلہ خارج ہو جو ہمارے لئے ناقض وضو ہے تو بیشک ان کا وضو بھی ٹوٹ جائے گا۔ (پھر فرمایا) میری نظر میں امام ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری کی وقعت ابتدا امام بدرالدین محمود عینی شارح صحیح بخاری سے زیادہ تھی۔ فضلات شریفہ کی طہارت کی بحث ان دونوں صاحبوں نے کی ہے امام ابن حجر نے ابحاث محدثانہ لکھی ہیں کہ یوں کہا جاتا ہے اور اس پر یہ اعتراض ہے اخیر میں لکھا ہے کہ فضلات شریفہ کی طہارت ان کے نزدیک ثابت نہیں۔ امام عینی نے بھی شرح بخاری میں اس بحث کو بہت بسط سے لکھا ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں یہ سب ابحاث ہیں میں جو شخص طہارت کا قائل ہو اس کو میں مانتا

ف ا انبیاء کے فضلات اور وہ نطفے جن سے انبیاء کی تخلیق ہوئی پاک ہیں۔

ہوں اور جو اس کے خلاف کہے اس کے لئے میرے کان بہرے ہیں۔ میں سنتا نہیں۔ یہ لفظ ان کی کمال محبت کو ثابت کرتا ہے اور میرے دل میں ایسا اثر کر گیا کہ ان کی وقعت بہت ہو گئی۔

عرض: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اعضائے شریف مثلاً موئے مبارک اور دندان مبارک اور ناخن شریف کا کھانا جائز ہے یا نہیں۔ [1]

ارشاد: یہ ناجائز و حرام ہے۔ ابتذال و توہین ہے جو چیز حرام کی گئی اس کی حلت کی کوئی وجہ نہیں وہ مباح نہیں ہو سکتی اگر تبرک چاہتا ہے پانی میں دھو کر پئے۔

عرض: كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللهُ حَلٰلًا طَيِّبًا میں طَيِّبًا کی قید کیسی ہے کیونکہ ہر حلال طیب ہے۔

ارشاد: جو چیز حلال ہو اور طیب ہو اسے کھاؤ یہ معنی ہیں (پھر فرمایا) ہر طیب حلال ہے اور ہر حلال [2] طیب نہیں جو چیزیں مکروہ ہیں وہ طیبات سے خارج ہیں۔

عرض: آدمیوں کی ہڈی طیب ہے اور حلال نہیں۔

ارشاد: طاہر [3] ہے طیب نہیں۔ طاہر کے معنی پاک کے ہیں اگر نماز میں پاس ہو تو حرج نہیں اور طیب کے معنی پاک جائز الاستعمال جس میں کسی جہت سے نقصان نہ ہو ناقص چیز کو خبیث کہا جاتا ہے طاہر عام ہے حلال اس سے خاص ہے طیب اس سے بھی خاص ہے۔

عرض: قیدی لوگ قید خانہ میں جو اشیاء بناتے ہیں گورنمنٹ ان کو فروخت کرتی ہے۔ ان کا استعمال جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: ظلماً [4] بنوائی گئی ہیں ناجائز ہے۔

عرض: پاگل خانہ کی اشیاء کا بھی کیا یہی حکم ہے۔

ارشاد: جو واقع میں پاگل [5] ہیں ان کو ایک جگہ پر رکھنا ظلم نہیں بلکہ خلائق کو فائدہ پہنچاتا ہے اور کام

ف۱ انبیاء علیہم السلام کے موئے مبارک یا دندان مبارک یا ناخن شریف کا کھانا حلال نہیں۔

ف۲ آیۂ کریمہ کے معنی۔ ف۳ ہر حلال طیب نہیں۔

ف۴ آدمی کی ہڈی طاہر ہے طیب نہیں، طاہر، طیب کا فرق۔

ف۵ قیدیوں کی بنائی ہوئی چیزوں کا حکم۔

ف۶ پاگلوں کو پاگل خانہ میں رکھنے کا حکم اور ان کے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیزوں کا۔

جوان سے لیتے ہیں یہ روٹی کپڑے کے عوض۔

عرض: اوجھڑی کھانا کیسا ہے۔

ارشاد: مکروہ ہے۔

ارشاد: تفریحاً جھولا جھولنا کیسا ہے۔

ارشاد: شارعِ عام پر نہ ہو، مکان میں ہو کچھ حرج نہیں۔ یہ تو بدن کی ریاضت ہے بعض امراض میں اطباء مفید بتاتے ہیں۔

عرض: حضور عورتوں کو بھی جائز ہے۔

ارشاد: کوئی نامحرم نہ ہو اور گھر کے اندر ہوں اور گاتا نہ گائیں تو ان کے واسطے بھی جائز ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں مجھے اپنے نکاح کی کوئی خبر نہ تھی میں اپنے مکان میں جھولا جھول رہی تھی۔ کہ میری ماں مجھ کو اٹھا کر لے گئیں۔

عرض: کفار کے جنازے کے ساتھ جانا کیسا ہے۔

ارشاد: اگر اس اس اعتقاد سے جائے گا کہ اس کا جنازہ شرکت کے لائق ہے تو کافر ہو جائے گا۔ اور اگر یہ نہیں تو حرام ہے۔ حدیث میں فرمایا اگر کافر کا جنازہ آتا ہو تو ہٹ کر چلنا چاہئے کہ شیطان آگے آگے آگ کا شعلہ ہاتھ میں لئے اچھلتا کودتا خوش ہوتا ہوا چلتا ہے کہ میری محنت ایک آدمی پر وصول ہوئی۔

عرض: ہندوؤں کے رام لیلا وغیرہ دیکھنے جانا کیسا ہے۔

ارشاد: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ط اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۔ مسلمان ہوئے ہو تو پورے مسلمان ہو جاؤ۔ شیطان کی پیروی نہ کرو وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے۔ حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استدعا کی کہ اگر اجازت ہو تو نماز

ف ا جھولا جھولنے کا حکم۔

ف ۲ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جھولا جھولنا۔

ف ۳ کافر کے جنازے کے ساتھ جانے کا حکم۔

ف ۴ کفار کے میلوں میں شرکت کا حکم۔

میں کچھ آیتیں توریت شریف کی بھی ہم لوگ پڑھ لیا کریں۔ اس پر یہ آیۂ کریمہ ارشاد فرمائی۔ توریت شریف پڑھنے کے واسطے تو یہ حکم ہوا، رام لیلا کے واسطے کیا کچھ حکم نہ ہوگا۔

عرض: گردے کھانے کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: جائز ہے مگر حضور اقدس ﷺ نے پسند نہ فرمایا۔ اس وجہ سے کہ پیشاب ان میں ہو کر مثانہ میں جاتا ہے۔

عرض: حضور یہ مانا ہے نجاست اپنے محل میں پاک ہے اور اوجھڑی میں جو فضلہ ہے وہ بھی نجس نہیں تو پھر کراہت کی کیا وجہ۔

ارشاد: اسی وجہ سے تو مکروہ کہا گیا۔ اگر نجاست کو اپنے محل میں نجس مانا جاتا تو اوجھڑی مکروہ نہ ہوتی بلکہ حرام ہو جاتی۔

عرض: لَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِیْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا سے معلوم ہوتا کہ کبھی کوئی کافر کسی مسلمان پر غالب نہ ہوگا۔ حالانکہ واقع میں اس کے خلاف ہے۔

ارشاد: اس کے معنی ہیں کہ ہم نے کوئی ولایت نہیں رکھی کافروں کے واسطے مسلمانوں پر۔ ولایت کہتے ہیں حکم نافذ التصرف کو شاء اوابی چاہے مانے یا نہ مانے اور شریعت بھی اس کو قبول کرلے۔ یہ بات کبھی حاصل نہ ہوگی کسی کافر کو کسی مسلم پر۔ والد اپنی بالغ اولاد پر ولایت رکھتا ہے۔ یہ ان کا نکاح کردے اور وہ چلاتے رہے ہمیں منظور نہیں۔ نکاح نافذ ہو گیا۔ بعد بالغ ہونے کے بھی کچھ اختیار نہیں۔ یا دو عادل مسلمان کسی پر گواہی دیں وہ کہہ رہا ہے یہ جھوٹے ہیں میں نے ایسا نہیں کیا وہ کہہ دیں کہ اس نے ایسا کیا گواہی نافذ ہوگئی۔

عرض: حضور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے آیا ہے یَضَعُ الْجِزْیَةَ اور ہماری شریعت میں جزیہ ہے تو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری شریعت کے ناسخ ہوئے۔

ارشاد: یہ حکم کس میں ہے انجیل میں ہے یا توریت میں ظاہر ہے کہ ان میں نہیں بلکہ حدیث میں

ف ۱ لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین کے سبیلا معنی۔

ف ۲ عیسیٰ علیہ السلام کے جزیہ اٹھا دینے سے نسخ شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وتحیہ پر شبہ اور اس کا جواب۔

ہے یہ حضور اقدس ﷺ کا ختم ہوا۔ اگر حضور یہ فرماتے کہ جذیہ ہمیشہ ہے اور عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام آ کر اتار دیتے تو البتہ نسخ ہوتا۔

عرض: حضور قرآن مجید میں ہے کہ مسلمانوں نے یہ دعا کی۔

ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اس طرح سے کافروں کے ہاتھ میں بے دست و پا نہ کر دیے جائیں گے کہ ان کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ اگر اسلام سچا ہوتا تو ایسا کیوں ہوتا۔

ارشاد: یہ دعا کی تھی کہ کسی مسلمان کو فتنہ نہ کریا ہم کو فتنہ نہ کر ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی یہ دعا ہے۔

ربنا[1] لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا واغفرلنا ربنا انک انت العزیز الحکیم

اور وہ قبول ہوئی اگر اس کے معنی یہ لئے جائیں کہ کبھی کوئی مسلمان کسی کافر کے فتنے میں نہ پھنسے گا تو پھر اس کے کیا معنی ہوں گے جو اصحاب الاخدود کے لئے فرمایا گیا

انّ الّذین فتنوا المؤمنین والمؤمنٰت ثمّ لم یتوبوا فلھم عذاب جھنّم۔

عرض: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ختم[3] اللّٰہ لاغلبنّ انا و رسلی تو بعض انبیا شہید کیوں ہوئے۔

ارشاد: رسولوں میں سے کون شہید کیا گیا انبیا۔ البتہ شہید کئے گئے رسول کوئی شہید نہ ہوا۔ یقتلون النّبیّٖن فرمایا گیا نہ کہ یقتلون الرّسل ع

عرض: حضور[4] مسلمان کتنا ہی بڑا گنہ گار ہو لیکن کلمہ اسلام پڑھتا ہے مسلمان پھر مسلمان ہے کافر سے بدتر تو کیا برابر بھی نہیں ہو سکتا قطع نظر یفعل مایشاء سے کوئی وجہ کافر کو مسلمانوں پر مسلط ہونے کی نہیں معلوم ہوتی۔

ف ۱ آیہ کریمہ ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا الایہ پر شبہ اور اس جواب۔

ف ۲ ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا پر شبہ اور اس کا جواب۔

ف ۳ اور شہید ہو جانا مغلوبی نہیں غلبہ سے مراد غلبہ حجت ہے کما یاتی ۱۲ مولف غفرلہٗ

ف ۴ کافر مسلمان پر کیونکر مسلط ہو سکتا ہے۔

ارشاد: اس کا جواب حدیث دے گی: کما تکونوا یولی علیکم جیسے تم ہوگے ویسا ہی حاکم تم پر بھیجا جائے گا۔

عرض: حضور! کچھ بھی ہو آخر مسلمان تو ہیں ان کا غلبہ اسلام کا غلبہ اور ان کی مغلوبیت سے اسلام کی مغلوبیت حالانکہ یہ ثابت ہے: اَلْاِسْلَامُ یَعْلُوْا وَ لَایُعْلٰی۔ تو چاہئے کہ مسلمان کبھی مغلوب نہ ہوں۔[1]

ارشاد: اسلام کبھی مغلوب نہ ہوگا۔ مسلمان مغلوب ہو جائیں مسلمانوں کے مغلوب ہونے سے اسلام کی مغلوبیت نہیں۔ اسلام جب مغلوب ہوتا کہ کفار کی حجت مسلمانوں کی حجت پر غالب آجاتی۔ حجتہم داحضۃ ان کی حجت مغلوب ہے (پھر فرمایا) حدیث میں ہے اگر دنیا میں قدر اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو ایک گھونٹ اس میں سے کافر کو نہ دیتا۔ ذلیل ہے[2] ذلیلوں کو دی گئی جب سے اسے بنایا ہے کبھی اس کی طرف نظر نہ اٹھائی۔ دنیا کی روحانیت آسمان و زمین کے درمیان جو میں معلق ہے۔ فریاد و زاری کرتی ہے اور کہتی ہے اے میرے رب تو مجھ سے کیوں ناراض ہے مدتوں کے بعد ارشاد ہوتا ہے "چپ حیثہ" سورۂ زخرف شریف میں تو یہ ارشاد ہوتا ہے کہ اندھے کہیں گے یہ کفر ہی حق ہے ورنہ ہم کافروں کے واسطے ان کے گھروں کی چھتیں اور سیڑھیاں چاندی کی بنادیتے اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت سونے کے وَلَوْ اَنْ یَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَیْهَا یَظْهَرُوْنَ٥ وَ لِبُیُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّ سُرُرًا عَلَیْهَا یَتَّكِـُٔوْنَ٥ وَ زُخْرُفًا ط وَ اِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِیْنَ٥

صرف اس بات پر کہ کفار کو دنیا بہت دی ہے اور ہم کو تھوڑی اس پر تو آپ جیسے عالم یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر سب دنیا انھیں دے دی جاتی اور ہم کو بالکل نہ ملتی تو نہ معلوم کیا حال ہوتا۔ (پھر فرمایا) سونا[3] چاندی خدا کے دشمن ہیں۔ وہ لوگ جو دنیا میں سونے چاندی وہ لوگ جو دنیا میں سونے

ف ۱ الاسلام یعلو ولا یعلی ثابت ہے تو چاہئے کہ مسلمان کبھی مغلوب نہ ہوں اس شبہ کا جواب۔

ف ۲ دنیا عند اللہ ذلیل ہے اگر مچھر کے پر کے برابر عزت ہوتی تو کافروں کو گھونٹ نہ دیتا۔

ف ۳ سونا چاندی اللہ کے دشمن ہیں۔

چاندی سے محبت رکھتے ہیں قیامت کے دن پکارے جائیں گے کہاں ہیں وہ لوگ جو خدا کے دشمن سے محبت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو اپنے محبوب سے ایسا دور فرماتا ہے جیسے بلاتشبیہ بیمار بچے کو اس سے مضر چیزوں سے ماں دور رکھتی ہے۔ وَ یَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَیْرِ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝ آدمی اپنے منہ برائی مانگتا ہے جس طرح کہ اپنے لئے بھلائی مانگتا ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ اس میں کتنا ضرر ہے یہ دعا مانگتا ہے اور وہ نہیں دیتا (پھر فرمایا) ارشاد ہوتا ہے: لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ط ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ۝ تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے کافروں کا اُلٹے کھلے شہروں میں پھرنا یہ تھوڑی پونجی ہے پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بُرا ٹھکانہ ہے۔

عرض: احلیل میں پچکاری لگائی جائے تو پانی پچکاری کا واپس آئے گا، وہ پاک ہے یا نہیں؟

ارشاد: ناپاک ہے اور ناقض وضو ہے۔

مولف: اعلیٰ حضرت قبلہ کی حدت مزاج کا تذکرہ تھا: ایک صاحب نے عرض کیا: ایک تو مزاج گرم دوسرے علم کی گرمی، اس پر ارشاد فرمایا: حدیث میں ہے:

اِنَّ الْحِدَّةَ تَعْتَرِیْ قُرَّآءَ اُمَّتِیْ لِعِزَّةِ الْقُرْاٰنِ فِیْ اَجْوَافِهِمْ۔

قرأ محاورہ حدیث میں علماء کو کہتے ہیں یعنی میری امت کے علما کو گرمی آئے گی قرآن کی عزت کے سبب جو ان کے دلوں میں ہے۔

عرض: حضور کشتی کرنا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: کشتی جس طور پر آج کل لڑی جاتی ہے محمود نہیں، اس میں تن دری ہوتی ہے مجمع عام ہوتا ہے اور اس کے سبب نماز کی پابندی نہ کرے یا ستر کھولے تو حرام ہے۔ ہاں اگر خاص مجمع ہے اپنے ہی لوگ ہیں بند مکان میں نماز کی پابندی کے ساتھ بغیر ستر کھولے ہوئے لڑیں تو مضائقہ نہیں۔

ف ۱ دنیا محبوبانِ خدا سے دور رکھی جاتی ہے۔

ف ۲ قرأ امتی کے معنی علما امتی۔

ف ۳ کشتی لڑنے کا حکم۔

حضرت بہاؤ الحق والدین خواجہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخارا میں حضرت امیر کلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہرہ سن کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کو دیکھا کہ مکان کے اندر خاص لوگوں کا مجمع ہے، اکھاڑے میں کشتی ہو رہی ہے۔ حضرت بھی تشریف فرما ہیں اور کشتی میں شریک ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند عالم جلیل پابند شریعت، ان کے قلب نے کچھ پسند نہیں کیا۔ حالانکہ کوئی ناجائز بات نہ تھی۔ یہ خطرہ آتے ہی غنودگی آ گئی، دیکھا کہ معرکہ حشر بپا ہے ان کے اور جنت کے درمیان ایک ایک دلدل کا دریا حائل ہے۔ یہ اس پار جانا چاہتے تھے، دریا میں اترے جتنا زور کرتے دھنستے جاتے یہاں تک کہ بغلوں تک دھنس گئے اب نہایت پریشان کہ کیا کیا جائے، اتنے میں دیکھا کہ حضرت امیر کلال تشریف لائے اور ایک ہاتھ میں سے نکال کر دریا کے پار کر دیا۔ آپ کی آنکھ کھل گئی۔ قبل اس کے کہ یہ کچھ عرض کریں، حضرت امیر کلال نے فرمایا، ہم اگر کشتی نہ کریں تو یہ طاقت کہاں سے آئے۔ یہ سن کر فوراً قدموں پر گر پڑے اور بیعت کی۔

(پھر تذکرہ نفسی کشی ارشاد فرمایا)

امام[2] داؤد طائی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے امام نے جب دیکھا کہ ان کی دنیا کی طرف توجہ نہیں ان کو سب سے الگ کر کے پڑھانا شروع کیا، ایک دن تنہائی میں فرمایا، اے داؤد! آلہ طیار کر لیا مقصود کس دن حاصل کرو گے۔ ایک سال درس میں حاضر رہے یہ ریاضت کہ طلباء آپس میں مذاکرہ کرتے ان کو آفتاب سے زیادہ وجہیں روشن معلوم ہوتیں۔ نفس بولنا چاہتا مگر یہ چپ رہتے غرض ایک سال کامل سکوت فرمایا۔ جب ان کے والد ماجد کا انتقال ہوا، اسی درہم اور ایک مکان ورثہ میں ملا۔ وہ درہم عمر بھر کے لئے کافی ہوئے اور مکان کے ایک درجے میں بیٹھا کرتے جب وہ گر گیا، دوسرے میں بیٹھنا شروع کیا جب وہ اس قابل نہ رہا تو اور درجے میں ادھر ان کی روح نے پرواز کیا۔ ادھر بعض صالحین نے خواب میں دیکھا کہ داؤد طائی نہایت خوشی کے ساتھ ہشاش بشاش دوڑے ہوئے چلے آ رہے ہیں ___ انھوں نے کبھی آپ کو اس حالت میں نہ

ف ۱ حضرت خواجہ ... حضرت امیر کلال ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت کی بیعت کا دلچسپ واقعہ۔
ف ۲ امام ... امام اعظم ...

دیکھا تھا۔ پوچھا کیا ہے، کیوں دوڑے جاتے ہو؟ فرمایا ابھی جیل خانہ سے چھوٹا ہوں۔ خبر پائی کہ وہی وقت انتقال کا تھا۔ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَ جَنَّۃُ الْکَافِرِ۔

(پھر فرمایا) وَ اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْکًا کَبِیْرًا ○ نعیم اور ملک کبیر دیتے ہیں دنیا کی ایک ذرا سی تکلیف پر عقل تو گوارا نہیں کرتی کہ ملک کبیر آرام دنیا کی متاع قلیل کے بدلے چھوڑ دیا جائے مگر نفس اس کے عکس کو گوارا نہیں کرتا۔

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ وَ کَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا۔ انسان اپنے قدموں کے نیچے دیکھتا ہے آگے نظر نہیں کرتا۔ یہاں کے آرام کو آرام سمجھتا ہے اور یہاں کی تکلیف کو تکلیف حالانکہ بہت سے آرام یہاں کے وہاں کی تکلیف ہیں اور بہت سی یہاں کی تکلیف وہاں کے آرام ہیں (پھر فرمایا) میرے حضرت والد ماجد قدس سرہ العزیز کے خالہ زاد بھائی الف کا نام ب نہ جانتے تھے۔ یہاں ایک شخص صوفی بنے ہوئے تھے ان کے پاس آمدورفت زیادہ تھی۔ انھوں نے مذہب تفضیلیہ اختیار کر لیا۔ میرا پندرہ سولہ برس کا سن تھا میں انھیں حدیثیں سناتا اور سمجھاتا کہ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ تفضیل باطل ہے وہ نہ مانتے افیون کے عادی تھے جب حج کو گئے اور تین منزل مدینہ طیبہ رہ گیا۔ افیون کی ڈبیہ نکالی کھانا چاہی فوراً بدن میں جھرجھری پیدا ہوئی اور کہا کیا حضور کے سامنے بھی کھاؤں گا۔ اور ہاتھ سے پھینک دی۔ وہاں سے واپس آنے پر چند روز زندہ رہے۔ راہ میں افیون کھانا چھوڑ دیا تھا یہ (یعنی افیون کا کھانا) تھی بداعمالی مگر وہ تھی عقیدے کی برائی اور عقیدہ کی برائی بدتر ہے بداعمالی سے۔ مرتے وقت بیوی کو یاد کر کہا۔ میرا بھتیجا مجھے سمجھایا کرتا تھا اور میری سمجھ میں نہ آتا تھا۔ اب میں سمجھا کہ وہی حق تھا۔ اب تم شاہد رہو کہ میرا وہی عقیدہ ہے جو احمد رضا کا ہے۔ میں نے ایک روز خواب میں دیکھا .... کہنے لگے تم نے وہ حدیث مجھ سے بیان نہیں کی تھی کہ جو دنیا میں ہنستے ہیں وہاں روتے ہیں اور جو دنیا میں روتے ہیں وہ وہاں ہنستے ہیں (پھر فرمایا) تین چیزیں

ف۱ مسلمان کے مصائب دنیا، اور کافر کی راحتیں ہیچ ہیں۔

یہاں الفاظ کریہہ ساقط ہوگئے۔ مؤلف عفی عنہ

ف۲ نفس ضعیف ہوجاتے تو روح قلب قوت پاتے ہیں۔

ضروری ہیں ایک لقمہ جس سے جان باقی رہے اور ایک پارچہ جس سے اپنا ستر ڈھانک لے اور ایک سوراخ جس میں گھس کر بیٹھ رہے۔ اس کے لئے حلال مال بہت مل سکتا ہے (پھر فرمایا) جب نفس کمزور ہو جائے گا روح اور قلب قوی ہو جائے گا کھانا نہ کھایئے آٹھ دن کامل جیتے رہیے کچھ اثر نہ ہوگا۔

عرض: حضور یہ شعر کیسا ہے۔

ارے یہ وہ ہیں عبدالقادر محبوب سبحانی
کہ نابینا کو بینا چور کو ابدال کرتے ہیں

ارشاد: کوئی حرج نہیں۔ حضور[1] نے تو کافروں کو اوتاد و ابدال بنایا ہے (پھر فرمایا) ایک صاحب پیر کامل کی تلاش میں تھے بہت کوشش کی مگر پیر کامل نہ ملا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَّذِیْنَ جَاھَدُوْ افِیْنَالَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔

وہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ضرور ہم انھیں اپنی راہ دکھائیں گے۔

یہ[2] جو لوگ کہتے ہیں ہم نے اس قدر مجاہدات کئے ہیں کچھ نہ ہوا۔ جھوٹے ہیں تاکید کے ساتھ فرمایا جاتا ہے لَنَھْدِیَنَّھُمْ۔ حقیقۃً مجاہدہ ہی نہیں کرتے۔ خیر ان کی طلب صادق تھی جب کوئی نہ ملا تو مجبور ہو کر ایک رات عرض کیا اے رب! تیری عزت کی قسم آج صبح کی نماز سے پہلے جو ملے گا اس سے بیعت کرلوں گا۔ صبح کی نماز پڑھنے جارہے تھے سب سے پہلے راہ میں ایک چور ملا جو چوری کئے آرہا تھا انھوں نے ہاتھ پکڑ لیا کہ حضرت بیعت لیجئے وہ حیران ہوا۔ بہت انکار کیا نہ مانے آخر اُس نے مجبور ہو کر کہہ دیا کہ حضرت میں چور ہوں۔ یہ دیکھئے چوری کا مال میرے پاس موجود ہے۔ آپ نے فرمایا میرا تو میرے رب سے عہد ہے کہ آج صبح کی نماز سے پہلے جو ملے گا بیعت کرلوں گا اتنے میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تشریف لائے اور اس چور کو مراتب دیئے۔ تمام مقامات فوراً طے

ف ۱: حضور غوث اعظم نے کافروں کو بعد ہدایت اوتاد و ابدال کر دیا۔
ف ۲: ایک طالب علم اور سیدنا شاہ آل محمد قدس سرہ کا عجیب واقعہ۔

کرائے ولی کیا اور اس سے بیعت لی اور انھوں نے اس سے بیعت لی (پھر فرمایا) طلب صادق کبھی خالی نہیں جاتی۔ دنیا میں جن چیزوں کو طلب کرتے ہیں وہ دو قسم کی ہیں ایک وہ کہ آپ طلب کریں اور وہ بھاگیں اور دوسری وہ جو اپنی جگہ پر رہیں کہیں بھاگ کر نہ جائیں نہ آپ کی طرف آئیں اور یہاں فرمایا جاتا ہے جو میری طرف ایک بالشت آتا ہے میں اس کی طرف گز آتا ہوں اور جو میری طرف آہستہ آتا ہے میں اس کی طرف لپک کر آتا ہوں اور جو میری طرف لپک کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں (پھر فرمایا) حضرت سیدنا شاہ آل محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ مارہرہ شریف میں تشریف فرما ہیں۔ ایک صاحب سب سجادوں میں گھومے ہوئے مجاہدے ریاضتیں کئے ہوئے۔ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے یہی شکایت کی کہ اتنے برسوں سے طلب میں پھرتا ہوں مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ فرمایا ٹھہرو۔ ایک حجرہ میں خانقاہ شریف کے ٹھہرایا خادم کو حکم دیا انھیں مچھلی کھانے کو دی جائے اور پانی کا ایک قطرہ نہ دیا جائے اور بعد کھانے کے فوراً حجرہ باہر سے بند کر دیا جائے۔ خادم نے مچھلی دی جب وہ کھا چکے فوراً زنجیر بند کر دی اب یہ اندر سے چلاتے ہیں کہ مجھے پانی دیا جائے مگر کون سنتا ہے۔ صبح کو حضور نماز کے واسطے تشریف لائے خادم نے حجرہ کھولا کھلتے ہی پانی پر جا گرے اور جس قدر پیا گیا خوب پیا۔ نماز کے بعد حضرت نے فرمایا خیریت ہے عرض کیا حضور رات تو خادموں نے مار ہی ڈالا تھا کہ مجھے ایسی گرمی میں اول تو مچھلی کھانے کو دی۔ دوسرے ایک قطرہ پانی کا نہ دیا اور پیاسا ہی حجرہ میں بند کر دیا فرمایا۔ پھر رات کیسی گذری۔ عرض کیا جب تک جاگتا رہا پانی کا خیال جب سویا سوائے پانی کے اور کچھ نہ دیکھا۔ فرمایا طلب صادق اس کا نام ہے کبھی ایسی طلب بھی کی تھی جس کی شکایت کرتے ہو وہ مجاہدات کئے ہوئے قلب صاف تھا۔ نفس کا جو دھوکا تھا فوراً کھل گیا اور مقصود حاصل ہو گیا۔ اپنے نام لینے والے کو وہ ضائع نہیں چھوڑتا (اسی سلسلہ میں فرمایا) سلطان[2] عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک بہروپے نے صوفی بن کر دھوکا دے دیا۔ آپ نے حسب وعدہ انعام دینا چاہا۔ اس نے کہا خدا کا جھوٹا نام لینے سے تو تم جیسا بادشاہ میرے پاس حاضر ہوا سچا نام لوں گا تو کیوں نہ مجھ پر رحم فرمائے گا۔ (پھر فرمایا) یہی معنی ہیں حضرت جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس شعر کے۔

ف[2] سلطان عالمگیر کو بہروپے کا جواب۔

مستا بلے از عشق رو گرچہ مجازیست
کہ آں بہر حقیقت کار سازیست

جو[2] کسی کا تشبہ کرتا ہے اللہ اس کو بھی اسی گروہ میں شامل کر دیتا ہے من تشبہ بقوم فھو منھم تشبہ کا یہ فائدہ ہوتا ہے (پھر فرمایا) یہ حاصل ہے ہماری نماز و روزہ کا صرف اصلی نمازیوں کا تشبہ ہے اور من تشبہ بقوم فھو انشاء اللّٰہ تعالٰی منھم امام غزالی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے لکھا ہے تواجد[3] سے وجد پیدا ہوتا ہے۔ تشبہ کی صورت یہ ہے کہ بہ تکلف وجد بنائے ہوتے ہوتے ہو جائے گا۔ ہاں یہ نیت نہ ہو کہ لوگ میری تعریف کریں۔ یہ ریا ہے حرام ہے۔ حدیث میں ہے لا[4] تمارضوا فتمرضوا بہ تکلف بیمار نہ بنو کہ حقیقۃً بیمار ہو جاؤ گے۔ دوسری سخت تر ہے: لا تمارضوا فمرضوا فتموتوا فتدخلوا النار۔ جھوٹے بیمار مت بنو کہ سچے بیمار ہو جاؤ گے اور مر جاؤ گے تو جہنم میں داخل ہو گے۔

عرض: تو حضور بہ تکلف بیمار بننا گناہ کبیرہ ہے۔

ارشاد: ہاں اگر یہ حدیث صحیح ہو تو کبیرہ ہو جانے گا کہ ایک[5] تعریف کبیرہ کی یہ ہے کہ جس پر حدیث صحیح میں لعنت آئی یا وعید وارد ہوئی۔

عرض: صغیرہ کا استخفاف کبیرہ ہے۔

ارشاد: بعض وقت صغیرہ کا استخفاف بھی کفر ہو جاتا ہے جبکہ اس کا گناہ ہونا ضروریاتِ دین سے ہو۔ علما فرماتے ہیں کسی نے کوئی گناہ کیا اس سے لوگوں نے کہا توبہ کر جواب دیا چہ کردہ ام کہ توبہ کنم۔ کفر، بہت[5] سے صغائر ایسے ہیں جن کا معصیت ہونا ضروریات دین سے ہے مثلاً اجنبیہ سے

ف ۱: حضرت جامی قدس سرہ السامی کے ایک شعر کے معنی۔

۲۔ صالحین سے تشبہ کا فائدہ فاسقین و کافرین سے تشبہ کا نقصان۔

ف ۳ تواجد سے وجد حاصل ہوتا ہے۔

ف ۴ بیمار بننے والے پر سخت وعید

ف ۵ گناہ کبیرہ کی ایک تعریف یہ بھی ہے کہ جس پر حدیث صحیح میں لعنت یا وعید وارد ہے۔

مس وتقبیل صغیرہ ہے الا اللمم میں داخل ہے مگر حلال جاننے کا فر ہے (پھر فرمایا) جس کو سمجھا کہ یہ ہلکا گناہ ہے فوراً صغیرہ سے کبیرہ ہو گیا۔ اولیائے کرام فرماتے ہیں اس گناہ دوسرے گناہ سے نسبت دیتا ہے کہ اس سے چھوٹا ہے یہ نہیں دیکھتا کہ گناہ کس کا کر رہا ہے۔ اگر یہ دیکھتا تو یہ فرق نہ کرتا۔

عرض: حضور چاند دیکھنے کے وقت ایک دعا آئی ہے۔ اعوذ باللہ من شر ھذا اس کے کیا معنی ہیں۔

ارشاد: دنیا میں ایمان خیر محض ہے اور کفر شر محض ان دونوں کے سوا کوئی چیز شر محض ہے نہ خیر محض آفتاب کے غروب ہونے کے بعد جب چاند روشن ہوتا ہے اس وقت سرکش شیاطین جن زمین پر منتشر ہوتے ہیں۔ اسی واسطے حدیث میں آیا ہے اپنے بچوں کو روکے رہو مغرب[۲] سے عشا تک۔ بہت لوگ اس بات کو بہادری سمجھتے کہ جب لوگوں کو چہل موقوف ہو اس وقت چلیں پھریں۔ یہ جہالت ہے حدیث میں ہے جب[۳] چہل موقوف ہو باہر نہ نکلو اور اکیلے[۴] مکان میں تنہا سونے کو بھی لوگ فخر سمجھتے ہیں حالانکہ اس کو بھی منع فرمایا ہے۔ اس کے بعد چند واقعات مار گزیدہ اشخاص کے ذکر ہونے اس پر ارشاد فرمایا حدیث میں ہے۔ اعوذ[۵] بکلمت اللہ التامات من شر ما خلق۔ جو صبح کو پڑھ لے گا تمام دن زہریلے جانوروں سے محفوظ رہے گا۔ اور جو شام کو پڑھ لے تو صبح تک۔

عرض: حضور[۶] گیند کھیلنا کیسا ہے۔

ارشاد: عبث ہے اگرچہ صاحب ہدایہ نے ہر عبث کو حرام لکھا ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ عبث باطل ہے حدیث میں ہے لھو المؤمن باطل الا فی ثلاث مسلمان

ف۱ زوجہ کو شہوات مس کرنا یا اس کا بوسہ صغیرہ ہیں مگر حلال جاننے والا کافر

ف۲ مغرب سے عشا تک بچوں کو باہر نکالنے کی حدیث میں کیوں ممانعت ہے۔

ف۳ جب رات کو چہل موقوف ہو اس وقت تنہا نہ نکلیں حدیث میں یوں ممانعت ہے۔

ف۴ اکیلے مکان میں تنہا نہ سونا چاہئے۔

ف۵ زہریلے جانور سانپ بچھو وغیرہ سے محفوظ رہنے کی دعا۔

ف۶ گیند کھیلنے کا حکم

کا ہر لہو باطل ہے۔ مگر تین باتوں میں اول گھوڑا پھرانا، دوسرے تیر اندازی تیسرے اپنی عورت سے ملاعبت۔ یہ ان تینوں باتوں میں داخل نہیں اس لئے باطل ہے۔

(حضور ایک صاحب کی طرف متوجہ ہوکر حکم مسئلہ ارشاد فرمارہے تھے۔ ایک اور صاحب نے یہ موقع قدم بوسی سے فیضیاب ہونے کا اچھا سمجھا) قدم بوس ہوئے[ف۱] فوراً چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہوگیا اور ارشاد فرمایا اس طرح میرے قلب کو سخت اذیت ہوتی ہے۔ یوں تو ہر وقت قدم بوسی ناگوار ہوتی ہے مگر دو صورتوں میں سخت تکلیف ہوتی ہے ایک تو اس وقت کہ میں وظیفہ میں ہوں، دوسرے جب میں مشغول ہوں اور غفلت میں کوئی قدم بوس ہو کہ اس وقت میں بول سکتا نہیں (پھر فرمایا) کہ میں ڈرتا ہوں خدا وہ دن نہ لائے کہ لوگوں کی قدم بوسی سے مجھے راحت ہو اور جو قدم بوس نہ ہو تو تکلیف ہو کہ یہ ہلاکت ہے۔ (پھر فرمایا) تعظیم[ف۲] اسی میں ہے کہ جس بات کو منع کیا جائے وہ پھر نہ کی جائے۔ اگرچہ دل نہ مانے۔ کون مسلمان ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام سنے تو سجدہ کرنے اور سر جھکا دینے کو اس کا دل نہ چاہے۔ واللہ العظیم اگر سجدہ کیا جائے تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوں گے راضی نہ ہوں گے ورنہ ہم سے تو سجدہ بھی ان کی عظمت کے لائق نہیں ہو سکتا۔ ان کو فرشتو نے سجدہ کیا ان کو جبریل[ف۳] نے سجدہ کیا۔

عرض: حضور جبریل علیہ السلام نے بھی کسی وقت سجدہ کیا تھا۔

ارشاد: تمام فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم تھا اور ایسا قطعی حکم کہ ایک جوان میں ملا ہوا تھا اس نے نہ مانا ملعون ابدی کردیا گیا۔ اور ان میں سے جو نہ مانتا یہی حال ہوتا۔ مگر ملائکہ تو معصوم ہیں ائمہ دین فرماتے ہیں ملائکہ کو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سجدہ کا جو

ف۱: قدم بوسی کی،

ف۲: تعظیم یہی ہے کہ جس سے نہی کی جائے اسے نہ کیا جائے۔

ف۳: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جبریل وملائکہ نے سجدہ کیا۔

۱۲ حضرت قدس سرہ کو اپنی قدم بوسی نہایت ناگوار ہوتی بارہا لوگوں کو اس سے سختی سے منع فرمایا۔
مؤلف غفرلہ

حکم ہوا تھا وہ حقیقۃً سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا۔ آدم علیہ الصلوۃ والسلام قبلہ تھے جیسے کعبہ قبلہ ہے اور سجدہ اللہ کو۔ (پھر فرمایا) وہ فضائل ۲ جو عطا کئے حضرت عیسٰی روح اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کو جیسے مردوں کو زندہ کرنا اور مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا اور ان کے سوا۔ ان کا اثر تو یہ ہوا کہ ان کے امتی بننے والے ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہنے لگے۔ کس کے فضائل ہیں جو اس سرکار صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ سکیں فرمایا گیا تمہارا دین یہ ہے۔ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ عبدہ پہلے ہے رسولہ بعد کو کہ عبد کے درجے سے نہ بڑھا دینا۔ احادیث میں کس قدر تاکید کے ساتھ سجدہ کی ممانعت فرمائی گئی کہیں فرمایا سجدہ بغیر اللہ حرام ہے کہیں فرمایا سجدہ اللہ کے لئے خاص ہے کہیں فرمایا سجدہ غیر اللہ کو نہ کرو اتنی احتیاطوں کے ساتھ سجدہ حرام کیا گیا ورنہ کیا جانئے کیا ہوتا (پھر فرمایا) اللہ آپ کو شر سے بچائے اور امن وامان میں رکھے معاف فرمایئے غصے میں ایسے الفاظ نکل گئے میں سچ کہتا ہوں کہ اس سے مجھے ایسی ناگواری ہوتی ہے گویا تیر سینہ سے پیٹھ کو نکل گیا۔

عرض: حضور ۳ اکثر دوکاندار جب کسی کو سودا قرض دیتے ہیں تو قیمت سے زیادہ لیتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: کوئی حرج نہیں غایت یہ کہ خلاف اولٰی ہے۔

عرض: حضور عقد انامل بھی حدیث میں آیا ہے۔

ارشاد: کوئی خاص ۴ طریقہ اس کا حدیث میں مذکور نہیں البتہ ایک حدیث میں ہے۔ اُعْقُدْنَ الْاَنَامِلَ فَاِنَّھُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ۔ پوروں پر ذکر الٰہی کا شمار کرو کہ ان سے سوال ہوتا ہے یہ بولیں گے۔

عرض: حضور سحر میں قلب حقیقت ہو جاتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: سحر میں اصل شے بالکل متغیر نہیں ہوتی سحرۂ فرعون کے بارے میں فرمایا جاتا ہے سَحَرُوْا اَعْیُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْھَبُوْھُمْ۔ لوگوں کی آنکھوں پہ جادو کر دیا اور انھیں

ف ۱ سجدہ کے وقت آدم علیہ السلام قبلہ تھے اور سجدہ اللہ کو۔

ف ۲ سجدہ تحیت حرام ہے۔

ف ۳ قرض نقد سے زائد قیمت پر بیچنا جائز ہے۔

ف ۴ حدیث میں عقد انامل کا کوئی خاص طریقہ تو نہیں مان خم ہے۔

ڈرایا۔ یُخَیَّلُ اِلَیْہِ مِنْ سِحْرِہِمْ اَنَّہَا تَسْعٰی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال میں ان کے جادو سے یہ بات پیدا ہوگئی کہ وہ رسیاں اور لاٹھیاں دوڑتی ہیں۔ سلطان جانگیر مرحوم جد سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار میں ایک بازی گر آیا اور چند تماشے دکھائے پھر عرض کی حضرت مجھے آسمان پر جانے کی ضرورت ہے ایک میرا دشمن آسمان پر ہے عورت کو حفاظت کے لئے محلات شاہی میں بھجوا دیجئے۔ خیر عورت بھیج دی گئی اس نے چرخ نکال آسمان کی طرف پھینکی۔ اب یہ اس کچے ڈورے پر چڑھتا ہوا آسمان کی طرف چلا یہاں تک کہ نظروں سے غائب ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد شور وغل کی آوازیں آنے لگیں اور ایک ہاتھ آ کر گرا پھر دوسرا پھر ایک پاؤں پھر دوسرا پھر سر اور دھڑ بھی جدا ہوکر گرا جس سے معلوم ہوا کہ دشمن غالب اور یہ مغلوب ہوا۔ عورت نے جب یہ خبر سنی محل سے نکل کر آئی تمام اعضاء جمع کئے پھر خوب آگ روشن کر کے مع ان اعضاء کے جل کر خاکستر ہوگئی۔ تھوڑی دیر میں دیکھا تو وہی بازی گر اس ڈورے پر سے اترا چلا آتا ہے۔ اس نے حاضر ہوکر بادشاہ سے کہا کہ حضور کی توجہ سے میں اپنے دشمن پر غالب آیا۔ اب حضور میری بیوی کو محل سے بلوا دیں۔ یہاں حضور خود ہی حیران تھے کہ کون بازی گر اور کس کی بیوی ابھی ابھی تو دونوں آگ میں جل گئے جب اس نے تقاضا کیا تو بادشاہ نے ساری کیفیت بیان کی یہ راکھ جلی ہوئی پڑی ہے۔ اس نے کہا حضور کے سپرد کر گیا تھا۔ اب بادشاہ اور تمام حاضرین حیران کہ اس کو کیا جواب دیں اس نے کہا اگر حضور اجازت دیں تو میں آواز دے کر محل سے بلا لوں بادشاہ کی اجازت پر اس نے آواز دی فوراً وہ عورت محل سے نکل آئی۔

عرض: حضور والا اگر اس میں اعمال بد جیسے شیاطین سے استعانت وغیرہ نہ ہوں تو جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اعمال جس میں کچھ نہ ہوں جیسے آج کل کے بھانمتی تماشے کرتے ہیں اس میں محض ہتھ پھیری ہوتی ہے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں یہ بھی حرام ہے کہ اس میں دھوکا دینا ہے اور دھوکا دینا شریعت پسند نہیں فرماتی۔ حدیث میں ہے:

مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا۔

وہ ہم میں سے نہیں جو دھوکا دے۔

ہاں کافر حربی سے ایسا کرسکتا ہے ذمی سے نہیں کہ وہ ہماری امان میں ہے۔ لَهُمْ مَالَنَا وَ عَلَيْهِمْ مَا عَلَيْنَا۔ ایسے ہی مستامن ہے کہ اس کے لئے ایک سال تک ذمی کے احکام ہیں۔ غدر ہماری شریعت میں جائز نہیں۔

عرض: معجزہ میں قلب ماہیت ہوتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ قلب ماہیت محال ہے یا ممکن جو کہتے ہیں کہ محال ہے ان کے نزدیک پہلی حقیقت فنا ہو جاتی ہے۔ اور دوسری حقیقت رب العزت پیدا فرما دیتا ہے تو معجزہ میں تبدیلی حقیقت نہ ہوئی بلکہ تجدید ماہیت اور جو ممکن مانتے ہیں وہ کہتے ہیں معجزہ میں قلب حقیقت ہوتا ہے لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ معجزہ واقع ہوتا ہے: قلنا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ۔ وہ سب بندر ہو گئے اس میں کوئی شبہ نہیں یہ تاویل کہ ان کی عقلیں بندر کی سی ہو گئیں وہی لوگ کرتے ہیں جن کی عقلیں بندر کی سی ہیں۔ ان کے دل میں نصوص قرآنیہ کی عظمت نہیں۔ جتنے گمراہ ہوئے سب اسی دروازہ سے کہ انھوں نے نصوص میں تاویلیں کرنا شروع کر دیں جو نص اپنی اوندھی عقل کے موافق ہوئی خیر اور جہاں ذرا دراہوئی فورا تاویل گھڑی۔ (پھر فرمایا) ان کی عقلیں بندر کی عقل سے بھی بدتر ہیں۔ بندر کے قلب میں عظمت ہے قرآن عظیم کی۔ ایک مرتبہ ننھے میاں (برادرِ خورد اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز) اپنی چھت پر قرآن عظیم پڑھ رہے تھے۔ سامنے دیوار پر ایک بندر بیٹھا تھا۔ یہ کسی کام کو اٹھ کر گئے بندر دوڑتا ہوا سامنے دیوار پر گذرا اور اس پار جانا چاہتا تھا جیسے ہی قرآن عظیم کے محاذات پر آیا۔ قرآن عظیم کو سجدہ کیا اور اپنی راہ چلا گیا (پھر فرمایا) میں نے بندر کو قیام کرتے دیکھا میں اپنے پرانے مکان میں جس میں میرے منجھلے بھائی مرحوم رہا کرتے تھے مجلس میلاد پڑھ رہا تھا۔ ایک بندر سامنے دیوار پر چپکا مؤدب بیٹھا سن رہا تھا۔ جب قیام کا وقت آیا مؤدب کھڑا ہو گیا پھر جب بیٹھے وہ بھی بیٹھ گیا وہ بندر تھا وہابی نہ تھا۔ حدیث میں ہے:

جناب مرزا ایک صاحب نے مجھ سے اس قسم کے سانپ کا واقعہ بیان کیا کہ انھوں نے مجلس میلاد شریف کی تھی جب خوب مجمع ہو گیا ایک سانپ تیزی سے آیا اور منبر کے نیچے بیٹھ گیا جب تک مجلس شریف ہوتی رہے بیٹھا سنتا رہا بعد ختم چلا یا نہ آتے کسی کو آزار پہنچایا نہ جاتے۔ لوگوں نے بہت چاہا کہ اسے مار دیں مرزا صاحب فرماتے ہیں میں نے سب کو باز رکھا کہ یہ سرکاری مہمان کی حیثیت سے ہے میں ہرگز نہ مارنے دوں گا۔ ۱۲ مولف غفرلہٗ

ما مِنْ شَيْءٍ اِلاَّ وَ يَعْلَمُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلاَّ مَرَدَةُ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ
کوئی شے ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو سوائے سرکش جن اور آدمیوں کے (پھر فرمایا) وہ تو وہ ہیں ان کے غلاموں کا کہنا ایسا مانتے ہیں کہ مطیع غلام ایسا نہ مانے گا۔ حضرت سیدی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر اولیاء سے ہیں: نفعنا اللّٰه تعالى ببركاتهم في الدنيا و الاخرة ... آپ جنگل میں رہتے تھے۔ ایک شخص نے ایک بیل نذر مانا جب وہ خوب موٹا تازہ ہو گیا تو اس کو لے کر حضرت کی خدمت میں چلا طیار بہت تھا راستہ میں چھوٹ گیا۔ ہر چند تلاش کیا نہ ملا خیر مایوس ہو کر لوٹ کر آیا۔ ایک اور شخص کہ اس کے پاس ایک ہی بیل تھا تمام کھیتی وغیرہ کا کام اسی سے لیتا نہایت لاغر و نحیف ہو گیا تھا لے کر حاضر ہوا عرض کیا حضرت میرے رزق کا ذریعہ یہی بیل ہے دعا فرمایئے یہ دبلا بہت ہے اس میں طاقت آ جائے۔ آپ کے پاس چند شیر بیٹھے تھے ایک کو اشارہ فرمایا وہ گیا اور اس بیل کا شکار کیا اور کچھ کھایا۔ پھر دوسرے کو اشارہ فرمایا وہ گیا اور کچھ کھایا اسی طرح سب نے کھایا اور وہ بیل ختم ہو گیا۔ یہ شخص اپنے دل میں کہنے لگا میں اچھی دعا کرانے آیا تھا کہ میرا دبلا بیل بھی ہاتھ دیا گیا۔ تھوڑی دیر میں اچھا موٹا تازہ بیل آیا جو اس آدمی سے چھوٹ گیا تھا اور سامنے آ کر مؤدب کھڑا ہو گیا۔ فرمایا اسے اس کے بدلے میں لے لے اس نے لے تو لیا لیکن دل میں یہ خطرہ گذرا یہ شیر حضرت کی خدمت میں بیٹھے ہیں حضرت کے سامنے تک تو کچھ نہیں بولتے یہاں سے پھر مجھے اور اس بیل کو کھا لیں گے۔ آپ کو فوراً اس خطرہ پر اطلاع ہو گئی۔ اور کیوں نہ ہو جو اس کو جانتا ہے اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں فرمایا شیروں سے ڈرتے ہو۔ اب ان کے دل میں یہ خطرہ آیا کہ نہ معلوم کس کا بیل ہے کوئی پوچھے تو کیا کہوں گا خود ہی فرمایا تم سے کوئی نہ بولے گا۔ ایک شیر کو اشارہ فرمایا وہ ان کے ساتھ کتے کی طرح ہو لیا اور ان کی اور ان کے بیل کی حفاظت کی۔ آبادی کے قریب آ کر وہ شیر واپس چلا گیا۔ (اسی سلسلہ میں فرمایا) ایک صاحب اولیائے کرام میں سے تھے ان کی خدمت میں دو عالم حاضر ہوئے آپ کے پیچھے نماز پڑھی تجوید کے بعض قواعد مستحبہ ادا نہ ہوئے۔ ان کے دل میں خطرہ گذرا کہ اچھے ولی ہیں جن کو تجوید بھی نہیں آتی۔ اس وقت تو حضرت نے کچھ نہ فرمایا۔ مکان کے

ف ا اولیاء کی خطرات قلب پر اطلاع کی حکایات۔

سامنے ایک نہر جاری تھی یہ دونوں صاحب نہانے کے واسطے وہاں گئے کپڑے اتار کر کنارے پر رکھ دیئے اور نہانے لگے اتنے میں ایک نہایت مہیب شیر آیا اور سب کپڑے جمع کر کے ان پر بیٹھ گیا۔ یہ دونوں صاحب ذرا سی لنگوٹیاں باندھے اب نکلیں تو کیسے علماء کی شان کے بالکل خلاف جب بہت دیر ہوگئی حضرت نے فرمایا کہ بھائیو! ہمارے دو مہمان سویرے آئے تھے وہ کہاں گئے کسی نے کہا حضور وہ تو اس شکل میں تشریف لے گئے اور شیر کا کان پکڑ کر ایک طمانچہ مارا اس نے دوسری طرف منہ پھیر لیا فرمایا ہم نے نہیں کہا تھا کہ ہمارے مہمانوں کو نہ ستانا جا چلا جا شیر اٹھ کر چلا گیا۔ پھر ان صاحبوں سے فرمایا تم نے زبانیں سیدھی کی ہیں اور ہم نے قلب سیدھا کیا۔ یہ ان کے خطرہ کا جواب تھا۔

عرض: مندر میں نماز پڑھنا کیسا ہے۔

ارشاد: اگر وہ[1] کفار کے قبضہ میں ہے تو مکروہ ہے وممنوع ہے کہ وہ ماوائے شیاطین ہے اور اول تو مندروں میں جانا ہی کب جائز ہے۔

ایک روز ظہر کی نماز باہر تشریف فرما ہوئے عالی جناب فواضل اکتساب مولوی چودھری عبدالحمید خاں صاحب رئیس سہاور مصنف کنزالآخرۃ بھی حاضر تھے۔ ان سے ارشاد فرمایا کہ اس بار مجھے ۴۴ دن کامل بخار رہا۔ کسی وقت کم نہ ہوا۔ انھوں نے عرض کیا جاڑا بھی آتا تھا۔ اس پر ارشاد ہوا جاڑا، طاعون اور وبائی امراض جس قدر ہیں اور نابینائی وایک چشمی برص، جذام وغیرہ وغیرہ کا مجھ سے نبی پاک ﷺ کا وعدہ ہے کہ یہ امراض تجھے نہ ہوں گے۔ جس پر میرا ایمان ہے۔

(پھر فرمایا) [2]اس میں بھی خوف ہے کہ کوئی مرض نہ ہو بفضلہ تعالیٰ بخار، دردسر و درد کمر تو اکثر رہتا ہے۔ ایک مرتبہ کمر میں بہت شدت سے درد ہوا اور اس کا اثر اعصاب پر پڑا کہ ہاتھ سیدھا نہ ہوتا تھا (پھر فرمایا) بخار و[3] درد سر تو مبارک امراض ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ہوا کرتے ایک صاحب

ف ۱: مندر میں نماز کا حکم۔

ف ۲: کوئی مرض نہ ہونا بھی خوف کی بات ہے۔

ف ۳: بخار اور درد سر مبارک امراض ہیں کہ انبیاء کے مرض ہیں

حضرات اولیائے کرام میں سے تھے ان کو درد سر لاحق ہوا تمام رات نوافل میں گذار دی اس شکریہ میں کہ مجھے یہ مرض دیا جو حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مرض ہے۔ اور یہاں یہ حالت ہے کہ جب کبھی درد سر ہوا تو یہی کوشش کی جاتی ہے کہ اول وقت نماز عشاء سے فارغ ہو جائیں۔ ایک صاحب کے رخسار پر لقوہ کا اثر ہو گیا تھا انھوں نے حاضر ہو کر حضور والا سے دعائے خیر چاہی ارشاد فرمایا لوہے کے پتر پر سورہ زلزال شریف کندہ کرا لیجئے اور اسے دیکھتے رہا کیجئے۔

عرض: حضور بسم کرانے کی کوئی عمر شرعاً مقرر ہے۔

ارشاد: شرعاً کچھ مقرر نہیں ہاں مشائخ[۲] کرام کے یہاں چار برس چار مہینے چار دن مقرر ہیں۔ حضرت[۳] خواجہ قطب الحق والدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر جس دن چار برس چار مہینے چار دن کی ہوئی تقریب بسم اللہ مقرر ہوئی لوگ بلائے گئے حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما ہوئے بسم اللہ پڑھانا چاہی مگر الہام ہوا کہ ٹھہرو حمید الدین ناگوری آتا ہے وہ پڑھائے گا۔ ادھر ناگور میں قاضی حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو الہام ہوا کہ جلد جا میرے ایک بندے کو بسم اللہ پڑھا: **اعوذ باللہ من الشیطن الرّجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرّحیم**۔ اور شروع سے لے کر پندرہ پارے حفظ سنا دیئے۔ حضرت قاضی صاحب اور خواجہ صاحب نے فرمایا صاحبزادے آگے پڑھئے فرمایا میں نے اپنی ماں کے شکم میں اتنے ہی سنے تھے اور اسی قدر ان کو یاد تھے وہ مجھے بھی یاد ہو گئے۔

عرض: حضور[۴] کے کاکی ہونے کی کیا وجہ ہے۔

ف۱ لقوہ کا بہتر علاج۔

ف۲ بسم اللہ کس عمر میں ہو۔

ف۳ حضرت خواجہ قطب اسحاق والدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت۔

ف۴ حضور کے کاکی کہے جانے کی وجہ

اللہ اکبر کا اس حالت علالت میں بھی نہ چھوٹنا اسی مرتبہ کا واقعہ ہے کہ دوران سید اقدس پر رکھوالی اور لیٹے لیٹے ہی تحریر فرمایا۔ ۱۲ مؤلف غفرلہٗ

ارشاد: کاک کلیچے کو کہتے ہیں حضرت کو ایک مرتبہ چند فاقے ہوئے تھے اور گھر بھر میں کسی کے پاس کچھ کھانے کو نہ تھا۔ اس وقت آسمان سے آپ کے واسطے کاکیں آتی تھیں یوں کاکی مشہور ہو گئے (پھر فرمایا) حضرت[1] الشیخ فرید الحق والدین گنج شکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ایک مرتبہ ۸۰ فاقے ہو چکے تھے۔ نفس بھوکا تھا الجوع الجوع پکار رہا تھا اس کے بہلانے کے لئے کچھ سنگریزے اٹھا کر منہ میں ڈالے۔ ڈالتے ہی شکر ہو گئے جو کنکر منہ میں ڈالتے ہی شکر ہو جاتا اسی وجہ سے آپ کو گنج شکر مشہور ہیں حضرت[2] محبوب الٰہی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا لقب زر بخش ہے حضرت[3] کی بخشش کی یہ حالت تھی کہ بادشاہ کے یہاں سے خوان بڑے بڑے قیمتی جواہرات کے لا کر رکھے گئے ایک صاحب حاضر تھے انھوں نے عرض کی: اَلْھَدَایَا مُشْتَرَکَۃٌ[4] ارشاد فرمایا اما تنہا خوشتر یہ فرما کر سب ان کو دے دیئے۔ حضرت سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس ہارون رشید نے روپے اشرفیوں کے خوان بھیجے ایک صاحب نے عرض کی: اَلْھَدَایَا مُشْتَرَکَۃٌ۔ ارشاد فرمایا یہ امثال فواکہ کے لئے ہے کہ جو ہدیہ پیش کیا جائے وہ تمام حاضرین میں مشترک ہوتا ہے ان کے سوا اور چیزوں کا یہ حکم نہیں۔ ان دونوں واقعوں کو لکھ کر ملا علی قادری[5] رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اعتراض کیا کہ دونوں کا جواب آپس میں موافق نہیں اور میں نے اس کے حاشیے پر یہ جواب لکھا کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مقام تشریع میں تھے ان کے افعال و اقوال و احوال یہاں تک کہ ان کی ایک ایک وضع سے استدلال کیا جاتا ہے اور یہ تھے مقام تجلی میں۔ ان کا مرتبہ ان کے مرتبہ سے علیحدہ ہے یہاں غیر سے بالکل انقطاع ہے بخلاف اس کے ان کا ایک ایک فعل بلکہ ان کی پوشش تک حجت ہوتی ہے۔ ان کے تمام حالات منقول ہوتے ہیں کتب فقہ میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ یوم الشک میں یعنی جس روز شبہ ہو کہ وہ رمضان کی پہلی یا شعبان کی تیس آپ بعد ضحوۂ کبریٰ کے بازار میں تشریف لائے اور فرمایا روزہ کھول دو۔

ف۱: گنج شکر کہنے کی وجہ۔

ف۲: حضرت محبوب الٰہی کا لقب زر بخش کیوں۔

ف۳: حضرت کے جود و کرم کی کیفیت۔

ف۴: الہدایا مشترکۃ کا ایک جواب حضرت محبوب الٰہی کا اور اس کے خلاف امام ابو یوسف کا اور خلاف کی وجہ۔

ف۵: سیاہ رنگ پہننے کے جواز کا حکم کہاں سے مستنبط ہے۔

اس وقت کی وضع منقول ہے کہ سیاہ گھوڑے پر سوار تھے سیاہ لباس پہنے تھے سیاہ عمامہ باندھے تھے غرض کہ سوائے ریش مبارک کے کوئی چیز سفید نہ تھی اس سے یہ مسئلہ استنباط کیا گیا کہ سوادا (سیاہ رنگ) کا پہنا جائز ہے۔ایک صاحب نے سوال کیا آپ کا روزہ ہے یا نہیں چپکے سے کان میں فرمایا انا صائم میں روزے سے ہوں اس سے یہ مسئلہ نکلا کہ مفتی[1] خود یوم الشک میں روزہ رکھے اور عوام کو نہ رکھنے کا حکم دے[2] غرض کہ حاصل جواب یہ ہے کہ آپ نے ان دونوں صاحبوں کے مراتب میں فرق نہیں کیا انھوں نے یہ کہا دونوں قوتوں میں کتنا فرق ہے لیکن دونوں مرتبوں میں بھی تو کتنا فرق ہے۔

عرض: حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا نہیں؟

ارشاد: جمہور کا مذہب[3] یہی ہے اور صحیح بھی یہی ہے کہ وہ نبی ہیں زندہ ہیں خدمت بحر انھیں سے متعلق ہے اور الیاس علیہ السلام بر (خشکی) میں ہیں۔ (پھر فرمایا) چار نبی[4] زندہ ہیں کہ اُن کو وعدہ الٰہیہ آیا ہی نہیں یوں تو ہر نبی[5] زندہ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ۔

بیشک اللہ نے حرام کیا ہے زمین پر کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جسموں کو خراب کرے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں۔

انبیاء[6] علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ایک آن کو محض تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لئے موت طاری ہوتی ہے بعد اس کے پھر ان کو حیات حقیقی حسی دنیوی عطا ہوتی ہے۔ خیر ان چاروں میں سے دو آسمان پر ہیں اور دو زمین پر۔ خضر والیاس علیہما السلام زمین پر ہیں اور ادریس وعیسیٰ آسمان پر (علیہما السلام)

ف ۱ یوم الشک میں مفتی روزہ رکھے عوام کو نہ رکھنے کا حکم دے۔ ف ۲ خضر علیہ السلام نبی ہیں صحیح ہے۔

ف ۳ چار نبی ایسے زندہ ہیں کہ ابھی ان پر وعدہ الٰہیہ آیا ہی نہیں۔

ف ۴ ہر نبی زندہ ہے اس کا حدیث سے ثبوت۔ ف ۵ انبیاء پر ایک آن کی محض تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لئے موت طاری ہوتی ہے پھر انہیں سن حقیقی حی دنیاوی عطا ہوتی ہے۔

عرض: حضور ان پر موت طاری ہوگی۔

ارشاد: ضرور کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔ (پھر فرمایا) جب یہ آیت نازل ہوئی کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ جتنے زمین پر ہیں سب فنا ہونے والے اور باقی رہے گا وجہ کریم رب العزت جل جلالہٗ کا۔ فرشتے بولے کہ ہم بچے کہ ہم فنا ہوں گے فرشتے خوش ہوئے کہ ہم بچے کہ ہم زمین پر نہیں جب دوسری آیات نازل ہوئی کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ملائکہ نے کہا اب ہم بھی گئے۔

عرض: حضور ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آسمان پر جانے کا واقعہ کیا ہے۔

ارشاد: آپ[1] کے واقعہ میں علما کو اختلاف ہے اتنا تو ایمان ہے کہ آپ آسمان پر تشریف فرما ہیں۔ قرآن عظیم میں ہے:

وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔

ہم نے ان کو بلند مکان پر اٹھالیا۔

بعض روایات[2] میں یہ بھی ہے کہ بعد موت آپ آسمان پر تشریف لے گئے۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ ایک بار آپ دھوپ کی شدت میں تشریف لئے جارہے تھے، دوپہر کا وقت تھا آپ کو سخت تکلیف ہوئی خیال فرمایا کہ جو فرشتہ آفتاب پر موکل ہے اس کو کس قدر تکلیف ہوتی ہوگی عرض کی اے اللہ اس فرشتہ پر تخفیف فرما فوراً دعا قبول کی اور اس پر تخفیف ہوگئی اس فرشتہ نے عرض کیا یا اللہ مجھ پر تخفیف کس طرف سے آئی ارشاد ہوا میرے بندے ادریس نے تیری تخفیف کے واسطے دعا کی میں نے اس کی دعا قبول ہوئی۔ عرض کی مجھے اجازت دے کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اجازت ملنے پر حاضر ہوا تمام واقعہ بیان کیا اور عرض کیا کہ حضرت کا کوئی مطلب ہو تو ارشاد فرمائیں۔ فرمایا ایک مرتبہ جنت میں لے چلو عرض کی یہ تو میرے قبضے سے باہر ہے لیکن عزرائیل ملک الموت سے میرا دوستانہ ہے ان کو لاتا ہوں شاید کوئی تدبیر چل جائے۔ غرض عزرائیل علیہ السلام آئے آپ نے ان سے فرمایا انھوں نے عرض کیا حضور بغیر موت کے تو جنت میں جانا نہیں ہوسکتا فرمایا روح قبض کرلو انھوں نے بحکم خدا ایک آن کے لئے روح قبض کی اور فوراً جسم میں ڈال دی آپ نے فرمایا مجھ

ف۱ ادریس علیہ السلام کا آسمان پر ہونا ہمارا ایمان ہے جانے کا واقعہ علماء میں مختلف فیہا ہے۔

ف۲ ادریس علیہ السلام کے آسمان پر جانے کی چند روایات۔

کو دوزخ و جنت کی سیر کراؤ حضرت عزرائیل علیہ السلام دوزخ پر لائے طبقات جہنم کھلوائے آپ
دیکھتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑے عزرائیل علیہ السلام وہاں سے لے آئے جب ہوش ہوا تو عرض کیا۔
یہ تکلیف آپ نے اپنے ہاتھوں سے اٹھائی پھر جنت میں لے گئے وہاں کی سیر کرنے کے بعد۔
عزرائیل علیہ السلام نے چلنے کے واسطے عرض کیا آپ نے التفات نہ فرمایا پھر دوبارہ عرض کیا آپ
نے جواب نہ دیا پھر جب انھوں نے عرض کیا تو فرمایا اب چلنا کیسا جنت میں آ کر بھی کوئی واپس جاتا
ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو ان دونوں میں فیصلہ کرنے کے واسطے بھیجا اس نے آ کر پہلے حضرت
عزرائیل علیہ السلام سے سارا واقعہ سنا پھر آپ سے دریافت کیا کہ آپ کیوں نہیں تشریف لے
جاتے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۔ اور میں موت کا مزہ چکھ چکا
ہوں اور فرماتا ہے: وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۔ تم میں سے ہر ایک جہنم کی سیر کرے گا اور میں جہنم کی
سیر بھی کر آیا ہوں اور فرماتا ہے: وَ مَاهُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ۔ اور وہ لوگ جنت سے کبھی نہ نکالے
جائیں گے اب میں جنت میں آ گیا ہوں حکم ہوا میرا بندہ ادریس سچا ہے اس کو چھوڑ دے۔

عرض: حضرت خضر علیہ السلام کی لقا حضور اقدس ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں!

ارشاد: لقا[1] ثابت ہے (پھر فرمایا) کس نبی کو حضور اقدس ﷺ سے لقا نہ ہوئی۔ سب[2] اولین و
آخرین وانبیاء ومرسلین نے حضور اقدس ﷺ کے پیچھے بیت المقدس میں نماز پڑھی حضرت جامی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

در آں مسجد امام انبیاء شد
صف پیشیناں را پیشوا شد

نماز اسرا میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنیٔ اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

ف ۱　حضرت خضر علیہ السلام کا حضور سید عالم ﷺ سے لقا ثابت ہے۔

ف ۲　سب اولین وآخرین نے بیت المقدس میں حضور اقدس ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔

(پھر فرمایا) یہاں تمام انبیاء اور مرسلین کے ساتھ نماز پڑھی اور بیت المعمور میں سب انبیاء اور امت مرحومہ نے بھی۔ کچھ لوگ پہلی صف میں تھے کچھ دوسری کچھ تیسری اور کچھ ان صفوں میں تھے جو بیت المعمور کے باہر تھیں فرق مراتب میں تھا ان میں کچھ کے کپڑے سپید تھے اور کچھ کے میلے۔ سپید والے صالحین ہیں اور میلے ہم جیسے گنہ گار، پڑھی سب نے بیت المعمور میں۔

عرض: حضور بعض لوگ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیتے ہیں پھر نیت باندھتے ہیں۔

ارشاد: نہیں چاہئے بلکہ بعض لوگ تو پہلوان کی طرح جھٹکا بھی دیتے ہیں۔

عرض: حضور مسجد میں بدبو کے ساتھ نہ جانا چاہئے اگر کوئی دوا بدبودار لگائی ہو تو کیا کرے۔

ارشاد: کھجلی وغیرہ میں اگر گندھک وغیرہ لگائی ہو تو مسجد میں حاضری معاف ہے ایک صاحب فرائض کا ایک استفتا لائے کہ سوتیلی ماں کی اولاد کو ترکہ پہنچتا ہے یا نہیں اس پر ارشاد فرمایا یہ عجیب سوال ہے ایسا سوال اب تک نہیں آیا مستفتی یہ چاہتا ہے کہ دھوکے سے اس کے موافق لکھ دیا جائے اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ جواب کے سوچنے سے پہلے سوال کو سمجھے کہ اس میں دھوکا تو نہیں ہے۔ ایک مرتبہ ایک صاحب میرے پاس استفتا لائے کہ زوجہ نے ایک مکان اپنے شوہر کے ہاتھ بیع بلا بدل کیا اب زوجہ کے مرنے کے بعد وہ مکان اس کے ترکہ میں ہوگا یا نہیں۔ میں نے کہا میں اس وقت تک فتویٰ نہیں دے سکتا جب تک بیع نامہ کی نقل نہ لاؤ۔ فقہائے کرام لکھتے ہیں کہ بیع بلا بدل کے یہ معنی ہیں کہ بیع تو ہوئی لیکن اس کا معاوضہ قرض ہے ادا نہیں باطل ہے یعنی بلا معاوضہ بیع کرنا اور ہمارے یہاں عرف میں بیع بلا بدل ہوا میں نے ان سائل سے کہا اگر بیع بلا بدل کی صورت ہوگی تو یہی ہوگی اس کے سوا نہیں ہو سکتی۔ غرض بیع نامہ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہی صورت تھی وہ اسی مسئلہ کو شاہجہاں پور لے گئے اور لکھا لائے کہ بیع بلا بدل باطل ہے اور وہ مکان اس عورت کا ترکہ ہے مجھے لاکر دکھایا چھ سات مہریں بھی تھیں (پھر فرمایا) مجھے چاہئے تھا کہ اسی وقت اس پر جواب لکھ دیتا۔ پھر فرمایا حضور اقدس ﷺ کو اختیار تھا خواہ حقیقت پر حکم فرمائیں یا ظاہر پر لیکن اکثر احکام ظاہری پر

ف ۱ بیت المعمور میں سارے انبیاء اور امت مرحومہ نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی۔
ف ۲ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھا کر پھر چھوڑ کر باندھنے کا حکم۔
ف ۳ بیع بلا بدل کا حکم اور یہ کہ ہمارے عرف میں بیع بلا بدل کسے کہتے ہیں۔
ف ۴ حضور اقدس ﷺ مختار ہیں چاہیں حقیقت پر حکم فرمائیں یا ظاہر پر لیکن اکثر حکم ظاہر ہی پر فرمایا۔

فرماتے اور بعض دفعہ باطن پر بھی حکم فرمایا ایک شخص حاضر لایا گیا جس نے چوری کی تھی فرمایا: اقتلوہ: اس کو قتل کرو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے تو چوری کی ہے فرمایا: اقطعوہ: اچھا ہاتھ کاٹا جائے۔ دہنا ہاتھ کاٹ لیا گیا۔ اس نے پھر چوری کی، بایاں پیر کاٹ لیا گیا اس نے پھر چوری کی بایاں ہاتھ کاٹ لیا گیا چوتھی بار پھر چوری کی، اور داہنا پیر کاٹ لیا گیا۔ پانچویں مرتبہ اس نے منہ میں کوئی شے چھپا کر رکھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قتل کا حکم دیا اور فرمایا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سچ فرمایا تھا اقتلوہ یہ اسی کا نتیجہ تھا۔ بتذکرہ اعداؤ حاسدین ارشاد فرمایا میری اتنی عمر گذری لوگ میری مخالفت ہی کرتے ہیں۔ ایک طرف کفار کا زغہ دوسری طرف حاسدین کا مجمع مجھ سے بعض لوگوں نے کہا کہ مجموعہ اعمال بھرا ہوا ہے سیفیاں بھری پڑی ہیں کوئی عمل کر لیجئے میں نے کہا جنہوں نے یہ تلواریں مجھے دی ہیں انھیں کا یہ حکم ہے کہ تلوار ہاتھ میں کبھی نہ لینا ہمیشہ ڈھال ہی سے کام لینا۔ چنانچہ کبھی کسی پر حربہ نہ کیا۔ سوائے ایک دفعہ کے کہ میں نے کرنا چاہا اور نہ ہوا۔ جس سے ثابت کر دیا گیا کہ تیرے کئے کچھ نہیں ہو سکتا ہم کرتے ہیں (پھر فرمایا[۲]) وہ خود ایسی مدد کرتا ہے کہ اپنے آپ انتظام کرنے کی ضرورت نہیں۔ میری عمر ۱۹ سال کی تھی۔ اس وقت رامپور کو ریل نہ تھی۔ بیل گاڑی پر سوار ہو کر گیا۔ ساتھ میں عورتیں بھی تھیں۔ راستہ میں دریا پڑا گاڑی والے نے غلطی سے بیلوں کو اس میں ہانک دیا اس میں دلدل تھی بیل پہنچتے ہی گھٹنوں تک دھنس گئے اور نصف پہیہ گاڑی کا جتنا بیل زور کرتے اندر دھنستے چلے جاتے تھے اب میں نہایت حیران کہ ساتھ میں عورتیں ہیں اتر سکتا نہیں کہ دلدل میں خود دھنس جانے کا اندیشہ اسی پریشانی میں تھا کہ ایک بوڑھے آدمی جن کی صورت نورانی اور سفید ڈاڑھی تھی نہ اس سے پہلے انھیں دیکھا تھا نہ جب سے اب تک دیکھا تشریف لائے اور فرمایا کیا ہے میں نے تمام واقعہ عرض کیا فرمایا یہ تو کوئی بڑی بات نہیں گاڑی والے سے فرمایا ہانک اس نے کہا کدھر ہانکوں آپ دیکھتے ہیں دلدل میں گاڑی پھنسی ہے فرمایا ارے تجھے ہانکنا نہیں آتا ادھر کو ہانک یہ کہ کر پہیہ کو ہاتھ لگایا فوراً گاڑی دلدل

ف ۱ ایک شخص جس نے چوری کی تھی حضور نے اس کے قتل کا حکم کیوں دیا۔

ف ۲ بعض اپنی غیبی امدادوں کا ذکر۔

سے نکل گئی (پھر فرمایا) ایسی معونتیں تو الحمد للہ بہت زائد ہوئیں۔ پہلی[1] بار کی حاضری میں منیٰ شریف کی مسجد میں مغرب کے وقت حاضر تھا اس وقت میں وظیفہ بہت پڑھا کرتا تھا اب تو بہت کم کر دیا ہے بحمد اللہ تعالیٰ میں اپنی حالت یہ پاتا ہوں جس میں فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں لیکن الحمد للہ سنتیں کبھی نہ چھوڑیں۔ نفل البتہ اسی روز سے چھوڑ دیئے ہیں خیر جب سب لوگ مسجد سے چلے گئے تو مسجد کے اندرونی حصہ میں ایک صاحب کو دیکھا کہ قبلہ رو وظیفہ میں مصروف ہیں میں صحن مسجد میں دروازہ کے پاس تھا اور کوئی تیسرا مسجد میں نہ تھا یکایک ایک آواز گنگناہٹ کی سی اندر مسجد کے معلوم ہوئی جیسے شہد کی مکھی بولتی ہے فوراً میرے قلب میں یہ حدیث آئی اہل اللہ کے قلب[2] سے ایسی آواز نکلتی ہے جیسے شہد کی مکھی بولتی ہے۔ میں وظیفہ چھوڑ کر ان کی طرف چلا کہ ان سے دعائے مغفرت کراؤں کبھی میں کسی بزرگ کے پاس بحمد اللہ تعالیٰ دنیاوی حاجت لے کر نہ گیا جب گیا اسی خیال سے کہ ان سے دعائے مغفرت کراؤں گا۔ غرض دو ہی قدم ان کی طرف چلا تھا کہ ان بزرگ نے میری طرف منہ کر کے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَخِیْ هٰذَا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَخِیْ هٰذَا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَخِیْ هٰذَا۔ میں نے سمجھ لیا کہ فرماتے ہیں ہم نے تیرا کام کر دیا اب تو ہمارے کام میں مخل نہ ہو میں ویسے ہی لوٹ آیا۔

(پھر فرمایا) بریلی[3] میں ایک مجذوب بشیر الدین صاحب اخوندزادہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے جو کوئی ان کے پاس جاتا کم سے کم پچاس گالیاں سناتے مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق ہوا میرے والد ماجد قدس سرہٗ کی ممانعت کہ کہیں باہر بغیر آدمی کے ساتھ لئے نہ جانا ایک روز رات کے گیارہ بجے اکیلا ان کے پاس پہنچا اور فرش پر جا کر بیٹھ گیا۔ وہ حجرہ میں چارپائی پر بیٹھے تھے مجھ کو بغور پندرہ بیس منٹ تک دیکھتے رہے آخر مجھ سے پوچھا صاحبزادہ تم مولوی رضا علی خاں صاحب کے کون ہو۔ میں نے کہا میں ان کا پوتا ہوں فوراً وہاں سے جھپٹے اور مجھ کو اٹھا کر لے گئے اور چارپائی کی طرف اشارہ فرمایا آپ یہاں تشریف رکھئے پوچھا کیا مقدمہ کے لئے آئے ہو۔ میں نے

ف۱ بعض اپنی غیبی امدادوں کا ذکر ف۲ اولیاء کی قلوب پر اطلاع۔
ف۳ بریلی کے بعض مجاذیب کا ذکر۔

کہا مقدمہ تو ہے لیکن میں اس لئے نہیں آیا ہوں میں صرف دعائے مغفرت کے واسطے حاضر ہوا ہوں قریب آدھے گھنٹے تک برابر کہتے رہے اللہ کرم کرے اللہ کرم کرے اللہ رحم کرے اس کے بعد میرے منجھلے بھائی (مولوی حسن رضا خان صاحب مرحوم) ان کے پاس مقدمہ کی غرض سے حاضر ہوئے ان سے خود ہی پوچھا کیا مقدمہ کے لئے آئے ہو۔ انھوں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا مولوی صاحب سے کہنا قرآن شریف میں یہ بھی تو ہے۔

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ۔

بس دوسرے دن ہی مقدمہ فتح ہو گیا۔

عرض: امام[1] کو دوسری رکعت میں یاد آیا کہ میں بے وضو ہوں اس نے بے وضو ہی نماز ختم کی تو کافر ہو گیا یا نہیں۔

ارشاد: اگر لوگوں کی شرم کی وجہ سے اس نے وضو نہ کیا تو کفر نہ ہوگا حرام اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا اور اگر معاذ اللہ استحقاراً ایسا کیا اور مسلمان سے ایسا مقصود نہیں تو البتہ کفر ہو جائے گا۔

عرض: نصاب کا مالک اگر نابالغ کر دے تو زکوۃ ہے یا نہیں۔

ارشاد: نہیں ہوگی کہ نابالغ مکلف نہیں۔

عرض: تملیک کس طرح ہوگی۔

ارشاد: یا تو کچھ دے اور زبان سے کہے کہ میں نے تم کو یہ دے دیا یا دلالۃً تملیک پائی جائے جیسے کچھ دیا اور نیت ہبہ کی کی اور سمجھا گیا کہ مالک کر دیا تو ہبہ صحیح ہو جائے گا تعاطی[2] سے بیع ہو جاتی ہے ہبہ تو دوسری چیز ہے (پھر فرمایا) عورتوں[3] کو زیور بنا دیتے ہیں اگر عرف عام میں وہاں مالک کر دینا سمجھا جاتا ہو تو عورت مالک ہوگئی۔ اگر عرف عام اس کا نہ ہو یا مختلف ہو تو نہیں۔

عرض: نابالغ اگر مال فروخت کرے تو بیع ہوگی یا نہیں۔

ارشاد: ولی[4] کی اجازت پر موقوف ہے بشرطیکہ ثمن مثل (نرخ بازار) پر بیچے اور ثمن قلیل بقدر

ف ۱ بے وضو نماز پڑھنے کا حکم۔ ف ۲ تعاطی سے بیع و ہبہ دونوں ہو جاتے ہیں۔

ف ۳ زیور بنا کر عورت کو دے دیا تو کس صورت میں وہ اس کی مالک ہوگی اور کس میں نہیں۔

ف ۴ نابالغ کی بیع کا حکم۔

مَا یَتَغَابَنُ فِیْہِ النَّاسُ کا اعتبار نہیں۔

مولف: چند علماء کرام حاضر تھے حضور والا نے ان سے استفسار فرمایا وہ کون سا۱ ہبہ ہے جو نابالغ کرے اور ولی کی اجازت نہیں بلکہ ممانعت ہے اور ہبہ صحیح ہو حالانکہ ولی کی اجازت پر بھی نابالغ کا ہبہ صحیح نہیں سب نے سکوت کیا اور عرض کیا حضور ہی ارشاد فرمائیں فرمایا وہ ہبہ ثواب کا ہے کہ گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے۔

عرض: حضور اس ثواب کے ہبہ کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا۔

ارشاد: ہاں۲ اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں اختلاف۳ اس میں ہے کہ وہ ثواب اگر چند آدمیوں کو ہبہ کیا جائے تو وہ تقسیم ہو کر پہنچے گا یا اتنا ہی سب کو ملے گا اور صحیح یہ ہے کہ اللہ کے فضل سے اتنا ہی تناسب کو ملے گا۔ ہاں وہابیہ۴ نے لکھا ہے کہ یہ نیابت ہوئی یعنی اس ہبہ کرنے والے نے اس کی طرف سے یہ عمل کیا اب اس کے لئے کوئی ثواب نہیں اور معتزلہ۵ مطلقاً پہنچنے کا انکار کرتے ہیں۔

عرض: علم۶ منطق سے علم بیان افضل ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہاں فلاسفہ کی بنائی ہوئی منطق سے تو افضل ہی ہے۔

عرض: حضور شریعت کی منطق۔

ارشاد: ہاں شریعت۷ کی منطق بے شک علم بیان سے افضل ہے۔

عرض: اس کی کیا تعریف ہے۔

ارشاد: وہ ایک۸ ایسا قانون ہے جس کی مراعات خطاء کفر سے بچائے۔

ف۱: وہ کونسا ہبہ ہے کہ نابالغ کرے اور اس میں ولی کی اجازت نہ ہو بلکہ ممانعت ہو جب بھی صحیح ہے۔

ف۲: ثواب بخشنے والے کو بھی ثواب ملتا ہے۔

ف۳: یہ مختلف فیہ ہے کہ چند آدمیوں کو جو ثواب پہنچایا وہ سب کو اتنا ملے گا یا تقسیم ہو کر حصہ رسدی۔

ف۴: وہابیہ کہتے ہیں کہ ثواب بخشنے والے کو کچھ ثواب نہیں ملتا۔

ف۵: معتزلہ سرے سے ثواب پہنچنے ہی کے منکر ہیں۔

ف۶: علم بیان افضل ہے یا علم منطق ف۷: افضل ہے شریعت کی منطق

ف۸: شرعی منطق کی تعریف۔

عرض: حضور اس کے جاننے والے بھی ہوئے ہیں۔

ارشاد: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کیا تھا جس سے وہ خطاء فکر سے بچتے تھے حالانکہ فلاسفہ کی منطق اس وقت تھی بھی نہیں اور پھر آئمہ مجتہدین کون سی منطق جانتے تھے۔

عرض: علمائے ظاہر میں کوئی ایسا گزرا نہیں۔

ارشاد: میں جس کو بتاؤں گا آپ کہیں گے یہ علمائے باطن میں تھے۔ شریعت کی منطق ایک نور کا نام ہے جس کو خدا عطا فرمائے آپ چاہیں کہ ظلمت والوں میں کوئی ایسا ہو میں ظلمت والوں سے کس کو لاؤں جو نور والا ہو۔

عرض: علم ظاہری میں وہ کون سا علم ہے۔

ارشاد: وہ علم اصول فقہ و احادیث ہے اور باقی یہ سب منطق و فلسفہ تو فضول ہے حضرت مولانا فرماتے ہیں۔

چند خوانی حکمت یونانیاں — حکمت ایمانیاں راہم بخواں
پائے استدلالیاں چوبیں بود — پائے چوبیں سخت بے تمکین بود
گر بہ استدلال کار دیں بدے — فخر رازی راز دار دیں بدے

(پھر فرمایا) استدلال پر دارومدار دو باتوں کی طرف لے جاتا ہے یا حیرت یا ضلالت امام فخر الدین ارازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نزع کا جب وقت آیا شیطان آیا کہ اس وقت شیطان پوری جان توڑ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح اس کا ایمان سلب ہو جائے اگر اس وقت پھر گیا تو پھر کبھی نہ لوٹے گا۔ اس نے ان سے پوچھا کہ تم نے عمر بھر مناظروں بحثوں میں گزاری۔ خدا کو بھی پہچانا آپ نے فرمایا بیشک خدا ایک ہے۔ اس نے کہا اس پر کیا دلیل۔ آپ نے ایک دلیل قائم فرمائی وہ خبیث معلم الملکوت رہ چکا ہے اس نے دلیل توڑ دی۔ انھوں نے دوسری دلیل قائم کی اُس نے وہ بھی توڑ دی۔ یہاں تک کہ ۳۶۰ دلیلیں حضرت نے قائم کیں اور اس نے سب توڑ دیں۔ اب یہ سخت پریشانی میں اور نہایت مایوس۔ آپ کے پیر حضرت نجم الدین کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ف ا امام فخر الدین رازی کا وقت نزع شیطان لعین سے مباحثہ اور بالآخر پیر کی امداد سے نجات۔

تعالٰی عنہ کہیں دور دراز مقام پر وضو فرما رہے تھے وہاں سے آپ نے آواز دی کہہ کیوں نہیں دیتا کہ میں نے خدا کو بے دلیل ایک مانا۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب
گر دلیلے خواہی از وے رو متاب

عرض: حضور دوربین سے آسمان نظر آتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہم اپنی آنکھوں سے تو آسمان دیکھ رہے ہیں۔ کیا دوربین لگانے سے اندھا ہو جاتا ہے کہ بغیر دوربین کے دیکھتے ہیں اور دوربین سے سوجھائی نہ دے۔ ہمارا ایمان ہے کہ جس کو ہم دیکھ رہے ہیں یہی آسمان ہے[1]: اَفَلَمۡ یَنظُرُوۡا اِلَی السَّمَآءِ فَوۡقَھُمۡ کَیۡفَ بَنَیۡنٰھَا وَ زَیَّنّٰھَا وَ مَا لَھَا مِنۡ فُرُوۡجٍ ط وَ زَیَّنّٰھَا لِلنّٰظِرِیۡنَ ط وَ اِلَی السَّمَآءِ کَیۡفَ رُفِعَتۡ ۔ کیا انھوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا ہم نے اس کو کیسا بنایا اور ہم نے اس کو کیسی زینت دی اور اس میں کوئی شگاف نہیں ہم نے اسے خوبصورت بنایا دیکھنے والوں کے واسطے کیا وہ آسمان کو نہیں دیکھتے کیسا بلند بنایا گیا۔ فلاسفہ بھی یہی کہتے ہیں کہ جو نظر آتا ہے یہ آسمان نہیں آسمان شفاف بے لون ہے۔ (پھر فرمایا) اس میں اکذب کون جس کی تکذیب کرے قرآن (پھر فرمایا) نجات[2] منحصر ہے اس بات پر کہ ایک ایک عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ایسا پختہ ہو کہ آسمان و زمین ٹل جائیں اور وہ نہ ٹلے پھر اس کے ساتھ ہر وقت خوف لگا ہو علمائے[3] کرام فرماتے ہیں جس کو سلب ایمان کا خوف نہ ہو مرتے وقت اس کا ایمان سلب ہو جائے گا۔ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں اگر آسمان سے ندا کی جائے کہ تمام روئے زمین کے آدمی بخش دیئے مگر ایک شخص تو میں خوف کروں گا کہ وہ شخص میں ہی نہ ہوں اور اگر ندا کی جائے روئے زمین کے تمام آدمی دوزخی ہیں سوائے ایک شخص کے تو میں اُمید کروں گا کہ وہ شخص میں ہی نہ ہوں۔ خوف و رجا کا مرتبہ ایسا معتدل ہونا چاہئے۔

ف۱: جو نظر آتا ہے یہی آسمان ہے۔
ف۲: نجات کا کا ہے پر انحصار ہے۔
ف۳: جسے سلب ایمان کا خوف نہ ہو مرتے وقت اس کے سلب ایمان کا اندیشہ ہے۔

(پھر فرمایا) خیر یہ تو حصہ عمر کا تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ لیکن کم سے کم ہر مسلمان کو اتنا تو ہونا ہی چاہئے کہ صحت وتندرستی کے وقت خوب غالب ہو اور مرتے وقت رجا۔ حدیث میں ہے ہر جھٹکا[1] موت کا ہزار ضرب تلوار سے سخت تر ہے ملائکہ ڈبوچے بیٹھے رہتے ہیں ورنہ آدمی تڑپ کر نہ معلوم کہاں جائے اس وقت اگر معاذ اللہ کچھ اس طرف سے ناگواری آئی تو سلب ایمان ہو گیا اس لئے اس وقت بتایا جائے کہ کس کے پاس جا رہا ہے۔

عرض: اگر خدائے تعالیٰ کے سمیع وبصیر ہونے پر ایمان ہے تو کبیرہ تو درکنار صغیرہ بھی نہیں ہو سکتا۔

ارشاد: ایمان[2] اور ہے اور شہود اور۔ ایمان ارتکاب سیئات کے منافی نہیں ہاں اگر شہود ہوگا تو بے شک کبیرہ تو درکنار صغیرہ بھی نہیں ہو سکتا۔ اکابر اولیاء پر بھی اکل وشرب ونوم کے وقت ایک گونہ غفلت دی جاتی ہے ورنہ کھانے پینے پر قادر نہ ہوں (پھر فرمایا) غفلت[3] مطلقہ کفر ہے اور غفلت غالبہ فسق اور تذکر غالب ولایت اور تذکر مطلق نبوت پھر تذکر غالب میں بھی مراتب ہیں۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ ط يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ٥

یہ وہی تذکرہ غالب ہے اور غفلت مطلقہ یہ ہے جسے حضرت مولانا فرماتے ہیں۔

اہل[4] دنیا کافران مطلق اند — روز و شب در زقزق و در بق بق اند

اہل دنیا چہ کہیں وچہ مہیں — لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِم اجمعین

چیست دنیا از خدا غافل بدن — نے قماش ونقرۂ وفرزندو زن

ف۱: موت کے جھٹکے کی تکلیف کا بیان۔

ف۲: ایمان اور ہے اور شہود اور ایمان منافی ارتکاب معاصی نہیں شہود ہو تو صغیرہ نہ ہوگا۔

ف۳: اللہ عزوجل سے غفلت مطلقہ کفر اور غفلت غالبہ فسق تذکر غالب ولایت تذکر مطلق نبوت۔

ف۴: مولانا اہل دنیا کافران مطلق اند الخ کے معنی۔

عرض: حضور بچہ سے محبت تو بچہ ہونے کی بناء پر ہوتی ہے اللہ کے واسطے کون کرتا ہے۔

ارشاد: الحمد للہ کہ میں نے مال من حیث ہو مال سے کبھی محبت نہ رکھی صرف انفاق فی سبیل اللہ کے لئے اس سے محبت ہے اس طرح اولاد من حیث ہو اولاد سے بھی محبت نہیں صرف اس سبب سے کہ صلۂ رحم عمل نیک ہے اس کا سبب اولاد ہے اور یہ میری اختیاری بات نہیں میری طبیعت کا تقاضا ہے۔

عرض: حضور بیوی بچہ کے سبب سے اکثر اوقات انسان گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ارشاد: پھر اس کا کیا علاج اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یایھا الذین امنو اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَ اَوْلَادِکُمْ عَدُوًّالکم فاحذروھم۔

اور فرماتا ہے:

یایھا الذین اٰمَنُوْا لا تلھکُمْ اَمْوَالکم وَ لَا اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکر اللّٰہ وَ مَنْ یفعل ذٰلک فاولٰئک ھُمُ الخٰسرون۔

اے ایمان والوں! تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے تمہارے دشمن بھی ہیں تم ان سے بچو اور تمہارے مال و اولاد فتنہ ہیں اور اے ایمان والو تمہارے مال اور تمہاری اولاد تم کو خدا کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔ اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ خسارہ میں ہیں۔

ایک بار امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما در اقدس میں حاضر ہوئے حضور اقدس ﷺ نے سینے سے لگالیا اور فرمایا: اِنَّکُمْ لَتُجَبِّنُوْنَ وَ لَتُبَخِّلُوْنَ۔ تم لوگوں کو نامرد کر دیتے ہو اور بخیل بنا دیتے ہو۔

چونکہ ازواج و اولاد کو دشمن بتایا گیا تھا ممکن تھا کہ کوئی سمجھ لیتا ان کو تکلیف دینا چاہئے لہٰذا اسی جگہ فرما دیا:

وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

اور اگر تم معاف کر دو اور درگذر کر دو اور بخش دو تو بے شک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

عرض: کامدار جوتہ کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: اگر جھوٹا کام ہے تو مطلقاً مکروہ ہے حتی کہ عورتوں کو بھی اور اگر سچا ہے تو چار انگل سے کم مردوں کو جائز ہے اس سے زیادہ نہیں اور عورتوں کو مطلقاً جائز ہے۔

مؤلف: ایک مسئلہ طلاق پیش ہوا۔ جس میں لکھا تھا کہ زید نے کہا میں نے اپنی بی بی کو طلاق دیا۔ اس پر ارشاد فرمایا کیا خوب اب اگر لکھنے والے کی غلطی کہی جائے تو اور حکم ہوتا ہے اور اگر انہی الفاظ کو صحیح مانا جائے تو حکم بدل جائے گا یوں کہنا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دیا اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس نے اپنی بی بی کو طلاق دلوانے کے لئے دوسرے کے حوالے کر دیا اور اس میں طلاق نہیں پڑے گی اور اگر یوں کہا کہ میں نے اپنی بی بی طلاق دیا تو طلاق ہو جائے گی اس قدر دھوکے دے کر سوال کرتے ہیں۔

عرض: شیخ سے بظاہر کوئی ایسی بات معلوم ہو جو خلاف[3] سنت ہے تو اس سے پھرنا کیسا ہے۔

ارشاد: اس پر کوئی الزام نہیں: اَلنَّدَم[4] تَوبَۃٌ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّاذَنْبَ لَہٗ۔

عرض: درمختار کبیری صغیری میں لکھا ہے کہ رکوع میں دونوں ٹخنوں کو ملانا سنت ہے۔

ارشاد: لم[5] یثبت کہیں ثابت نہیں۔ دس بارہ کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہے اور سب کا منتہیٰ زاہدی ہے۔

عرض: ایک مریض کا گلا پھول گیا ہے اس کے لئے کوئی دعا ارشاد ہو۔

ارشاد: اَمْ[6] اَبْرَمُوْا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ لکھ کر گلے میں ڈال لیا جائے۔

عرض: حضور نئی روشنی والے کہتے ہیں کہ خطبہ سے مقصود عوام کو ترغیب و ترہیب و تذکیر ہے اگر اردو میں نہ پڑھا جائے تو یہ فائدہ نہ ہوگا تو خطبہ معاذ اللہ بیکار ہو جائے گا۔

ارشاد: صحابہ[7] کرام کے زمانہ میں عجم کے کتنے ہی شہر فتح ہوئے کئی ہزار منبر نصب ہوئے کئی ہزار

ف ۱ کا مدار جوتے کا حکم ف ۲ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دیا۔ اس سے طلاق ہوئی یا نہیں۔

ف ۳ جامع الشہ ۔ ط شیخ سے پھر جانے کا حکم۔

ف ۴ ندامت توبہ ہے اور تائب ایسا ہے جیسا وہ جس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

ف ۵ رکوع میں ٹخنوں کا ملانا ثابت نہیں۔ ف ۶ گلا پھولنے کا علاج۔

ف ۷ اردو میں خطبہ پڑھنا خلاف سنت متواترہ ہے۔

مسجدیں بنائی گئیں کہیں منقول نہیں کہ صحابہ نے ان کی زبان میں خطبہ فرمایا ہو اس واسطے کہ وہ جانتے تھے کہ حضور اقدس ﷺ واقف ہیں تمام مَا کَانَ وَ مَا یَکُون سے تمام وقائع گزشتہ و آئندہ کی آپ کو خبر ہے۔ حضور کو یہ معلوم تھا کہ ہندی، حبشی، رومی، عجمی ہر زبان والے مسلمان ہوں گے۔ عربی نہ سمجھیں گے اور کبھی اجازت نہ دی کہ ان کی زبان میں خطبہ پڑھا جائے۔ خود دربارِ اقدس میں رومی، حبشی، عجمی ابھی تازہ حاضر آئے ہیں۔ عربی ایک حرف نہیں سمجھتے مگر کہیں ثابت نہیں کہ حضور ان کی زبان میں خطبہ ارشاد فرمایا ہو یا کچھ خطبہ عربی میں اور کچھ ان کی زبان میں فرمایا ہو ایک حرف بھی ان کی زبان کا خطبہ میں منقول نہیں: مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔ اب رہا یہ اعتراض کہ پھر تذکیر سے فائدہ کیا، اس کا جواب یہ ہے کہ دو دو پیسے کی نوکری کے واسطے عمریں انگریزی میں گنواتے ہیں اور عربی زبان جو ایسی متبرک اسی میں ان کا قرآن ان کا نبی عربی ان کی جنت کی زبان عربی اس کے لئے اتنی کوشش بھی نہ کریں کہ خطبہ سمجھ سکیں۔ یہ اعتراض تو انہیں پر پڑے گا نہ کہ خطیب پر۔

عرض: وَ قِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ کی تفسیر میں عَنْ وِلَایَةِ عَلِيٍّ صحیح ہے یا نہیں۔

ارشاد: روافض کے نزدیک یہ تفسیر ہے۔

عرض: قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی کے کیا معنی ہیں۔

ارشاد: اس کی دو تفسیریں ہیں۔ ایک تو یہ کہ کوئی قبیلہ کفار مکہ کا ایسا نہ تھا جو سرکار سے قرابت نہ رکھتا ہو اور قبیلہ والے کے ساتھ کرم اہل عرب کی طینت میں رکھا گیا تھا تو وہ جو تکلیفیں پہنچاتے تھے ان کی بابت ارشاد فرمایا گیا کہ اور کسی بات کا خیال نہ کرو، قرابت داری ہی کا پاس کر کے حضور کو تکلیفیں پہنچانے سے باز رہو۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ قربیٰ سے مراد سادات کرام و اہل بیت عظام ہیں اور استثناء بہر صورت منقطع ہے۔ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا سالبہ کلیہ ہے۔

ف ۱ اس شبہ کا جواب کہ اردو میں خطبہ نہ ہوگا تو تذکیر کا کیا فائدہ ہوگا۔

ف ۲ قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا الآیہ کی دو تفسیریں۔ ف ۳ لا صلوٰۃ الا بحضور القلب حدیث ہے یا نہیں۔

ف ۴ قبر پر پکی ڈاٹ لگانے کا حکم اور قبر کے کھولنے کا حکم۔

عرض: لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ کیا حدیث ہے۔

ارشاد: امام طحاوی نے معانی الآثار میں اسے بطور حدیث کے بلا سند ذکر کیا ہے۔

عرض: ایک قبر کچی ہے ہر بار پانی بھر جاتا ہے اس میں پکی ڈاٹ لگا دیں۔

ارشاد: قبر پر ڈاٹ لگانے میں حرج نہیں ہاں کھولی نہ جائے۔ میت کو دفن کر کے جب مٹی دے دی گئی تو وہ امانت ہو جاتا ہے اللہ کی، اس کا کشف جائز نہیں، دو حال سے خالی نہیں۔ معذب ہے یا منعم علیہ۔ اگر معذب ہے تو دیکھنے والا دیکھے گا اسے جس سے اسے رنج پہنچے گا اور کر کچھ نہیں سکتا اور اگر منعم علیہ ہے تو اس میں اس کی ناگواری ہے۔ علامہ طاش کبری زادہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث دیکھی کہ علمائے دین[2] کے بدن کو مٹی نہیں کھاتی۔ بدن ان کا سلامت رہتا ہے۔ شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ ہمارے استاد بڑے عالم ہیں ان کی قبر کھول کر دیکھوں کہ ان کا بدن کس حال پر ہے۔ اس وسوسہ نے ان پر ایسا غلبہ کیا کہ ایک شب میں جا کر قبر کھولی، دیکھا کفن بھی میلا نہ تھا۔ جب دیکھ چکے قبر سے آواز آئی: دیکھ چکا اللہ تجھے اندھا کرے اسی وقت دونوں آنکھیں اندھی ہو گئیں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے شرح الصدور میں لکھا ہے۔ کہ ایک عورت کا انتقال ہوا، دفن کر دی گئی، اس کے شوہر کو بہت محبت تھی۔ محبت نے مجبور کیا کہ اس کی قبر کھول کر دیکھے کیا حال ہے۔ ایک عالم سے یہ ارادہ ظاہر کیا۔ انہوں نے منع کیا، نہ مانا اور ان کو قبرستان تک ساتھ لے گیا۔ عالم نے ہر چند منع کیا لیکن اس نے قبر

ـــ فقیر کہتا ہے کہ اگر صورت معاذ اللہ صورت اولیٰ ہے تو ناگواری اور زیادہ ہونی چاہئے اور بے وجہ ناحق ایذائے مسلم حرام خصوصاً ایذائے میت نیز حدیث کے ارشاد سے ثابت ہوتا ہے کہ مردے کو قبر سے تکیہ لگانے سے اذیت ہوتی ہے تو معاذ اللہ محض اپنی خواہش کے لئے نہ ضرورت وحاجت کے لئے اس پر کدال چلانا اور قبر کو کھود ڈالنا کس قدر سخت ایذا کا باعث ہوگا۔ آہ مسلمانوں کے قبرستانوں کی آج جو ردی حالت ہے اس پر جس قدر بھی رویا جائے کم ہے۔ قبر پر لوگ بیٹھ کر حقے پیتے خرافات کرتے لغو باتیں بناتے، گالیاں بکتے قہقہے اڑاتے ہیں غیر قوم ہی کے لوگوں پر بس نہیں خود مسلمان بھی یہ ناشائستہ بے ہودہ حرکتیں کرتے ہیں۔ بچے قبور پر کھیلتے کودتے پھرتے بلکہ گدھے ان پر لوٹتے لید کرتے ہیں۔ بکریاں بیٹھی مینگنیاں کرتی ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ، مسلمانو! خدا کے لئے آنکھیں کھول لو ایک دن تمہیں بھی جانا ہے۔ ان مردوں کی خاطر کچھ انتظام نہیں کرتے اپنے ہی لئے کرو ۱۲ مؤلف غفرلہ

ف ۱　علامہ طاش کبری کی عبرتناک حکایت۔

ف ۲　علمائے دین کے بدن کو مٹی نہیں کھاتی۔

ف ۳　ایک شخص نے عورت کی قبر کھول کر دیکھا اور اس کا کتنا بد نتیجہ برآمد ہوا۔

کھولی۔ عالم صاحب قبر کے کنارے بیٹھے رہے۔ وہ نیچے اترا دیکھا کہ اسی عورت کے دونوں پاؤں

پیچھے سے لے جا کر اس کی چوٹی سے باندھ دیئے گئے ہیں اس نے چاہا کہ کھول دو ہر چند طاقت کی مگر نہ کھول سکا۔ اللہ کی لگائی ہوئی گرہ کھول سکے۔ ان عالم صاحب نے منع فرمایا، نہ مانا۔ دوبارہ پھر زور کیا۔ عالم صاحب نے پھر منع کیا کہ دیکھو اسی میں خیریت ہے اسے ایسے ہی رہنے دے، اس نے کہا ایک بار تو اور زور کرلوں، پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ زور کر ہی رہا تھا، یلآخر زمین دھنسی اور وہ مرد و عورت دونوں زمین میں چلے گئے والعیاذ باللہ تعالٰی۔

عرض: وہ کون کون ہیں جن کے بدن کو زمین نہیں کھاتی۔

ارشاد: حافظ بشرطیکہ عمل کرتا ہو قرآن پر بہتیرے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن انہیں لعنت کرتا ہے۔ رُبَّ تَالِی الْقُرآن وَ الْقُرانُ یَلْعَنُہٗ اور عالم دین اور شہید فی سبیل اللہ اور ولی اور وہ کہ درود شریف بکثرت پڑھا کرتا ہو اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ کی نافرمانی نہ کی ہو اور وہ مؤذن جو بلا اجرت سات برس اللہ کی رضا کے لئے اذان دے وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

عرض: یہ حدیث ۲ ہے: وَ لَو کَانَ موسیٰ و عیسیٰ حَیَّیْنِ مَا وَسِعَھُمَا اِلَّا اِتِّبَاعِیْ۔

ارشاد: یہ قادیانی ملعونوں کا حدیث پر افترا اور زیادت ہے حدیث میں اتنا ہے۔ وَ لَوْ کَانَ مُوْسیٰ حَیًّا وَ اَدْرَکَ نُبُوَّتِیْ مَا وَسِعَہٗ اِلَّا اِتِّبَاعِیْ اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو انھیں کچھ گنجائش نہیں ہوتی سوا میری اطاعت کے۔ افترا بھی کیا اور کال نہ کٹا ان ۳ کا مقصود اس افترا سے وفات مسیح ثابت کرنا ہے اور جب وفات ثابت ہو جائے گی تو ان کے نزدیک نزول نہ ہوگا تو ایک مثل کا نزول ماننا پڑے گا۔ حالانکہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیوی ہے صحیح حدیث میں ہے:

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ

ف ۱ وہ کون کون ہیں جن کے بدن سلامت رہتے ہیں زمین انھیں خراب نہیں کرتی۔

ف ۲ قادیانیوں نے یہ حدیث گھڑی ولوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین الخ اور کال پھر بھی نہ کٹا۔

ف ۳ قادیانیوں کا کاروبار ۔غ۔

یُرْزَقُ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام کھانا حرام فرمادیا ہے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں۔

دوسری حدیث میں ہے:

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ۔

انبیاء سب زندہ ہیں اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔

اگر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات مان بھی لی جائے تو ان کی موت بلکہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے صرف آنی ہے ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے یہ مسئلہ قطعیہ یقینیہ ضروریات مذہب اہل سنت سے ہے اس کا منکر نہ ہوگا مگر مذہب۲ گمراہ۔ تو پھر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہی ہیں ان کا نزول ممتنع کیونکر ہوگیا (پھر فرمایا) چار انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وہ ہیں جن پر ابھی ایک آن کے لئے بھی موت طاری نہیں ہوئی۔ دو آسمان پر سیدنا ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام، اور دو زمین پر سیدنا الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ہر سال حج میں یہ دونوں حضرات جمع ہوتے ہیں حج کرتے ہیں۔ ختم حج پر زمزم شریف کا پانی پیتے ہیں کہ وہ پانی ان کو کفایت کرتا ہے۔ سال بھر کے طعام وشراب سے۔

عرض: صوم۳ وصال تو غیر حضور اقدس ﷺ کے لئے ناجائز ہے۔ پھر جب یہ سال بھر کچھ نوش نہیں فرماتے ہیں تو سال کا صوم متصل ہوا۔

ارشاد: صوم۴ میں نیت ضروری ہے یعنی نیت کے روزہ نہیں ہوتا۔

عرض: ایام تشریق وعید الفطر میں کچھ نہ کچھ کھانا ضروری ہے۔

ف۱ حیات انبیاء علیہم السلام کے ثبوت کی متعدد احادیث کریمہ۔

ف۲ حیات انبیاء کا منکر گمراہ ہے۔

ف۳ صوم وصال غیر حضور ﷺ کے لئے جائز نہیں۔

ف۴ روزے میں نیت ضروری ہے بے نیت روزہ نہیں ہوتا۔

علیٰ احد القولین کما سبق ۱۲ مؤلف غفرلہٗ

ارشاد: ان ایام میں روزہ حرام ہے کھانا ضروری نہیں۔ روزہ ایک ماہ کا فرض ہے۔ اور کھانا کسی روز کا فرض نہیں۔

عرض: روزہ کے لئے تو افطار رکن ہے بغیر افطار کے روزہ نہیں ہو سکتا۔

ارشاد: روزے کے لئے افطار رکن کیا معنی۔ ضروری بھی نہیں روزہ ہو جائے گا۔ اگرچہ کبھی افطار نہ کرے ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ رات آئی اور روزہ پورا ہو گیا بخلاف نماز کے کہ اس میں خروج بصنعہ ایک فعل ضروری ہے۔ نماز ہے فعل اس کے لئے ایک فعل ایسا کرنا ضروری ہے جس سے معلوم ہو کہ نماز ختم ہو گئی اور روزہ ہے۔ ترک یا کف باختلاف قولین اور کف فعل ہے قلب کا۔ نماز صرف نیت بغیر افعال جوارح کے ادا نہیں ہو سکتی اور روزہ میں کوئی فعل نہیں صرف نیت ہے کسی فعل کی ضرورت نہیں۔ قلب نے جیسے سمجھا تھا کہ میرا روزہ ہے اب سمجھ لے کہ میرا روزہ ختم ہو گیا۔ (پھر فرمایا) مسئلہ ہے کہ تاخیر[3] افطار مکروہ ہے مگر کسی کے پاس اگر کھانے کو نہ ہو تو کیا کھائے افطار ان کے واسطے رکھا گیا ہے جو بشریت میں پھنسے ہوئے ہیں قوت ملکیہ ان میں نہیں اور خضر و الیاس علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اعلیٰ درجے کی ملکوتی قوت حاصل ہے۔

عرض: اولیائے الٰہی کی کیا پہچان ہے؟

ارشاد: حدیث میں ارشاد فرمایا (ﷺ):

اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ الَّذِيْنَ اِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ۔

اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جن کے دیکھنے سے خدا یاد آئے۔

عرض: دائرہ دنیا کہاں تک ہے۔

ارشاد: ساتوں[1] آسمان ساتوں زمین دنیا ہے اور ان سے ورا سدرۃ المنتہیٰ عرش[2] و کرسی دار آخرت ہے۔ (پھر فرمایا) دار دنیا شہادت ہے اور دار آخرت غیب، غیب کی کنجیوں کو مفاتیح اور

یعنی علی التعیین ۱۲ مؤلف غفرلہٗ

ف۱ روزے کے لئے افطار ضروری نہیں۔

ف۲ نماز میں خروج بصنعہ ضروری ہے۔

ف۳ تاخیر افطار مکروہ ہے۔

شہادت کی کنجیوں کو مقالید کہتے ہیں: قرآنِ عظیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَایَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ۔

غیب کی مفاتیح (کنجیاں) ان کو خدا کے سوا کوئی (بذات خود) نہیں جانتا

اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔

لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔

خدا ہی کے لئے ہیں مقالید (کنجیاں) آسمان اور زمین کی۔

اور[3] مفاتیح کا حرف اول (م) وحرف آخر (ح) اور مقالید کا حرف اول (م) وحرف آخر (د) انہیں مرکب کرنے سے نام اقدس ظاہر ہوتا ہے محمد ﷺ۔ اس سے یا تو اس کی طرف اشارہ ہے کہ غیب وشہادت کی کنجیاں سب دے دی گئی ہیں محمد رسول اللہ ﷺ کو، کوئی شے ان کے حکم سے باہر نہیں۔

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل و جاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہ ہاں نہیں

اور یا اس طرف اشارہ ہو سکتا ہے[4] مفاتیح ومقالید وغیب وشہادت سب حجرۂ خفا یا عدم میں مقفل تھیں وہ مفتاح ومقلاد جس سے ان کا قفل کھولا گیا اور میدان ظہور میں لایا گیا وہ ذات اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی اگر یہ تشریف نہ لاتے تو سب اسی طرح مقفل حجرۂ عدم یا خفا میں رہتے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

جو منصف کبھی آستانہ قدسیہ حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حاضر ہو کر زیارت سے مشرف ہوا اسے بے شک ضرور خدا یاد آیا۔ ۱۲ فقیر حبید الرضا غفرلہٗ

ف۱ دنیا کہاں تک ہے۔ ف۲ عرش وکرسی دار آخرت ہے۔

ف۳ مفاتیح اور مقالید کا فرق۔

ف۴ مفاتیح اور مقالید سے نام اقدس کا استخراج اور ان سے اس طرف اشارہ کہ خدائے دنیا وآخرت کے خزانوں کی کنجیاں حضور کے حوالہ فرمادیں اور اس طرف اشارہ ہے کہ حضور ہی وہ کنجی ہیں جن سے غیب وشہادت کی کنجیاں جس جگہ بند تھیں اس کا قفل کھل گیا۔

عرض: حضور والا کرسی ۱؎ کی کیا صورت ہے۔

ارشاد: کرسی کی صورت اہل شرع حدیث نے کچھ ارشاد نہ فرمائی فلاسفہ کہتے ہیں کہ وہ آٹھواں آسمان ہے۔ ساتوں آسمانوں کو محیط ہے۔ تمام کواکب ثابتہ اسی میں ہیں مگر شرع نے یہ نہ فرمایا۔ اسی طرح عرش کو جہلائے ۲؎ فلاسفہ کہتے ہیں کہ نواں آسمان ہے اور اس کو فلک اطلس کہتے ہیں کہ اس میں کوئی کوکب نہیں۔ مگر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام آسمان و زمین کو محیط ہے اور اس میں پائے ہیں یاقوت کے۔ اس وقت تو چار فرشتے اس کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہیں اور قیامت کے دن آٹھ فرشتے اٹھائیں گے اور یہ تو قرآن عظیم سے ثابت ہے۔

وَ یَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّکَ فَوْقَهُمْ یَوْمَئِذٍ ثَمٰنِیَۃٌ۔

اور اٹھائیں گے تیرے رب کے عرش کو اپنے اوپر اس دن آٹھ (فرشتے)۔

ان فرشتوں کے پاؤں سے زانوؤں تک پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے۔ آیۃ الکرسی کو اسی وجہ سے آیۃ الکرسی کہتے ہیں کہ اس میں کرسی کا ذکر ہے۔

وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔

اس کی کرسی زمین و آسمان کی وسعت رکھتی ہے۔

(پھر فرمایا) آسمان ہی کی وسعت خیال میں نہیں آتی۔ بیچ کا آسمان جس میں آفتاب ہے اس کا نصف قطر ۳؎ نو کروڑ تیس لاکھ میل ہے اور اور پانچواں اس سے بڑا۔ پانچویں کا ایک چھوٹا پرزہ جسے تدویر کہتے ہیں وہ آفتاب کے آسمان سے بھی بڑا ہے پھر یہی نسبت پانچویں کو چھٹے کے ساتھ ہے اور اس کو ساتویں کے ساتھ صحیح حدیث میں آیا کہ یہ سب کرسی کے سامنے ایسا ہے کہ ایک لق و دق میدان میں جس کا کنارہ نظر نہیں آتا ایک چھلا پڑا ہو:

ف۱ کرسی کی صورت۔

ف۲ کرسی کی وسعت

ف۳ بیچ کے آسمان کا نصف قطر نو کروڑ تیس لاکھ میل۔

مَا السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ، مَا الْاَرْضُوْنَ السَّبْعُ مَعَ الْكُرْسِيِّ اِلَّا كَحَلْقَةٍ فِيْ اَرْضٍ فَلَاةٍ۔

اور یہ سب زمین و آسمان کرسی کے آگے ایسے ہیں کہ ایک لق و دق میدان میں ایک چھلا پڑا ہو

اوران سب عرش وکرسی وزمین وآسمان کی وسعت ایسی ہی ہے عظمت قلب مبارک سید عالم ﷺ کے سامنے اور قلب مبارک کی عظمت کو کوئی نسبت ہی نہیں ہو سکتی۔ عظمت رب العزۃ جل جلالہٗ سے یہ غیر متناہی وہ متناہی اور متناہی کو غیر متناہی سے نسبت محال۔[1]

(پھر فرمایا) اولیائے کرام فرماتے ہیں۔ مَا السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُوْنَ السَّبْعُ فِيْ نَظَرِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ اِلَّا كَحَلْقَةٍ مُلْقَاةٍ فِيْ فَلَاةٍ مِنَ الْاَرْضِ۔ سیدی شریف عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں مومن کامل کی وسعتِ نگاہ میں ایسے ہیں جیسے کسی لق و دق میدان میں ایک چھلا پڑا ہو۔ اللہ اکبر! جب غلاموں کی یہ شان ہے تو عظمت شان اقدس کو کون خیال کر سکے۔

عرض: صحابہ کرام کو بھی کشف ہوتا تھا۔

ارشاد: لا الہ الا اللہ ان کے غلاموں اور اولیائے کرام[3] کے پیش نظر عرش سے تحت الثریٰ تک ہوتا تھا۔ پھر صحابہ کی شان کا کیا پوچھنا۔ حدیث میں ہے حضور اقدس ﷺ نے ایک صحابی سے دریافت فرمایا۔ كَيْفَ اَصْبَحْتَ ۔تم نے کیونکر صبح کی عرض کی۔ اَصْبَحْتُ مُؤْمِناً حَقًّا۔ میں نے صبح کی اس حال میں کہ میں سچا مومن تھا۔ ارشاد فرمایا: ہر دعوے کی ایک دلیل ہوتی ہے جس سے اس دعوے کی سچائی ثابت ہوتی ہے تمہارے دعوے کی کیا دلیل ہے۔ عرض کی:[4] میں نے صبح کی اس حال میں

---

[1] الترأت وہابیہ پر خدا کی لعنت ہو یہ توحید تو کبھی ان کے باوا دادا نے بھی نہ سنی ہوگی ذرا دکھائیں تو کہ تفصیل کے ساتھ کسی نے توحید کو بیان کیا ہو مگر۔

[2] گر نہ بیند بروز شپرہ چشم۔ چشمہ آفتاب راچہ گناہ کے موافق نا واقفوں کے سامنے مکر کرتے ہیں کہ بندگان اعلیٰ حضرت تو علم خدا اور رسول مساوی مانتے ہیں: لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ فقیر عبید الرضا غفرلہٗ

ف[3] اولیائے کرام کے پیش نظر از عرش تا تحت الثرا ے ہوتا ہے پھر صحابہ کا کیا پوچھنا۔

ف[4]: صحابی کی حضور (ﷺ) میں عرض کہ عرش سے تحت الثرا ے تک تمام موجودات عالم میری پیش نظر ہے جنت و دوزخ کے احوال دیکھ رہا ہوں۔

کہ عرش سے تحت الثریٰ اور جہنمیوں کو جہنم میں چیختے چلاتے عذاب پاتے دیکھ رہا ہوں۔ارشاد فرمایا: تم پہنچ گئے ہو اطمینان رکھو (پھر فرمایا) ماضی[1] تو ماضی مستقبل بھی ان کے پیش نظر ہوتا ہے۔ اولیائے کرام فرماتے ہیں کوئی پتہ سبز نہیں ہوتا مگر عارف کی نگاہ میں۔

عرض: حضور جو اشیاء اب تک وجود میں نہ آئیں۔ان کو وجود سوا زمانے کے اور کسی چیز میں تو ہے نہیں اور زمانے ہی میں وہ حضرات ملاحظہ فرماتے ہیں تو زمانہ کا وجود ثابت ہو گیا۔

ارشاد: زمانہ کو پہلے موجود مان لو گے جب تو اشیاء کا ظرف اسے مانو گے اور وہ[2] ہے موہوم اس کا وجود ہی نہیں۔وجود اشیاء کا ظرف کیا ہے۔جو صورتیں ان اشیا کی ہوں گی، وہی پیش نظر ہوتی ہیں۔

عرض: جس وقت پیش نظر ہیں اس وقت ان اشیاء کا وجود نہیں تو ان کی صورتیں کہاں سے آئیں گی لامحالہ ماننا پڑے گا کہ اپنے وقت موجود میں ان کی صورتیں موجود ہیں وہی پیش نظر ہوتی ہیں۔

ارشاد: وقت کس چیز کا نام ہے وقت ہے ہی نہیں اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو زمانے اور جہت میں گھیر دیا کسی چیز کو بغیر زمانے کے نہیں سمجھ سکتے۔رب[3] العزت زمانے سے پاک ہے مگر بولتے ہیں۔وہ ازل میں بھی ایسا ہی تھا جیسا اب ہے اور ابد تک ایسا ہی رہے گا۔تھا اور ہے اور رہے گا۔یہ سب زمانے پر دلالت کرتے ہیں اور وہ زمانے سے پاک اور حوادث جو ہیں فی الحقیقہ وہ بھی زمانہ سے جدا ہیں مگر ان کا زمانے سے جدا ہونا عقل بتائے گی اور کسی ذریعے سے نہ معلوم ہو گا۔

عرض: مشبہہ کہتے ہیں يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ یہ اور اس کے سوا جو آیات تشبیہ پر دلالت کرتی ہیں محکم ہیں اور لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وغیرہ آیات تنزیہ متشابہ اس طرح وہابیہ کہہ دیں کہ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ محکم اور آیات مثبتہ علم غیب متشابہ قدریہ کہتے ہیں وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ محکم اور وَ مَاتَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ متشابہ اور جبریہ اس کا عکس کہتے ہیں اس کا معیار کیا ہے جس سے محکم اور متشابہ اور امتیاز ہو جائے۔

ف ۱: اولیاء کی نظر میں ماضی تو ماضی مستقبل بھی ہوتا ہے۔

ف ۲: زمانہ موہوم ہے موجود نہیں رکھتا۔ ف ۳: رب العزت زمانہ سے پاک ہے۔

عرض: جس آیت کو اس کے ظاہر معنی پر حمل کرنے سے کوئی عقلی استحالہ لازم آتا ہو وہ متشابہ ہے یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ کے معنی ظاہر اگر لیں تو اس کا ہاتھ ماننا اور جب ہاتھ ہوا تو جسم بھی ہوا اور ہر جسم مرکب اپنے وجود میں اپنے اُن اجزا کا محتاج ہے جن سے وہ مرکب ہے۔ جب تک وہ موجود نہ ہولیں یہ موجود نہیں ہوسکتا تو خدا کا محتاج ہونا لازم آیا اور ہر محتاج حادث اور کوئی حادث قدیم نہیں اور جو قدیم نہ ہو خدا نہیں ہوسکتا تو سرے سے الوہیت ہی کا انکار ہوگیا اس لئے ثابت ہوا کہ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ محکم نہیں متشابہ ہے اور لَیْسَ کَمِثْلِه محکم ہے اسی طرح[3] لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ کو اپنے ظاہر پر رکھا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ کسی طرح کا علم غیب کسی کو نہیں سو رب عزوجل کے ملائکہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے صدہا علوم غیب جنت و نار و ملائکہ و جن حساب، ثواب، عذاب، عقاب میزان، صراط اعراف کے متعلق بیان فرمائے ہیں تو معاذ اللہ کذب الٰہی لازم آیا تو معلوم ہوا کہ یہ اپنے عموم ظاہر پر نہیں بلکہ آیات مثبتہ نے علم عطائی کی تخصیص کر دی ہے، اور جب اس آیت میں بالعطا و بالذات دونوں کو عام ٹھہرایا تو معنی یہ ہو جائیں گے کہ ذاتی علم غیب بھی سوا خدا کے کسی کو نہیں اور عطائی علم غیب بھی کسی کو سوا خدا نہیں معاذ اللہ کیسا بڑا استحالہ لازم آیا کہ خدا کو کسی دوسرے نے علم عطا کیا تو جاہل ہوا، اور جہل نقصان ہے اور جس میں نقصان ہو خدا نہیں ہوسکتی۔ ہاں اپنے معنی میں ضرور محکم ہے۔

اسی طرح وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ کو اگر اس کے ظاہر پر رکھو تو یہ معنی ہوں گے کہ بندے خود ان افعال کا خلق کرتے ہوں تو قرآن عظیم میں سوال فرمایا گیا ہے

بیان کچھ اور عبارت معلوم ہوتی ہے۔ اصل باقی نہیں ناقل صاحب نے جو نقل کی ہے اس میں کچھ چھوڑ دیا اصل دیمک نے ختم کر دی

ف ١ مشبہہ وہابیہ قدریہ وجبریہ پر رد ف متشابہ و محکم کا فرق۔

ف ٢ مجسمہ کا رد۔

ف ٣ آیہ کریمہ لایعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ سے علم ذاتی کی نفی مراد ہے رد سے عطائی کا نافی ٹھہرانا اللہ عزوجل کو عیب لگانا اور الوہیت سے انکار ہے۔

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ کیا خدا کے سوا کوئی اور خالق ہے ہر عاقل کے نزدیک اس کا جواب نفی میں ہوگا اور اس کا جواب معاذ اللہ اثبات میں ہوگا کہ ہزاروں سے زائد خالق خدا کے سوا موجود ہیں جو اپنے افعال کے خود خالق ہیں معاذ اللہ! تو ظاہر ہوا کہ یہ بھی محکم نہیں بس یہ محکم ہے۔

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْئَلُونَ وَ مَا تَشَاؤُنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ۔

بندے کچھ ارادہ بھی نہیں کر سکتے جب تک مشیت الٰہی نہ ہو پھر بھی جو خدا چاہے کرے۔

کوئی اس سے یہ سوال کرنے والا نہیں کہ تو نے ایسا کیوں کیا وہ فاعل مختار ہے۔

يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ۔

اور بندے جو کچھ بھی کریں ان سے سوال ہوگا، باوجود اس کے:

وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِo لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ۔

تمہارا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔

عرض: تشبیہ صحیح ہے یا تنزیہ۔

ارشاد: تشبیہ[1] محض کفر ہے اور تنزیہ محض گمراہی اور تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ عقیدۂ حقۂ اہل سنت ہے۔

عرض: تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ کا کیا مطلب ہے۔

ارشاد: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۔ یہ تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ ہے۔ تشبیہ محض تو یہ ہوئی کہ وہ ہماری ہی طرح ایک جسم مع الاجسام ہے۔ اس کے کان آنکھ ہماری ہی طرح گوشت پوست سے مرکب ہیں وہ انہیں سے دیکھتا سنتا ہے اور یہ کفر ہے اور تنزیہ محض یہ کہ دیکھنے سننے میں اس کو بندوں سے مشابہت ہوتی ہے لہٰذا اس سے بھی انکار کر دیا جائے کہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ خدا دیکھتا ہے سنتا ہے یہ کچھ اور صفات ہیں جن کو دیکھنے سننے سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ گمراہی ہے اصل صحیح عقیدہ یہ ہے کہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ یہ تنزیہ ہوئی کہ

---

[1] تناقض ہوا اور تناقض عیب اور اللہ عزوجل ہر عیب سے پاک تو غالباً یہاں یہ اور عبارت ہو جو ناقل سے رہ گئی اصل باقی نہ رہی۔ ۱۲

ف۲ تشبیہ محض کفر ہے تنزیہ محض گمراہی۔ تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ عقیدۂ اہل سنت اور اس کا مطلب۔

اس کی مثل کوئی شے نہیں اور اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ تشبیہ ہوئی اور جب سننے دیکھنے کو بیان کیا کہ اس کا دیکھنا آنکھ کا سننا کان کا محتاج نہیں وہ بے آلات کے سنتا ہے یہ نفی تشبیہ ہے کہ بندوں سے جو وہم مشابہت ہوتا اس کو مٹا دیا تو ماحصل وہی نکلا تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ (پھر فرمایا) تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ سے تو قرآن عظیم پُر ہے۔ علم وکلام یقیناً اس کی صفات ہیں یہ تشبیہ ہوئی مگر اس کا علم دل ودماغ وعقل کا اور کلام زبان کا محتاج نہیں یہ نفی تشبیہ اور وہی لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ہر ایک کے ساتھ مل کر پھر وہی حاصل ہوا تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ حیات اس کی صفت ہے۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ وہ زندہ ہے تو اس میں اسی طرح روح ہے ہماری ہی طرح اس کی رگ وپے میں خون دوڑتا پھرتا ہے جیسا مشبہ ملاعنہ کہتے ہیں تو یہ کفر ہے اور اگر اس سے انکار کر دیا جائے جیسے ملاحدہ[1] باطنہ بکا کرتے کہ وہ حَیٌّ لَا حَیٌّ، نُوْرٌ لَا نُوْرٌ ہے تو کھلی ضلالت ہے حق یہ ہے کہ وہ حی[2] ہے خود زندہ ہے اور تمام کی حیات اس سے وابستہ ہے مگر نہ روح سے کہ روح خود اس کی مخلوق ہے نہ وہ گوشت پوست وخون استخوان سے مرکب ہے نہ وہ جسم ہے جسم وجسمانیت وزمان وجہت سے پاک[3] ہے۔ یہ وہی تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ ہے (پھر فرمایا)

اصل یہ ہے کہ الفاظ اس کے لئے وضع ہی نہیں گئے الفاظ تو مخلوق نے مخلوق کے لئے بنائے ہیں خدا کو عالم قادر محیی ممیت رازق متکلم مومن مہیمن خالق باری مصور وغیرہا صفات سے موصوف کرتے ہیں اور یہ سب ہیں اس فاعل اور اسم فاعل دلالت کرتا ہے حدوث اور زمانہ حال یا زمانہ مستقبل پر اور وہ حدوث وزمانے سے پاک ہے قال اللہ تعالیٰ وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ اور اس کے سوا صدہا صیغے قرآن پاک نے فرمائے ہیں جو ماضی یا حال یا مستقبل سے خالی نہیں اور وہ زمانوں سے منزہ قرآن میں آتا ہے بِاللّٰہِ. لِلّٰہِ عَلَی اللّٰہِ. فِی اللّٰہِ مِنَ اللّٰہِ۔ اور بے آتی ہے الصاق سے لئے اور اللہ اس سے پاک ہے کہ کوئی شے اس سے ملتصق ہو سکے۔ لام آتا ہے نفع کے لئے اور وہ اس سے پاک ہے

ف۱ ملاحدہ باطنیہ کا رد۔

ف۲ اللہ بیشک حی ہے مگر روح سے نہیں روح اس کی مخلوق ہے۔

ف۳ اللہ تعالیٰ زمان جہت سے پاک ہے۔

کہ کسی شے سے اس کو نفع پہنچ سکے۔ علی آتا ہے ضرر یا استعلا کے لئے اور وہ اس سے برتر ہے کہ کسی شے سے اس کو ضرر پہنچ سکے وہ اس سے متعالی ہے کہ کوئی اس سے بلند ہو سکے فی آتا ہے ظرفیت کے لئے اور وہ اس سے پاک ہے کہ کسی شے کا ظرف بن سکے من آتا ہے ابتداء غایت کے لئے اور وہ اس سے پاک ہے کہ وہ کسی کا ابتدائی کنارہ یا حد ابتدائی بن سکے الی آتا ہے انتہائے غایت کے لئے اور اس سے پاک ہے کہ وہ کسی کا انتہائی کنارہ بن سکے فی الحقیقت یہ سب افعال واسماء وحروف اپنے معانی حقیقہ سے معدول ہیں (پھر فرمایا) یہ سب وہی تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ ہے۔

مؤلف: مولوی حشمت علی صاحب قادری رضوی لکھنوی سلمہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ قرآن عظیم میں یعملون لہ ما یشاء من محاریب و تماثیل ہے۔ یعنی سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے جن ان کی حسب منشا محرابیں اور تصویریں بناتے تھے اور یہ ثابت ہے کہ اگلی شریعتوں کو جب رب العزت بغیر انکار کے بیان فرماتے تو وہ احکام ہمارے لئے بھی ہوتے ہیں۔ اور تصویروں پر قرآن عظیم نے انکار نہ فرمایا اور جن احادیث سے حرمت ثابت ہوتی ہے وہ سب احاد ہیں تو قرآن عظیم کو منسوخ نہیں کر سکتیں یہ شبہ دل میں لئے ہوئے حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا حضور والا حرمت تصاویر متواتر ہے۔

ارشاد: ہاں حرمت تصاویر متواتر ہے[ف۱] اگرچہ وہ احادیث ثابت ہوتی ہے وہ سب فرداً فرداً احاد ہیں مگر مجموعہ سے حرمت متواتر ہوتی ہے تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ حرمت تصاویر کی حدیث متواتر المعنی ہے اور حدیث[ف۲] متواتر المعنی قرآن عظیم کو منسوخ کر سکتی ہے جیسے ایسی احادیث نے یعملون لہ ما یشاء من محاریب و تماثیل کو منسوخ کر دیا۔

عرض: اللہ[ف۳] کا لفظ مرکب ہے یا مفرد۔

ارشاد: مشہور ہے کہ ال تعریف اور الہ سے مرکب ہے ہمزہ کی حرکت لام کو دے کر اس کو حذف

ف۱ حرمت تصاویر کی حدیث متواتر المعنی کہی جا سکتی ہے۔

ف۲ حدیث متواتر المعنی ناسخ کتاب ہو سکتی ہے۔

ف۳ لفظ اللہ مفرد ہے یا مرکب۔ لام تعریف پر ہمزہ وصلی ہوتا ہے۔

کر دیا اور لام کو لام میں ادغام کر لیا لفظ اللہ ہو گیا مگر مجھے دوسرا قول پسند ہے کہ لفظ اللہ مرکب نہیں بلکہ بہیئت کذائیہ علم ہے ذات باری کا کہ جس طرح اس کی ذات غیر مرکب ہے۔ اسی طرح اس کا نام بھی غیر مرکب ہونا چاہئے۔ اور ان کو مؤید اس کا طرز استعمال بھی ہے کہ وقت ندا اس کا الف نہیں گرتا یا اللہ میں ایسا نہیں ہوتا کہ ہمزہ اور الف گر کر یا لام میں مل جائے۔ اگر لام تعریف ہوتا تو ضرور ایسا ہوتا کہ اس کا ہمزہ وصلی ہوتا ہے اور منادی یا معرف باللام کے پہلے ایہا زیادہ کرتے ہیں یہاں حرام ہے اور اگر معنی کا تصور کر کے ہو تو کفر ہے ایہا کے معنی ہوتے ہیں ایک مبہم ذات جس کا بیان آگے ہے وہاں ابہام کیسا وہ تو عرف المعارف ہے ہر شے کو تعیین تو وہیں سے عطا ہوتی ہے۔ (پھر فرمایا) وہ اس قدر ظاہر ہے کہ اس کا بے غائت ظہور وہی سبب ہو گیا اس کے بے نہایت بطون کا قاعدہ ہے کہ شے جب تک ایک حد معتاد تک ظاہر رہتی ہے مرئی ہے اور جب اس حد سے گزرتی ہے نظر نہیں آتی آفتاب طلوع کے بعد کچھ بخارات سحابات وغیرہ میں ہوتا ہے پوری طرح نظر آتا ہے خوب اچھی طرح اس پر نگاہ جم سکتی ہے اور جتنا بلند ہوتا جاتا ہے نگاہ میں خیرگی آتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ جب بالکل نصف النہار پر آجاتا ہے نگاہ کی مجال نہیں کہ اس پر جم سکے۔ مگر پھر بھی اس کا ظہور ایک حد ہی تک ہے اس لئے اگرچہ ہم اس کو نہیں دیکھ سکتے پھر بھی اس کی روشنی سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ چودھویں شب کو جب آفتاب ہم سے بالکل پوشیدہ ہو جاتا ہے کسی کی طاقت نہیں آفتاب سے روشنی لے سکے اس وقت ماہتاب آفتاب اور اہل زمین کے درمیان متوسط ہو کر آفتاب سے نور لیتا ہے اور اہل زمین کو نور پہنچاتا ہے جو چاہے کہ اس ماہتاب سے نور نہ لوں گا بلکہ آفتاب ہی سے لوں گا ہرگز نہیں لے سکتا بلاتشبیہ ذات تعالیٰ بے حد ظاہر تھی اور اسی سبب سے بے حد باطن تھی تمام موجودات میں اس سے مستفید ہونے کی استعداد بھی نہ تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ماہتاب نبوت بنایا کہ آفتاب الوہیت سے منور ہو کر تمام مخلوقات کو منور کر دے۔

ف ا اللہ عزوجل اعرف المعارف ہے یا اللہ جائز اور یا ایہا کے بعد اللہ کہنا حرام اور اس کی وجہ

ل یہ حضرت کی کرامت کہئے تو بجا ہے اور یہ اسی بار نہیں اکثر ایسا ہوا کہ شبہ بیان نہیں ہوا اور جواب فرما دیا۔ ۱۲ مؤلف غفرلہٗ

عرش تک پھیلی ہے تاب عارض

یوں چمکتے ہیں چمکنے والے

جو چاہے کہ بغیر وسیلے اس ماہتاب رسالت ﷺ کے کچھ حاصل کرلوں وہ خدا کے گھر میں نقب لگانا چاہتا ہے بغیر اس توسل کے کوئی نعمت کوئی دولت کسی کو کبھی نہیں مل سکتی کون ہے جس سے تمام عالم منور موجود ہے وہ نہ ہو تو تمام عالم پر تاریکی عدم چھا جائے وہ قمر برج رسالت سیدنا محمد رسول ﷺ ہیں۔ علمائے کرام فرماتے ہیں۔

هو صلى الله تعالى عليه وسلم خزانة السر و موضع نفوذ الامر جعل خزائن كرمه و موائد نعمه طوع يديه يُعطى من يّشاءُ و يمنع من يشاءُ لا ينفذُ امرٌ الا منهُ و لا ينقل خيرٌ الا عنهُ۔

حضور اقدس ﷺ خزانہ سر الٰہی اور جائے نفاذ حکم خدا ہیں۔ رب العزت جل جلالہ نے اپنے کرم کے خزانے اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے قبضے میں کر دیے جس کو چاہیں دیں جس کو چاہیں نہ دیں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے کوئی نعمت کوئی دولت کسی کو کبھی نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے ﷺ یہی معنی ہیں انما انا قاسمٌ و الله يعطى جز ایں نیست کہ میں ہی بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے۔

وہ نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا وہ نہ ہو تو باغ ہو سب فنا

وہ ہے جان جان سے ہے بقا وہی بن ہے بن سے ہی بار ہے

عرض: یہ حدیث ہے لولاک لما اظهرتُ الرّبوبيّة۔

ارشاد: میں نے حدیث میں نہیں دیکھا ہاں صوفیہ کی کتاب میں آیا ہے۔ لولاک لما اظهرت ربوبیتی یہ معنی صحیح اور صحیح حدیث کے موافق ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے: خلقتُ

ف ا: بے وسیلہ ماہتاب رسالت مآب آفتاب الوہیت سے کسی کو کچھ نہیں ملتا۔

ف ۲: حضور خزانہ سر الٰہی اور جائے نفوذ امر خداوندی ہیں حضور کے قبضہ میں الٰہی نعمتوں کے خوان ہیں جسے چاہیں دیں جسے چاہیں منع فرما دیں۔

ف ۳: لولاک لما اظہرت الخ یہ حدیث ہے یا نہیں۔

الخلق لاعرفهم كرامتك و منزلتك عندى و لولاك ما خلقت الدنيا۔ اے میرے حبیب میں نے خلق کو اس لئے پیدا کیا کہ جو عزت و منزلت تمہاری میرے یہاں ہے میں ان کو پہچنوا دوں اور اے میرے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ پیدا کرتا یعنی اور نہ آخرت کو کہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزاء ہے جب دار العمل نہ ہوتا اور دار الجزاء کہاں سے آتا۔ یہ تو اس پر متفرع ہے تو جب نہ دنیا ہوتی۔ آخرت تو خدا کا خدا ہونا کس پر ظاہر ہوتا یہی معنی ہیں اس کے کہ اے میرے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنی خدا ہونا اپنی الوہیت نہ ظاہر کرتا ﷺ۔

عرض: موت وجودی ہے یا عدمی۔

ارشاد: موت اور حیات دونوں وجودی ہیں[1] قرآن عظیم فرماتا ہے خلق الموت والحيوة ليبلوكم احسن عملا اس نے موت وحیات کو پیدا کیا تا کہ دیکھے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے۔ موت ایک مینڈھے کی شکل پر ہے عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبضے میں جس کے پاس سے وہ ہو کر نکلتی ہے وہ مر جاتا ہے اور حیات ایک گھوڑی کی شکل پر ہے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری میں جس بے جان کے پاس سے ہو نکلتی ہے وہ زندہ ہو جاتا ہے (پھر فرمایا) اللہ اکبر یہ موت ایسی چیز ہے کہ سوا ذات باری عزوجلالہٗ کے کوئی اس نہ بچے گا جب آیت نازل ہوئی كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ۔ جتنے زمین پر ہیں سب فنا ہونے والے ہیں اور باقی رہے گا وجہ کریم رب العزت جل جلالہٗ کا۔ فرشتے بولے کہ ہم بچے کہ ہم زمین پر نہیں پھر آیت نازل ہوئی كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ط ہر جاندار موت کو چکھنے والا ہے۔ فرشتوں نے کہا اب ہم بھی گئے۔ جب آسمان و زمین سب فنا ہو جائیں گے اور صرف ملائکہ مقربین میں جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل اور چار فرشتے حملۂ عرش (عرش اٹھانے والے) رہ جائیں گے ارشاد فرمائے گا اور وہ خوب جاننے والا ہے عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے کہ باقی ہیں تیرے بندے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل اور چار فرشتے عرش اٹھانے والے اور یہ بھی فنا ہو جائیں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ ہمیشہ رہے گا۔ ارشاد فرمائے گا جبریل کی روح قبض کر جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح قبض کریں گے وہ ایک عظیم پہاڑ کی طرح سجدہ میں رب العزت کی تسبیح و

ف ۱　　موت وحیات دونوں وجودی ہیں۔

تقدیس کرتے ہوئے گر پڑیں گے۔ پھر فرمائے گا عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے باقی ہے تیرے بندے میکائیل، اسرافیل، عزرائیل اور عرش اٹھانے والے اور یہ بھی فنا ہوں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ کبھی فنا نہ ہوگا۔ فرمائے گا میکائیل کی روح قبض کر و میکائیل علیہ الصلوۃ والسلام بھی ایک عظیم پہاڑ کی مانند سجدہ میں تسبیح کرتے ہوئے گر پڑیں گے، پھر ارشاد فرمائے گا عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے۔ باقی ہیں تیرے بندے عزرائیل اور اسرافیل اور حملہ عرش اور یہ بھی فنا ہوں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ ہمیشہ رہے گا۔ ارشاد فرمائے گا اسرافیل کی روح قبض کر اسرافیل علیہ الصلوۃ والسلام بھی ایک عظیم پہاڑ کی طرح سجدہ میں تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے گر پڑیں گے اور پھر فرمائے گا عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے باقی ہے تیرے بندے حملہ عرش اور باقی ہے تیرا بندہ عزرائیل اور یہ بھی فنا ہوں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ ہمیشہ باقی رہے گا۔ فرمائے احملہ عرش کی روح قبض کر وہ سب بھی اسی طرح مر جائیں گے۔ پھر ارشاد فرمائے گا عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کرے گے باقی ہے تیرا بندہ عزرائیل اور یہ بھی فنا ہوگا اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور کبھی فنا نہ ہوگا۔ ارشاد فرمائے گا مت مر جا عزرائیل علیہ الصلوۃ والسلام بھی ایک عظیم پہاڑ کی مانند رب العزت کے حضور سجدے میں تسبیح کرتے ہوئے گر پڑیں گے اور روح نکل جائے گی اس وقت سوا رب العزت جل جلالہٗ کے کوئی نہ ہوگا اس وقت ارشاد ہوگا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ آج کس کے لئے بادشاہت ہے کوئی ہو تو جواب دے۔ خود رب العزت جل جلالہٗ جواب فرمائے گا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ o اللہ واحد قہار کے لئے ہے جب تک چاہے گا یہی حالت رہے گی پھر جب چاہے گا اسرافیل علیہ الصلوۃ والسلام کو زندہ فرمائے گا وہ صور پھونکیں گے قیامت قائم ہوگی حساب ہوگا جنتی جنت میں اور ابدی دوزخی، دوزخ میں داخل ہو جائیں گے اور گنہگار مسلمان جہنم سے نجات پا جائیں گے کہ منادی جنت و دوزخ کے درمیان جنت و دوزخ والوں کو ندا کرے گا۔ جہنمی نہایت خوشی سے جھانکنے لگیں گے کہ شاید نجات کے لئے ہم کو ندا دی گئی اور جنت والے نہایت خوف کے ساتھ جھجکتے ڈرتے غرفات جنت سے جھانکیں گے کہ کہیں پھر ہم سے کوئی خطا نہ ہوئی ہے جس سے دوزخ میں

ف ۱ قیامت اور بعد قیامت کے بعض احوال۔

بھیج دیئے جائیں پھر موت کا مینڈھا لایا جائے گا جنتیوں سے پوچھا جائے گا تم اس کو پہچانتے ہو سب کہیں گے ہاں ہم پہچانتے ہیں یہ موت ہے پھر جنت و دوزخ کے درمیان یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہاتھ سے اس کو ذبح فرمائیں گے پھر جہنمیوں سے کہا جائے گا اب تم ہمیشہ جہنم میں رہو۔ کبھی مرنا نہیں بالکل مایوس ہوکر پلٹیں گے ایسا رنج ان کو کبھی نہ ہوا ہوگا پھر جنتیوں سے کہا جائے گا اب تم جنت میں ہمیشہ رہو اب کبھی مرنا نہیں وہ نہایت خوش ہوکر پلٹیں گے ایسی خوشی ان کو کبھی نہ ہوئی ہوگی۔

عرض: تراویح میں ختم کے روز مفلحون تک پڑھنا کیسا ہے۔

ارشاد: سنت ہے حدیث میں ایسا کرنے کو حال مرتحل فرمایا ہے یعنی منزل پر پہنچ کر کوچ کر دینے والا۔ جب ایک پارہ پڑھ چکتا ہے شیطان کہتا ہے اب شاید رک جائے نہ پڑھے جب دوسرا پارہ ختم کرتا ہے کہتا ہے اب شاید نہ پڑھے اسی طرح ہر پارہ پر کہتا ہے یہاں تک کہ جب تیسوں پارے ختم ہو جاتے ہیں کہتا ہے اب نہ پڑھے گا اب ختم کر لیا پھر مفلحون تک پڑھتا ہے کہتا ہے یہ نہ مانے گا پڑھتا ہی رہے گا مایوس ہو جاتا ہے اس کی امید ٹوٹ جاتی ہے۔

عرض: جن دو رکعتوں میں اول میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور دوسری میں الم مفلحون تک پڑھا جائے ان میں خلاف ترتیب لازم آئے گا۔

ارشاد: کیوں لازم آئے گا۔ اولیائے کرام نے ایک رکعت میں دس دس ختم کئے ہیں آخر ان میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کے بعد الم پڑھنا کیسا ہے۔

عرض: سورۂ اخلاص کا تراویح میں تین بار پڑھنا کیسا ہے۔

ارشاد: مستحب ہے صحیح حدیث میں آیا کہ سورۂ اخلاص ثلث[۲] قرآن ہے تو تین بار پڑھنے میں پورے قرآن عظیم کے ملنے کی امید ہے۔

عرض: یہ بھی آیا ہے کہ سورۂ کافرون ربع قرآن ہے تو اس کو اگر چار مرتبہ پڑھے۔

ف ۱ ختم کے دن مفلحون تک پڑھنے کا حکم۔

ف ۲ سورۂ اخلاص ثلث قرآن ہے تین بار پڑھے تو پورے قرآن عظیم کا ثواب ملے۔

ارشاد: خیر مسلمان میں رائج یوں ہے اور سورۂ اخلاص[1] کا ثلث قرآن ہونا متواتر حدیث میں ہے اور سورۂ کافرون کا ربع متواتر نہیں۔

عرض: بعض لوگ قل ہو اللہ شریف تین بار پڑھتے ہیں۔ اور ہر بار بسم اللہ بآواز پڑھتے ہیں۔

ارشاد: ایک بار بآواز تسمیہ ہونا چاہئے خواہ کہیں ہو الم کے اول ہو یا سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس کے اول ہو یا سورۂ اخلاص شریف کے اول ہو اور باقی آہستہ ہو۔

عرض: وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سے کیا مراد ہے۔

ارشاد: سبع[2] مثانی کی تفسیر کی گئی ہے۔ سورۂ فاتحہ شریف کے ساتھ

عرض: قبرستان میں[3] بآواز قرآن عظیم پڑھنا کیسا ہے۔

ارشاد: ایسی آواز سے پڑھنا مستحسن ہے کہ اموات سنیں اور ان کا دل بہلے نہ اتنی کہ بہ آواز سے کہ مردے کو بھی پریشان کرے۔

عرض: وقت دفن[4] اذان کیوں کہی جاتی ہے۔

ارشاد: دفع شیطان کے لئے۔ حدیث میں اذان جب ہوتی ہے شیطان ۳۶ میل بھاگ جاتا ہے۔ الفاظ حدیث میں یہ ہیں کہ روحا تک بھاگتا ہے اور روحا مدینہ سے ۳۶ میل دور ہے اور وہ وقت ہوتا ہے دخل شیطان کا جس وقت منکر نکیر سوال کرتے ہیں مَنْ رَّبُّکَ تیرا رب کون ہے یہ لعین دور سے کھڑا اشارہ کرتا ہے اپنی طرف کہ مجھ کو کہدے جب اذان ہوتی ہے بھاگ جاتا ہے وسوسہ نہیں ہوتا پھر سوال کرتے ہیں مَا دِیْنُکَ تیرا دین کیا ہے؟ اس کے بعد سوال کرتے ہیں مَا تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ ان کے بارے میں کیا کہتا ہے اب معلوم کہ سرکار خود تشریف لاتے ہیں یا روضۂ مقدسہ سے پردہ اٹھایا جاتا ہے شریعت نے کچھ تفصیل نہ بتائی اور چونکہ امتحان کا وقت ہے اس لئے ھذا النبی نہ کہیں گے ھذا الرجل کہیں گے۔

ف۱　سورۂ اخلاص ثلث قرآن ہونا حدیث متواتر سے ثابت سورۂ کافرون کا ربع قرآن ہونا ایسا نہیں۔

ف۲　سبع مثانی سے کیا مراد۔

ف۳　قبرستان میں بآواز قرآن کی تلاوت

ف۴　دفن کے بعد اذان کیوں دی جاتی ہے۔

عرض: یہ زمین قیامت کے روز دوسری زمین سے بدل دی جائے گی۔

ارشاد: ہاں[۱] ان زمین و آسمان کا دوسرے زمین و آسمان سے بدلا جانا تو قرآن عظیم سے ثابت ہوتا ہے ارشاد ہوتا ہے یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ ۝ جس دن بدل جائے گی یہ زمین دوسری زمین سے اور آسمان بھی اور کھل جائیں گے (قبروں سے لوگ) اللہ واحد قہار کے لئے مگر آسمان کے لئے یہ نہیں معلوم کہ وہ آسمان کا ہے ہوگا ہاں[۲] زمین کے بارہ میں صحیح حدیث آئی ہے جس میں ہے کہ آفتاب قیامت کے دن سوا میل پر آجائے گا صحابی جو اس کے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ میل سے مراد مسافت ہے یا میل سرمہ پھر فرمایا اگر میل مسافت ہی مراد ہے تو بھی کتنا فاصلہ ہے آفتاب[۳] چار ہزار برس کے فاصلے پر ہے اور پھر اس طرف کو پیٹھ کئے ہے اس روز کہ سوا میل پر اور اس طرف کو منہ کئے ہوگا اس روز کی گرمی کا کیا پوچھنا اسی حدیث میں ہے کہ زمین لوہے کی کردی جائے گی۔ (پھر فرمایا) اور جنت[۵] میں چاندی کی زمین ہو جائے گی اور یہ زمین وسعت کیا رکھتی ہے ان تمام انسانوں جانوروں کے لئے جو روز ازل سے روز آخرت تک پیدا ہوئے ہوں گے حدیث میں ہے کہ رحمن بڑھائے گا زمین کو جس طرح روٹی بڑھائی جاتی ہے اس وقت کروی شکل[۶] پر ہے اس لئے اس کی گولائی ادھر کی اشیاء کو حائل ہے اور اس وقت ایسی ہموار کردی جائے گی کہ اگر ایک دانہ خشخاش کا اس کنارہ پر پڑا ہو اس کنارۂ زمین سے دکھائی دے گا۔

حدیث میں ہے:

یُبْصِرُهُمُ النَّاظِرُ وَ یُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي ۔

ف ۱ مردے سے سوال میں ہذا الرجل کیوں کہتے ہیں۔

ف ۲ قیامت کے بعض احوال۔

ف ۳ روز قیامت میں زمین و آسمان بدل جائے گے زمین لوہے کی ہوگی اور آسمان اللہ جانے

ف ۴ آفتاب اب چار ہزار برس کے فاصلہ پر ہے اور قیامت میں سوا میل پر ہوگا۔ میل سے ممکن ہے کہ میل سرمہ مراد ہو۔

ف ۵ جنت کی زمین چاندی کی ہوگی۔

ف ۶ زمین اب کروی شکل کی ہے قیامت کے دن ہموار کی جائے گی۔ کیسی ہموار۔

دیکھنے والا ان سب کو دیکھے گا اور سنانے والا ان سب کو سنائے گا۔

عرض: حضور یہ صحیح ہے کہ زمین جنت کی شکر[1] بنادی جائے گی۔

ارشاد: میں نے نہ دیکھا ہاں یہ تو ہے کہ محشر کے عرصات میں گرمی شدت کی ہوگی۔ پیاس بہت ہوگی اور دن طویل ہے بھوک کی تکلیف بھی ہوگی اس لئے مسلمانوں کے لئے زمین[2] مثل روٹی کے ہوجائے گی کہ اپنے پاؤں کے نیچے سے توڑے گا اور کھائے گا۔

عرض: حضور والا یہ صحیح ہے کہ کعبہ معظمہ جنت میں جائے گا۔

ارشاد: ہاں کعبہ معظمہ اور تمام مساجد۔

عرض: اور حضور روضۂ اقدس ﷺ

ارشاد: روضۂ اقدس[3] افضل ہے یا کعبہ معظمہ۔

عرض: روضۂ اقدس ﷺ

ارشاد: پھر جب مفضول جائیگا تو افضل کے جانے میں کیا شبہ۔ صرف روضۂ اقدس ہی نہیں بلکہ تمام[4] تربتیں انبیائے کرام علیہم السلام کی۔

عرض: حضور اقدس ﷺ کی قسم کھا کر خلاف کرنے سے کفارہ لازم آتا ہے۔

ارشاد: نہیں۔

عرض: حضور اقدس ﷺ کی قسم کھانا جائز ہے۔

ارشاد: نہیں۔

عرض: کیوں؟ کیا بے ادبی ہے۔

ارشاد: ہاں۔

ف۱ اس زمین کے جنت کی شکر بنادیئے جانے کی نسبت۔

ف۲ قیامت میں مسلمانوں کے لئے یہ زمین روٹی کی طرح ہوگی۔

ف۳ کعبہ معظمہ اور تمام مساجد داخل جنت ہوں گی۔

ف۴ روضۂ اقدس کعبہ سے افضل ہے۔

ف۵ انبیاء علیہم السلام کی تربتیں داخل جنت ہوں گی۔

عرض: سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عصا میں دیمک لگ جانا صحیح ہے۔

ارشاد: ہاں سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام جنوں سے بیت المقدس[1] بنوا رہے تھے اور آپ کا قاعدہ یہ تھا کہ خود کھڑے ہو کر کام لیتے تھے۔ اگر آپ وہاں تشریف فرما نہ ہوتے تو یہ معمار شرارت کرتے تھے ابھی ایک سال کا کام باقی تھا کہ آپ کے انتقال کا وقت آ گیا۔ آپ نے غسل فرمایا کپڑے نئے پہنے خوشبو لگائی اور اسی طرح تشریف لائے عصا پر تکیہ فرما کر کھڑے ہو گئے۔ عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی روح قبض[2] کر لی آپ اسی طرح عصا پر ٹیک لگائے رہے پہلے تو جنوں کو رات کی فرصت مل جاتی تھی اب دن رات برابر کام کرنا پڑتا تھا۔ حضرت ہر وقت کھڑے ہی رہتے تھے اور اجازت مانگنے کی کسی میں ہمت نہ تھی ناچار سال بھر تک یک لخت دن رات برابر کام کیا انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام بعینہا ویسے ہی رہتے ہیں۔ ان میں کوئی تغیر نہیں آتا، سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم مبارک بھی اسی طرح رہا جب کام پورا ہو چکا، دیمک کو حکم ہوا اس نے آپ کے عصا کو کھانا شروع کیا جب عصا کمزور ہوا آپ نیچے تشریف لائے، جن پہلے غیب کے علم کا اعا رکھتے تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ کھل گیا، جنوں کا حال اگر غیب جانتے کیوں رہتے ایک سال سخت عذاب میں۔

عرض: کیا حضور حیوانات[3] بھی ناطق ہیں۔

ارشاد: بلاشبہ۔

عرض: انسان کو حیوانات سے تمیز ناطق ہی تھی، ناطق ہی فصل ہے۔ اور فصل کا دو جنسوں میں اشتراک محال۔

ارشاد: یہ تمیز کس کے نزدیک ہے جاہل فلاسفہ حمقا کے نزدیک ہر شے ناطق ہے، شجر، حجر، دیوار، و در سب ناطق ہیں نص ہے قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْ اَنْطَقَ کُلَّ شَیْءٍ ط اعضاء کہیں گے کہ ہم کو

ف ۱ بیت المقدس کی تعمیر کا کام حضرت سید سلیمان علیہ السلام نے خود اپنے سامنے کھڑے ہو کر جنوں سے لیا۔

ف ۲ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام عصا پر تکیہ لگائے قیام فرماتے تھے اسی حالت میں قبض روح ہوا۔

ف ۳ حیوانات بھی ناطق ہیں۔

اس اللہ نے ناطق کیا، جس نے ہر شے کو ناطق کر دیا اور نصوص[۱] کا ان کے ظواہر پر حمل واجب بلا ضرورت ان میں تاویل باطل و نامسموع[۲] اِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ o وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ کوئی شے ایسی نہیں کہ اللہ کی تسبیح و تحمید نہ کرتی ہو۔ لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔ ہر شے مکلف ہے حضور اقدس ﷺ پر ایمان لانے اور خدا کی تسبیح کی ساتھ۔

عرض: کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَهٗ وَ تَسْبِیْحَهٗ ط سے ان کا نماز پڑھنا ثابت ہے۔

ارشاد: اوّل تو یہ آیت خاص پرندوں اور ذوی العقول کے باب میں ہے۔ سیاق آیت ہے، اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ الطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ ط کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَهٗ وَتَسْبِیْحَهٗ۔ کیا نہیں دیکھتے جو لوگ زمین و آسمان میں ہیں اور پرندے صف باندھے ہوئے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ ہر ایک نے اپنی نماز اور تسبیح کو پہچان لیا دوسرے یہ کہ اس آیت میں لف ونشر مرتب مانا جائے کہ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نے اپنی نماز کو جان لیا اور پرندوں نے اپنی تسبیح کو تیسرے یہ کہ اگر اس آیت کو عام رکھا جائے تو از قبیل عطف عام علی الخاص ہو جائے گا، جمادات نباتات کی نماز وہی ان کا ایمان وتسبیح ہے (پھر فرمایا) ان میں مادۂ معصیت بھی ہے ان کے لائق جو سزا ہوتی ہے وہ ان کو دی جاتی ہے، اہل کشف فرماتے ہیں تمام جانور تسبیح کرتے ہیں، جب تسبیح چھوڑ دیتے ہیں اسی وقت ان کی موت آتی ہے ہر پتہ تسبیح کرتا ہے۔ جب تسبیح غفلت کرتا ہے اسی وقت درخت سے جدا ہو کر گر پڑتا ہے، جب مجمع ہوا کفار کا مدینہ طیبہ پر کہ اسلام کا قلع قمع کر دیں غزوۂ احزاب کا واقعہ ہے۔ رب عزوجل نے مدد فرمانا چاہی اپنے حبیب کی شمالی ہوا کو حکم ہوا جا اور کافروں کو نیست و نابود کر دے۔ اس نے کہا اَلْحَلَائِلُ لَا یَخْرُجْنَ بِاللَّیْلِ بیبیاں رات کو باہر نہیں نکلتیں فَاَعْقَمَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی تو اللہ نے اس کو بانجھ کر دیا۔ اسی وجہ سے شمالی[۴] ہوا سے کبھی پانی نہیں برستا، پھر صبا (یعنی پروائی) سے فرمایا فَقَالَتْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا تو اس نے عرض کیا ہم نے سنا اور اطاعت کی وہ گئی اور کفار کو برباد کرنا شروع کیا صرف ایک خندق درمیان میں

ف۱ فلاسفہ کے صرف انسان کو ناطق بنانے کا رد بازغ۔ ف۲ نصوص کا ظواہر پر حمل واجب ہے بے ضرورت تاویل باطل۔ ف۳ ہر شے حضور کی تصدیق اور اللہ عزوجل کی تسبیح کے ساتھ مکلف ہے۔ ف۴ شمالی ہوا سے پانی کیوں نہیں برستا پروائی سے کیوں برستا ہے۔ ف۵: حیوانات نباتات جمادات معصیت کرتے ہیں اور جس سزا کے لائق ہیں سزا بھی پاتے ہیں۔

تھی۔ اس پار مسلمان تھے اس پار کفار اور ہر صبح تک چراغ جلتے تھے اور دوسری طرف اونٹ بردہ بردہ کوں پر گرے تو پروائی[1] کو یہ نعمت دی کہ بارش اسی کے ساتھ ہوتی ہے (پھر فرمایا) ایک ایک روحانیت تو ہر نبات ہر ہر جماد سے متعلق ہے اسے خواہ اس کی روح کہا جائے یا اور کچھ وہی مکلف ہے ایمان و تسبیح کے ساتھ حدیث[3] میں ہے۔ **ما من شیء الا و یعلم انی رسول اللہ الا مردۃ الجن و الانس** کوئی شے ایسی نہیں جو مجھ کو خدا کے رسول نہ جانتی ہو سوا سرکش جن اور انسانوں کے۔

عرض: پھر انسان اور دیگر حیوانات میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔

ارشاد: عقل[4] ہے اور وہ تکالیف شرعیہ جو رکھی گئی ہیں اس پر اور وہ امانت ہے۔ جس کو اٹھا لیا انسان نے انا عرضنا **الامانة علی السموٰت والارض والجبال فابین ان یحملنھا و اشفقن منھا و حملھا الانسان ط انہ کان ظلوما جھولا** ۝ بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اٹھالی بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔

عرض: حضور والا وہ امانت کیا تھی۔

ارشاد: اس[1] میں اختلاف ہے علماء فرماتے ہیں وہ عشق الٰہی (پھر فرمایا بیان سابق کی طرف توجہ فرمائی فرمایا) علماء[2] فرماتے ہیں جو ان کے حس و ادراک پر ایمان نہ لائے اس کیا ایمان میں نقص ہے، یہ سب ایمان لائے ہیں، حضور پر (صلی اللہ علیہ وسلم) کوئی ایسی چیز نہیں۔ یہاں تک کہ مصنوعات انسانیہ جیسے (اپنی گھڑی اور ڈبیہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) یہ گھڑی یہ ڈبیہ کہ ان کو انسان نے بنایا ہے، مگر روز ازل سب سے عہد لیا گیا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ تو اگر فہم و ادراک نہ تھا تو یہ عہد کیسا قرآن عظیم میں ہے: **فقال لھا و للارض ائتیا طوعا و کرھا ط قالتا اتینا**

ف ۱ شمالی ہوا سے پانی کیوں نہیں برستا

ف ۲ پروائی سے کیوں برستا ہے۔

ف ۳ ہر شے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی جانتی ہے سوا سرکش انسانوں اور جنوں کے۔

ف ۴ انسان و حیوان۔ امتیاز کی شے عقل ہے۔

طائعین o فرمایا آؤ تم خوشی سے آئے یا مجبوراً (کہ چاہتے نہ تھے مگر مجبور ہو کر چلے آئے) تو انہوں نے کہا کہ ہم خوشی سے آئے جس طرح تمہارا بدن نہیں سمجھتا وہ روح سمجھتی ہے۔ جو اس بدن سے متعلق ہے اسی طرح وہ اجسام بھی سننے سمجھنے والے نہیں بلکہ وہ روحانیتیں جو ان سے متعلق ہیں۔

عرض: تو پھر یہ تقسیم موجودات دنیا کی حیوانات نباتات جمادات کی طرف غلط ٹھہرے گی۔

ارشاد: ہاں یہ ظاہر بینوں کی تقسیم ہے اور ظاہر نظر میں یہ تقسیم صحیح بھی ہے۔ مگر نظر دقیق میں نہیں ابتدائے اسلام میں کفار دشمن سخت تھے۔ حضور اقدس ﷺ تشریف لئے جا رہے تھے راہ میں ایک پہاڑ پر تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا پہاڑ سے آواز آئی ؂ حضور مجھ پر نہ تشریف لائیں کہ مجھ پر کوئی جگہ امن کی نہیں مجھے خوف ہے کہ اگر کفار نے حضور کو مجھ پر پالیا اور ایذا دی۔ تو اللہ مجھ پر وہ سخت عذاب نازل کرے گا کہ کبھی نہ نازل کیا ہوگا، سامنے دوسرا پہاڑ تھا اس نے آواز دی اِلَیَّ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یارسول اللہ ﷺ حضور میری طرف تشریف لائیں۔ سرکار اس پر تشریف لے گئے تو اگر علم ادراک ونطق نہ تھا تو کیونکر ایسا ہوا جب آیہ کریمہ نازل ہوئی وَ قُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ط جہنم کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ پہاڑوں نے رونا شروع کیا یہ آنسو ہیں دریا جو بہہ گئے ہیں (پھر فرمایا) رجوع وخشوع وخضوع عام ہے۔ تمام حیوانات ونباتات وجمادات کو یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَالطَّیْرَ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے لوہے کا نرم ہو جانا اسی کا حکم سے تھا۔ محض ارادہ اللہ سے موم ہو جاتا تھا۔ جیسے ٹھنڈا ہو جانا آگ کا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فرمایا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ ط اے ؂ آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا ابراہیم پر یا نار دعام فرمایا تھا جتنی آگیں تھیں دنیا کی سب ٹھنڈی ہو گئیں روئے زمین پر کہیں آگ کا نام و نشان نہ رہا اور یہ آگ تو ایسی ٹھنڈی ہوگئی کہ علماء فرماتے ہیں اگر سلاما نہ فرماتا اتنی ٹھنڈی ہو جاتی کہ اس کی ٹھنڈک ایذا دیتی کئی کوس کے گرد میں وہ آگ تھی کوئی اس کے قریب بھی نہ جا سکتا تھا۔

ف ۱ وہ امانت جس کے تحمل سے آسمانوں زمین اور پہاڑ نے انکار کیا اور انسان نے اسے اٹھایا ہے۔

ف ۲ ہر شے سمع و ادراک رکھتی ہے جو اس پر ایمان نہ لائے وہ کامل ایمان نہیں۔

ف ۳ پہاڑوں کا علم ادراک نطق۔

اب فکر ہوئی کہ ان کو ڈالیں گے۔ کیوں کر شیطان ملعون آیا اور گوپھن بنانا سکھایا کہ اس طرح کا بنا کر اس میں ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بٹھا کر پھینک دو جب آپ کو گوپھن میں بٹھا کر آگ کی محاذات پر آئے جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہوئے۔ عرض کی اَلَکَ حَاجَۃٌ یَا اِبْرٰھِیْمُ کوئی حاجت ہے فرمایا اَمَّا مِنْکَ فَلَا ہے تو مگر تم سے عرض کی تو جس سے ہے اُسی سے کہئے فرمایا۔ عِلْمُہٗ بِحَالِیْ کَفَانِیْ عَنْ سُؤَالِیْ وہ خود جانتا ہے۔ عرض کی ضرورت نہیں۔ قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ۔

عرض: یہ صحیح ہے کہ حیوانات مٹی ہو جائیں گے تو ان کی ارواح کہاں جائیں گی۔

ارشاد: مٹی ہو جائیں گی یہ تو ثابت ہے آگے کچھ نہ فرمایا شرح نے بتایا کہ جو حیوانات موذی ہیں وہ دوزخ میں کافروں کا عذاب دینے کے لئے جائیں گے۔ ان کو خود کوئی تکلیف نہ ہوگی، جس طرح فرشتگان عذاب کو خود کوئی تکلیف نہ ہوگی اور اصحاب کہف کا کتا بلعم باعور کی شکل میں جنت میں جائے گا اور بلعم اس کتے کی شکل ہو کر جہنم میں جائیں اور ناقۂ صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ناقۂ عضباحت میں جائیں گے۔ باقی حیوانات مٹی کر دیے جائیں گے ان کو مٹی ہوتا دیکھ کر کفار کہیں یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا ہ کاش میں بھی (انہیں کی مانند) مٹی ہو جاتا۔

عرض: کیا حضور جنت میں جنات نہ جائیں گے۔

ارشاد: ایک قول یہ بھی ہے کہ جنت کے آس پاس مکانوں میں رہیں گے۔ جنت میں سیر کو آیا کریں گے (پھر فرمایا) جنت تو جاگیر ہے، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُن کی اولاد میں تقسیم ہوگی۔

تمت

ف۱ دریا پہاڑوں کے آنسو ہیں۔

ف۲ رجوع وخشوع حیوانات وجمادات ونباتات سب کو عام ہے۔

ف۳ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل جلیل پر نار نمرود کے بردوسلام ہونے کا ذکر۔

ف۴ حیوانات قیامت کے بعد مٹی ہو جائیں گے اور کون کون سے جنت میں کون سے دوزخ میں جائیں گے۔

ف۵ جن جنت میں جائیں گے یا نہیں۔

نعت

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحیٰ ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم
ترے خلق کو حق نے عظیم کہا تری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوا شہا ترے خالقِ حسن و ادا کی قسم
وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم
ترا مسند ناز ہے عرش بریں ترا محرمِ راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم
یہی عرض ہے خالق عرض و سما وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ ترا
مجھے ان کی جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خلد کی جس کی صفا کی قسم
تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف و عطا، تجھی پہ بھروسا تجھی سے دعا
مجھے جلوئے پاک رسول دکھا تجھے اپنے عزو علا کی قسم
مرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے امید ہے، تجھ سے رجا
تو رحیم ہے ان کرکرم ہے گواہ وہ رحیم ہیں تیری عطا کی قسم
یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ مجھے شوخیٔ طبع رضا کی قسم

(اعلیٰ حضرت بریلوی)

ہمارے اِدارے کی چند اسلامی کتب

قرآن کی کرنیں	محمد مظفر شاہ	60.00
ذِکر اللہ جل جلالہ	پروفیسر محمد اکرم مدنی	120.00
معجزاتِ مصطفےٰ ﷺ	پروفیسر محمد اکرم مدنی	150.00
معمولاتِ مصطفےٰ ﷺ	پروفیسر محمد اکرم مدنی	120.00
شانِ والدین رسول اللہ ﷺ	پروفیسر محمد اکرم مدنی	60.00
کراماتِ صحابہ رضی اللہ عنہم	عبدالمصطفیٰ اعظمی	150.00
جنتی زیور	عبدالمصطفیٰ اعظمی	150.00
احکامِ شریعت	مولانا احمد رضا خان بریلویؒ	90.00
حیاۃ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	راجہ طارق محمود	150.00
سیرۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا	حافظ ناصر محمود	90.00
بارہ تقریریں	قاری عتیق الرحمٰن	90.00
جادو کا علاج	الشیخ عبدالسلام بالی	150.00
اسلام میں حلال وحرام	علامہ یوسف القرضاوی	120.00

- قصص الانبیاء

- تذکرۃ الاولیاء
- معمولاتِ مصطفےٰ ﷺ
- احکامِ شریعت
- شانِ والدین رسول اللہ ﷺ
- حدائق بخشش
- ذکر اللہ جل جلالہ
- کراماتِ صحابہ رضی اللہ عنہم
- ذکر اللہ والوں کے
- غنیۃ الطالبین
- نعت سرورِ عالم ﷺ
- کیمیائے سعادت
- سیرتِ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا
- مکاشفۃ القلوب
- انبیاء کرام علیہم السلام کوئز
- عملیاتِ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

- مجرباتِ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
- حیاۃ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ